۲۰۰ قواعد فقہیہ سے زائد قواعد پر ایک مستند کتاب

قواعدِ فقہیہ
مع
قواعدِ ضوابط

مصنف

علامہ محمد لیاقت علی رضوی

فاضل درسِ نظامی جامعہ نعیمیہ لاہور پاکستان

برادرز

اردو بازار ○ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

MARCH 2020

اہلسنت و جماعت کا قرآن و سنت کا عظیم اِدارہ

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

طلباء

شعبہ حفظ: 163 | شعبہ ناظرہ: 395

شعبہ درس نظامی: 120 | شعبہ تجوید: 12

اور انہی شعبہ جات میں 500 سے زائد طلبا اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم و بیش 120 طلباء مدرسے میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام و قیام اور میڈیکل کا مکمل خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ و ناظرہ 14 اساتذہ | شعبہ درس نظامی و تجوید 12 اساتذہ

شعبہ عصری علوم یعنی اسکول و کمپیوٹر 14 اساتذہ | باورچی 3 خادم 4 چوکیدار 2

کل طلباء کم و بیش 700 اور مکمل اسٹاف 49 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION

HABIB BANK LTD. BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE: MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA (TRUST)
ACC NO: 00500025657003 - BRANCH CODE :0050

www.facebook.com/markazuloloom

https://www.waseemziyai.com https://www.youtube.com/waseemziyai

۲۰۰ قواعد فقہیہ سے زائد قواعد پر ایک مستند کتاب

قواعدِ فقہیہ
مع
فوائدِ رضویہ

مصنف

علامہ محمد لیاقت علی رضوی

فاضل درسِ نظامی جامعہ نعیمیہ لاہور پاکستان

شبیر برادرز®

زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

شبیر برادرز اردو بازار ۰ لاہور

www.waseemziyai.com

الحمد ﷲ اول الشکر من اول الامر

جملہ حقوقِ ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

قواعدِ فقہیہ فوائدِ رضویہ

ناشر: ملک شبیر حسین

سنِ اشاعت: ستمبر 2009ء / رمضان المبارک 1430ھ

طابع: اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

کمپوزنگ: وارث زمیکر

سرورق: اے ایف ایس ایڈورٹائزرز لاہور

قیمت: روپے

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

www.waseemziyai.com

فہرست

مضمون	صفحہ
﴿فہرست قواعد﴾	۴۳
خوشبوئے سخن	۴۳
تقدیم	۴۴
﴿مصنف ''قواعد فقہیہ مع فوائد رضویہ'' کا تعارف﴾	۴۶
تقریظ	۴۹
تقریظ	۵۰
تبصرہ	۵۱
تاثرات	۵۴
مقدمہ	۵۶
قاعدہ کی تعریف	۵۸
اصول کی تعریف	۵۸
شریعت کا مطلب	۵۸
دین کی تعریف	۵۸
اسلام کی تعریف	۵۹
دلیل کی تعریف	۵۹
برہان کی تعریف	۵۹
فقہ کی تعریف	۵۹
مذہب وملت کی تعریف	۵۹
فقہ کی اہمیت	۵۹
تاریخ قواعد فقہیہ	۶۰
انتباہ	۶۰
قواعد فقہیہ کے فوائد	۶۱
۱-مقاصد شرعیہ کو سمجھنا	۶۱
۲-فروعات کو جمع کرنا	۶۱
۳-فقہ میں ملکہ پیدا کرنا	۶۱
۴-فتاوی میں سہولت	۶۱
۵-لامحدود جزئیات کا حل	۶۱
۶-فتاوی میں صحت وعدم صحت کا ادراک	۶۱
۷-جدید مسائل کا صحیح ادراک	۶۲
۸-غیر منصوص مسائل کا حل	۶۲
۹-شرعی احکام کی علل واسباب کا فہم	۶۲
۱۰-ترجیحی علل وحکمتوں کا فہم	۶۲
۱۱-ظاہری اور روحانی فوائد پر اعتماد	۶۲
قاعدہ نمبر 1	۶۲
نیت کا معنی	۶۳
۱-عرف اور اعتبار نیت	۶۳
قاعدہ	۶۴

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
۲-نیت کے مشروع ہونے کی وجہ	۶۵
۳-حصول ثواب کے لئے عمل پر قادر ہونا	۶۵
۴-نیت کے قائم مقام ظاہری عمل کا اعتبار	۶۵
۵-اضافت والے معاملہ میں اعتبار نیت	۶۶
۶-طلاق صریح محتاج نیت نہیں	۶۶
۷-فساد نیت کی وجہ سے اعمال صالحہ برباد	۶۶
قاعدہ نمبر 2	۶۷
۱-فساد نماز کا حکم	۶۷
۲-اتحاد مقاصد کا حکم	۶۸
۳-دو عبادات کو جمع کرنا	۶۸
۴-مقاصد کی اہمیت	۶۹
۵-مقاصد میں اتحاد	۶۹
قاعدہ نمبر 3	۶۹
شک یا گمان کا معنی	۶۹
۱-جب شک دونوں اطراف سے برابر ہو	۷۰
قاعدہ	۷۰
یقین کے مدارج	۷۱
۱-علم الیقین کی تعریف	۷۱
۲-عین الیقین کی تعریف	۷۱
۳-حق الیقین کی تعریف	۷۱
قاعدہ	۷۱
قاعدہ نمبر 4	۷۱
قاعدہ	۷۲

مضمون	صفحہ
ذریعہ کی تعریف	۷۲
حرام کاموں کا ذریعہ بننے والے اعمال کے شرعی احکام	۷۳
۱-اجنبی عورت کے پاس تنہائی	۷۳
۲-مخنث (خسرہ) کا عورتوں کے پاس جانا منع ہے	۷۳
۳-محرم کے بغیر سفر عورت	۷۴
۴-عورتیں اپنی آوازوں کو آہستہ رکھیں	۷۵
۵-دیکھنا حرام ہے	۷۵
۶-کسی کے گھر جھانکنا	۷۶
۷-حالت روزہ میں مبالغہ منع ہے	۷۶
۸-اذان جمعہ کے بعد خرید وفروخت منع ہے	۷۷
۹-شراب کی خرید وفروخت حرام ہے	۷۷
۱۰-عورت کا گھر سے زینت کر کے نکلنا	۷۸
قاعدہ نمبر 5	۷۸
ابن قیم کا انداز جرح وتعدیل	۷۹
۱-مدعی علیہ پر قسم ہونے میں حکمت	۷۹
۲-قسم کی اقسام	۷۹
قسم غموس	۸۰
قسم منعقدہ	۸۰
قسم لغو	۸۰
قاعدہ نمبر 6	۸۰
۱-شرعی رخصتوں کے اسباب	۸۱

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
۱-سفر	۸۱
	۸۲
۱-سفرطویل	۸۲
۲-سفرقلیل	۸۲
۲-مرض	۸۲
۳-اکراہ	۸۲
دس چیزیں مجبوری کے ساتھ بھی ہوجاتی ہیں	۸۳
۴-نسیان (بھولنا)	۸۴
انتباہ	۸۴
۵-عام تکالیف کودورکرنا	۸۴
۶-حالت حیض میں شرعی سہولتیں	۸۵
۷-تیسرا حصہ وصیت	۸۶
۸-وارث کے لئے وصیت نہیں	۸۶
۹-طلاق اوراندازسہولت	۸۹
۱۰-سہولت کے پس منظر میں ارتداد	۹۰
۱۰-تخفیفات سبعہ	۹۰
۱-تخفیف اسقاط؛	۹۰
۲-تخفیف تنقیص (کمی)؛	۹۰
۳-تخفیف ابدال؛	۹۰
۴-تخفیف تقدیم؛	۹۰
۵-تخفیف تاخیر؛	۹۰
۶-تخفیف ترخیص؛	۹۰
۷-تخفیف تغییر؛	۹۰
انتباہ؛	۹۰
قاعدہ نمبر 7	۹۰
قاعدہ	۹۱
قاعدہ	۹۱
قاعدہ	۹۲
قاعدہ نمبر 8	۹۲
حرمت کی اقسام	۹۲
حرمت ابدی	۹۲
حرمت عارضی	۹۳
حرمت ابدی کے اسباب	۹۳
۱-حرمت نسب	۹۳
محرمات نسبیہ	۹۳
۲-حرمت رضاعت	۹۴
مدت رضاعت	۹۴
محرمات رضاعیہ	۹۴
۳-حرمت مصاہرت	۹۵
حرمت نکاح کے عارضی ذرائع واسباب	۹۵
۴-جمع	۹۵
قاعدہ	۹۵
۳-مدخول بھا کی بیٹی یاماں کوجمع کرنا	۹۵
۴-بیوی پراس کی پھوپھی یاخالہ کوجمع کرنا	۹۶
۵-کفروشرک	۹۶
۶-تعدداز واج	۹۶

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
۷-عدت	۹۶
۸-بیٹوں کی بیویاں	۹۶
۹-غیر کے حق میں حرمت	۹۷
۱۰-دین	۹۷
۱۱-غیر مدخولہ کی ماں سے نکاح	۹۷
۱۲-مفقود الشوہر عورت سے نکاح	۹۷
۱۳-طلاق ثلاثہ والی عورت سے نکاح	۹۷
۱۴-مزنیہ عورت کے اصول وفروع حرام ہیں	۹۸
۱۵-عدم ادائیگی حقوق	۹۸
۱۶-مجنون کی دوسری شادی	۹۸
۱۷-بدعقیدہ لوگوں کے ہاں نکاح	۹۹
متعہ اور اسلام	۹۹
انتباہ	۱۰۲
انتباہ	۱۰۲
قاعدہ نمبر 9	۱۰۲
۱-فاحشہ کی اجرت	۱۰۳
۲-رشوت لینا اور دینا حرام ہے	۱۰۳
۳-حلال وحرام میں کافر کے قول کا اعتبار	۱۰۳
قاعدہ نمبر 10	۱۰۴
جانوروں کی اقسام	۱۰۵
انتباہ	۱۰۶
تمام حلال وحرام جانوروں کی دو اقسام ہیں	۱۰۶

مضمون	صفحہ
پانی میں رہنے والے جانوروں کے متعلق احکام	۱۰۶
خشکی پر رہنے والے جانوروں کی حلت و حرمت کے قواعد	۱۰۶
۱-قاعدہ	۱۰۶
مردار، خون اور خنزیر کی حرمت	۱۰۷
قاعدہ	۱۰۸
قاعدہ	۱۰۹
قاعدہ	۱۰۹
ذبح کی دو اقسام ہیں	۱۰۹
ذبح اختیاری	۱۰۹
ذبح اضطراری	۱۰۹
قاعدہ	۱۱۰
قاعدہ	۱۱۰
مذبح کے بچے کا حکم	۱۱۰
معدنیات اور نباتات میں قاعدہ	۱۱۱
حرام جانوروں کے حرام ہونے کی حکمت	۱۱۱
حلال اور طیب میں فرق	۱۱۲
انتباہ	۱۱۲
قاعدہ نمبر 11	۱۱۲
۱-مردار اور بکری	۱۱۴
۲-شرکۃ الحرام بکرے کا گوشت	۱۱۴
۳-مشترکہ لونڈی سے وطی کا عدم جواز	۱۱۴

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
۴-ذبیحہ	۱۱۴
۱-خیر کی تابعیت	۱۱۵
۲-پاکیزہ کو ترجیح	۱۱۵
۳-مختلط کپڑوں میں تحری	۱۱۵
۴-علف حرام اور بکری	۱۱۶
۵-انتفائے فدیہ	۱۱۶
۶-غلبے کا اعتبار	۱۱۶
۷-حرمت رضاعت ثابت ہوجائے گی	۱۱۶
۸-ہدیے کا مال	۱۱۶
۹-لقطہ	۱۱۷
۱۰-بازاری چیزوں کی خرید وفروخت	۱۱۷
۱۱-عقد نکاح میں حلال وحرام کا اعتبار	۱۱۷
قاعدہ نمبر 12	۱۱۷
۱-حدود جاری کرنے کا مقصد	۱۱۸
۲-شریک جائیداد میں حقوق	۱۱۸
۳-لوگوں کے نقصان کی حرمت	۱۱۹
۴-وقف	۱۱۹
۵-قرض خواہوں کا نقصان	۱۱۹
۶-پڑوسی کے اخلاقی وقانونی حقوق	۱۱۹
انتباہ	۱۱۹
۷-نفقہ اولاد صغیر	۱۲۰
۹-بیع تلقی جلب کی ممانعت	۱۲۱
۱۰-بیوی کو نقصان پہنچانے کی ممانعت	۱۲۱
قاعدہ نمبر 13	۱۲۱
۱-کسی کلام پر مجبور کرنا	۱۲۳
۲-کسی کام پر مجبور کرنا	۱۲۳
۱-اشیائے ممنوعہ کو مباح کرنے والی مجبوری	۱۲۳
۲-اشیائے ممنوعہ کو مباح نہ کرنے والی مجبوری	
۱-مجبوری کا معیار	۱۲۳
انتباہ	۱۲۴
۲-مال کو تلف کرنا	۱۲۴
فائدہ	۱۲۴
۳-عدم قتل کی رخصت	۱۲۴
انتباہ	۱۲۵
۴-اکراہ پر اقرار کا درست نہ ہونا	۱۲۵
قاعدہ نمبر 14	۱۲۵
۱-دارالحرب کی اشیائے ضروریہ کا استعمال	۱۲۶
۲-ماءِ مستعمل کا معاف ہونا	۱۲۶
۳-شہید کا خون	۱۲۷
۴-طبیب کا دیکھنا	۱۲۷
۵-مجنون کی دوسری شادی	۱۲۷
قاعدہ نمبر 15	۱۲۷
۱-مسافر چار رکعتیں ادا کرے	۱۲۸
۲-شہید کو غسل نہ دیا جائے	۱۲۸
۳-دس دراہم سے کم قیمت پر چور کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں	۱۲۹

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
۴-ذبیحہ	۱۱۴
۱-خیر کی تابعیت	۱۱۵
۲-پاکیزہ کو ترجیح	۱۱۵
۳-مختلط کپڑوں میں تحری	۱۱۵
۴-علف حرام اور بکری	۱۱۶
۵-انتفائے فدیہ	۱۱۶
۶-غلبے کا اعتبار	۱۱۶
۷-حرمت رضاعت ثابت ہوجائے گی	۱۱۶
۸-ہدیے کا مال	۱۱۶
۹-لقطہ	۱۱۷
۱۰-بازاری چیزوں کی خرید وفروخت	۱۱۷
۱۱-عقد نکاح میں حلال وحرام کا اعتبار	۱۱۷
قاعدہ نمبر 12	۱۱۷
۱-حدود جاری کرنے کا مقصد	۱۱۸
۲-شریک جائیداد میں حقوق	۱۱۸
۳-لوگوں کے نقصان کی حرمت	۱۱۹
۴-وقف	۱۱۹
۵-قرض خواہوں کا نقصان	۱۱۹
۶-پڑوسی کے اخلاقی وقانونی حقوق	۱۱۹
انتباہ	۱۱۹
۷-نفقہ اولاد صغیر	۱۲۰
۹-بیع تلقی جلب کی ممانعت	۱۲۱
۱۰-بیوی کو نقصان پہنچانے کی ممانعت	۱۲۱
قاعدہ نمبر 13	۱۲۱
۱-کسی کلام پر مجبور کرنا	۱۲۳
۲-کسی کام پر مجبور کرنا	۱۲۳
۱-اشیائے ممنوعہ کو مباح کرنے والی مجبوری	۱۲۳
۲-اشیائے ممنوعہ کو مباح نہ کرنے والی مجبوری	
۱-مجبوری کا معیار	۱۲۳
انتباہ	۱۲۴
۲-مال کو تلف کرنا	۱۲۴
فائدہ	۱۲۴
۳-عدم قتل کی رخصت	۱۲۴
انتباہ	۱۲۵
۴-اکراہ پر اقرار کا درست نہ ہونا	۱۲۵
قاعدہ نمبر 14	۱۲۵
۱-دارالحرب کی اشیائے ضروریہ کا استعمال	۱۲۶
۲-ماءِ مستعمل کا معاف ہونا	۱۲۶
۳-شہید کا خون	۱۲۷
۴-طبیب کا دیکھنا	۱۲۷
۵-مجنون کی دوسری شادی	۱۲۷
قاعدہ نمبر 15	۱۲۷
۱-مسافر چار رکعتیں ادا کرے	۱۲۸
۲-شہید کو غسل نہ دیا جائے	۱۲۸
۳-دس دراہم سے کم قیمت پر چور کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں	۱۲۹

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
۴-فساد اعتکاف کا حکم	۱۲۹
قاعدہ نمبر 16	۱۲۹
جھوٹ کی جہات متعددہ	۱۳۱
۱-حرام	۱۳۱
۲-مباح	۱۳۱
۳-واجب	۱۳۱
۲-امانت کی حفاظت	۱۳۱
۳-دوسروں کے حقوق کا تحفظ	۱۳۲
انتباہ	۱۳۲
۴-توریہ اور تعریض کے واسطہ سے جھوٹ بولنا	
توریہ کی تعریف	۱۳۲
تعریض کی تعریف	۱۳۲
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور توریہ	۱۳۲
۵-ترک قراءت جائز نہیں	۱۳۳
قاعدہ نمبر 17	۱۳۳
۱-اجتہاد کا شرعی معنی	۱۳۳
۲-اجتہاد کا ثبوت	۱۳۳
بچے کا فیصلہ	۱۳۴
۳-چار رکعات چار سمتوں کی طرف	۱۳۶
انتباہ	۱۳۶
۴-حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پہلے اجتہاد کو منسوخ نہیں کیا	۱۳۶
انتباہ	۱۳۷

مضمون	صفحہ
اجماع	۱۳۷
اجماع کی تعریف	۱۳۷
انتباہ	۱۳۷
قرآن وسنت کی روشنی میں اجماع	۱۳۸
اہل سنت وجماعت کی اتباع کرو	۱۳۸
گمراہ فرقے دوزخی جبکہ جماعت (اہل سنت وجماعت) جنتی ہیں	۱۳۹
انتباہ	۱۴۰
اجماع اور صحابہ کرام علیہم الرضوان	۱۴۰
اجماع کے مراتب	۱۴۱
۱-اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم	۱۴۱
۴-اجماع علی الاجماع	۱۴۲
۵-بدعقیدہ لوگوں کی کفریہ عبارات کے خلاف اجماع	۱۴۲
انتباہ	۱۴۲
قاعدہ نمبر 18	۱۴۳
قاعدہ نمبر 19	۱۴۴
عرف وعادت کی تعریف	۱۴۵
عرف کی اقسام	۱۴۵
۱-عرف عام	۱۴۶
۲-عرف خاص	۱۴۶
۳-عرف شرعی	۱۴۶
۱-جاری پانی کی تعریف	۱۴۷

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
۲-حیض ونفاس کا حکم	۱۴۷
۳-عمل کثیر کا اعتبار	۱۴۷
۴-خرید وفروخت کی اشیاء میں عرف کی اہمیت	
۵-قاضی کے تحائف	۱۴۷
۶-سکھائے ہوئے شکاری کتے کا اعتبار	۱۴۸
قاعدہ	۱۴۸
۷-دینی مدارس اور تعطیلات کا اعتبار	۱۴۸
۸-دروس حدیث کے لئے وقف مدارس	۱۴۹
انتباہ	۱۴۹
۹-بچے کو دودھ پلانے کے لئے ملازمہ	۱۵۰
۱۰-عاریت کے جہیز کا فیصلہ	۱۵۰
۱۱-صنعتی اشیاء کی تیاری اور عرف	۱۵۰
۱۲-بیوی کا دعویٰ	۱۵۰
۱۳-فاسق آدمی کا دعویٰ	۱۵۱
۱۴-یتیم پر مال خرچ کرنے کا دعویٰ	۱۵۱
قاعدہ	۱۵۱
قاعدہ نمبر 20	۱۵۲
۱-وہ گوشت نہیں کھائے گا	۱۵۳
۲-وہ چھت کے نیچے نہیں بیٹھے گا	۱۵۳
قاعدے کا دوسرا پہلو	۱۵۳
۱-اگر وہ نماز جنازہ پڑھے	۱۵۳
۲-وہ نکاح نہ کرے گا	۱۵۳
قاعدہ	۱۵۴
۱-وصیت میں غیر وارثین کا شمول	۱۵۴
۲-وہ گوشت نہ کھائے گا	۱۵۵
قاعدہ نمبر 21	۱۵۵
۱-ابطال تیمّم	۱۵۶
۲-اصلی کی شہادت	۱۵۶
۳-کھجوروں کی بیع منع وجائز	۱۵۶
قاعدہ نمبر 22	۱۵۷
۱-تکلیف کا ازالہ تکلیف سے نہ کیا جائے	۱۵۸
۲-کارخانہ کو چھینا نہ جائے	۱۵۸
۳-قتل کے لئے ناحق قتل	۱۵۸
قاعدہ نمبر 23	۱۵۹
حرمت سود کا حکم	۱۶۰
معدوم علت کے باوجود حکم شرعی کا اعتبار	۱۶۰
انتباہ	۱۶۰
قاعدہ نمبر 24	۱۶۱
۱-طلاق میں ممانعت کا ثبوت	۱۶۱
۲-طلاق کی اباحت کا ثبوت	۱۶۲
۳-طلاق کی تعریف	۱۶۲
طلاق کی اقسام	۱۶۳
۱-طلاق حسن	۱۶۳
۲-طلاق احسن	۱۶۳
۳-طلاق بدعہ	۱۶۳
۴-حالت مجبوری اور غصہ میں طلاق	۱۶۳

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
۵-طلاق ثلاثہ	۱۶۴
۶-طلاق اور احتیاط	۱۶۴
انتباہ	۱۶۴
قاعدہ	۱۶۵
انتباہ	۱۶۵
حد کی تعریف	۱۶۵
حدود کے قیام کے لئے گواہ	۱۶۵
حدود میں عورتوں کی گواہی قابل قبول نہیں	۱۶۶
۱-حد زنا	۱۶۶
۲-حد سرقہ	۱۶۷
۳-شراب پینے پر حد	۱۶۷
۴-حد قذف	۱۶۷
انتباہ	۱۶۷
اشتباہ کی وجہ سے حد ساقط ہوجاتی ہے	۱۶۸
قاعدہ	۱۶۸
حدود اور قصاص میں فرق	۱۶۹
حدود گناہوں کا کفارہ ہیں	۱۶۹
کبیرہ گناہوں کی تفصیل	۱۷۰
انتباہ	۱۷۰
قاعدہ نمبر 26	۱۷۱
۱-حرمت شکار	۱۷۲
۲-محرم کے لئے ممانعت خوشبو	۱۷۲
۳-منگنی پر منگنی کرنا	۱۷۳
۴-سودے پر سودا کرنا	۱۷۳
قاعدہ نمبر 27	۱۷۳
اباحت سے حرمت کی طرف	۱۷۴
اباحت سے حرمت اور حرمت سے اباحت کی طرف منتقل کرنے والے مختلف ذرائع واسباب	۱۷۴
۱-طلاق	۱۷۴
۲-ظہار	۱۷۴
۳-روزہ	۱۷۵
۴-وضو	۱۷۵
۵-تیمّم	۱۷۵
۶-نماز قصر	۱۷۵
۷-مریض کے لئے نماز کا حکم	۱۷۵
۸-موزے پر مسح	۱۷۶
۹-شرابی پر حد	۱۷۶
۱۰-کلب معلم کا شکار	۱۷۶
۱۱-حیوانات کی طرف احکام حلت	۱۷۷
۱۲-مشرک ومجوسی کا ذبیحہ	۱۷۷
۱۳-مردوں کے لئے ریشم کا لباس پہننا حلال نہیں	۱۷۷
۱۴-وارثین کے لئے وصیت نہیں	۱۷۷
۱۵-قاتل کو وراثت نہ ملے گی	۱۷۸
۱۶-قاتل ومقتول دونوں جنتی	۱۷۸
قاعدہ نمبر 28	۱۷۸

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
قاعدہ	۱۷۹
عادل حکمران کی فضیلت	۱۸۰
عدل حکمرانی کے قواعد	۱۸۰
قاعدہ نمبر۱	۱۸۰
قاعدہ نمبر۲	۱۸۰
قاعدہ نمبر۳	۱۸۰
قاعدہ نمبر۴	۱۸۱
قاعدہ نمبر۵	۱۸۱
قاعدہ نمبر۶	۱۸۱
قاعدہ نمبر۷	۱۸۲
قاعدہ نمبر۸	۱۸۳
قاعدہ نمبر۹	۱۸۴
قاعدہ نمبر۱۰	۱۸۴
قاعدہ۱۱	۱۸۵
قاعدہ نمبر29	۱۸۵
ایثار کا معنی	۱۸۵
۱-صف اوّل کو ترک نہ کیا جائے	۱۸۶
۲-ستر عورت	۱۸۶
۳-پاکیزہ پانی	۱۸۶
۴-کسی شخص کو اس کی جگہ سے نہ اٹھایا جائے	۱۸۷
۵-فقیر کے لئے ایثار افضل ہے	۱۸۷
۶-ایثار پر اجر وثواب کا معیار	۱۸۷
۷-رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ایثار	۱۸۸
اظہار ایثار اور صالحین امت کا عمل	۱۸۹
قاعدہ نمبر30	۱۹۰
صفات عارضیہ	۱۹۰
صفات اصلیہ	۱۹۰
قاعدہ	۱۹۱
استصحاب الحال	۱۹۲
استصحاب کی تعریف	۱۹۲
مسلمان کی عیسائی بیوی	۱۹۳
استصحاب کی صورتیں	۱۹۳
۱-استصحاب معدوم اصلی	۱۹۳
۲-عقلی اور شرعی استصحاب	۱۹۳
۳-استصحاب دلیل	۱۹۴
۴-استصحاب اجماع	۱۹۴
قاعدہ	۱۹۴
قاعدہ نمبر31	۱۹۴
قاعدہ نمبر32	۱۹۶
۱-شرابی کا جوٹھا	۱۹۷
انتباہ	۱۹۷
نوٹ	۱۹۷
۲-بلی کا جوٹھا	۱۹۷
قاعدہ نمبر33	۱۹۸
۱-مرض الموت میں طلاق	۱۹۸
۲-وقت سے پہلے عبادات کی ادائیگی کا حکم	۱۹۹

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
۳-وقت سے پہلے کی گئی قربانی کا حکم	۱۹۹
۱-قاتل ام ولد	۱۹۹
۲-قاتل مدبر	۱۹۹
۳-اجباری خلع	۱۹۹
۴-مال زکواۃ بیچنا	۲۰۰
۵-بیماری میں رخصت	۲۰۰
۶-اجباری وراثت	۲۰۰
۷-قرضہ کی ادائیگی	۲۰۰
۸-اختیاری حائضہ	۲۰۰
۹-زکواۃ کی قبل از وقت ادائیگی	۲۰۱
قاعدہ نمبر 34	۲۰۱
۱-سرکاری ملازمین خیانت سے بچیں	۲۰۱
۲-حاکم کے تقرر کی شرائط	۲۰۲
۱-حق پرستی	۲۰۲
۲-علم	۲۰۲
۳-صحت حواس ونطق	۲۰۲
۴-صحت اعضاء	۲۰۲
۵-عقل وفراست	۲۰۲
۶-شجاعت ودلیری	۲۰۲
تقرر امام کا طریقہ۔تقرر امام کے دوطریقے ہیں	
انتباہ	۲۰۳
۳-حاکم رشوت دینے والے کو عبرت ناک سزا ۲۰۳ دے	

مضمون	صفحہ
۵-نیک اور مباح کاموں میں حاکم کی اطاعت کی جائے	۲۰۴
۶-کافر کو حاکم نہ بنایا جائے	۲۰۴
۷-حاکم کی مخالفت کب کی جائے	۲۰۴
۸-فاسق کی امامت وحکمرانی	۲۰۵
۹-عورت کی حکمرانی	۲۰۵
۱۰-ظالم حکمرانوں کے ظلم پر صبر کرنا	۲۰۶
احتساب نفس ومعاشرہ امن وامان اور حقوق العباد کی اصل ہیں	۲۰۷
درجہ نمبر۱	۲۰۷
درجہ نمبر۲-	۲۰۸
درجہ نمبر۳-	۲۰۸
درجہ نمبر۴-	۲۰۸
درجہ نمبر۵-	۲۰۸
درجہ نمبر۶-	۲۰۸
درجہ نمبر۷-	۲۰۸
درجہ نمبر۸-	۲۰۸
قاعدہ نمبر 35	۲۰۸
طلاق رجعی دوبار تک ہے	۲۰۹
قاعدہ نمبر 36	۲۱۰
نہی کی تعریف	۲۱۰
نفی کی تعریف	۲۱۰
نہی اور نفی میں فرق	۲۱۱

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
۱-حالت حیض میں جماع	۲۱۱
۲-حالت حیض میں نماز، روزے کا حکم	۲۱۱
۳-یوم عید اور یوم نحر کا روزہ	۲۱۱
عیدین اور ایام تشریق میں روزہ نہ رکھنے کی وجہ	
۳-حالت نشہ میں نماز کا حکم	۲۱۲
۴-مشرک عورتوں سے نکاح	۲۱۲
۵-شادی شدہ عورتوں سے نکاح	۲۱۳
قاعدہ نمبر 37	۲۱۳
فرض کی تعریف	۲۱۵
فرض اعتقادی اور فرض عملی میں ترجیح	۲۱۵
حالت نماز میں تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۲۱۵
۱-وقت سے پہلے وضو کرنا	۲۱۶
۲-سلام میں ابتداء کرنا	۲۱۶
قاعدہ نمبر 38	۲۱۶
۱-حالت حیض و جنابت میں غسل	۲۱۷
۲-محرم کا ہاتھ اور پاؤں کے ناخن تراشنا	۲۱۷
۳-آیت سجدہ کی تلاوت کا تکرار	۲۱۷
۴-زنا، شراب اور چوری	۲۱۸
۵-حد زنا اور رجم	۲۱۸
قاعدہ نمبر 39	۲۱۸
جہاد اور اس کے فوائد	۲۱۸
فتح مکہ اور اسلامی جہاد	۲۱۸
قاعدہ نمبر 40	۲۱۹

مضمون	صفحہ
قاعدہ نمبر 41	۲۲۰
علت کی تعریف	۲۲۱
علت اور سبب میں فرق	۲۲۱
قاعدہ نمبر 42	۲۲۱
خراج کی تعریف	۲۲۲
۱-بنجر زمین کو آباد کرنے والے کے لئے حکم	۲۲۲
۲-عاملین زکوۃ کی تنخواہیں	۲۲۲
۳-پیشہ وارانہ محنت اور تنخواہیں	۲۲۳
انتباہ	۲۲۳
قاعدہ	۲۲۳
۱-اشتراکیت کاروبار	۲۲۳
قاعدہ	۲۲۳
قاعدہ نمبر 43	۲۲۴
انتباہ	۲۲۴
۱-اعتقاد صحیح کے بغیر عمل بیکار ہے	۲۲۵
انتباہ	۲۲۵
قاعدہ نمبر 44	۲۲۵
۱-مسافر مقتدی وقتی نماز امام مقیم کے ساتھ چار رکعات پڑھے گا	۲۲۶
۲-نیت اقامت میں متبوع کا اعتبار	۲۲۶
قاعدہ نمبر 45	۲۲۶
۱-ایام جنون کی فوت شدہ نمازیں	۲۲۷
۲-قرض کا ضامن بری	۲۲۸

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
۳-گونگے کی نماز	۲۲۸
۴-طلاق بائنہ ہوجائے گی	۲۲۸
۵-ایام تشریق کی تکبیرات	۲۲۸
انتباہ	۲۲۸
قاعدہ نمبر 46	۲۲۹
۱-وقت سے پہلے اذان دینا	۲۲۹
۲-وقت سے پہلے قربانی کرنا	۲۳۰
قاعدہ نمبر 47	۲۳۰
۱-وجود علت پر ثواب اور معدوم علت پر گناہ	۲۳۰
قاعدہ نمبر 48	۲۳۱
عہد شکنی کی مذمت	۲۳۱
عہد کا معیار اور عدم معیار	۲۳۱
قاعدہ نمبر 49	۲۳۳
شہادت کی تعریف	۲۳۳
شہادت کی اقسام	۲۳۴
۱-عینی شہادت	۲۳۴
۲-سمعی شہادت	۲۳۴
۳-شہادت علی شہادت	۲۳۴
حصول شہادت کے ذرائع	۲۳۴
قاعدہ نمبر 50	۲۳۵
حرام شرابیں اور ان کی علت	۲۳۵
۱-شراب کی حرمت کا حکم	۲۳۵
۲-حالت نشہ میں طلاق کا حکم	۲۳۶
قاعدہ نمبر 51	۲۳۶
۲-سوال کے جواب میں ایقاع طلاق	۲۳۷
۳-عورت کے سوال پر طلاق	۲۳۷
قاعدہ نمبر 52	۲۳۸
وکالت کی تعریف	۲۳۸
۱-وکیل کو اختیار کلی صرف عوض والے معاملات میں ہوگا	۲۳۸
۲-فضولی کا عقد نکاح	۲۳۸
قاعدہ نمبر 53	۲۳۹
اسلامی ریاست یا اجتماعی دفاع کے لئے جاسوسی کی اباحت	۲۳۹
انتباہ	۲۴۰
قاعدہ نمبر 54	۲۴۱
واجب کی تعریف	۲۴۱
تعدیل ارکان کا وجوب	۲۴۱
قاعدہ نمبر 55	۲۴۲
گونگے کے اشاروں کا شرعی حکم	۲۴۲
۲-گونگے کے اشارے کا اعتبار وعدم اعتبار	۲۴۲
قاعدہ نمبر 56	۲۴۳
اگر صراحت معدوم ہو تو دلالت معتبر ہوگی	۲۴۴
قاعدہ نمبر 57	۲۴۴
۱-ساقط الاعضاء کا وضو	۲۴۴
۲-ستر عورت کا حکم	۲۴۵

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
۳-وضو کے زخمی اعضاء	۲۴۵
۴-نجاست دور کرے یا وضو کرے	۲۴۵
قاعدہ نمبر 58	۲۴۵
۱-ثبوت دعویٰ کے لئے دلیل	۲۴۶
قاعدہ نمبر 59	۲۴۶
قاعدہ نمبر 60	۲۴۶
۱-اولاد کی پرورش کا حق	۲۴۷
۲-دشمن اور جھگڑالو کی گواہی	۲۴۷
۳-شوہر اور بیوی کی گواہی	۲۴۸
۴-تصرف اور اختیار کا اعتبار	۲۴۸
انتباہ	۲۴۸
۵-مدت حمل اور امر نادر کا اعتبار	۲۴۸
قاعدہ نمبر 61	۲۴۹
۱-اقرار کے صحیح کی شرائط	۲۴۹
قاعدہ نمبر 62	۲۵۰
فقیر اور مسکین کی جمع	۲۵۰
فقیر کی تعریف	۲۵۱
مسکین کی تعریف	۲۵۱
دوسری تفریع	۲۵۱
احکام شرعیہ میں متعدد مقامات پر اس قاعدہ کا اطلاق	۲۵۲
قاعدہ نمبر 63	۲۵۲
۱-ہمسایوں کے حقوق	۲۵۳
۲-امر کی تعریف	۲۵۳
صیغہ امر کا استعمال	۲۵۳
۱-وجوب کے لئے	۲۵۳
۲-اباحت کے لئے	۲۵۳
انتباہ	۲۵۴
۳-استحباب کے لئے	۲۵۴
۴-ارشاد کے لئے	۲۵۴
استحباب اور ارشاد میں فرق	۲۵۴
۵-اکرام کے لئے	۲۵۵
۶-امتنان کے لئے	۲۵۵
۷-اہانت کے لئے	۲۵۵
۸-تسویہ کے لئے	۲۵۵
۹-تعجب کے لئے	۲۵۵
۱۰-تکوین کے لئے	۲۵۵
۱۱-احتقار کے لئے	۲۵۶
۱۲-اخبار کے لئے	۲۵۶
۱۳-تہدید کے لئے	۲۵۶
۱۴-انذار کے لئے	۲۵۶
۱۵-عجز کے لئے	۲۵۶
۱۶-تسخیر کے لئے	۲۵۶
۱۷-تمنی کے لئے	۲۵۷
۱۸-تادیب کے لئے	۲۵۷
۱۹-امتثال کے لئے	۲۵۷

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
۲۰-اجازت دینے کے لئے	۲۵۷
۲۱-انعام کے لئے	۲۵۷
۲۲-تکذیب کے لئے	۲۵۷
۲۳-مشورہ کے لئے	۲۵۷
۲۴-اعتبار کے لئے	۲۵۸
۲۵-تفویض کے لئے	۲۵۸
۲۶-دعا کے لئے	۲۵۸
۲۷-اختیار کے لئے	۲۵۸
۲۸-استقامت کے لئے	۲۵۸
۲۹-دعا کے لئے	۲۵۹
۱-زکوۃ ادا کرو	۲۵۹
۲-مریض کی عیادت کا حکم	۲۵۹
۳-مسلمان بھائی کے عیوب کی پردہ پوشی کا حکم	۲۶۰
۴-علمی مجالس اور اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کا حکم	۲۶۰
جبکہ بدعقیدہ اور برے لوگوں کی مجالس میں بیٹھنے کی ممانعت	۲۶۱
قاعدہ	۲۶۱
قاعدہ نمبر 64	۲۶۱
محرم کا لباس	۲۶۲
۱-والدین کو تکلیف نہ پہنچاؤ	۲۶۲
۲-باطل طریقے سے مال نہ کھاؤ	۲۶۳
۳-بغیر وضو قرآن کو مس نہ کرو	۲۶۳
قاعدہ نمبر 65	۲۶۳
۱-ولی کی تعریف	۲۶۴
ولایت کی اقسام	۲۶۴
۱-ولایت فی النکاح	۲۶۴
۲-ولایت فی الوراثت	۲۶۴
۳-ولایت فی القصاص	۲۶۵
۴-ولایت فی الدیت	۲۶۵
۵-ولایت فی الاعتاق	۲۶۶
۶-ولایت فی مال الیتیم	۲۶۶
۷-ولایت فی الجنازہ	۲۶۶
۸-ولایت فی العذاب	۲۶۶
۹-ولایت فی الثواب	۲۶۷
قاعدہ نمبر 66	۲۶۷
۱-لباس کے متعلق شرعی احکام	۲۶۷
۱-فرض	۲۶۷
۲-واجب	۲۶۸
۳-مستحب	۲۶۸
۴-مباح	۲۶۸
۵-مکروہ	۲۶۸
۶-حرام	۲۶۸
۱-عمدہ لباس پہننے کی اباحت	۲۶۹
۲-سفید رنگ کے لباس کی فضیلت	۲۶۹

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
۳-سرخ لباس کی اباحت	۲۶۹
۴-تہبند وشلوار پہننے کی روایت	۲۶۹
۵-عمامہ پہننے کی سنت	۲۷۰
۶-شیروانی پہننے کی روایت	۲۷۰
۷-سبز لباس کی روایت	۲۷۰
۸-سیاہ رنگ کا جبہ	۲۷۰
۹-سفید رنگ کی ٹوپی پہننا	۲۷۱
۱۰-کفار کے مشابہ لباس کی ممانعت	۲۷۱
انتباہ	۲۷۱
قاعدہ نمبر 67	۲۷۱
دوسروں کی وجہ سے سزائی اسباب	۲۷۱
دوسروں کی وجہ سے بھلائی کے اسباب	۲۷۳
قاعدہ نمبر 68	۲۷۳
قسم کے متعلق احکام شرعیہ	۲۷۳
۱-واجب	۲۷۳
۲-مستحب	۲۷۴
۳-مباح	۲۷۴
۴-مکروہ	۲۷۴
۵-حرام	۲۷۴
۶-اپنے حق کے لئے قسم کھانا	۲۷۴
قسم کی مشروعیت	۲۷۵
۱-ثبوت اعتقاد کے لئے قسم	۲۷۵
۲-احکام شرعیہ اور تقوی	۲۷۵
۳-مخالفین اسلام کی مخالفت کی قسم	۲۷۵
۴-غیر اللہ کی قسم کھانے کی ممانعت	۲۷۵
قسم کا کفارہ	۲۷۶
قاعدہ نمبر 69	۲۷۶
شرط کی اقسام	۲۷۶
۱-شرط جائز کی تعریف	۲۷۶
۲-شرط فاسد کی تعریف	۲۷۷
۳-شرط لغو کی تعریف	۲۷۷
انتباہ	۲۷۷
قاعدہ نمبر 70	۲۷۷
سبب کی تعریف	۲۷۸
احکام شرعیہ کے اسباب	۲۷۸
قاعدہ نمبر 71	۲۷۹
سبب اوّل	۲۸۰
سبب دوئم	۲۸۱
سبب سوئم	۲۸۱
سبب چہارم	۲۸۱
سبب پنجم	۲۸۱
قاعدہ نمبر 72	۲۸۲
حقیقت کی تعریف	۲۸۲
قاعدہ نمبر 73	۲۸۲
۱-لیلۃ القدر کے قیام پر عنائیت	۲۸۳
۲-جہاد میں بقدر مشقت فوائد	۲۸۳

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
قاعدہ نمبر 74	۲۸۴
قاعدہ نمبر 75	۲۸۶
مقرر کردہ شرعی حصوں کی تفصیل	۲۸۷
۱-بیٹے کا حصہ	۲۸۷
۲-دو یا دو سے زیادہ بیٹیوں کا حصہ	۲۸۷
۳-صرف اکیلی بیٹی کا حصہ	۲۸۷
۴-والدین کا حصہ	۲۸۷
۵-بیوی کی وراثت سے حصہ	۲۸۷
۶-خاوند کی وراثت سے حصہ	۲۸۷
۷-کلالہ کی وراثت	۲۸۸
عصبہ کی تعریف	۲۸۸
۱-قتل	۲۸۸
۲-مملوک	۲۸۸
۳-مرتد	۲۸۸
۴-اہل ملتین	۲۸۸
۵-اختلاف دین ودارین	۲۸۸
حجب کی تعریف	۲۸۹
وراثت کے اسباب	۲۸۹
قاعدہ نمبر 76	۲۸۹
اسلامی شریعت اور تحفظ انسانی حقوق	۲۹۰
خواتین پر اسلام کے احسانات	۲۹۱
۱-حق مہر اور خواتین	۲۹۱
۲-حقوق وراثت اور خواتین	۲۹۱
۳-طلاق اور خواتین	۲۹۲
۴-حق خلع اور خواتین	۲۹۲
۵-حالت حیض ونفاس اور خواتین	۲۹۲
۶-زندہ تدفین اور خواتین	۲۹۳
۷-بچیوں کی ولادت پر اظہار غم	۲۹۳
۸-پردہ اور تحفظ ناموس خواتین	۲۹۳
۹-امور خانہ داری اور خواتین	۲۹۳
۱۰-عبادات اور خواتین	۲۹۴
۱۱-نکاح اور حقوق رضا	۲۹۴
۱۲-طلاق ثلاثہ اور خواتین	۲۹۴
۱۳-نان ونفقہ اور خواتین	۲۹۴
۱۴-اولاد صغیر کا نفقہ	۲۹۵
۱۵-حدود میں عورتوں کی گواہی	۲۹۵
۱۶-حد قذف اور خواتین	۲۹۵
۱۷-ایام حیض ونفاس میں نماز وروزے کا حکم	
۱۸-معاملات میں نصف گواہی اور عورتیں	۲۹۶
۱۹-جہاد اور خواتین	۲۹۶
۲۰-ناپاک حیوان	۲۹۷
قاعدہ نمبر 77	۲۹۷
وقت ادا ہی سبب ہے	۲۹۸
مقیم ومسافر کے احکام	۲۹۸
نماز فجر اور نماز عصر کا آخری وقت	۲۹۹
قاعدہ نمبر 78	۳۰۰

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
ظہار کی تعریف	۳۰۱
قاعدہ	۳۰۱
قاعدہ نمبر 79	۳۰۲
۱-وضو سے تیمّم کی طرف	۳۰۳
۲-نماز جمعہ سے نماز ظہر کی طرف	۳۰۳
۳-نماز قضاء کا حکم	۳۰۳
قاعدہ نمبر 80	۳۰۴
۱-حد سرقہ کا نصاب	۳۰۵
۲-حد قذف	۳۰۵
انتباہ	۳۰۶
قاعدہ نمبر 81	۳۰۶
مطلق کی تعریف	۳۰۶
مقید کی تعریف	۳۰۶
مطلق کا حکم	۳۰۶
مطلق میں تقیید و تخصیص کا فرق	۳۰۷
اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام کا ثبوت	۳۰۸
صلوٰۃ وسلام کا مطلب	۳۰۸
انتباہ	۳۰۹
نوٹ	۳۰۹
قاعدہ	۳۰۹
قاعدہ نمبر 82	۳۱۰
۱-حالت حیض میں طلاق کی ممانعت	۳۱۱
۲-بیک وقت تین طلاقوں کی ممانعت	۳۱۱
قاعدہ نمبر 83	۳۱۱
قومی فوائد پر انفرادی نقصانات کو برداشت کیا جائے گا	۳۱۲
قاعدہ نمبر 84	۳۱۳
لقطہ کی تعریف	۳۱۳
۱-وراثتی رشوت یا سودی کمائی	۳۱۴
قاعدہ نمبر 85	۳۱۴
۱-فرائض عینیہ	۳۱۴
۲-مستحبات عینیہ	۳۱۴
انتباہ	۳۱۵
حکم کنایہ	۳۱۵
قاعدہ نمبر 86	۳۱۶
قاعدہ	۳۱۶
انتباہ	۳۱۷
قاعدہ نمبر 87	۳۱۷
قاعدہ نمبر 88	۳۱۸
۱-براہ راست کسی چیز کو ضائع کرنا	۳۱۸
۲-زبردستی قبضہ کیا جائے	۳۱۸
۳-تباہ کرنے کا ذریعہ بننا	۳۱۹
قاعدہ نمبر 89	۳۱۹
ایجاب جزی بھی مفید عموم	۳۲۰
قاعدہ نمبر 90	۳۲۰
۱-تین دن کے بعد قربانی کے گوشت کا حکم	۳۲۱

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
قاعدہ نمبر 91	۳۲۱
۱-برابر، بر برابر بیع کی اباحت	۳۲۲
۲-غیر اللہ کی قسم سے ممانعت	۳۲۳
۳-کافروں کے لئے عذاب کی بشارت	۳۲۳
۴-منافقین حالت عذاب میں	۳۲۳
۵-تجارت کی اباحت	۳۲۳
۶-باندیوں سے اباحت جماع	۳۲۴
۷-یہودیوں کا باطل عقیدہ	۳۲۴
۸-ایک مرد کی گواہی کے برابر دو عورتوں کی گواہی	۳۲۴
۹-حالت سفر اور اثبات رہن	۳۲۴
رہن کی تعریف	۳۲۴
۱۰-نبیوں اور رسولوں کو غیب کا علم ہے	۳۲۵
۱۱-سود یا حرام کھانے والوں کی حالت	۳۲۵
قاعدہ نمبر 92	۳۲۵
۱-حالت سفر میں روزے کا حکم	۳۲۶
۲-فرضیت والا حج ہوگا	۳۲۶
اسی قاعدہ کی تفریع	۳۲۶
عدم حرمت کی توجیہ	۳۲۷
رمضان المبارک میں نفلی روزے کا حکم	۳۲۷
قاعدہ نمبر 93	۳۲۷
قاعدہ نمبر 94	۳۲۹
نوٹ	۳۲۹
اتمام قسم یا انقاض قسم کے احکام	۳۳۰
قاعدہ نمبر 95	۳۳۱
دیت کی تعریف	۳۳۲
۱-دیت	۳۳۲
قاعدہ نمبر 96	۳۳۳
قاعدہ نمبر 97	۳۳۴
مال حاصل کرنے کے باطل طرق وذرائع	۳۳۵
۱-سود کا مال	۳۳۵
۲-رشوت کا مال	۳۳۵
۳-دھوکے کا مال	۳۳۵
۴-چوری کا مال	۳۳۵
۵-بیت المال اور سرکاری محکمہ میں خورد برد کا مال	۳۳۵
قاعدہ نمبر 98	۳۳۶
۱-چوتھی رکعت کے فساد سے تمام نماز فاسد	۳۳۷
قاعدہ نمبر 99	۳۳۷
خیار بیع	۳۳۸
قاعدہ نمبر 100	۳۳۸
انتباہ	۳۳۹
قاعدہ	۳۳۹
قاعدہ نمبر 101	۳۳۹
قاعدہ نمبر 102	۳۴۰
قاعدہ نمبر 103	۳۴۱

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
۱-جانور سے جماع پر عدم حد	۳۴۲
۲-مسافحت پر عدم حد	۳۴۲
۷-میڈیکل ٹیسٹ پر ثبوت کے باوجود عدم حد	۳۴۳
قاعدہ نمبر 104	۳۴۳
فائدہ	۳۴۴
قاعدہ نمبر 105	۳۴۶
۱-تعزیری جرائم اوران کی سزائیں	۳۴۷
۲-شراب بیچنے والے پر تعزیر	۳۴۷
۳-تعزیری قتل کی اباحت	۳۴۷
انتباہ	۳۴۷
۴-اسلحہ تان لینے پر تعزیر	۳۴۸
۵-دفاعی قتال کی اباحت	۳۴۸
۶-مشترکہ باندی سے جماع پر تعزیر	۳۴۸
۷-جدید تہذیب اور تعزیرات	۳۴۸
انتباہ	۳۴۹
حدود اور تعزیرات میں فرق	۳۴۹
قاعدہ نمبر 106	۳۴۹
حقوق العباد میں سے ساقط ہونے والے احکام	۳۵۱
۱-حق رجعت	۳۵۱
۲-فسخ بیع کا اختیار	۳۵۱
۳-حق شفعہ	۳۵۱
۴-عدت میں وصال شوہر	۳۵۱
قاعدہ نمبر 107	۳۵۲
قیاس کی تعریف	۳۵۲
قیاس کا ثبوت قرآن وسنت کی روشنی میں	۳۵۳
اعتبار کا مطلب	۳۵۴
قیاس کے صحیح ہونے کی شرائط وامثلہ	۳۵۴
قاعدہ نمبر 108	۳۵۵
استحسان کی تعریف	۳۵۵
استحسان	۳۵۶
استحسان کی اقسام	۳۵۶
۱-استحسان القیاس	۳۵۶
۲-استحسان خلاف القیاس؛	۳۵۷
۱-استحسان النص	۳۵۷
۲-استحسان الاجماع	۳۵۷
۳-استحسان الضرورۃ	۳۵۸
قاعدہ	۳۵۸
قاعدہ نمبر 109	۳۵۸
قاعدہ نمبر 110	۳۵۹
مصالح مرسلہ کی تعریف	۳۵۹
مصالح مرسلہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	۳۶۰
انتباہ	۳۶۰
قاعدہ نمبر 111	۳۶۰
۲-فطرانے کا نصاب	۳۶۲

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
۳-حق مہر	۳۶۲
۴-وجوب عشر	۳۶۲
قاعدہ نمبر 112	۳۶۲
تاسیس کی تعریف	۳۶۳
تاکید کی تعریف	۳۶۳
طلاق ثلاثہ	۳۶۳
اقسام میں تعدد	۳۶۳
قاعدہ نمبر 113	۳۶۴
قاعدہ نمبر 114	۳۶۴
امانت پر عدم ضمانت کا سبب	۳۶۵
۱-نکاح	۳۶۶
۲-نسب	۳۶۶
۳-لعان	۳۶۶
۴-رجعت	۳۶۶
۵-ایلاء	۳۶۶
۶-غلام ہونے کا دعویٰ	۳۶۶
۷-ام ولد ہونے کا دعویٰ	۳۶۷
۸-ولاء	۳۶۷
۹-حدود	۳۶۷
۱۰-معتدہ کے قول کا اعتبار	۳۶۷
قاعدہ نمبر 115	۳۶۷
عدت کی تعریف	۳۶۷
انتباہ	۳۶۸
عدت کی اقسام	۳۶۹
۱-عدت مطلقہ	۳۶۹
۲-عدت وفات	۳۶۹
۳-عدت حمل	۳۶۹
۴-عدت ائسہ	۳۶۹
۵-باندی کی عدت	۳۷۰
۶-انتقال عدت	۳۷۰
۷-منکوحہ فاسدہ اور موطوءہ بشبہہ کی عدت	۳۷۰
۸-مفقود الشوہر عورت کی عدت	۳۷۰
۹-ذمیہ عورت کی عدت	۳۷۰
قاعدہ نمبر 116	۳۷۰
اعضاء جسمانیہ کو کاٹنے کی منسوخیت	۳۷۱
قاعدہ نمبر 117	۳۷۲
۱-نفلی نماز کو پورا کرنا	۳۷۲
۲-نوافل کی تمام رکعتوں میں وجوب قراءت	۳۷۳
۳-ابطال اعمال کی ممانعت	۳۷۳
قاعدہ نمبر 118	۳۷۳
ایصال ثواب	۳۷۴
قرض کی ادائیگی	۳۷۵
قاعدہ نمبر 119	۳۷۵
قاعدہ نمبر 120	۳۷۶
قاعدہ نمبر 121	۳۷۷

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
قاعدہ نمبر 122	۳۷۷
۱-صدقہ سے زوال ملکیت	۳۷۸
۲-زکوٰۃ کی واپسی کا مطالبہ نہیں کیا جائیگا	۳۷۹
۳ خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ	۳۷۹
۴ غیر ملکیت سے قربانی	۳۷۹
قاعدہ 123	۳۸۰
قاعدہ	۳۸۰
صدقہ کرنے سے مال بڑھتا ہے	۳۸۰
انتباہ	۳۸۱
قاعدہ	۳۸۱
قاعدہ نمبر 124	۳۸۲
یتیم کے مال میں تصرف	۳۸۲
یتیم کے مال سے ظلماً تصرف	۳۸۲
صغیر وصغیرہ کا نکاح	۳۸۳
قاعدہ نمبر 125	۳۸۳
قاعدہ	۳۸۳
قاعدہ نمبر 126	۳۸۴
۱-اجبار پر عدم حد	۳۸۵
۲-دارالحرب میں حد نافذ نہ ہوگی	۳۸۵
۳-نابالغ پر عدم حد	۳۸۵
۴-شبہ ملک کی وجہ سے عدم حد	۳۸۵
۵-عدم قصاص کے مواقع	۳۸۶
قاعدہ نمبر 127	۳۸۶
۱-محل کلام کی دلالت	۳۸۷
۲-عادت کی دلالت	۳۸۷
۳-معنی راجع الی المتکلم کی دلالت	۳۸۷
۴-سیاق نظم کی دلالت	۳۸۸
۵-فی نفسہ لفظ کی دلالت	۳۸۸
قاعدہ نمبر 128	۳۸۹
۱-قضاء نمازیں	۳۸۹
۲-قضاء روزے	۳۸۹
قاعدہ نمبر 129	۳۹۰
قاعدہ نمبر 130	۳۹۰
عزیمت کی تعریف	۳۹۰
رخصت کی تعریف	۳۹۱
عزیمت کا ثبوت	۳۹۱
رخصت کا ثبوت	۳۹۱
تکلیف کے باوجود عزیمت پر عمل کرنا	۳۹۱
قاعدہ نمبر 131	۳۹۲
۱-قبیح لعینہ کی تعریف	۳۹۲
۲-قبیح لغیرہ کی تعریف	۳۹۲
قاعدہ نمبر 132	۳۹۲
حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تفصیل	۳۹۳
حقوق اللہ آٹھ ہیں	۳۹۳
۱-خالص عبادات	۳۹۳
۲-عقوبات کاملہ	۳۹۳

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
۳-عقوبات قاصرہ	۳۹۳
قاعدہ نمبر 133	۳۹۴
قاعدہ نمبر ۱	۳۹۴
قاعدہ نمبر ۲-	۳۹۵
قاعدہ نمبر ۳	۳۹۵
قاعدہ نمبر ۴	۳۹۵
قاعدہ نمبر 134	۳۹۶
سبب صالح کی طرف حکم کی نسبت	۳۹۶
قاعدہ نمبر 135	۳۹۷
۱-انتقالی اسباب	۳۹۷
۱-قرض	۳۹۷
۲-غیر انتقالی اسباب	۳۹۷
۱-دنیاوی ودینی مناصب	۳۹۷
۲-حق شفعہ	۳۹۸
قاعدہ	۳۹۸
قاعدہ نمبر 136	۳۹۸
۱-نکاح وطلاق کا حکم	۳۹۹
۲-قربانی میں عدم تجزی	۳۹۹
۳-وقت روزہ	۴۰۰
قاعدہ نمبر 137	۴۰۰
تقلید کا معنی	۴۰۰
تقلید کی اصطلاحی تعریف	۴۰۱
تقلید کا ثبوت از روئے قرآن	۴۰۱
تقلید کا ثبوت از روئے حدیث	۴۰۱
تقلید اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فتاوٰی سے استدلال	۴۰۱
صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کے بیان کردہ مسائل	۴۰۲
۱-چادر میں بٹن لگانا	۴۰۲
۲-سجدۂ تلاوت	۴۰۲
۳-خون کا نشان باقی رہے	۴۰۲
۴-تدفین جنازہ	۴۰۲
۵-دونمازوں کو جمع کرنا	۴۰۳
۶-عمرہ کرنا	۴۰۳
۷-نفلی روزے	۴۰۳
۸-مکروہ	۴۰۳
۹-مردہ بھینسوں کی کھال	۴۰۳
۱۰-نماز میں پانی پینا	۴۰۳
۱۱-حالت احرام میں شلوار کا حکم	۴۰۴
۱۲-مردہ عورت کے پیٹ سے بچہ	۴۰۴
۱۳-اہل ایلہ پر جمعہ	۴۰۴
۱۴-بکریوں کی بیع	۴۰۴
۱۵-قراءت میں عذر	۴۰۴
۱۶-حج کے بعد عمرہ	۴۰۴
۱۷-عجلت میں عمرہ	۴۰۵
۱۸-والدین کی اجازت کے بغیر جہاد	۴۰۵

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
۱۹-گلے میں تعویز لٹکانا	۴۰۵
۲۰-نرد کھیلنا	۴۰۵
۲۱-خنزیر کے بالوں کا استعمال	۴۰۵
۲۲-تعلیم پر اجرت	۴۰۵
۲۳-دو سجدوں کے درمیان قرأت کی ممانعت	۴۰۶
۲۴-محرم کے لئے شکار کا گوشت	۴۰۶
۲۵-تلوار سے ذبح	۴۰۶
قاعدہ نمبر 138	۴۰۶
لعان کی تعریف	۴۰۷
قاعدہ نمبر 139	۴۰۷
قاعدہ نمبر 140	۴۰۸
بچے کو کب اختیار دیا جائے	۴۰۹
قاعدہ نمبر 141	۴۰۹
نفقہ کی تعریف	۴۱۰
انتباہ	۴۱۰
۱-طلاق رجعی و بائنہ کے بعد بھی نفقہ	۴۱۰
قاعدہ نمبر 142	۴۱۰
امان کے بعد قتل کرنا	۴۱۱
ذمی کا معنی	۴۱۱
ذمی کی تعریف	۴۱۱
جزیہ کی مقدار	۴۱۱
قاعدہ نمبر 143	۴۱۲

مضمون	صفحہ
جہل کی اقسام اربعہ	۴۱۲
۱-غیر مصلح الی العذر جہل	۴۱۲
۲-جہل الباغی	۴۱۲
انتباہ	۴۱۳
۲-غیر معتبر جہل	۴۱۳
۳-جہل مشتبہ باصلاحیت	۴۱۳
انتباہ	۴۱۴
۴-قابل عذر جہل	۴۱۴
عوارض کی تفصیل	۴۱۴
۱-عوارض سماویہ کی تعریف	۴۱۴
عوارض کسبیہ کی تعریف	۴۱۵
انتباہ	۴۱۵
قاعدہ نمبر 144	۴۱۵
۱-فلموں اور ڈراموں میں نکاح وطلاق کا حکم	۴۱۶
قاعدہ نمبر 145	۴۱۶
غلامیت کی اثر آفرینی	۴۱۶
قاعدہ نمبر 146	۴۱۷
قاعدہ نمبر 147	۴۱۸
قاعدہ نمبر 148	۴۱۸
ائمہ کرام کے مختلف اقوال کے اسباب	۴۱۹
(۱)اختلاف زمانہ	۴۱۹
(۲)اختلاف محل	۴۱۹
(۳)اختلاف قرائن	۴۱۹

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
(۴)اختلاف دلائل	۴۱۹
گدھے کے جوٹھے پر معرکۃ الآراء اختلافی دلائل	۴۲۰
استدلال نقل کی وجہ سے اختلاف	۴۲۰
استدلال آثار کی وجہ سے اختلاف	۴۲۰
استدلال قیاس کی وجہ سے اختلاف	۴۲۰
استدلال علت کی وجہ سے اختلاف	۴۲۱
تصرف الی الاشتباہ	۴۲۱
قاعدہ نمبر 149	۴۲۱
قاعدہ	۴۲۲
قاعدہ نمبر 150	۴۲۲
قاعدہ	۴۲۳
قاعدہ نمبر 151	۴۲۴
ممانعت کے بعد امر کا استعمال	۴۲۴
اباحت کے بعد امر کا استعمال	۴۲۴
قاعدہ	۴۲۵
قاعدہ نمبر 152	۴۲۶
عظمت توحید باری تعالیٰ	۴۲۶
عظمت انبیاء کرام علیہم السلام	۴۲۶
عظمت صحابہ کرام واہل بیت رضی اللہ عنہم	۴۲۷
عظمت ائمہ مجتہدین واولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم	
قاعدہ نمبر 153	۴۲۷
قاعدہ نمبر 154	۴۲۸
قاعدہ نمبر 155	۴۲۸
قاعدہ نمبر 156	۴۲۹
قاعدہ	۴۲۹
قاعدہ نمبر 157	۴۳۰
قاعدہ نمبر 158	۴۳۱
قاعدہ نمبر 159	۴۳۲
قاعدہ نمبر 160	۴۳۲
۱-ان پڑھ کی اقتداء میں قاری کی نماز	۴۳۳
۲-معذور کی اقتداء میں نماز	۴۳۳
۳-گونگے کی اقتداء میں ان پڑھ کی نماز	۴۳۳
۴-متنفل کا مفترض کی اقتداء کرنا	۴۳۴
۵-بدعقیدہ امام کے پیچھے نماز	۴۳۴
قاعدہ کے استثنائی مسائل	۴۳۴
۱-ماسح کی اقتداء میں غاسلین کی نماز	۴۳۴
۲-تیمّم والے کی اقتداء میں وضو والے کی نماز	
قاعدہ نمبر 161	۴۳۵
قاعدہ نمبر 162	۴۳۵
مال فئی کی تعریف	۴۳۶
مال غنیمت کی تعریف	۴۳۶
مال فئی اور مال غنیمت میں فرق	۴۳۶
دارالاسلام کی تعریف	۴۳۷
دارالحرب کی تعریف	۴۳۷
دارالکفر	۴۳۷

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
قاعدہ نمبر 163	۴۳۷
قاعدہ نمبر 164	۴۳۸
اباحتِ خروج کے شرعی وطبعی اسباب	۴۳۹
۱-زیارت والدین	۴۳۹
۲-عروس المحارم	۴۳۹
۳-علاج ومعالجہ	۴۳۹
۴-اموات المحارم	۴۴۰
۵-حج وعمرہ	۴۴۰
۶-ہجرت الی دارالاسلام	۴۴۰
۷-دیگر امور شرعیہ	۴۴۰
ممانعت کے مواقع	۴۴۱
۱-الیکشن کے لئے ووٹ مانگنا	۴۴۱
قاعدہ نمبر 165	۴۴۱
قاعدہ نمبر 166	۴۴۲
قاعدہ نمبر 167	۴۴۳
انتباہ	۴۴۳
قاعدہ نمبر 168	۴۴۳
قاعدہ نمبر 169	۴۴۴
اثبات میں عدم عموم کی تفریع	۴۴۵
قاعدہ نمبر 170	۴۴۵
مثل صوری کی تعریف	۴۴۶
مثل معنوی کی تعریف	۴۴۶
مشترک کی تعریف	۴۴۶
موؤل کی تعریف	۴۴۶
لفظ قروء سے حیض مراد	۴۴۶
۱-طلاق یا ظہار	۴۴۷
قاعدہ نمبر 171	۴۴۷
۱-واجب الاداء قرض	۴۴۸
قاعدہ نمبر 172	۴۴۸
قاعدہ نمبر 173	۴۴۸
قصاص ودیت کے مقاصد	۴۴۹
مسافر مالک وغلام کے مقاصد	۴۴۹
مسافر فوجی افسر وفوج کے مقاصد	۴۴۹
مقیم امام ومسافر مقتدی کے مقاصد	۴۴۹
بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ تعاون کرنے والے	
قاعدہ نمبر 174	۴۴۹
قاعدہ نمبر 175	۴۴۹
۱-قصاص کا حق	۴۴۹
قاعدہ نمبر 176	۴۵۱
انتباہ	۴۵۲
۱-اسمی علت	۴۵۲
۲-اسمی ومعنوی علت	۴۵۲
۳-معنوی وحکمی علت	۴۵۳
۴-اسمی وحکمی علت	۴۵۳
حدث کی مثال	۴۵۳
۵-اسمی ومعنوی وحکمی علت	۴۵۴

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
۶-حیز الاسباب علت	۴۵۴
۷-مشتبہ العلل وصفی علت	۴۵۴
قاعدہ نمبر 177	۴۵۴
بدعت حسنہ کا حدیث سے ثبوت	۴۵۴
اصول وفروع میں قاعدے کا اطلاق	۴۵۵
قاعدہ نمبر 178	۴۵۵
بیان کا معنی	۴۵۵
بیان کی اقسام خمسہ	۴۵۵
۱-بیان تقریر	۴۵۵
۲-بیان تفسیر	۴۵۶
۳-بیان تغییر	۴۵۶
۴-بیان ضرورت	۴۵۷
اجازت نکاح پر سکوت	۴۵۷
شفیع کا سکوت	۴۵۷
۶-بیان عطف	۴۵۸
قاعدہ نمبر 179	۴۵۸
۱-واؤ کے متعلق قاعدہ	۴۵۸
۲-واؤ کبھی حال کے لئے آتی ہے	۴۵۹
۲-فاء کے متعلق قاعدہ	۴۵۹
فاء کا استعمال شرط کی جزاء پر	۴۶۰
۳-''لکن'' کے متعلق قاعدہ	۴۶۰
۴-حرف او، کے متعلق قاعدہ	۴۶۰
۵-''حتّٰی'' کے متعلق قاعدہ	۴۶۰
۶-حرف ''ان'' کے متعلق قاعدہ	۴۶۰
۷-حرف ''بل'' کے متعلق قاعدہ	۴۶۰
قاعدہ نمبر 180	۴۶۱
۲-سابقہ شریعتوں کے منسوخ احکام	۴۶۱
بنی اسرائیل کے لئے توبہ کا حکم	۴۶۱
۳-ایام بیض کے روزے	۴۶۱
۴-دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا	۴۶۲
۵-اونٹ کا گوشت	۴۶۲
۶-مال غنیمت	۴۶۲
۲-آخری امت کے لئے مکمل اور آخری شریعت	۴۶۲
۳-ہر نئی شریعت باطل ہوگی	۴۶۲
قاعدہ نمبر 181	۴۶۲
۱-بچوں پر شفقت اور نماز	۴۶۳
قاعدہ نمبر 182	۴۶۳
انتباہ	۴۶۳
۱-علت فی الاصل	۴۶۴
۲-علت فی الفروع	۴۶۴
علت کے لحاظ سے امور ثلاثہ	۴۶۴
قاعدہ نمبر 183	۴۶۴
مفہوم مخالف کی تعریف	۴۶۴
وہ مواقع جہاں مفہوم مخالف بالکل معتبر نہیں ہوتا	
۱-قتل اولاد	۴۶۵

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
مفہوم مخالف کے معتبر ہونے کی شرائط	۴۶۵
مفاہیم مخالفہ کا اعتبار	۴۶۷
۱-مفہوم صفت	۴۶۷
۲-مفہوم علت	۴۶۷
۳-مفہوم شرط	۴۶۷
۴-مفہوم عدد	۴۶۷
۵-مفہوم غایت	۴۶۸
۶-مفہوم لقب	۴۶۸
۷-مفہوم حصر	۴۶۸
۸-مفہوم زماں	۴۶۸
۹-مفہوم مکاں	۴۶۸
مفہوم مخالف کے عدم اعتبار پر دلائل	۴۶۹
۱-امانت میں خیانت نہ کرنے کا عمومی حکم	۴۶۹
انتباہ	۴۶۹
قاعدہ نمبر 184	۴۶۹
۱-کافروں کے ساتھ سودی کاروبار	۴۷۰
۲-عقود فاسدہ کے ذریعے کافروں کا مال حاصل کرنا	۴۷۰
۳-کافروں کے ساتھ شراب وخنزیر کی خرید وفروخت	۴۷۱
۴-بیع کی اقسام	۴۷۱
۱-بیع جائز	۴۷۱
۲-بیع فاسد	۴۷۱
۳-بیع باطل	۴۷۱
۴-بیع موقوف	۴۷۱
قاعدہ نمبر 185	۴۷۲
۱-دوملتوں کے درمیان عدم ولایت	۴۷۲
کافروں کے مال پر حق تصرف	۴۷۲
قاعدہ نمبر 186	۴۷۳
غناء کے امدادی ذرائع	۴۷۴
قاعدہ نمبر 187	۴۷۴
قاعدہ	۴۷۵
قاعدہ نمبر 188	۴۷۵
قاعدہ نمبر 189	۴۷۶
قاعدہ نمبر 190	۴۷۶
قاعدہ	۴۷۷
قاعدہ نمبر 191	۴۷۷
اصل وخلف کے فرق	۴۷۸
۱-قصاص ودیت	۴۷۸
قاعدہ نمبر 192	۴۷۸
انتباہ	۴۷۸
۱-کافر والدین کے بچہ کی نماز جنازہ کا حکم	۴۷۹
۲-مسلم ولی کے باپ کی نماز جنازہ کا حکم	۴۷۹
۳-خودکشی والے کی نماز جنازہ	۴۷۹
۵-بدعقیدہ لوگوں کی نماز جنازہ	۴۸۰
انتباہ	۴۸۰

www.waseemziyai.com

مضمون	صفحہ
فتنۂ انکارِ حدیث	۴۸۰
قاعدہ نمبر 193	۴۸۱
انتباہ	۴۸۱
قاعدہ نمبر 194	۴۸۱
وصیت کی تعریف	۴۸۲
وصیت کے فقہی احکام	۴۸۲
۱-واجب	۴۸۳
۲-مستحب	۴۸۳
۳-مباح	۴۸۳
۴-مکروہ	۴۸۳
انتباہ	۴۸۳
قاعدہ نمبر 195	۴۸۴
۲-شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا	۴۸۴
۳-عدت	۴۸۵
۴-شرط	۴۸۵
۵-کفارات	۴۸۵
قاعدہ نمبر 196	۴۸۵
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص	۴۸۶
۱-نمازِ تہجد	۴۸۶
۲-غریب مسلمان کی کفالت	۴۸۶
قاعدہ نمبر 197	۴۸۷
قاعدہ نمبر 198	۴۸۹
احناف کا اجمالی معنی میں ترجیح کی علت	۴۸۹

مضمون	صفحہ
قاعدہ نمبر 199	۴۸۹
حکم عام کے استدلال سے حکم خاص کی تخصیص	۴۹۱
قاعدہ نمبر 200	۴۹۱
نسخ کا معنی ومطلب	۴۹۲
منسوخ احکام	۴۹۲
۱-وارثین کے لئے وصیت کا حکم	۴۹۲
۲-رات کے روزے کا حکم	۴۹۲
۳-حرمت والے مہینوں میں قتال کا حکم	۴۹۳
۴-ایک سال کی عدت کا حکم	۴۹۳
۵-عورتوں کی قید کا حکم	۴۹۴
۶-زانی مرد وعورت کا نکاح	۴۹۴
۷-تعدد ازواج کا حکم	۴۹۴
۸-تنہائی میں صدقہ کا حکم	۴۹۵
حرفِ آخر	۴۹۵

www.waseemziyai.com

فہرست قواعد

قاعدہ نمبر		صفحہ
ثواب کا دارومدار نیت پر ہے		۶۳
۲	اعمال اپنے مقاصد کے ساتھ ہوتے ہیں	۶۷
۳	یقین شک سے زائل نہیں ہوتا	۶۹
۴	مصلحت کی طرف دوڑنے سے بہتر ہے کہ فسادات کو ختم کیا جائے	۷۱
۵	اصل میں ہر شخص بری الذمہ ہوتا ہے	۷۸
۶	مشقت آسانی فراہم کرتی ہے	۸۰
۷	اشیاء میں اصل اباحت ہے	۹۰
۸	فروج میں اصل حرمت ہے	۹۲
۹	جس چیز کو لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے	۱۰۲
۱۰	حیوانات میں اصل حرمت ہے	۱۰۴
۱۱	جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کا غلبہ ہوتا ہے	۱۱۳
۱۲	نقصان کو دور کیا جائے گا	۱۱۷
۱۳	ضروریات ممنوع اشیاء کو مباح قرار دیتی ہیں	۱۲۱
۱۴	جو چیز ضرورت کے تحت مباح ہوتی ہے وہ بقدر ضرورت ہی مباح ہوتی ہے	۱۲۵
۱۵	جس میں انتقال ممکن ہو اس کے حکم کا منتقل کرنا بھی ممکن ہے	۱۲۷
۱۶	جب دو خرابیاں جمع ہو جائیں تو ان میں سے زیادہ نقصان دہ خرابی کو چھوڑ دیا جائے گا	۱۲۹
۱۷	ایک اجتہاد دوسرے اجتہاد کے ذریعے منسوخ نہیں ہوتا	۱۳۳

www.waseemziyai.com

۱۸ نص شرعی کے ہوتے ہوئے اجتہاد نہیں کیا جائے گا ۱۴۳
۱۹ عادت اور عام دستور کے مطابق حکم دیا جائے گا ۱۴۴
۲۰ جب عرف اور شرع میں تعارض آجائے تو عام استعمال ہونے والے عرف کو تقدم حاصل ہوگا ۱۵۲
۲۱ جس چیز عذر کی وجہ سے مباح ہوتی ہے اس کا جواز عذر کے زائل ہوتے ہی ختم ہو جائے گا ۱۵۵
۲۲ کسی نقصان کا ازالہ کسی دوسرے کے نقصان سے نہ کیا جائے گا ۱۵۷
۲۳ حکم کا دارومدار اس کی علت کے مطابق ہوتا ہے ۱۵۹
۲۴ طلاق میں اصل ممانعت اور اباحت ہے ۱۶۱
۲۵ شبہات کی وجہ سے شرعی حدود اٹھالی جاتی ہیں ۱۶۸
۲۶ جب مانع اور مقتضی میں تعارض آجائے تو مانع کو مقدم کیا جائے گا ۱۷۱
۲۷ حرمت سے اباحت کی طرف منتقل ہونے کے لئے قوی اسباب کا ہونا ضروری ہے ۱۷۳
۲۸ حاکم کا وہ حکم جس میں معصیت ہو اس میں اس کی اتباع نہیں کی جائے گی ۱۷۹
۲۹ ایثار قرب میں مکروہ ہے جبکہ اس کے غیر میں محبوب ہے ۱۸۵
۳۰ صفات عارضیہ میں اصل ان کا عدم وجود ہے ۱۹۰
۳۱ واقعہ کو اس کے قریبی وقت کی طرف منسوب کیا جائے گا ۱۹۴
۳۲ ہر چیز کے جوٹھے کا حکم اس کے گوشت کے مطابق کیا جائے گا ۱۹۶
۳۳ جس شخص کسی چیز کو اس کے وقت سے پہلے لینے کی کوشش کرے گا اسے اس سے محروم کیا جائے ۱۹۸
۳۴ رعایا کے معاملات میں حاکم کا اختیار مصلحت پر مبنی ہوتا ہے ۲۰۱
۳۵ اختیار کی صورت میں معطوف علیہ اور معطوف دونوں کو جمع نہیں کیا جائے گا ۲۰۸
۳۶ تصرفات شرعیہ بذات خود اچھے ہوتے ہیں لیکن حکمی نہی غیر کی قباحت کی وجہ سے آتا ہے ۲۰۸

www.waseemziyai.com

۳۷ فرض نفل سے افضل ہوتا ہے لیکن بعض مسائل میں نفل فرض سے افضل ہوتا ہے.... ۲۱۰
۳۸ ایک ہی جنس کے جب دو حکم جمع ہو جائیں اور ان کا مقصود مختلف نہ ہو تو ان میں سے ہر ایک اکثر دوسرے میں داخل ہوگا ۲۱۶
۳۹ ہر حکم ترجیحی مصلحت کے تابع ہوگا ۱۰۶ ..... ۲۱۸
۴۰ حکم کی علت اور حکمت کے درمیان فرق کیا جائے گا ۲۱۹
۴۱ نص حکم کے غیر کے لئے علت جبکہ اپنے حکم میں علت نہیں ہوتی ۲۲۰
۴۲ پیداواری کا نفع ذمہ داری کی وجہ سے ملتا ہے ۲۲۱
۴۳ اعتقاد کبھی ساقط نہیں ہوتا جبکہ عمل عذر کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے ۲۲۴
۴۴ تابع اپنے حکم میں متبوع کے تابع ہوتا ۲۲۵
۴۵ وہ احکام جو متبوع سے ساقط ہو جاتے ہیں وہ تابع سے بھی ساقط ہو جاتے ہیں..... ۲۲۷
۴۶ تابع کو متبوع پر مقدم نہیں کیا جائے گا ۲۲۹
۴۷ کسی فرعی مسئلہ میں اصل حکم کے متضاد حکم کو اس وجہ سے ثابت کیا جا سکتا ہے ۲۴۷
۴۸ معاہدے میں اصل اس کا لازم ہونا ہے ۲۳۱
۴۹ شہادت میں اصل علم و یقین ہے ۲۳۳
۵۰ ہر نشہ آور چیز حرام ہے ۲۳۵
۵۱ سوال جواب میں لوٹ آتا ہے ۲۳۶
۵۲ ہر وہ عقد جس کا انعقاد درست ہو اس کے لئے وکیل بنانا جائز ہے ۲۳۸
۵۳ مسلمانوں کے معاملات بھلائی اور حسن ظن پر محمول کیے جائیں ۲۳۹
۵۴ ہر وہ عمل جس کے بغیر واجب مکمل نہ ہو تو وہ بھی واجب ہوتا ہے ۲۴۱
۵۵ گونگے کا اشارہ زبان کے بیان کے قائم مقام سمجھا جائے گا۔۲۳۲ ..... ۲۴۲
۵۶ صراحت کے مقابلے میں دلالت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا ۲۴۳
۵۷ آسان عمل ناممکن عمل کی وجہ سے ساقط نہیں ہوگا ۲۴۴
۵۸ حکم کو ثابت کرنے والا دلیل لانے کا محتاج ہوتا ہے ۲۴۵

www.waseemziyai.com

۵۹ کسی کے لئے بھی جائز نہیں کہ وہ غیر کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرے ۲۴۵
۶۰ غالب کا اعتبار کیا جائے گا اور اسے نادر پر تقدم حاصل ہوگا ۲۴۶
۶۱ آدمی کا اس کے اپنے اقرار کی وجہ سے مواخذہ کیا جائے گا ۲۴۹
۶۲ جب جمع پر لام تعریف داخل ہو تو اس کی جمعیت ساقط ہو جاتی ہے ۲۵۰
۶۳ کسی چیز کا امر اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ اس کی ضد منع ہو ۲۵۲
۶۴ کسی چیز کی نہی اس کی ضد میں امر ثابت کرتی ہے ۲۶۱
۶۵ ولایت خاصہ ولایت عامہ سے قوی ہوتی ہے ۲۶۳
۶۶ کھانے پینے کے برتنوں، لباس اور خوبصورتی میں اصل اباحت ہے ۲۶۳
۶۷ ہر شخص جو کچھ کرتا ہے اس کا وہی ذمہ دار ہوگا ۲۷۱
۶۸ شہادت خلاف ظاہر کو ثابت کرتی ہے ۲۷۳
۶۹ جب شرط فوت ہو جائے تو مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے ۲۷۶
۷۰ کسی چیز کے سبب کی پہچان یہ ہے کہ وہ حکم اسی چیز کی طرف منسوب ہو ۲۷۷
۷۱ شئی اپنے مضاف اور مضاف الیہ کے لئے سبب ہوتی ہے ۲۷۹
۷۲ ہر وہ حقیقت جس پر عمل کرنا متعذر ہو اسے چھوڑ کر مجاز کو اختیار کیا جائے گا ۲۸۲
۷۳ فوائد مشقت کی مقدار کے مطابق ہوتے ہیں ۲۸۲
۷۴ مطلق مقید پر محمول ہوتا ہے ۲۸۴
۷۵ قریبی وارث کے ہوتے ہوئے بعیدی وارث وراثت سے محروم رہے گا ۲۸۶
۷۶ تنگ وقت والے حق کو جلدی ادا کیا جائے گا ۲۸۹
۷۷ ہر مسبَب اپنے سبب کے ساتھ متصل ہوتا ہے ۲۹۷
۷۸ مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے اور مقید اپنی تقیید کے ساتھ ہوتا ہے ۳۰۰
۷۹ جب اصل باطل ہو جائے تو اسے بدل کی طرف پھیر دیا جائے گا ۳۰۲
۸۰ جب احتمال آجاتا ہے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے ۳۰۴

www.waseemziyai.com

۸۱ مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے حتیٰ کہ اس کی تقیید پر نص آجائے ۳۰۶
۸۲ آسانی فراہم کی جائے اور تنگی کو دور کیا جائے ۳۱۰
۸۳ عام لوگوں کے نقصان کو دور کرنے کے لئے خاص آدمی کے نقصان کو برداشت کیا جائے گا ۳۱۱
۸۴ اگر کمائی ناجائز ہو اور اُسے حقدار تک واپس نہ کیا جاسکے تو اسے صدقہ کردینا چاہیے ۳۱۳
۸۵ ہر وہ فعل جس کی نیکی میں تکرار ہونے سے وہ بڑھے تو وہ حکم عین ہوتا ہے ۳۱۴
۸۶ وکالت ان چیزوں میں جائز ہے جہاں اصل موکل کے بغیر اس کام کا اصل مقصد پورا ہو سکتا ہے ۳۱۶
۸۷ ہر وہ خیال جس کی غلطی بعد میں ظاہر ہوجائے وہ غلطی قابل اعتبار نہیں ہوگی ۳۱۷
۸۸ کسی چیز کی ذمہ داری ان تین اسباب میں سے کسی ایک پر موقوف ہے ۳۱۸
۸۹ نکرہ تحت نفی عموم کا فائدہ دیتا ہے ۳۱۹
۹۰ حکم نہی اباحت شئی کے بعد آتا ہے ۳۲۰
۹۱ کلام کا اوّل حصہ آخری حصہ پر موقوف ہوتا ہے ۳۲۱
۹۲ ہر وہ عمل جو شریعت سے ثابت ہو وہ اس عمل سے مقدم ہوگا جس کا ثبوت شرط سے ہو ۳۲۵
۹۳ کسی آیت کا اوّل حصہ آخر حصہ کی تخصیص کردے یہ جائز ہے ۳۲۷
۹۴ تبدیل حالت کی صورت میں انکار ثابت ہوجاتا ہے ۳۲۹
۹۵ دیت کو برداشت کرنے میں عصبات میراث کی طرح ہیں ۳۳۱
۹۶ ملکیت کی تبدیلی عین میں تبدیلی کو واجب کرتی ہے ۳۳۳
۹۷ سبب شرعی کے بغیر غیر کا مال حاصل کرنا جائز نہیں ۳۳۴
۹۸ جب اصل شئی باطل ہوجائے تو ہر وہ چیز جو اس کے ضمن میں ہو وہ بھی باطل ہوجائے گی ۳۳۶
۹۹ امر جب مقید ہو اور وجوب کے لئے نہ ہو تو اس امر سے مقصود قید کو ثابت کرنا ہوتا ہے ۳۳۷
۱۰۰ حقیقت ومجاز کو ایک جگہ جمع نہیں کیا جائے گا ۳۳۸

www.waseemziyai.com

۱۰۱جب تک حقیقت پر عمل کرنا ممکن ہو تو مجاز پر عمل کرنا ساقط ہو جائے گا ۳۳۹
۱۰۲جب موافق الحکم دو نصوص ہوں اور ان دونوں میں تعارض کے وقت مفسر کو ترجیح دی جائے گی ۳۳۹
۱۰۳حدود شرعیہ کو قیاس سے ثابت نہیں کیا جاتا ۳۴۱
۱۰۴ذمہ داری کے افعال میں کسی کی تخصیص نہ کی جائے گی ۳۴۳
۱۰۵تعزیری سزا قریبی حد کی سزا سے کم ہوگی ۳۴۶
۱۰۶زمانہ گذرنے کی وجہ سے کوئی حق ساقط نہیں ہوگا ۳۴۶
۱۰۷جب اصل اور فرع میں علت متحد تو ان دونوں کے حکم کا اتحاد واجب ہوگا ۳۵۲
۱۰۸قیاس اگرچہ صحیح ثابت ہو جائے لیکن بعض مسائل میں استحسان پر عمل کیا جاتا ہے . ۳۵۵
۱۰۹جب کسی یقینی عمل کی مقدار قلت و کثرت میں شک ہو جائے تو اسے قلیل پر محمول کیا جائے گا ۳۵۵
۱۱۰جب کوئی معین قاعدہ نہ ہو تو مصالح مرسلہ سے شرعی مقاصد کی حفاظت کی جاتی ہے ۳۵۹
۱۱۱الازمات واجبیہ میں نصاب متعین ہوتا ہے ۳۶۰
۱۱۲تاکید سے تاسیس بہتر ہوتی ہے ۳۶۲
۱۱۳حال اسی طرح دلالت کرتا ہے جس طرح قول دلالت کرتا ہے ۳۶۴
۱۱۴امین کے قول کو قسم کے ساتھ قبول کر لیا جائے اور اس سے گواہ طلب نہیں کئے جائیں گے ۳۶۴
۱۱۵اگر عدت دو طرح کی جمع ہو جائے تو زیادہ مدت والی عدت کا اعتبار کیا جائے گا .. ۳۶۷
۱۱۶جب مامور بہ سے وجوب کی صفت معدوم ہو جائے تو اس میں موجود صفت جواز بھی باقی نہیں رہے گی ۳۷۰
۱۱۷جب کسی نفلی عمل کو شروع کر لیا جائے تو اس کی تکمیل واجب ہو جاتی ہے ۳۷۲
۱۱۸وہ احکام جن کا تعلق عبادات بدنیہ سے ہو ان میں بدل جائز نہیں ۲۷۳
۱۱۹قسموں کا دارومدار الفاظ پر ہوتا ہے ۳۷۵

www.waseemziyai.com

۱۲۰ ہر وہ حکم جو دلالت سے ثابت ہو جائے وہ تخصیص کا احتمال نہیں رکھتا ۳۷۶
۱۲۱ کلام میں اصل صراحت ہے ۳۷۷
۱۲۲ وہ صدقہ جس کی ملکیت حاصل نہ وہ ساقط ہو جاتا ہے ۳۷۷
۱۲۳ تمام احکام میں اصل کو فرع پر فضیلت حاصل جبکہ قربانی میں فرع کو اصل پر فضیلت حاصل ہے ۳۷۷
۱۲۴ احکام شرعیہ میں صغر سنی موثر ہوتی ہے ۳۸۲
۱۲۵ تابع اصل کو باطل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ۳۸۳
۱۲۶ حرمان عقوبت کے طریق پر ثابت ہوتا ہے ۳۸۴
۱۲۷ مجاز حقیقت کا خلیفہ ہوتا ہے ۳۸۶
۱۲۸ جب ضرورت اٹھ جائے تو سبب وقت کل سے جز کی طرف منتقل ہو جاتا ہے ۳۷۸
۱۲۹ قضاء کا وجوب سبب اصلی کے ساتھ ہوتا ہے ۳۹۰
۱۳۰ احکام شرعیہ میں عزیمت و رخصت کے علیحدہ علیحدہ احکام ہیں ۳۹۲
۱۳۱ قباحت تقاضہ کرنے سے ثابت ہو جاتی ہے ۳۹۲
۱۳۲ حقوق اللہ میں احتیاط جائز جبکہ حقوق العباد میں نہیں ۳۹۲
۱۳۳ جب کلام مطلق اور قرائن سے خالی ہو ۳۹۴
۱۳۴ ظاہری حالت حق کا دفاع کرتی ہے لیکن حق کو ثابت نہیں کرتی ۳۹۶
۱۳۵ وہ حقوق جو ورثاء کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں ۳۹۶
۱۳۶ بعض کا ذکر بعض میں کل کی طرح ہوتا ہے ۳۹۶
۱۳۷ احکام فرعیہ میں ائمہ و فقہاء کی تقلید کی جائے گی ۴۰۰
۱۳۸ لعان میں اصل قسموں کے ساتھ موکد گواہیاں ہیں ۴۰۲
۱۳۹ جب کسی کا کذب یقین کے ساتھ ظاہر ہو جائے ۴۰۷
۱۴۰ حضانت کی ولایت ماؤں کی طرف ہوتی ہے ۴۰۸
۱۴۱ واجب نفقہ میں اصل عسر و یسر ہے ۴۱۰

www.waseemziyai.com

۱۴۲امان کے بعد ذمیوں کے حقوق قصاص ودیت میں مسلمانوں کے برابر ہیں ۴۱۰
۱۴۳احکام شرعیہ میں عوارض معتبر ہوتے ہیں ۴۱۲
۱۴۴ہزل باطل ہوجاتا ہے جبکہ عقد لازم ہوجاتا ہے ۴۱۵
۱۴۵غلامی خون کی عصمت میں موثر نہیں جبکہ اس کی قیمت میں مؤثر ہوتی ہے ۴۱۶
۱۴۶غلامیت کی وجہ سے تمام ولایات ختم ہوجاتی ہیں ۴۱۷
۱۴۷دلیل معرفت کا اعتماد نفی کو اثبات کی طرح کردیتا ہے ۴۱۸
۱۴۸جب دو قیاس آپس میں متعارض ہوں تو تعارض کی وجہ سے وہ ساقط نہ ہوں گے .. ۴۲۰
۱۴۹عزیمت ورخصت دونوں میں اگر رفق ہو تو اختیار دیا جائے گا ۴۲۱
۱۵۰وجوب ادا کے لئے قدرت ممکنہ شرط ہے ۴۲۲
۱۵۱امر ممانعت کے بعد اور ممانعت سے پہلے (حکم) میں برابر ہے ۴۲۴
۱۵۲جب صاحب فضیلت کا ذکر کیا جائے تو اوصاف مخصوصہ کے ساتھ کیا جائے ۴۲۶
۱۵۳قرآن مجید کے عام کو خبر واحد اور قیاس سے خاص نہیں کیا جائے گا ۴۲۷
۱۵۴عبادت مقصودہ کے لئے وسیلہ بننے والی عبادت میں واجبات نہیں ہوتے ۴۲۸
۱۵۵جس چیز کی مثل نہیں اس کا تاوان بھی نہیں ہوگا ۴۲۸
۱۵۶خاص بیان کا احتمال نہیں رکھتا ۴۲۹
۱۵۷آنہی افعال شرعیہ سے ان کے برقرار رہنے کو چاہتی ہے ۴۳۰
۱۵۸جب حکم دو موثر علتوں کے ساتھ متعلق ہو ۴۳۱
۱۵۹غیر مقصود عمل میں مصروف ہونا مقصود سے اعراض کی طرح ہے ۴۳۲
۱۶۰حالت اقوی کے تابع حالت ادنی ہوسکتی ہے ۴۳۲
۱۶۲تمام مسلمانوں کے غلبہ کی وجہ سے دارالاسلام میں مال فئی میں ان کی ملکیت ثابت ہو جاتی ہے ۴۳۵
۱۶۳جس متصل چیز کی بیع شرط کے ساتھ ہو اس کی بیع علیحدہ بھی ہوسکتی ہے ۴۳۷
۱۶۴عورتوں کو گھر میں رہنے کے لئے احکام دیئے جائیں ۴۳۸

www.waseemziyai.com

۱۶۵ جب اجناس مختلف ہوں اور قدر میں وہ اجناس مختلفہ متحد ہوں ۴۴۱
۱۶۶ نفقہ بیوی کے پابند ہونے کا صلہ ہے ۴۴۲
۱۶۷ ہر وہ عام جو غیر مخصوص ہو وہ لزوم عمل میں خاص کی طرح ہیں ۴۴۳
۱۶۸ جب عام کی تخصیص پر دلیل قائم ہو جائے ۴۴۳
۱۶۹ مشترک کا عموم نفی میں جائز ہے اثبات میں نہیں ۴۴۴
۱۷۰ جب مشترک کا ایک معنی مراد لیا جائے ۴۴۵
۱۷۱ حقوق اللہ میں عطا کردہ سہولت کو حقوق العباد پر محمول کر دیا جائے گا ۴۴۷
۱۷۲ فرع کے لئے یہ اہلیت نہیں کہ وہ اصل کو ثابت کرے ۴۴۸
۱۷۳ اصل اور خلیفہ کے مقاصد میں عموم متحد ہوتا ہے ۴۴۸
۱۷۴ تابع اصل کے ساتھ ملا ہوا ہو نہ کہ اصل تابع کے ہمراہ ملصق ہو ۴۵۰
۱۷۵ علل کا استنباط مجتہد دلائل کے ساتھ کرتا ہے ۴۵۰
۱۷۶ اصلی سبب کے ہوتے ہوئے خلفی سبب کا اختیار مسلوب ہو جاتا ہے ۴۵۱
۱۷۷ ہر بدعت سیئہ گمراہی ہے اور ہر گمراہی درزخ میں لے جائے گی ۴۵۴
۱۷۸ تمام دلائل اپنی تمام اقسام کے ساتھ بیان کا احتمال رکھتے ہیں ۴۵۵
۱۷۹ جب صدر کلام غایت کو شامل ہو ۴۵۸
۱۸۰ جس زمانے میں مکلفین کی جس طرح حال ہوگا ویسے ہی احکام ہوں گے ۴۶۱
۱۸۱ مصالح شرعیہ کو احکام شرعیہ میں لوگوں کے فوائد کے موافق لایا جائے گا ۴۶۲
۱۸۲ قیاس علت مشترکہ کے بغیر حکم کو ثابت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ۴۶۳
۱۸۳ مفہوم مخالف اگرچہ حجت علی الاطلاق نہیں تاہم اپنی شرائط واقسام کے ساتھ حجت ہوتا ہے ۴۶۴
۱۸۴ اگر مسلمان دارالحرب میں کوئی عقد فاسد کرے ۴۶۹
۱۸۵ ولایت کے حقوق ان مسلمانوں کو حاصل ہیں جو دارالاسلام میں رہتے ہیں ۴۷۲
۱۸۶ غناء میں اصل حرمت ہے ۴۷۳

www.waseemziyai.com

۱۸۷ جب کسی حکم میں سبب اور علت دونوں جمع ہو جائیں تو وہ حکم علت کی طرف مضاف ہوتا ہے ۴۷۴

۱۸۸ الام تعریف برائے استغراق اور برائے جنس دونوں عموم کا فائدہ دیتے ہیں ۴۷۵

۱۸۹ جملہ مثبت میں ہر نکرہ صفت عام کے ساتھ متصف ہوتا ہے ۴۷۶

۱۹۰ مثبت نافی سے اولی ہوتا ہے ۴۷۶

۱۹۱ خلیفہ اور اصل کے احکام میں فرق ہوتا ہے ۴۷۷

۱۹۲ استہلال حیات پر دلالت کرتا ہے ۴۷۸

۱۹۳ ہر وہ شخص جو مبیع میں شریک ہو شفعہ اس کے لئے ثابت ہے ۴۸۱

۱۹۴ وصیت کے احکام حظر واباحت کے موافق ہوتے ہیں ۴۸۱

۱۹۵ بہت سے حقوق واحکام اہلیت کے اٹھ جانے کی وجہ سے ختم ہو جاتے ہیں ۴۸۱

۱۹۶ ہر وہ عمل جو خصوصیت خاصہ سے ہو وہ عام نہیں ہو سکتا ۴۸۵

۱۹۷ جب دو آیات میں تعارض (ظاہرا) معلوم ہو تو اسے سنت کی طرف پھیرا جائے گا ۴۸۷

۱۹۸- جب صاحب شرع کا کلام دو احتمالوں میں برابر ہو ۴۸۹

۱۹۹ حکم خاص سے استدلال کرتے ہوئے عمومی حکم کو ثابت نہیں کیا جا سکتا ۴۹۰

۲۰۰ احکام شرعیہ کا نسخ اعتبارات شرعیہ میں سے ہے ۴۹۱

﴿ضمنی قواعد﴾

۲۰۱ جو چیز توہین کی دلیل ہو تو اس پر تکفیر کی جائے گی خواہ توہین کی نیت نہ کی ہو .....

۲۰۲ شرط میں وقوع شک مشروط میں شک کو ثابت کرتا ہے .....

۲۰۳ ہر وہ کام جو حرام کام کے لئے ذریعہ یا سبب بنے وہ حرام ہے .....

۲۰۴ ایسی دو عورتوں کو جمع نہ کیا جائے اگر ان میں سے ایک کو مرد تصور کریں تو اس کا نکاح دوسری کے ساتھ جائز نہ ہو .....

۲۰۵ جس عمل کا کرنا حرام ہے اس کا طلب کرنا بھی حرام ہے .....

۲۰۶ وہ تمام درندے جو نوک دار دانتوں سے شکار کرتے ہیں اور پھاڑ کر کھاتے ہیں وہ

www.waseemziyai.com

سب حرام ہیں .....

۲۰۷ اور اسی طرح وہ تمام پرندے جو ناخنوں سے شکار کرتے ہیں اور کھاتے ہیں وہ سب حرام ہیں .....

۲۰۷ شکار میں اصل اباحت ہے۔ اسی پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے .....

۲۰۸ ہر وہ جانور جو دب کر مر جائے یا گلہ گھونٹ کر مرے .....

۲۰۹ اگر جانور آلہ کی ضرب سے کٹ کر یا چھد کر مرا اس کو زخم آیا اور خون بہا تو وہ حلال ہے..

۲۱۰ جب شکار میں ''شاید'' ہوسکتا'' جمع ہو جائیں تو پھر اس کا کھانا جائز نہیں .....

۲۱۱ موت اگر یقینی طور پر زخم کی طرف منسوب ہو تو شکار حلال ہے .....

۲۱۲ ہر نقصان دہ چیز کو کھانا حرام اور غیر نقصان دہ چیز کا کھانا حلال ہے .....

۲۱۳ عرف و معاشرہ میں جب کئی امور جمع ہو جائیں تو حکم غالب و اکثر کی طرف پھیرا جائے گا .....

۲۱۴ تعظیم و توہین کا مدار عرف پر ہے .....

۲۱۵ جب شریعت تخصیص کا اور لفظ عموم کا تقاضہ کرے .....

۲۱۶ حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں .....

۲۱۷ حدود ابدال سے ثابت نہیں ہوتیں .....

۲۱۸ ہر شخص حاکم اور اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا .....

۲۱۹ صفات اصلیہ میں اصل ان کا وجود ہے .....

۲۲۰ پرانی چیز کو اس کی پُرانیت پر چھوڑ دیا جائے گا.....

۲۲۱ نفع کے ساتھ ساتھ خسارہ بھی ہوتا ہے .....

۲۲۲ جب امر مقید ہو اور وجوب کے لئے نہ ہو تو اس سے مقصود قید کو ثابت کرنا ہوتا ہے .....

۲۲۳ جب مطلق اور مقید ایک واقعہ اور ایک ہی حکم میں جمع ہو جائیں .....

۲۲۴ جب امر عموم کی تصریح کے ساتھ ہو، تو تمام از منہ تحت امر داخل ہوتے ہیں .....

۲۲۵ ہر وہ فعل جس کا مقصد اصل شخص یعنی موکل کے بغیر پورا نہ ہو سکے اس میں وکالت

www.waseemziyai.com

جائز نہیں .....

۲۲۶ کلام میں اصل حقیقت ہے .....

۲۲۷ پانی کے پاک ہونے یا ناپاک ہونے کا علم جاننے کا قاعدہ.....

۲۲۸ واجب واحد میں وجوب مقرر نہیں ہوتا .....

۲۲۹ مغایرت کے وقت عدد کے اعتبار سے قلیل میں رفق متعین نہ ہوگا .....

۲۳۰ احکام میں ظاہر پر عمل کیا جاتا ہے جبکہ باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔.....

۲۳۱ عبادات مالیہ میں اصل صدقات ہیں اور فرع اتلاف ہیں .....

۲۳۲ اقرب مزکی زیادہ حقدار زکوٰۃ وصدقات ہیں .....

۲۳۳ ترجیح بالذات ترجیح بالحالت سے افضل ہوتی ہے .....

۲۳۴ جب شفیع فوت ہوجائے تو شفعہ باطل ہوجاتا ہے.....

۲۳۵ جب حکم کی اضافت علت کی طرف متعذر ہو تو اس کی اضافت سبب کی طرف کی جائے گی .....

۲۳۶ اگر نفی اس حکم کی جنس سے ہو جسے اس کی دلیل سے پہچانا گیا ہو .....

www.waseemziyai.com

خوشبوئے سخن

وہ پھول جو نہ دیکھے گا روئے خزاں کبھی
چنا ہے میرے باغ علم نے تیرے لئے

اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعز شانہ کے تمام اسمائے صفاتیہ جوانوار وتجلیات کا محور ومرکز ہیں مخلوقات پر آسمان رحمت کی طرح سایہ فگن ہیں ٹوٹے ہوئے دلوں کو نسیم بہار کی طرح سکون فراہم کرنے والے ہیں ہر مخلوق کے گوشہ سکون وعافیت میں انہیں کی تاثیر ہے جنہیں اسماء الحسنی کے عظیم لقب سے ملقب کتاب مبین نے کیا ہے ان کی برکتوں کے چمن اور توفیقوں کے سمندروں سے قطرہ توفیق وہمت کا سوال کرتے ہوئے امام الانبیاء، اصل موجودات، رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پُر رحمت میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہوئے اور انظر الی احوال الامت کا استغاثہ کرتے ہوئے ان ہستیوں کی خدمت میں سلام عرض کروں گا جو ہدایت کے ستارے ہیں جن کے رگ وپے میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمے جاری رہتے، جن کی خوشبو نے دنیا کے کونے کونے کو اپنی مہک میں ڈھانپ لیا اور خیر القرون کے وہ خوش بخت وخوش قسمت بزرگان دین جن کے عمل وکردار نے اسلامی تہذیب کے باغ کو تروتازہ کیا اور وہ تمام ائمہ مجتہدین اور اولیائے کرام جن کے ظاہری وروحانی فیوض وبرکات نے نہ صرف دنیائے اسلام بلکہ عالم گیر اسلامی تعلیمات کے انقلاب کا تہلکہ مچا دیا اور طلوع افق سے لے کر غروب افق تک توحید ورسالت کے اقرار کی آوازوں کی حکومت نے اپنا تخت جمالیا اور جمہور اہل سنت وجماعت جن کو حق تعالیٰ نے صراط مستقیم کی ہدایت نصیب فرمائی۔ ان تمام مقرب وبرگزیدہ ہستیوں کی خدمت میں بصد عجز ونیاز کے تمام محبتوں اور عقیدتوں کے دامن کو تھامتے ہوئے سلام عرض کرتا ہوں۔

www.waseemziyai.com

تقدیم

استاذ العلماء استاذ الاساتذہ

حضرت علامہ مولانا غلام نصیر الدین نصیر صاحب گولڑوی

مد فیوضہم العلمیہ والعملیہ

استاذ الحدیث، جامعہ نعیمیہ لاہور پاکستان

اعوذباللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ن والقلم وما یسطرون۔

قلم اوران کے لکھے کی قسم۔ (کنزالایمان)

تبلیغ دین کے تین مؤثر ذرائع ہیں

۱-تدریس ۲-تقریر ۳-تحریر

مؤخرالذکر ایسا ذریعہ ہے کہ انسان اپنی جگہ رہ کر اپنی آواز دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچا سکتا ہے بلکہ آدمی جب کام کر چکا ہو تو اب وہ کچھ بھی کر رہا ہو، چل رہا ہو، سو رہا ہو جاگ رہا ہو، جس حال میں بھی ہو اس کا تبلیغی مشن جاری رہتا ہے بلکہ انسان کے مرنے کے بعد بھی جاری وساری رہتا ہے۔ اوراس کے لئے صدقہ جاریہ بن جاتا ہے اور انسان کو مرجانے کے بعد بھی زندہ رکھتا ہے۔

ہمارے استاذ گرامی حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری برکاتی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے:

"آج کے دور میں لکھنا اور وہ بھی کسی علمی موضوع پر ہو اور عالمانہ انداز میں بہت بڑا مجاہدہ بلکہ جہاد ہے ہمارے علماء

www.waseemziyai.com

اوّل تو خطابت اور سیاست ہی کو اختیار کرتے ہیں۔ جو حضرات لکھنے کی طرف توجہ دیتے ہیں وہ یا تو وعظ وتقریر کے عنوان پر خامہ فرسائی کرتے ہیں کیونکہ ہمارے ہاں مانگ ہی اسی قسم کے لٹریچر کی ہے یا پھر ان اختلافی موضوعات پر طبع آزمائی کرتے ہیں جن پر پہلے ہی بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ پہلے سے لکھی ہوئی کتابوں اشاعت کر کے اس نوع کی ضرورت پوری کردی جائے اور مزید لکھنے کے لئے نئے موضوعات تجویز کیے جائیں۔

نیز آپ نرماتے ہیں

"میری نوجوان علماء سے گذارش ہے کہ وہ وقت کی قدر کریں اور جو کچھ لکھ سکتے ہیں اس کا آغاز آج ہی کردیں۔ ورنہ وقت کے پہیے کی رفتار اتنی تیز ہے کہ وہ کسی کا انتظار نہیں کرتی، آپ محدث اعظم مولانا سردار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا مشہور مقولہ بیان کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے مولانا! ہر دن ضرور کچھ نہ کچھ لکھو، خواہ صرف تین سطریں ہوں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ روزانہ کی اس مختصر سی کوشش سے ایک دن آئے گا کہ آپ کی ایک تصنیف کردہ کتاب منظر عام پر آجائے گی جس سے آپ کو دینی خدمت پر خوشی ہوگی۔

(ان شاءاللہ تعالیٰ)

اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ ہمارے نوجوان علماء وفضلاء کرام (حفظہم اللہ تعالیٰ) ترجمہ اور تصنیف وتالیف کی افادیت کو بخوبی محسوس کررہے ہیں اور قلم کاری کی اہمیت کو جان کر میدان تحریر میں اپنے جوہر دیکھا رہے ہیں۔ مولانا محمد لیاقت علی رضوی فاضل

www.waseemziyai.com

جامعہ نعیمیہ لاہور نے ''قواعد فقہیہ مع فوائد رضویہ'' جو دو صد قواعد فقہیہ پر مشتمل ہے تصنیف کر کے ایک قابل قدر کارنامہ انجام دیا ہے۔

دین کا مدار ان پانچ چیزوں پر ہے

۱-اعتقادات ۲-عبادات ۳-معاملات ۴-مزاجرات ۵-آداب واخلاقیات

ان میں سے اوّل وآخر کی بحث فقہ میں نہیں کی جاتی باقی تین مثلاً عبادات (نماز روزہ، حج، زکوٰۃ، اور جہاد) معاملات (معاوضات مالیہ، نکاحات، خاصمات، امانات اور شرکات) اور مزاجرات (قتل نفس، اخذ مال، ہتک ستر، ہتک عزت اور قطع طریق) کے مطابقی، تضمنی اور التزامی ابحاث کے اصول وقواعد دوسو سے زائد مصنف نے اس کتاب میں جمع کیے ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ ان میں سے ہر قاعدہ کی انطباقی مثالیں ذکر کر کے قاعدہ کی توضیح اور مسائل کی تفہیم کا بڑا خوبصورت اور دلنشین اسلوب اختیار کیا ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ مصنف کے علم وعمل میں صحت وتن درستی کے ساتھ عمر میں اور مال وعزت میں برکتیں عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اس کتاب کو مفید اور کارآمد بنائے امین۔

اب ہم آئندہ سطور میں اس کتاب ''قواعد فقہیہ مع فوائد رضویہ'' کے مولف کا تعارف پیش کریں گے تاکہ مولف کی علمی استعداد اور لیاقت وصلاحیت سے واقفیت ہو جانے کے بعد قارئین کی کتاب کے ساتھ رغبت اور دلچسپی بڑھے۔

مصنف ''قواعد فقہیہ مع فوائد رضویہ'' کا تعارف

محمد لیاقت علی رضوی ابن محمد صادق ۸ مارچ ۱۹۸۳ء کو ''چک سنتے کا'' ضلع بہاولنگر میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم: پرائمری تک گورنمنٹ پرائمری سکول بونگہ احسان بی بی میں ماسٹر ممتاز احمد اور ماسٹر نور احمد صاحب سے حاصل کی۔ اس کے بعد درس نظامی کی پہلی کتاب ''کریما سعدی'' سب سے پہلے اپنے گاؤں چک سنتیکا میں مولانا مظہر احمد سنتوی

www.waseemziyai.com

صاحب سے پڑھی ہے۔جبکہ اس کے بعد درس نظامی کے لئے ایک سال جامعہ مہریہ چک نمبر 105.6r فقیروالی میں سال اوّل کی کتب علامہ عبداللطیف صاحب، علامہ اختر صاحب، علامہ منور حسین صاحب سے پڑھیں۔

اس کے بعد 1995ء میں جامعہ نعیمیہ لاہور میں داخلہ لیا اس کی تفصیل مصنف خود بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

درس نظامی کی ابتدائی کتب مولانا راغب حسین نعیمی (موجودہ ناظم اعلی جامعہ نعیمیہ لاہور) مولانا کلیم فاروقی، علامہ صابر صاحب، علامہ محبوب احمد چشتی صاحب سے پڑھی ہیں۔جبکہ منتہی کتب میں سے شرح ملا جامی، نورالانوار، مختصر المعانی، دروس البلاغۃ، قطبی، مناظرہ رشدیہ شرح عقود رسم المفتی، حسامی، ہدایہ اخرین جلد ثالث، مشکوٰۃ المصابیح، حضرت علامہ غلام نصیرالدین چشتی صاحب سے پڑھی ہیں۔ترمذی شریف، التوضیح والتلویح، السراجی فی المیراث علامہ ابوالمطیع انورالقادری صاحب سے پڑھی ہیں۔مقامات حریری، ہدایہ اولین جلد دوئم، سنن ابوداؤد شریف سنن نسائی، اسیر تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، شہید پاکستان ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی علیہ الرحمہ سے پڑھی ہیں۔کافیہ، تفسیر بیضاوی، شرح تہذیب، شرح عقائد نسفی، بخاری شریف، المطول شیخ الحدیث والفقہ علامہ مفتی عبد اللطیف مجددی صاحب سے پڑھی ہیں۔صحیح مسلم، شرح معانی الاثار ہدایہ اخیرین جلد رابع شیخ الحدیث والفقہ علامہ عبدالعلیم سیالوی صاحب سے پڑھی ہیں۔

یہاں درس نظامی کے ساتھ ساتھ لاہور بورڈ سے میٹرک، ایف اے، فاضل عربی۔اور پنجاب یونیورسٹی سے بی۔اے۔ایم اے۔اسلامیات اچھی پوزیشن میں پاس کیا ہے اور A.T.T.C. کا ڈپلومہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے کیا ہے۔

جامعہ نعیمیہ سے 2003ء میں سند فرغت حاصل کرنے کے بعد جامعہ نعیمیہ کی شاخ جامعہ شہابیہ اچھرہ میں تین سال تک درس نظامی کی کتب کافیہ، قدوری، مرقات، نورالایضاح، علم الصیغہ، ہدایۃ النحو، نحو میر، اور باقی تمام ابتدائی نصابی کتابیں پڑھائی

www.waseemziyai.com

ہیں۔اس کے بعد جامعہ فاروقیہ رضویہ علامہ اقبال ٹاؤن میں،شرح ملا جامی،نورالانوار، ہدایہ وغیرہ کتب کی تدریس کی سعادت حاصل رہی۔

2001ء میں عقائد کے موضوع پر''حسام الایمان'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سوانح پر ایک مضبوط و مستند رسالہ لکھا ہے۔اور مختلف مضامین روزنامہ''نوائے وقت''اور''ماہنامہ نوائے انوار مدینہ میں سلسلہ وار شائع ہوتے ہیں۔

جامعہ انوار مدینہ وحدت کالونی میں گذشتہ چھ سال سے امامت وخطابت کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔جامع مسجد انوار مدینہ میں نماز فجر کے بعد درس قرآن شروع کیا ہوا ہے جسے تقریبا چھ سال ہوگئے ہیں جس میں مختصر ترجمہ وتفسیر بیان کی جاتی ہے یہ درس چھ سالوں میں سورت یوسف تک مکمل ہوا ہے اور اب سورت الرعد کا درس جاری ہے۔اس عمومی درس کے بعد ترجمۃ القرآن کلاس ہوتی ہے جس میں احکام شرعیہ کے متعلق ایک نصاب پڑھایا جا رہا ہے جس میں بڑی عمر کے لوگ علوم قرآنیہ حاصل کر رہے ہیں۔اسی طرح مسجد ھذا میں نماز عصر کے بعد مستقل درس حدیث ہوتا ہے حدیث کی مشہور کتاب''مشکوۃ المصابیح'' کا درس تین سال میں مکمل ہونے کے بعد اب بخاری شریف کا درس جاری ہے جو اب تک کتاب الحج تک ہو چکا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے مولانا لیاقت صاحب رضوی کی اس تحریری کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ان کو تقریر،تحریر اور تدریس کے ذریعے دین اسلام کی بیش از بیش خدمات انجام دینے کی ہمت اور توفیق رفیق ارزانی فرمائے اور یہ ان کی آخری تصنیف نہ ہو بلکہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

غلام نصیر الدین
۱۵شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ
۷-۸-۲۰۰۸ء

www.waseemziyai.com

تقریظ

جامع المعقول والمنقول، مفتی اعظم پاکستان، پاسبان مسلک اہل سنت و جماعت
حضرت علامہ مفتی محمد عبدالعلیم سیالوی دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث والفقہ جامعہ نعیمیہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''القواعد الفقہیہ'' احناف ائمہ وفقہاء جن اصولوں اور ضوابط کے تحت احکام کا استخراج فرماتے ہیں اس کے مجموعہ کا نام ہے تخصص فی الفقہ میں اسے شامل نصاب کیا گیا ہے۔ اصل کتاب صرف لسان عرب، لغات عرب پر مشتمل تھی حضرت علامہ مولانا لیاقت علی رضوی زید مجدہ نے اپنی کاوشوں سے اسے آسان اردو زبان میں منتقل کیا ہے اصل کتاب چونکہ مغلق اور فقہی جزئیات سے خالی تھی حضرت علامہ نے اصل متن کے ساتھ ساتھ ترجمہ وتوضیح اور فقہی جزئیات کا تذکرہ فرما کر نہایت آسان کر دیا ہے۔ اہل علم حضرات کے لئے عموما اور تخصص فی الفقہ کے طلباء کے لئے خصوصا ایک بیش بہا نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور کتاب کو مقبول عام بنائے۔ امین۔

خیر اندیش

محمد عبدالعلیم سیالوی

جامعہ نعیمیہ لاہور

www.waseemziyai.com

تقریظ

استاذ العلماء رئیس التحریر حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، جامعہ ہجویریہ لاہور، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کسی بھی فن کی بنیاد اس کے قواعد پر ہوتی ہے اور قواعد پر اس فن یا علم کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔

اس لئے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ طلباء علوم اسلامیہ کو نصاب میں شامل ہر فن کی اصلاحات اور قواعد سے آگاہی ہو۔ تاکہ جزئیات کی تحصیل میں آسانی ہو۔ البتہ اس بات کی طرف توجہ اشد ضروری ہے کہ یہ قواعد نہایت آسان اور سہل انداز اور الفاظ میں بیان ہوں تاکہ اصل مقصد فوت نہ ہو۔

حضرت علامہ محمد لیاقت علی رضوی مدظلہ ایک فاضل عالم دین ہیں اور انہوں نے وقت کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے اس اہم کام کا بیڑا اٹھایا اور یہ کتابچہ مرتب فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اس کتابچہ کو دینی طلباء کے لئے مفید بنائے اور حضرت علامہ صاحب کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ امین۔

محمد صدیق ہزاروی

استاذ الحدیث جامعہ ہجویریہ لاہور

ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

www.waseemziyai.com

تبصرہ

فاضل عالم دین استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد اکبر ساقی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

صدر المدرسین :: جامعہ فارقیہ رضویہ، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ مرتبہ شکر ہے جس نے ہم کو اشرف المخلوقات یعنی انسان بنایا وہ انسان جس کے بارے میں قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے: ''ولقد کرمنا بنی آدم'' اور ''لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم'' اور کروڑ مرتبہ شکر ہے کہ جس نے ہمیں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا کیا۔

فقہ اور اصول فقہ کی بنیاد محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور گرامی میں جس کے بارے میں قرآن نے کہا: ''والعصر'' اور حدیث پاک میں بیان کیا گیا ہے ''خیر القرون قرنی'' میں تھی۔ لیکن فقہ اور اصول فقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں اس طرح مدون نہ تھے۔ جس طرح کہ آج ہمارے دور میں یا ہمارے سے پہلے اسلاف کے دور میں اس کی تدوین تھی۔ کیونکہ دور صحابہ میں جب کسی مسئلہ کی ضرورت پیش آیا کرتی تھی تو وہ خود بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مسائل کا حل پوچھ لیا کرتے تھے۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں فقہاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہم سے پوچھ لیا کرتے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور کے بعد تابعین کے دور میں اس کو مدون کرنے کی ضرورت پیش آئی تو سب سے پہلے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے باقاعدہ طور

www.waseemziyai.com

پر مدون کیا فقہ حنفی میں امام محمد علیہ الرحمہ کی چھ کتب بہت مشہور ہیں جن کی روایت کو ظاہر الروایہ کہا جاتا ہے ان میں سب سے مشہور مبسوط ہے جس کا نام ''اصل'' ہے اس مبسوط کی کئی شروحات لکھی گئی ہیں۔جن میں سب سے مشہور شرح، اہم شرح ''مبسوط امام سرخسی'' کی ہے۔

فقہ کی تعلیم وتعلم کے بارے میں قرآن مجید کے 11 پارہ سورۃ توبہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے ''کہ تم میں سے ایک گروہ ہو جو فقہ کی تعلیم سیکھے، تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنی قوم کی طرف لوٹ جائے اور انہیں فقہ کی تعلیم دے اور ڈرائے تا کہ وہ برائیوں سے بچیں''۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارکہ ہے کہ ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عبادت کرنے والوں پر بھاری ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سردار بننے سے پہلے فقہ حاصل کرو۔فقہ اور اصول فقہ کی بنیاد قرآن وسنت، اجماع اور قیاس پر ہے۔

''قواعد فقہیہ مع فوائد رضویہ'' بھی اصول فقہ کے موضوع پر حضرت علامہ مولانا لیاقت علی رضوی مدظلہ العالی صاحب کی تالیف شدہ کتاب ہے اس میں اصول فقہ کی مختلف کتب یعنی ''الاشباہ والنظائر، مبسوط، ہدایہ شریف، قدوری شریف، نورالایضاح، حسامی، نورالانوار، اصول شاشی اور فتاویٰ رضویہ وغیرہ سے لیا گیا ہے۔

صاحب تالیف نے پہلے اصول کو بیان کیا ہے اس کی مثال قرآن یا حدیث، اجماع اور قیاس سے دی ہے۔اور اس سے تخریج شدہ مسائل کو ضرورت کے مطابق بیان کیا ہے۔

کئی اصولوں کے بعد صاحب تالیف نے اپنا بھی استدلال بیان کیا ہوا ہے جو کہ بہت خوبصورت ہے اور قاری کے لئے دلچسپی کا باعث ہے۔

میں نے اس کتاب کو تقریبا حرف بہ حرف پڑھا ہے اور اس کے مطالعہ کے بعد میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ کتاب درس نظامی کے اساتذہ، طلباء اور خطباء کے لئے بہت ہی مفید

www.waseemziyai.com

ہے علامہ صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے جزیل اور ثواب کثیر عطا فرمائے اور ان کی تحریر میں خوبصورتی اور روانی دے اور علم و عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

علماء کا خادم

محمد اکبر ساقی غفرلہ

مرکز العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)
www.waseemziyai.com

تاثرات

فاضل عالم دین استاذ العلماء حضرت علامہ محمد طارق قادری حفظہ اللہ تعالیٰ

صدر المدرسین :: جامعہ انوار مدینہ مغلپورہ لاہور

دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں ان کا وجود اہل علم سے ہے اگر ہم کسی مذہب کو صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتے ہیں تو اس مذہب کے اہل علم کو ختم کر دیں تو وہ مذہب اپنی موت خود ہی مر جائے گا۔

لیکن اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کے اہل علم کو انبیاء کرام کا وارث قرار دیا گیا بلکہ بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح کہا گیا ہے ہر دور میں علماء کرام نے اسلام کی حقانیت کو دلائل سے ثابت کر کے امت تک پہنچایا ہے جس کی بدولت اسلام آج بھی زندہ ہے اور قیامت تک زندہ و تابندہ رہے گا۔

دنیا میں بہار علمائے کرام سے ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک ایک عالم دین بھی دنیا میں موجود ہے۔ علمائے کرام کے قلم کی سیاہی کا وزن قیامت کے دن شہداء کے خون سے کیا جائے گا تو علماء کرام کے قلم کی سیاہی کا وزن زیادہ ہوگا۔ کیونکہ علماء کرام نے ہر دور میں قلمی جہاد کیا ہے۔

مولانا محمد لیاقت علی رضوی صاحب سے عرصہ دراز سے دوستانہ اور برادرانہ تعلق ہے آپ ایک مستند عالم دین ہیں ایک دن مولانا رضوی صاحب میرے غریب خانہ پر

www.waseemziyai.com

تشریف لائے۔ ہاتھ میں ایک کتاب تھی جو بظاہر ڈائری لگ رہی تھی اس پر کسی قسم کا نام وغیرہ لکھا ہوا نہیں تھا۔ اجازت لے کر میں نے اسے کھولا تو دیکھا، وہ ایک علمی خزانہ تھا۔ ساتھ ہی مولانا رضوی صاحب نے حکم صادر فرمایا کہ آپ اس کو پڑھ کر اس پر اپنے تاثرات لکھیں۔ بہر حال حکم کے پیش نظر میں نے اسے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا ہے یہ کتاب رضوی صاحب کی علمی کاوش ہے جو کہ آپ کے علمی ذوق کی ترجمانی کرتی ہے یہ کتاب اپنے عنوان کے اعتبار سے لاجواب ہے جو اہل علم کے لئے علمی خزانہ ہے جس سے عامۃ الناس کو کوئی سروکار نہیں۔

مولانا رضوی صاحب شروع سے ہی علمی ذوق رکھتے ہیں جس کا اظہار گاہے بہ گاہے رسائل وجرائد میں مضامین کی صورت میں کرتے رہتے ہیں۔ بہر حال ''قواعد فقہیہ'' کو دیکھ کر خوشی کی ایک لہر دوڑی کہ فاضل جلیل نے کافی محنت سے بکھرے ہوئے موتیوں کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے جو کہ اہل علم کے لئے بڑا سرمایہ ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ کریم مولانا رضوی صاحب کو اپنے مشن میں استقامت نصیب فرمائے۔ امین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد طارق قادری (بجوات)

استاذ: جامعہ انوار مدینہ مغلپورہ لاہور

۲۹ جولائی ۲۰۰۹ء بروز بدھ

۵، شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ

www.waseemziyai.com

مقدمہ

قرآن مجید میں جہاں علوم قدیمہ وجدیدہ کا ذخیرہ ملتا ہے کہ آج دنیا کی تمام سائنسی ترقی کا ماخذ واصل یہی چشمہ ہدایت ہے۔ وہاں یہ کتاب علوم بدیہی ونظری کا بحر بے کنار ہے جسکی لہروں میں علوم وفنون کے ایسے ذخائر ہیں جو نہ ختم ہونے والے خزائن و عرفان کی کانیں ہیں

اسی طرح یہ وہی چشمہ ہے جس سے ہر قسم کے پیاسے لوگوں نے پیاس بجھائی سائنس کا پیاسا یہاں سے سیراب ہوا، جدید ٹیکنالوجی کو قطرہ ٹیکنالوجی یہاں سے ملا ریاضی دان کے حسابوں کے انبار اسی کے نقطہ لازوال سے حاصل کردہ فیض کا ایک ٹکڑا ہیں۔ جغرافیہ کو وسعتیں اسی کے دامن سے ملی ہیں فلاسفہ کا فکری عروج، حکماء کا طرز و اسلوب، اہل تصوف کو راہ وسلوک اور اہل حقیقت کو معرفت کا نور اسی ماہ ہلال کی روشنی سے نصیب ہوا ہے۔ حتیٰ کہ فقہاء کرام نے اپنی اجتہادی صلاحیتوں اور علمی کاوشوں کو عملی میدان میں لاکر قرآن وسنت سے قواعد فقہیہ کا استنباط کیا ہے کہ جب کسی عالم یا فقیہ کو کسی مسئلہ کے بارے میں قرآن وسنت سے صریح دلیل وحجت نہ ملے تو وہ ان قواعد کو سامنے رکھ کر لاکھوں مسائل کو صحت واستدلال صحیحہ کے ساتھ حل کر لیتا ہے۔

بندہ حقیر پر تقصیر محمد لیاقت علی رضوی نے اپنی کتاب ''قواعد فقہیہ مع فوائد رضویہ'' کو امام ابن نجیم المصری الحنفی علیہ الرحمہ کی کتاب ''الاشباہ والنظائر'' کو بنیاد بنایا ہے اور دیگر بھی کئی مشہور زمانہ اصول فقہ کی کتب سے قواعدہ فقہیہ کو جمع کیا ہے یہ وہ قواعد ہیں جن میں سے اکثر تو قواعد کلیہ ہیں جبکہ بعض قواعد جزئیہ بھی ہیں یا وہ ایک خاص موضوع کے متعلق

www.waseemziyai.com

ہیں۔ 200 قواعد فقہیہ اور اگر ضمنی قواعد کو شمار کریں تو یہ 200 سے زائد قواعد بنتے ہیں جن کو ہم نے دلائل کے ساتھ جمع کیا ہے۔

اس وقت میرے ذہن کے کئی گوشے و پہلو مجھے بڑی سرعت کے ساتھ اس بات کی طرف لے کر جا رہے ہیں کہ دنیائے علوم اسلامیہ کے وہ عظیم اساتذہ کرام جن کے سامنے میں زانوئے تلمذ ہوا۔ جنہوں نے کلیات و جزئیات علمی کا لباس پہنا کر جامعہ نعیمیہ کو دنیائے اسلام میں فخر کا مقام عطا کیا۔ میری اس کاوش کا سبب یہ ہے کہ ایک مرتبہ میں جامعہ نعیمیہ میں حضرت علامہ غلام نصیر الدین مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہوا، تو استاذی المکرّم محقق معقول مدقق منقول شہنشاہ تدریس حضرت علامہ مولانا غلام نصیر الدین نصیر صاحب دامت فیوضہم مجھ سے فرمانے لگے کہ بہت سے ایسے مسائل جن کو ایک مدرس تدریس کے ذریعے بیان نہیں کر سکتا بلکہ انہیں تحریر کے ذریعے کھول دیتا ہے اس لئے تدریس کے ساتھ ساتھ تحریر کے ساتھ بھی کام کرو، یہی وہ حوصلہ تھا کہ آج میں نے یہ کام شروع کر دیا اور میرے لئے آج اس کتاب کو لکھنے کے لئے ہمت و توفیق کا راستہ ہموار ہوا۔ اس وقت میں اپنے دل کی تمام تر توجہات کو خصوصی آرزوں کے ساتھ شامل کرتے ہوئے ان تمام اساتذہ کرام کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت میں عزت و عظمت کا تاجدار بنائے اور ان کو اپنی رحمت سے سیراب فرمائے، امین۔

www.waseemziyai.com

قاعدہ کی تعریف:

یہ قواعد کی واحد ہے اس کا معنی ہے، اساس، بنیاد، جس طرح کہا جاتا ہے ''قواعد البیت'' گھر کی بنیادیں۔ اور اسی طرح قرآن میں بھی اس لفظ کا استعمال ہوا ہے۔

و اذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسماعیل (البقرہ، ۱۲۷)

اور جب ابراہیم اور اسماعیل نے گھر کی بنیادوں کو بلند کیا۔

اور قاعدہ کی اصطلاحی تعریف یہ ہے۔

الامر الکلی الذی ینطبق علیه جزئیات و یفهم احکا مها منها ۔ (الاشباہ والنظائر)

وہ امر کلی جس پر جزئیات منطبق ہوتی ہیں اور اس سے جزئیات کے احکام سمجھے جاتے ہیں

اصول کی تعریف:

اصول یہ اصل کی جمع ہے اصل کا لغوی معنی ہے، اساس، بنیاد، جڑ وغیرہ کے ہیں اور اس کا یہ مطلب بیان کیا جاتا ہے۔

و ھو ما یبتنی علیه غیرہ (نورالانوار ص ۴ مکتبہ اکرمیہ پشاور)

۱- وہ شرعی اصول جس پر غیر منصوص احکام کی بنیاد رکھی جائے۔

۲- اصول وہ قواعد ہیں جن پر کسی علم کی بنیاد رکھی جائے۔

شریعت کا مطلب:

وہ پسندیدہ راستہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے متعین کر دیا ہے۔

دین کی تعریف:

اللہ کا وہ قانون ہے جو عقل والوں کو ان کے نیک اختیار کی بدولت بالذات بھلائی

www.waseemziyai.com

تک پہنچادے۔

اسلام کی تعریف:

وہ دین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت وسنت کے ساتھ خاص ہو۔

دلیل کی تعریف:

دلیل وہ ہے جس کی وجہ سے پہلے علم یا ظن میں موجود بات کی بناء پر صحیح غور وفکر کے ذریعے مطلوبہ علم ویقین تک پہنچنا ممکن ہو۔

برہان کی تعریف:

برہان ایسی دلیل کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے صرف علم میں موجود بات کی بناء پر صحیح غور وفکر کے ذریعے مطلوبہ مقصود تک پہنچنا ممکن ہو۔

فقہ کی تعریف:

احکام شرعیہ عملیہ کا وہ علم جو ادلہ تفصیلیہ سے حاصل ہو۔

(نورالانوار مع الاقمر الاقمار، ص۴، مکتبہ اکرمیہ پشاور)

مذہب وملت کی تعریف:

دین اور مذہب متحد بالذات ہیں اور ان میں اعتباری فرق ہے کیونکہ شریعت باحیثیت اطاعت دین ہے جبکہ باحیثیت ضبط اور تحریر ملت ہے اور جس حیثیت سے بھی اس کی طرف رجوع کیا جائے مذہب ہے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ دین اللہ کی طرف منسوب ہے ملت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے اور مذہب مجتہد کی طرف منسوب ہے۔ (**کتاب التعریفات**، ص۴۷، مطبوعہ خیریہ مصر)

فقہ کی اہمیت:

حضرت حمید بن عبدالرحمان نے کہا کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا

www.waseemziyai.com

ہے کہ جس شخص کے ساتھ اللہ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین میں فقہ عطا کرتا ہے اور میں صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا فرماتا ہے اور یہ امت ہمیشہ اللہ کے دین پر قائم رہے گی اور کسی کی مخالفت سے اس کو ضرر نہیں ہوگا، حتیٰ کہ اللہ کا حکم آجائے (یعنی قیامت) (بخاری شریف، ج ا ص ۱۶، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

یاد رہے: قواعد فقہیہ کی اہمیت وہی ہے جو علم فقہ کی اہمیت ہے کیونکہ کسی بھی علم کے اصول وقوانین اس کی اساس اور بنیاد ہوتے ہیں۔

تاریخ قواعد فقہیہ:

اگر ہم فقہ کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ جس طرح فقہ کی تدوین خیر القرون سے ہو چکی تھی اسی طرح قواعد فقہیہ کی تدوین بھی اسی وقت سے ہو چکی تھی، اس کا ثبوت علم نحو کے مشہور امام کسائی متوفی ۱۸۹ھ اور امام محمد علیہ الرحمہ کے درمیان اس مباحثے سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب انہوں نے امام محمد علیہ الرحمہ سے کہا کہ آپ مجھ سے اگر کسی بھی فقہی مسئلہ کا جواب پوچھیں تو میں اس کا جواب قواعد نحو سے دوں گا۔ تو اس پر امام محمد علیہ الرحمہ نے کہا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ جو سجدہ سہو کرنا بھول گیا تو کیا وہ پھر سجدہ سہو کرے گا؟ اس کے جواب میں امام کسائی نے کہا کہ نہیں کیونکہ مصغر کا پھر مصغر نہیں ہوتا، اس لئے وہ دوبار سجدہ سہو نہیں کرے گا۔

انتباہ:

فقہ قرآن وسنت کی تعلیمات سے استنباط شدہ اور اخذ شدہ احکام کا ذخیرہ ہے اور یہی وہ علم ہے جس کے بانی خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور یہ علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور اقدس سے لے کر آج تک اور ان شاء اللہ قیامت تک لوگوں کو راہ ہدایت پر گامزن کرتا رہے گا اس علم کی فضیلت میں قرآن وسنت کے شواہد موجود ہیں۔ لہٰذا اس کی فضیلت واہمیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔

www.waseemziyai.com

قواعد فقہیہ کے فوائد

۱-مقاصد شرعیہ کو سمجھنا:

شریعت اسلامیہ کے احکام اور ان کے عظیم مقاصد کو سمجھنے کے لئے قواعد فقہیہ کا ادراک ومعرفت ضروری ہے۔

۲-فروعات کو جمع کرنا:

فقہی مسائل کی کثیر فروعات کو جمع کرنا ایک فقیہ کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ مسائل شرعیہ میں مہارت حاصل کرے۔

۳-فقہ میں ملکہ پیدا کرنا:

فقہی مسائل کے اسلوب واستدلال میں تجربہ ومہارت حاصل کرنا اور مجتہدین کی فقہی اصطلاحات سے واقفیت حاصل کرنا۔

۴-فتاوٰی میں سہولت:

ایک مفتی کے لئے فتاویٰ میں سہولت کہ وہ ان قواعد کے پیش نظر اپنے فتاویٰ جات کا صحیح معیار سمجھ سکتا ہے۔اور روزمرہ پیش آنے والے مسائل کا حل اس کے لئے آسان ہوگا۔

۵-لامحدود جزئیات کا حل:

احکام شرعیہ فقہیہ کے مسائل کی لاتعداد جزئیات جن کے دلائل کا احصار ممکن نہیں ہوتا،ان کے دلائل جاننا۔

۶-فتاوٰی میں صحت وعدم صحت کا ادراک:

فتاویٰ جات پر تنقید وتبصرہ کرنے والوں کے دلائل اور ان کے معیار کو پرکھنے کے لئے اور ان کے ادارک صحیحہ اور باطلہ کے درمیان فرق کرنے کے لئے یہ قواعد اساسی

www.waseemziyai.com

حیثیت رکھتے ہیں۔

۷- جدید مسائل کا صحیح ادراک:

دور حاضر میں جدید پیش آنے والے مسائل کو حل کرنے کے لئے فقہی استعداد پیدا کرنا اور جدید مسائل کو کلیات فقہیہ کے پیمانے کے مطابق لانا۔

۸- غیر منصوص مسائل کا حل:

وہ مسائل جن کے بارے میں نصوص شرعیہ کی وضاحت نہ ملے ان کے لئے انہی قواعد سے استدلال کرنا۔

۹- شرعی احکام کی علل واسباب کا فہم:

یہ حقیقت اظہر من الشمس کی طرح روشن ہے کہ شریعت اسلامیہ کے احکام اپنے اسباب اور جو ان کی علتیں ہیں ان کے مطابق ہی ان پر عمل کیا جاتا ہے تاہم ان کا فہم جس قدر فقہاء نے بیان کر دیا وہ انہی قواعد کے ذریعے سمجھا جا سکتا ہے جبکہ کلی احکام شرعیہ کے اسباب وعلل کا علم تو شارع علیہ السلام کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔

۱۰- ترجیحی علل وحکمتوں کا فہم:

شرعی احکام کی حکمتوں کو سمجھنے کے لئے مسائل کی باریک بینیوں کا مطالعہ کرنا اور ان کی علتوں کو سمجھنا اور ترجیح شدہ احکام کا ادراک کرنا۔

۱۱- ظاہری اور روحانی فوائد پر اعتماد:

اللہ تعالیٰ کے احکام میں صدہا ایسے فوائد ہیں جن کا تعلق ظاہری زندگی سے ہے اور لاتعداد ایسے فوائد ہیں جن کا تعلق باطنی امور سے ہے ایک پابند شریعت مسلمان انہی فوائد پر کامل اعتماد رکھتا ہے۔

قاعدہ نمبر 1۔

لا ثواب الا بالنية ۔ (الاشباہ والنظائر)

www.waseemziyai.com

ثواب کا دارومدار نیت پر ہے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حدیث مبارکہ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اعمال (کے ثواب کا دارومدار) نیتوں پر ہے۔

(صحیح بخاری، ج ۱، ص ۲، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

نیت کا معنی:

قاموس میں ہے کہ نیت کا معنی ہے ارادہ کرنا یا کسی چیز کا ارادہ کرنا۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کسی کام کی طرف دل کو متوجہ کرنا نیت کہلاتا ہے۔ (مرقات، ج ۱، ص ۴۰، مکتبہ امدادیہ ملتان)

علامہ ابن نجیم المصری الحنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

ہمارے فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ مذکورہ حدیث میں اعمال سے پہلے ''حکم'' مضاف مقدر مانیں گے اور معنی یہ ہوگا کہ عمل کی قبولیت یا مردودیت کا حکم نیت کے ساتھ ہے یعنی اگر نیت اچھی ہے تو نیک عمل مقبول باعث ثواب ہوگا اور اگر نیت بری ہوئی تو عمل مردود باعث عذاب ہوگا۔ (الاشباہ)

۱-عرف اور اعتبار نیت:

فقہاء اسلام نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو حرام زادہ یا حرامی کہتا ہے تو اس پر تعزیر لگائی جائے گی اور اگر قائل یہ کہے کہ حرام سے میری نیت حرمت یا کرامت تھی تو اس کی اس نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ عرف میں یہ لفظ گالی یا حرام اولاد کے لئے متعین ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسا کلام کرتا ہے جو عرف میں توہین کے لئے معین ہو تو اس کی تکفیر کی جائے گی خواہ اس نے توہین کی نیت نہ کی ہو۔

www.waseemziyai.com

علامہ سید محمد امین شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

قاعدہ:

جو چیز توہین کی دلیل ہو تو اس پر تکفیر کی جائے گی خواہ توہین کی نیت نہ کی ہو۔

(ردالمحتار، ج ۳، ص ۳۹۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے۔

اے ایمان والو: (اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے) راعنا نہ کہو۔ (البقرہ ۱۰۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راعنا کہتے تھے یعنی ہماری رعایت فرمایئے اور ہماری طرف توجہ اور التفات فرمایئے جب کوئی بات سمجھ نہ آتی تو وہ اس موقع پر راعنا کہتے تھے۔ جبکہ یہود کی لغت میں یہ لفظ بد دعا کے لئے تھا اور اس کا معنی تھا سنو: تمہاری بات نہ سنی جائے۔ انہوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا کہ پہلے تو ہم صرف ان کو تنہائی میں بد دعا دیتے تھے اب ہم سرِ عام ان کو بد دعا دیں گے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے راعنا کہتے تھے اور آپس میں ہنستے تھے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ان کی لغت کا علم تھا انہوں نے جب ان سے یہ لفظ سنا تو کہا کہ تم پر اللہ کی لعنت ہو، اور اگر آئندہ میں نے تم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسا لفظ سنا تو تمہاری گردن اڑا دوں گا تو یہود نے کہا: کیا تم یہ لفظ نہیں کہتے ہو تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اے ایمان والو: تم بھی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لفظ راعنا نہ کہو۔ (الجامع لاحکام القرآن، ج ۲ ص، ۵۷، مکتبہ انتشارات ایران)

اس سے معلوم ہوا کہ وہ الفاظ جو معاشرے میں توہین کے لئے معین ہوں ان کا استعمال جائز نہیں اور اگر کسی نے شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے الفاظ کہے تو کہنے والا کافر ہو جائے گا۔

علامہ قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

ایک شخص سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی قسم: تو اس نے کہا،

www.waseemziyai.com

اللہ، رسول اللہ سے ایسا ایسا کرے اور بہت قبیح کلام ذکر کیا اسے بتایا گیا کہ اے دشمن خدا: تو کیا کہہ رہا ہے تو اس نے اس سے بھی زیادہ برا کلام کیا پھر اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ سے بچھو کی نیت کی تھی (کیونکہ بچھو بھی تو اللہ کا بھیجا ہوا ہے) تو اس پر ابن سلیمان نے کہا کہ اس کو قتل کرنے میں، میں بھی تمہارے ساتھ اس کے خلاف گواہی دیتا ہوں اور اس کے ثواب میں شریک ہوں اور حبیب بن ربیع نے کہا کہ لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ نہیں کیا جاتا۔ (الشفاء، ج ۲، ص ۱۹۱، مکتبہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان)

۲-نیت کے مشروع ہونے کی وجہ:

عبادات کو عادات سے ممتاز کرنا اور اسی طرح بعض عبادات کو بعض عبادات پر امتیاز وفوقیت کا ظاہر ہونا۔ جس طرح مسجد میں بیٹھنا اگر عادت کے طور پر ہو تو صرف آرام حاصل ہوگا اور اگر مسجد میں بیٹھنے والا ثواب کے حصول کا قصد وارادہ کرے تو اسے آرام اور ثواب دونوں چیزیں حاصل ہوں گی۔ (الاشباہ)

۳-حصول ثواب کے لئے عمل پر قادر ہونا:

۱-اگر کوئی شخص عنین (مقطوع الذکر) ہو اور وہ یہ نیت کرے کہ وہ زنا نہ کرے گا تو اسے اس نیت کا ثواب نہ ہوگا کیونکہ وہ عمل پر قادر ہی نہیں۔

۲-اسی طرح اگر کوئی نابینا شخص یہ نیت کرے کہ وہ غیر محرم کو نہ دیکھے گا تو اسے بھی اس نیت پر ثواب نہ ملے گا کیونکہ وہ دیکھنے سے بھی قاصر ہے۔

۴-نیت کے قائم مقام ظاہری عمل کا اعتبار:

قصاص قاتل کے ارادے کے ساتھ موقوف ہوتا ہے۔ لیکن فقہاء فرماتے ہیں کہ نیت یا ارادہ امر باطنی ہے لہٰذا نیت کے قائم مقام آلہ قتل ہوگا اور اگر قاتل نے ایسی چیز سے قتل کیا جو عرف میں جسم کے اجزاء کو جدا کرنے والی ہو تو یہ قتل عمد ہوگا اور قصاص واجب ہوگا اور اگر آلہ قتل ایسا نہیں ہے تو قتل شبہ عمد ہوگا اور امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک قصاص نہ ہوگا۔ (الاشباہ)

www.waseemziyai.com

۵-اضافت والے معاملہ میں اعتبار نیت:

امام اہل سنت و جماعت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اضافت والے معاملہ میں نیت کا اعتبار کریں گے۔جس طرح ہندیہ میں محیط کے حوالہ سے ہے۔اضافت والے معاملہ میں طلاق نہ ہوگی جب تک اضافت کی نیت نہ کی ہو۔کیونکہ بیوی کی طرف اضافت نہ ہوئی۔جس طرح نشے والے کی بیوی بھاگی تو اس نے تعاقب کیا اور ناکامی پر کہا ''تین طلاق پر'' اگر خاوند نے کہا کہ میری مراد میری بیوی ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر کچھ نہ بتایا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

(فتاوٰی رضویہ، ج ۱۲، ص ۳۵۹، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

۶-طلاق صریح محتاج نیت نہیں:

طلاق صریح نیت کی محتاج نہیں ہوتی۔جس طرح کوئی شخص اپنی بیوی کو کہے ''انت طالق'' تو طلاق واقع ہو جائے گی اگرچہ طلاق کی نیت نہ کی ہو۔

اگر اس نے طلاق کی نیت کی تو حکم ادائیگی کی وجہ سے طلاق واقع ہو جائے گی۔اور اگر اس نے طلاق کی نیت نہ کی ہو تو حکم قضائی کی وجہ سے طلاق واقع ہو جائے گی۔

(ماخوذ من الاشباہ والنظائر)

۷-فساد نیت کی وجہ سے اعمال صالحہ برباد:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اللہ کی رضا کو چھوڑ کر دین کا علم صرف مال دنیا کے حصول کی خاطر طلب کیا وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔

(سنن ابوداؤد، ج ۲، ص ۵۱۵، مکتبہ دار الحدیث ملتان)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہم اس وقت مسیح دجال کا تذکرہ کر رہے تھے آپ نے فرمایا: میں تم کو وہ چیز نہ بتاؤں جو میرے نزدیک تمہارے حق میں مسیح دجال سے بھی زیادہ

www.waseemziyai.com

خوفناک ہے۔ہم نے کہا: کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ شرک خفی ہے ایک آدمی نماز پڑھتا ہے اور کسی شخص کو دیکھانے کی وجہ سے نماز زیادہ اچھی طرح پڑھتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ج ۲، ص ۳۱۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص آخرت کے عمل کو خوبصورت بنائے حالانکہ وہ آخرت کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور نہ آخرت کا طلبگار ہو۔اس پر آسمانوں اور زمین میں لعنت کی جاتی ہے۔(مجمع الزوائد، ج ۱۰، ص ۲۲۰، مطبوعہ بیروت)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حسن نیت ہی عمل کی قبولیت میں اصل ہے اور اگر نیت میں فساد آجائے تو روح کے نکل جانے کے بعد عمل بے حس وحرکت ہو کر بیکار ہو جاتا ہے۔

قاعدہ نمبر 2۔

الامور بمقاصد ها ۔(الاشباہ والنظائر، ص ۱۲، مطبوعہ H.M.S. کمپنی کراچی)

اعمال اپنے مقاصد کے ساتھ ہوتے ہیں۔یعنی اعمال کا حکم مقاصد کے ساتھ ہوتا ہے اگر اس عمل کا مقصد نیک ہو تو حکم اس کے لئے بھلائی کا ہوگا اور اگر اس عمل کا مقصد برا ہو تو اس کے لئے برائی کا حکم لگایا جائے گا۔

اس قاعدہ کا ثبوت قرآن مجید کی اس آیت مقدسہ سے ہے۔

من یرد ثواب الدنیا نؤته منها و من یرد ثواب الآخرة نؤته منها ۔ (آل عمران ۱۴۵)

جو شخص دنیاوی فائدہ چاہے ہم اسے دنیا کا فائدہ دیتے ہیں اور جو شخص آخرت کے ثواب کا ارادہ کرے تو ہم اسے آخرت کا ثواب عطا فرمائیں گے۔

۱-فساد نماز کا حکم:

جب نمازی قرآن سے کوئی ایسی آیت پڑھے جو کسی متکلم کے کلام کا جواب بنے تو

www.waseemziyai.com

اس سے اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ کیونکہ اگر چہ اس نے قرآن پڑھا ہے مگر اس کا قصد یا ارادہ متکلم کے کلام کا جواب دینا ہے۔ لہٰذا قصد وارادے کا اعتبار کرتے ہوئے اس کے عمل کو ارادے کے ساتھ متعین کریں گے۔

اسی طرح جب کسی نمازی نے خوشی کی خبر سنی اور الحمد للہ کہا یا کوئی بری خبر سنی اور لاحول ولاقوۃ پڑھا یا کسی انسان کی موت کی خبر سنی تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو ان تمام صورتوں میں اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ اگر چہ اس نے قرأت کی ہے لیکن اس کے ارادے اور قصد کا اعتبار کرتے ہوئے فساد نماز کا حکم دیا جائے گا کیونکہ اعمال اپنے ارادوں کے ساتھ معتبر ہوتے ہیں۔ (الاشباہ)

۲- اتحاد مقاصد کا حکم:

امام بخاری علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں حضرت احنف بن قیس نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میں اس شخص (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی مدد کے لئے گیا تو مجھے راستے میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ملے۔ پس مجھ سے پوچھا؟ کہاں کا ارادہ ہے تو میں نے کہا: میں اس شخص کی مدد کروں گا۔ انہوں نے کہا: واپس جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جب دو مسلمان اپنی تلواروں سے لڑتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں ہوں گے۔ پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو قاتل ہے لیکن مقتول (کے دوزخی ہونے) کا سبب کیا ہے آپ نے فرمایا: وہ بھی تو اپنے ساتھی کے قتل پر حریص تھا۔ (صحیح بخاری، ج۱، ص۹، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قاتل اور مقتول دونوں کے ارادے اپنے مقاصد کی طرف منسوب ہوئے۔ اسی لئے تو مقتول کو دخول دوزخ کی وعید سنائی گئی کہ اگر چہ وہ مقتول ہے لیکن اعتبار اس کے مقاصد کا کیا گیا ہے۔

۳- دو عبادات کو جمع کرنا:

ایسی عبادات جن کا مقصد ایک ہو تو ان کو جمع کرنا درست ہے ایک ہی عمل سے دو

www.waseemziyai.com

عبادات کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے جس طرح کوئی جنبی شخص جمعہ کے دن جمعہ کے لئے غسل کرے تو جنابت بھی جاتی رہے گی اور اسے غسل جمعہ کا ثواب بھی ملے گا۔

۴- مقاصد کی اہمیت:

جب کوئی شخص نماز پڑھنے کا ارادہ کرے یا قرآن پڑھنے کا ارادہ کرے تو اسے خوف لاحق ہوا کہ اس میں ریا داخل ہو جائے گی تو اس وجہ سے نماز کو ترک کرنا یا قرآن کی تلاوت کو ترک کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ نماز اور تلاوت کے مقاصد عظیم ہیں اور اعمال میں مقاصد کو اہمیت دی جاتی ہے۔

۵- مقاصد میں اتحاد:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے مقام پر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں قربانی کے اونٹ کے سات اور گائے کی قربانی میں بھی سات حصے کئے امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن، صحیح ہے۔

(جامع ترمذی، ج ۱، ص ۱۸۱، فاروقی کتب خانہ ملتان)

اس حدیث میں قربانی کے سات حصوں کا ذکر موجود ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ان ساتوں حصوں کا مقصد و ارادہ واحد ہوتا ہے اور وہ قربانی ہے۔

اسی لئے فقہاء نے یہ مسئلہ بھی استنباط کیا ہے کہ قربانی کے سات حصہ داروں میں سے اگر کسی ایک کا بھی ارادہ قربانی کرنا نہ ہو یا ارادہ محض گوشت کھانا ہو تو کسی کی طرف سے بھی قربانی نہ ہوگی کیونکہ اتحاد مقاصد کے عدم وجود سے عمل باطل ہو گیا، حالانکہ یہ ایسا عمل تھا جس میں اتحاد مقاصد کا لحاظ ضروری تھا۔

قاعدہ نمبر 3۔

اليقين لا يزول بالشك ۔(الاشباہ)

یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔

www.waseemziyai.com

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حدیث مبارکہ ہے۔

حضرت عباد بن تمیم از عم خود، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے یہ شکایت کی کہ اس کو نماز میں یہ خیال آتا ہے کہ نماز میں کچھ ہو گیا ہے (ہوا خارج ہو گئی ہے) آپ نے فرمایا: وہ نماز سے نہ مڑے حتیٰ کہ وہ آواز سنے یا اس کو بدبو آئے۔ (بخاری، ج ۱، ص ۲۵، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

شک یا گمان کا معنی:

اصحاب فقہ کے نزدیک ظن از قبیل شک ہے اور شک کا معنی ہے کہ شئے کے وجود یا عدم وجود میں تردد کا پایا جانا۔

۱- جب شک دونوں اطراف سے برابر ہو:

فقہاء اسلام نے لکھا ہے کہ جب شک دونوں اطراف سے برابر ہو تو غالب گمان کو ترجیح دی جائے گی۔ جس طرح کسی شخص کو وقوع طلاق یا عدم طلاق کا شک ہو جائے تو اسے اگر غالب گمان یہ ہو کہ طلاق واقع ہو چکی ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

قاعدہ:

شرط میں وقوع شک مشروط میں شک کو ثابت کرتا ہے۔ (الاشباہ)

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ جب کسی عمل کی شرط میں شک واقع ہو جائے تو شرط پر چونکہ وہ عمل موقوف ہوتا ہے اس لئے مشروط میں بھی شک ثابت ہو جائے گا۔ جیسے اگر کسی شخص کا بدن ناپاک ہو یا کپڑے ناپاک ہوں تو اس بدن کو پاک کرنے یا کپڑوں کو پاک کرنے کے لئے دھونا شرط ہے اور دھونے والے کو دھونے کے بعد معلوم ہوا کہ اس نے جس پانی سے دھویا ہے اس کی طہارت مشکوک ہے تو اس سے بدن اور کپڑوں کی طہارت بھی مشکوک ہو جائے گی۔ لہٰذا اس مسئلے کا حل ظن غالب کے مطابق ہوگا۔ جس کی اساس دوسرا قاعدہ فقہیہ ہے۔

www.waseemziyai.com

یقین کے مدارج:

یقین کے تین درجے ہیں ۱-علم الیقین ۲-عین الیقین ۳-حق الیقین

۱-علم الیقین کی تعریف:

کسی خبر کو سن کر یا دلائل میں غور وفکر کرنے سے جو یقین حاصل ہو، اسے علم الیقین کہتے ہیں۔ جیسے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یقین ہے۔

۲-عین الیقین کی تعریف:

کسی چیز کو دیکھ کر جو یقین حاصل ہو، اسے عین الیقین کہتے ہیں جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یقین تھا۔

۳-حق الیقین کی تعریف:

وہ یقین جو تجربہ سے حاصل ہو، اسے حق الیقین کہتے ہیں جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نبوت کا یقین تھا۔ (تبیان القرآن، ج ۱۲، ص، مکتبہ فرید بک سٹال لاہور)

قاعدہ:

من شك هل فعل ام لا فالاصل انه لم يفعل (الاشباہ)

جس شخص کو یہ شک ہو کہ اس نے فلاں عمل کیا ہے یا نہیں تو اس صورت میں اصل یہ ہے کہ اس نے وہ عمل نہیں کیا۔

اس کی توضیح یہ ہے کہ ایک شخص کو نماز شروع کرنے سے پہلے ہی شک لاحق ہو گیا کہ اس نے وضو کیا ہے یا نہیں تو اسے حکم دیا جائے گا کہ وہ وضو کرے کیونکہ اس شک میں اس کے لئے اصل یہ ہے کہ اس کا وضو نہیں ہے۔

قاعدہ نمبر 4۔

درء المفاسد اولى من جلب المصالح ۔(الاشباہ ص ۴۵)

مصلحت کی طرف دوڑنے سے بہتر ہے کہ فسادات کو ختم کیا جائے۔

www.waseemziyai.com

کئی ایسے اعمال ہیں جو کہ عملی طور پر ایک عمل کی حیثیت رکھتے ہیں اور ایک ہی عمل میں کچھ فوائد اور کچھ نقصانات جمع ہو جاتے ہیں تو ایسی صورت میں شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے کہ مصلحت کو تلاش کرنے کی کوشش مت کرو بلکہ نقصانات سے بچنے کے لئے ایسے اعمال سے گریز کرنا ضروری ہے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ اصل ہے۔

ترجمہ: (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیاوی فوائد بھی اور ان کا گناہ ان کے فائدوں سے بڑا (ہی نقصان دہ) ہے۔ (البقرہ، ۲۱۹)

اس آیت مبارکہ میں خمر (شراب) اور جوئے کے عمل کو سخت نقصان دہ گناہ بتایا ہے خمر کی حرمت قرآن وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔

خمر امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک انگوری شراب کو کہتے ہیں اور اہل عرب میں یہی شراب معروف تھی اس کی حرمت قطعیت سے ثابت ہے البتہ ہر نشہ آور چیز کو مجازی طور پر شراب کہتے ہیں جن کی حرمت ظنیت سے ثابت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ خمر کو حرام کیا گیا ہے خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر نشہ آور مشروب کو حرام کیا گیا ہے۔

(سنن نسائی، ج ۲، ص ۳۲۶، مکتبہ امدادیہ ملتان)

شراب اور جوئے کے منافع فسادات کی طرف لے جانے والے ہیں اس لئے شریعت اسلامیہ نے ان کو حرام کر دیا ہے اسی سے فقہاء نے یہ قاعدہ بھی مستنبط کیا ہے

قاعدہ:

ہر وہ کام جو حرام کام کے لئے ذریعہ یا سبب بنے وہ حرام ہے۔ (ہدایہ)

ذریعہ کی تعریف:

ذریعہ وہ ہے جو کسی چیز کی طرف پہنچنے کا ذریعہ یا وسیلہ بن سکے۔ لہٰذا کئی ایسے

www.waseemziyai.com

محرکات ہیں جو حرام کاموں کا سبب بنتے ہیں تو اس تعلق کی بناء پر وہ بھی ممنوع قرار پائیں گے۔

حرام کاموں کا ذریعہ بننے والے اعمال کے شرعی احکام:

اب ہم قرآن وسنت کی روشنی میں چند وہ اسباب بیان کریں گے جن کی حرمت اور منع ہونے کی علت واسباب اور ذرائع یہ ہیں کہ وہ حرام کاموں کا ذریعہ بنتے ہیں۔

۱-اجنبی عورت کے پاس تنہائی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو؛ شوہر یا محرم کے سوا کوئی شخص کسی شادی شدہ عورت کے پاس رات نہ گزارے۔

(مسلم، ج۱، ص۲۱۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی اجنبی عورت کے ساتھ رات بسر نہ کرے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ مرد یا عورت شہوت کی وجہ سے زنا کا ارتکاب کر بیٹھیں۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب شادی شدہ عورت کے ساتھ تنہائی منع ہوئی، تو غیر شادی شدہ عورت کے ساتھ بدرجہ اولی تنہائی منع ہے کیونکہ وہاں برائی کے زیادہ اسباب ہوتے ہیں۔

۲-مخنث (خسرہ) کا عورتوں کے پاس جانا منع ہے:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے گھر ایک مخنث بیٹھا ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی گھر میں تھے تو اس مخنث نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی سے کہا اے عبداللہ بن ابی امیہ؛ اگر اللہ تعالیٰ نے کل تم پر طائف فتح کر دیا تو میں غیلان کی بیٹی کی طرف تمہاری رہنمائی کروں گا۔ جب وہ سامنے آتی ہے تو (موٹاپے کی وجہ سے) اس کے پیٹ پر چار سلوٹیں پڑتی ہیں اور جب وہ پیٹھ پھیرتی ہے تو اس کی آٹھ سلوٹیں ہوتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات کو سن لیا آپ نے فرمایا: یہ شخص تمہارے پاس نہ آیا کرے۔ (مسلم، ج۲، ص۲۱۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

www.waseemziyai.com

مخنث کو عورتوں کے پاس جانے سے منع کرنے کی وجہ یہی ہے کہ وہ عورتوں اور مردوں کے درمیان واسطے اور ذریعے کا سبب بنتا ہے۔ لہٰذا اس سے وہ لوگ عبرت کا سبق حاصل کریں جو نام نہاد تعلیم و ترقی اور روشن خیالی کے نام پر لڑکوں اور لڑکیوں کو اکٹھا تعلیم دینے کے صرف قائل ہی نہیں بلکہ عملی جد و جہد کر کے مسلمانی قوم کو گمراہ کر رہے ہیں اور بے حیائی کا بازار گرم کر رہے ہیں حالانکہ مسلمان لڑکیوں اور لڑکوں کا اکٹھے تعلیم حاصل کرنا حرام ہے کہ یہ برائی کی طرف لے جانے کا اہم ذریعہ بن جاتا ہے۔

اس حدیث میں مخنث نے عورت کا صرف ایک وصف ذکر کیا ہے لہٰذا وہ لوگ جو موسیقی کے نام پر تہذیب مسلم کا خون بہا رہے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ عورتوں کے کس قدر اوصاف بیان کرتے ہیں اور پھر بھی ثقافت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور وہ تمام فلمی اداکار جو قوم میں اپنے آپ کو ستارے کہلوانے کے دلدادہ رہتے ہیں وہ بھی روزانہ لاکھوں لوگوں کو عورتوں کے اوصاف سنا کر حرام کاموں کا ارتکاب کر رہے ہیں اور دوزخ کا ایندھن بن رہے ہیں۔

۳-محرم کے بغیر سفر عورت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، اس کا ایک دن کا سفر بھی محرم کے بغیر جائز نہیں۔ (مسلم، ج ۲، ص ۴۳۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں واضح یہ حکم ہے کہ اگر عورت حج و عمرہ یا روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسے مقدس مقام کی زیارت کرنا چاہے اور اس عظیم سعادت کو حاصل کرنا چاہئے تو پھر بھی وہ بغیر محرم کے سفر نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں شیطان کے پھسلانے کی وجہ سے گناہ کا ارتکاب نہ کر بیٹھے۔ لہٰذا اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو اپنی جوان لڑکیوں کو سیر و تفریح کے لئے اور دیگر کئی پروگراموں کے لئے غیر محرموں کیساتھ بھیج دیتے ہیں۔ کیا انہیں یہ معلوم نہیں کہ جو عورت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بغیر محرم کے

www.waseemziyai.com

نہیں جاسکتی۔اس کے لئے سیر گاہوں اور پارکوں میں جانا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔کئی مسلمان لوگ اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اپنی عورتوں کو باپردہ رکھتے ہیں اور ایسی سیر گاہوں سے دور رکھتے ہیں اور کئی لوگوں کو اس کا فہم اس وقت ہوتا ہے جب تھانوں میں اغواء کا کیس لے کر مارے مارے پھر رہے ہوتے ہیں اور لوگوں کو رو، رو کر بتاتے ہیں کہ اس بچی نے تو ہمارے خاندان کی عزت کو خاک میں ملا دیا ہے۔

۴-عورتیں اپنی آوازوں کو آہستہ رکھیں:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فلا تخضعن با لقول فیطمع الذی فی قلبه مرض و قلن قولا معروفا .(الاحزاب۳۲)

کسی سے لچک دار لہجہ میں بات نہ کرنا کہ جس کے دل میں بیماری ہو، وہ کوئی امید لگا بیٹھے اور دستور کے مطابق بات کرنا۔

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ عورتیں غیر محرموں یا اجنبی مردوں کے سامنے بلند آواز سے گفتگو نہ کریں کیونکہ ہوسکتا ہے۔کہ اجنبی مرد کو انداز گفتگو پسند آئے یا آواز ایسی لگے کہ جس کی وجہ سے وہ برائی کی طرف مائل ہو لہٰذا آوازوں کو آہستہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ہمارے معاشرے میں عورتوں کو کاروبار کے نام سے ترقی دینے کے لئے کئی کمپنیوں اور اداروں میں سریلی آواز والی لڑکیوں کو رکھا جاتا ہے تاکہ جو گاہک آئے وہ سودا خریدے یا نہ خریدے لیکن اس کا دل بہل جانا چاہئے۔کاش وہ عورتیں جو صرف دنیاوی کاروبار کی خاطر اپنی عزتوں کو پامال کرتی ہیں اور مال کمانے کی خاطر اپنی ناموس کو داؤ پر لگا دیتی ہیں وہ اسلام کے مقدس اصول سمجھتیں اور عمل کرتیں۔

۵-دیکھنا حرام ہے:

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

قل للمو منین یغضو ا من ابصارهم .(النور۳۰)

www.waseemziyai.com

مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔

و قل للمو منات یغضضن من ابصارھن ۔(النور۳۱)

اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا اور کئی احادیث میں مذکور ہے کہ غیر محرم مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کو دیکھنا حرام ہے کیونکہ یہ عمل داعی الی الحرام ہے اور داعی الی الحرام بھی حرام ہوتا ہے۔

۶-کسی کے گھر جھانکنا:

حضرت سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی جھری میں سے جھانکا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کنگھا تھا جس سے آپ سر کے بالوں میں کنگھی کر رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ اگر میں توجہ کرتا کہ تم دیکھ رہے ہو تو میں اس کنگھے کو تمہاری آنکھوں میں چبھا دیتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اجازت لینے کا حکم نظر ہی کی وجہ سے دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی شخص تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے مکان میں جھانکے اور تم کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دو تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔ (مسلم، ج ۲، ص ۲۱۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۷-حالت روزہ میں مبالغہ منع ہے:

وضو میں سنت یہ ہے کہ ناک کو اچھی طرح صاف کیا جائے اور اچھی طرح غراروں کے ساتھ کلی کی جائے اسی کو مبالغہ کہتے ہیں جو کہ حالت روزہ میں منع ہے۔

حضرت عاصم بن لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وضو کے متعلق بتائیں۔ آپ نے فرمایا: اچھے طریقے سے وضو کرو اور خوب اچھی طرح ناک میں پانی ڈالو جبکہ حالت روزہ میں نہ

www.waseemziyai.com

ہو(سنن ابن ماجہ، ج۱،ص۳۳،قدیمی کتب خانہ کراچی)

۸-اذان جمعہ کے بعد خرید وفروخت منع ہے:

یا ایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ و ذروا البیع ۔ (الجمعہ۔۹)

اے ایمان والو؛ جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔

علامہ سید محمد امین شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

زیادہ صحیح یہ ہے کہ وقت کے اعتبار سے یہی اذان اوّل ہے جو کہ زوال کے بعد منارہ پر دی جاتی تھی۔

حالانکہ خرید وفروخت اصل کے اعتبار سے مباح ہے مگر اس کی وجہ سے نماز جمعہ میں خلل واقع ہوتا ہے جو کہ حرام ہے تو اس وقت کی خرید وفروخت حرام کی طرف لے جانے والا ذریعہ بنی، اس لئے شریعت مطہرہ نے منع کر دیا ہے۔

۹-شراب کی خرید وفروخت حرام ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شراب کی ایک مشک ہدیہ کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام کر دیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ اس شخص نے سرگوشی میں کوئی بات کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس سے کیا کہا ہے اس نے عرض کیا کہ میں نے اس سے شراب کو فروخت کرنے کی بات کی ہے آپ نے فرمایا: جس ذات نے اس کا پینا حرام کیا ہے اس نے اس کو فروخت کرنا بھی حرام کر دیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس شخص نے مشک کا منہ کھول کر ساری شراب کو بہا دیا۔ (مسلم، ج۲،ص۲۲،قدیمی کتب خانہ کراچی)

www.waseemziyai.com

وہ تمام ذرائع جو شراب بنانے، خرید و فروخت کرنے یا کسی طرح بھی شرابی کی معاونت میں استعمال ہوتے ہیں ان سب کا استعمال منع ہے کیونکہ وہ حرام کام کی طرف لے جانے والا ذریعہ بنتے ہیں۔

۱۰-عورت کا گھر سے زینت کر کے نکلنا:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرے تا کہ انہیں اس کی خوشبو آئے تو وہ زانیہ ہے۔ (سنن نسائی، ج۲، ص۳۴۳، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

قاعدہ نمبر 5۔

الاصل براء ة الذمة ۔(الاشباہ)

اصل یہ ہے کہ ہر شخص بری الذمہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر شخص بری الذمہ ہوتا ہے اسی لئے خلاف اصل ہونیکی وجہ سے ثبوت مدعی سے طلب کیا جاتا ہے کیونکہ اس کا دعویٰ اگر چہ درست ہی کیوں نہ ہو لیکن قبل از تحقیق خلاف اصل ہے اور مدعی علیہ کے قول کو اسی لئے تسلیم کر لیا جاتا ہے کہ وہ اصل کے مطابق ہے۔ اس قاعدہ کا ثبوت یہ حدیث مبارکہ ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: مدعی پر گواہ لازم ہے اور مدعی علیہ پر قسم لازم ہے۔

(جامع ترمذی، ج۱، ص۱۶۰، فاروقی کتب خانہ ملتان)

اس حدیث میں مدعی پر گواہ کے لزوم سے معلوم ہوا کہ وہ خلاف اصل ہے اور اسی طرح اگر مدعی اور مدعی علیہ میں غصب کی ہوئی چیز کی قیمت پر جھگڑا ہو جائے یا کسی ضائع شدہ چیز پر اختلاف ہو جائے تو نقصان برداشت کرنے والے کے قول کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ وہ زائد چیز سے بری ہے اور اگر مدعی زائد قیمت پر گواہ فراہم کر دے تو پھر اسے زائد قیمت ادا کرنا پڑے گی کیونکہ مدعی کے حق میں فیصلہ کے لئے

www.waseemziyai.com

مطلوب گواہی کا دے دینا ثبوت حکم کو لازم کرتا ہے۔

ابن قیم کا انداز جرح وتعدیل:

ابن قیم جوزیہ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث کئی طرح سے ضعیف ہے اور ان میں سے ایک وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کو ائمہ ستہ میں سے کسی نے بھی روایت نہیں کیا۔

(الطرق الحکمیہ ،ص ۳۷۳، دارنشر الکتب الاسلامیہ لاہور)

حالانکہ ہم نے اس حدیث کو جامع ترمذی کے حوالے سے ذکر کیا ہے اور امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اس کو حسن وصحیح کہا ہے شاید ابن قیم امام ترمذی علیہ الرحمہ کو ائمہ صحاح ستہ سے نہیں مانتے۔اسی طرح یہ بھی خوف لاحق ہوتا ہے کہ وہ دوسرے ائمہ ستہ میں سے بھی جس کا چاہیں انکار کردیں۔علم اصول حدیث میں کسی بھی اصول کی کتاب میں یہ اصول نہیں بیان ہوا کہ ضعیف حدیث وہ ہے جو صحاح ستہ میں نہ ہو۔لہٰذا ابن قیم کے پیرو کار غیر مقلدین اور نیم پیروکار دیوبندی حضرات کو غور وفکر کرنا چاہیے کہ ان کے اسلاف علم اصول حدیث میں کس قسم کی بدعات کے مرتکب ہو چکے ہیں۔

۱-مدعی علیہ پر قسم ہونے میں حکمت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگوں کے دعوؤں کے مطابق ان کا فیصلہ کردیا جائے تو لوگ دوسروں کی جانوں اور اموال پر دعویٰ کر بیٹھیں گے لیکن مدعی علیہ پر قسم لازم ہے۔

(مسلم، ج ۲،ص ۷۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

مدعی علیہ کی جانب قوی ہوتی ہے کیونکہ ظاہر حال اس کی تائید کرتا ہے اس لئے اس پر یمین کو لازم قرار دیا گیا ہے جبکہ مدعی کی جانب ضعیف ہوتی ہے کیونکہ وہ دعویٰ ظاہر حال کے خلاف کر رہا ہے اس لئے اس پر گواہی کو لازم کیا گیا ہے۔

۲-قسم کی اقسام:

قسم کی تین اقسام ہیں۔۱-قسم غموس ۲-قسم منعقدہ ۳-قسم لغو

www.waseemziyai.com

قسم غموس:

وہ قسم جو ماضی کے کسی معاملہ پر کھائی جائے حالانکہ اس معاملہ میں جھوٹ تھا پس ایسی قسم کھانے والا گناہگار ہوگا اور ایسی قسم کو یمین غموس کہتے ہیں۔

قسم منعقدہ:

وہ قسم جو مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر کھائی جائے۔ پس اگر یہ قسم ٹوٹ گئی تو قسم کھانے والے پر کفارہ ہوگا۔

قسم لغو:

وہ قسم جو کسی ماضی کے معاملہ پر یہ گمان کرتے ہوئے کھائی کہ وہ قسم معاملہ کے موافق اٹھا رہا ہے حالانکہ درحقیقت معاملہ اس کے برعکس تھا پس ایسی قسم پر ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مواخذہ نہ فرمائے گا۔ (ہدایہ اولین، ج ۲، ص ۴۵۸، مطبوعہ المجتبائی دہلی)

قاعدہ نمبر 6۔

المشقة تجلب التيسير ۔ (الاشباہ)

مشقت آسانی فراہم کرتی ہے۔ اس قاعدہ کا ثبوت قرآن کی اس آیت مبارکہ سے ہے

يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر ۔(البقرہ،۱۸۵)

اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔ (کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن)

اسی طرح حدیث مبارکہ ہے۔

اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین وہ ہے جو باطل سے پاک ہو اور آسان ہو۔

(بخاری، ج ۱، ص ۱۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم (خود کو) ان اعمال کا مکلّف کرو جن کی تم میں طاقت ہو۔

(مسلم، ج ۱، ص ۴۳۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

www.waseemziyai.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ سمجھتا تو انہیں ہر نماز کے (وضو کرتے) وقت مسواک کا حکم دیتا۔ (جامع ترمذی، ج۱،ص۵، فاروقی کتب خانہ ملتان)

فقہاء کرام فرماتے ہیں اس قاعدہ سے شرعی سہولتیں، رخصتیں اور تخفیفات ثابت ہوتی ہیں۔

۱-شرعی رخصتوں کے اسباب

۱-سفر:

اس عذر شرعی کا ثبوت اس آیت مبارکہ سے ہے۔

ترجمہ: اور جب تم زمین میں سفر کرو تو کوئی مضائقہ نہیں کہ تم نماز میں قصر کرلو۔

(النساء،۱۰۱)

اسی طرح یہ حدیث مقدسہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ کی طرف گئے آپ دو، دو، رکعت نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ واپس آگئے میں نے پوچھا مکہ میں کتنے دن قیام کیا کہا دس دن۔ (مسلم، ج۱ص۲۴۳، قدیمی کتب خانہ کراچی

سفر کی اقسام؛ سفر کی دو اقسام ہیں۔۱-سفر طویل ۲-سفر قلیل

۱-سفر طویل:

وہ سفر جو تین راتوں اور تین دنوں پر مشتمل ہو یعنی جدید تحقیق کے مطابق 00. 98 کلومیٹر ہو۔ جس کے اختیار کرنے والے کو شرعی طور پر مسافر کہتے ہیں اسے شریعت کی طرف سے رخصت ہے کہ وہ چار رکعت والی فرض نماز میں صرف دو رکعتیں ادا کرے۔

www.waseemziyai.com

۲-سفرِ قلیل:

عام طور پر جو شخص شرعی سفر کی حد کو نہ پہنچے بلکہ اس سے تھوڑا سفر ہو۔ جس طرح تیمّم کے جائز ہونے کا حکم دیا جاتا ہے تو یہ شرعی رخصت ہے کہ وہ اگر ایک میل یا اس سے زائد فاصلے تک بھی پانی نہ پا سکے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔

۲-مرض:

اس عذرِ شرعی کا ثبوت یہ حکم ہے۔

من کان منکم مریضا او علی سفر فعدة من ایام اخر ۔

(البقرہ،۱۸۵)

جو بیمار ہو یا سفر پر ہو، پس وہ دوسرے دنوں میں (روزوں کی) مدت پوری کرے۔

اگر کسی شخص کو جان لیوا بیماری ہو یا وہ شرعی طور پر مسافر ہو تو اسے اجازت ہے کہ وہ ان دنوں میں روزے نہ رکھے بلکہ بعد میں تندرستی یا ایامِ اقامت میں ان روزوں کی قضاء کر لے۔ اسی طرح جب کسی شخص کو جان یا جسم کے عضو کے زائل ہونے کا خوف ہو تو وہ شخص تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔

اسی طرح عذرِ قوی کے ہونے کی وجہ سے بیٹھ کر یا لیٹ کر اشارہ کے ساتھ نماز ادا کرنا یہ شرعی اعذار میں سے ہے جن کی وجہ سے رخصت کا حکم ثابت ہے۔

اسی طرح ماہر ڈاکٹر یا حکیم کو پردہ کے مقامات کو دیکھنے کی اجازت ہے کیونکہ مرض سبب ہے جس کی وجہ رخصت ہے بشرطیکہ سبب متحقق ہو۔

۳-اکراہ:

اگر کسی کے ساتھ زبردستی کی جائے تو اس صورت میں بھی شرعی سہولتیں موجود ہیں۔

صاحبِ قدوری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

مجبوری کا حکم اس وقت ثابت ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی کو دھمکی دے اور وہ اس کے

www.waseemziyai.com

واقع کرنے پر بھی قادر ہو، وہ بادشاہ ہو یا وہ چور ہو۔ (المختصر القدوری، ص ۲۲۳ مکتبہ حقانیہ ملتان

اس عذر شرعی کا ثبوت یہ ہے۔

من کفر بعد ایمانه الا من اکره و قلبه مطمئن بالایمان .

(النحل، ۱۰۶)

جس نے اللہ پر ایمان لانے کے بعد کفر کیا سوائے اس شخص کے جس کو کفر پر مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔

یہ آیت مبارکہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے کیونکہ مشرکین نے حضرت عمار، ان کے والد یاسر اور ان کی والدہ سمیہ کو اور حضرت صہیب، بلال، خباب اور حضرت سالم رضی اللہ عنہم کو پکڑ لیا اور ان کو سخت عذاب میں مبتلاء کیا حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو دو اونٹوں کے درمیان باندھ دیا اور نیزہ ان کے اندام نہانی کے آر پار کیا اور ان سے کہا کہ تم مردوں سے اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے اسلام لائی ہو لہٰذا ان کو قتل کر دیا اور ان کے خاوند یاسر کو بھی قتل کر دیا یہ دونوں وہ تھے جن کو اسلام کی خاطر سب سے پہلے شہید کیا گیا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جبریہ کلمہ کفر یہ کہلوایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی گئی کہ حضرت عمار نے کلمہ کفر کہا ہے تو آپ نے فرمایا: بے شک عمار سر سے پاؤں تک ایمان سے بھرا ہوا ہے اس کے گوشت اور خون میں ایمان رچ بس گیا ہے۔ پھر حضرت عمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتے ہوئے آئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آنکھوں سے آنسو پونچھ رہے تھے اور فرما رہے تھے اگر وہ دوبارہ تم سے زبردستی کلمہ کفر (باوجود ایمان قلبی) کہلوائیں تو تم دوبارہ کہہ دینا۔ (اسباب نزول القرآن، رقم الحدیث ۵۶۱، مطبوعہ بیروت)

دس چیزیں مجبوری کے ساتھ بھی ہو جاتی ہیں:

۱- نکاح ۲- طلاق ۳- عتاق ۴- ایلاء ۵- الفی فیہ ۶- ظہار ۷- یمین ۸- نذر

۹- رجعت ۱۰- قصاص کا معاف ہونا۔ (جوہرہ نیرہ، ج ۲، ص ۱۷۶، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

www.waseemziyai.com

۴-نسیان (بھولنا):

اس عذر شرعی کا ثبوت یہ حدیث مبارکہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو روزے میں بھول کر کچھ کھا، پی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے، کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔ (مسلم، ج۱، ص۳۸۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

انتباہ:

بھول جانا حقوق اللہ کے بعض احکام میں شرعی رخصت کا سبب ہے جبکہ حقوق العباد میں بھولنا قابل عذر نہیں۔

اسی طرح اگر کوئی شخص نماز میں بھول کر کھا پی لے تو یہ اس کا عذر نہیں ہوگا اور اسی طرح اگر کسی نے بھول میں کسی کا مال ضائع کر دیا تو وہ ضامن ہوگا کیونکہ اس کا تعلق حقوق العباد سے ہے جہاں یہ عذر قابل قبول نہیں۔

ایسے ہی کئی دوسرے مسائل ہیں جہاں بھولنا قابل عذر نہیں مثلاً اگر وضو کرنے والا بعض اعضاء وضو کو دھونا بھول گیا تو اس کا وضو نہ ہوگا اور اسی طرح اگر قاضی نص کو بھول کر اس کے خلاف فیصلہ کر دیتا ہے تو وہ فیصلہ درست نہ ہوگا۔

(شرح الاشباہ والنظائر، ص۱۰۶، مطبوعہ H,MS. کمپنی کراچی)

۵-عام تکالیف کو دور کرنا:

شریعت اسلامیہ نے انسانی صلاحیتوں کے موافق احکام جاری فرمائے ہیں اور وہ احکام جو عمومی مشکلات میں ڈالیں اس طرح کے احکام کا مسلمانوں کو مکلّف نہیں کیا۔

اس سبب شرعی کا ثبوت یہ آیت مبارکہ ہے۔

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا ۔(البقرہ،۲۸۶)

اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت کے مطابق۔

www.waseemziyai.com

اسی طرح یہ حدیث طیبہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: اے لوگو؛ تم پر حج فرض ہو گیا پس حج کیا کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حج ہر سال فرض ہے؟ آپ خاموش رہے حتیٰ کہ اس نے تین بار یہی کہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا، تو حج ہر سال فرض ہو جاتا اور تم اس کی ادائیگی کی طاقت نہ رکھتے، جن چیزوں کا بیان میں چھوڑ دوں، تم ان کا سوال مت کیا کرو۔ کیونکہ تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ وہ انبیاء کرام (علیہم السلام) سے بکثرت سوال کرتے تھے اور انبیاء کرام (علیہم السلام) سے اختلاف کرتے تھے۔ لہٰذا جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں، تو اس پر اپنی طاقت کے مطابق عمل کرو اور جب تم کو کسی چیز سے روک دوں تو اس کو چھوڑ دیا کرو۔ (مسلم، ج۱، ص۴۳۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۶- حالت حیض میں شرعی سہولتیں:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ یا عید الفطر میں عید گاہ کی طرف نکلے آپ خواتین کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا: اے عورتوں کی جماعت؛ تم صدقہ کیا کرو کیونکہ مجھے دیکھایا گیا ہے کہ تم اکثر اہل دوزخ ہو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کس وجہ سے؟ آپ نے فرمایا: تم لعنت بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے کوئی ناقص عقل اور ناقص دین والی ایسی نہ دیکھی جو کسی محتاط مرد کی عقل کو ضائع کرنے والی ہو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دین اور عقل کا نقصان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا ایسا نہیں ہے کہ عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے نصف کی مثل ہے انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ عورتوں کی عقل کا نقصان ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ عورت کو جب حیض آتا ہے تو وہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں

www.waseemziyai.com

نہیں۔آپ نے فرمایا: یہ ان کے دین کا نقصان ہے۔(بخاری، ج۱،ص۴۴،قدیمی کتب خانہ کراچی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ شرعی احکام نہایت آسان اور سہولت پر مبنی ہیں۔کیونکہ اگر حج ہر سال فرض ہو جاتا تو ادائیگی مشکل ہو جاتی اور کئی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا اور اسی طرح روزے اگر سال بھر یا چھ ماہ فرض ہو جاتے تو کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ایسے ہی اگر زکوٰۃ نصف مال یا سارے مال کی فرض ہو جاتی تو لوگ ادائیگی نہ کرتے اور ایسے ہی اگر حالت حیض ونفاس میں نماز، روزے کا حکم دیا جاتا تو بھی مشقت ہوتی، اسی طرح باقی تمام احکام میں بھی اللہ تعالیٰ نے انسانی طاقت کے مطابق احکام لازم کئے ہیں۔اس قدر آسانیوں کے باوجود اب بھی اگر کوئی یہ سمجھے کہ شرعی احکام پر عمل کرنا مشکل ہے یا یہ تو مشقت والے احکام ہیں تو پھر اس کی عقل کا قصور ہے۔اسے اپنی عقل کا علاج کروانا چاہیے

۷-تیسرا حصہ وصیت:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔میں نے عرض کیا میں اپنے پورے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا:نہیں، میں نے کہا: آدھے مال کی وصیت کردوں؟ آپ نے فرمایا:نہیں پھر میں نے عرض کیا تہائی مال کی وصیت کردوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں تہائی بہت ہے۔(مسلم، ج۲،ص۴۰،قدیمی کتب خانہ کراچی)

تہائی سے زیادہ وصیت اسی لئے منع ہوئی تا کہ دیگر وارثین کو نقصان نہ ہو۔

۸-وارث کے لئے وصیت نہیں:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے حجۃ الوداع کے سال اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق عطا کیا ہے۔وارث کے لئے وصیت نہیں۔(الخ) امام

www.waseemziyai.com

ترمذی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند حسن ہے۔

(جامع ترمذی، ج۲،ص۳۳، فاروقی کتب خانہ ملتان)

۹-طلاق اور انداز سہولت:

ابتدائی طور پر طلاق دینا ہرگز ناپسندیدہ عمل ہے لیکن جب شوہر اور بیوی اللہ کے قوانین کو برقرار نہ رکھ سکیں تو پھر اسلام نے طلاق کی اجازت دی ہے اور اس کا طریقہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ شوہر بیوی کو ایک طلاق رجعی دے تا کہ طلاق رجعی ہونے کے بعد عدت طلاق ہی میں شوہر اور بیوی دونوں کو اپنی زندگی کے بارے میں سوچنے کا موقع مل سکے اور عدت ہی میں رجوع کرلیں تو بہتر ورنہ اس کے بعد شوہر دوسری طلاق دے اور پھر بائنہ کے بعد یا اسکی عدت گزرنے کے بعد بھی صرف نکاح کر کے اسے حقوق زوجیت میں لاسکتا ہے۔ یہ تمام مواقع آسانی فراہم کرنے کے لئے ہیں۔

لیکن بدقسمتی سے بہت سے لوگ بیک وقت تین طلاقیں دے بیٹھتے ہیں پھر علمائے کرام سے مسئلہ پوچھتے ہیں تو علمائے حق اہل سنت و جماعت یہ فتوی دیتے ہیں کہ اب وہ بغیر حلالہ کے تمہارے نکاح میں نہیں آسکتی کیونکہ شریعت نے بغیر حلالہ کے شوہر اوّل سے اسکا نکاح منع کر دیا ہے۔ تو جاہل و بے وقوف لوگ سر پکڑ کو بلبلا اٹھتے ہیں کہ دیکھو ایک شخص کا گھر برباد ہو رہا ہے اور اس کے پانچ، سات بچے ہیں جو معصوم ہیں وہ بیچارے تو بھوک سے مر جائیں گے۔ خاندان کے اندر کئی دشمنیاں جنم لیں گی اور علمائے کرام پر اس طرح کے جملے کستے ہیں کہ جیسے ان کے درمیان اور علمائے کرام کے درمیان حق و باطل کا معرکہ شروع ہو چکا ہے۔

لیکن افسوس؛ اس بات پر کہ لوگ ساری ساری عمر بسر کر جاتے ہیں مگر نکاح، طلاق اور دیگر شرعی احکام کو سمجھنے کی طرف ذرا توجہ نہیں دیتے۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے اگر غلطی ان کی اپنی ہو اور الزام شریعت پر، یہ کتنی بڑی غلط فہمی ہے۔ اور اللہ کا کیا ہوا حرام تو کسی بھی صورت میں حلال نہیں ہوسکتا۔ اگر چہ ساری دنیا کے روشن خیال اور عقل کل کا

www.waseemziyai.com

دعویٰ کرنے والے لوگ ساری عمر اپنا سر پکڑ کر بیٹھیں تب بھی وہ اللہ کے حرام کیے ہوئے کو حلال نہیں کر سکتے۔ لہٰذا برائے مہربانی اپنی غلطیوں کی وجہ سے اسلام کے احکام کو بدلنے سے باز رہیں۔

اسی طرح وہ نام نہاد علماء جو عوامی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے تین طلاقوں کو ایک طلاق کہہ دیتے ہیں اور پھر اس پر فتاویٰ جات کی بھرپور اشاعت بھی کر بیٹھتے ہیں انہیں بھی یاد رکھنا چاہیے کہ تین، تین ہوتا ہے اور ایک، ایک ہوتا ہے۔ کیا اگر کسی نے کہا کہ اس کے تین خدا ہیں تو کیا تم اس کی توحید کو قبول کر لو گے۔ اگر ایسی توحید قابل قبول نہیں تو پھر وحدہ لاشریک کے احکام کو بھی حق کے ساتھ بیان کرو، نہ کہ عوامی خواہشات کی پیروی۔۔۔؟

۱۰-سہولت کے پس منظر میں ارتداد:

کئی لوگ اسلام میں خود ساختہ سہولتیں تلاش کرتے ہوئے اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں جنہیں مرتد یا خارج اسلام کہا جاتا ہے اس طرح کے لوگ قرآن وسنت سے گمراہانہ استدلال بھی کر بیٹھتے ہیں اس قدر سہولت پسند لوگوں کو دور خلافت کا وہ منظر ضرور یاد کرنا چاہیے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بعض عرب کے لوگ مرتد ہو گئے انہوں نے کہا کہ ہم نماز پڑھیں گے اور زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ لہٰذا احکام میں آسانی پیدا کرو اور زکوٰۃ معاف کرو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ؛ لوگ وحشی جانوروں کی طرح ہیں ان کے ساتھ نرمی کیجئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم سے مدد کی توقع رکھتا تھا اور تم مجھے پریشان کرنے آئے ہو۔ تم جاہلیت میں سخت تھے اور اسلام میں کمزور پڑ گئے ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا وحی منقطع ہو

www.waseemziyai.com

گئی۔اگر انہوں نے (مرتدین) نے مجھے ایک رسی دینے سے بھی انکار کیا تو جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے میں ان سے قتال کروں گا۔

(تاریخ الخلفاء از امام جلال الدین سیوطی ص ۷۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی)

۱۰-تخفیفات سبعہ

۱-تخفیف اسقاط؛

عذر کے پائے جانے کی وجہ سے عبادات کا ساقط ہونا جیسے حالت حیض میں نماز کا سقوط

۲-تخفیف تنقیص (کمی)؛

عذر کی وجہ سے عبادات میں کمی کا حکم جیسے حالت سفر میں نماز قصر کا حکم۔

۳-تخفیف ابدال؛

عذر کی وجہ سے ایک عبادت کے قائم مقام دوسری عبادت کا حکم جیسے وضو اور غسل کے بدلے میں تیمّم کا حکم۔

۴-تخفیف تقدیم؛

کسی عبادت کو اس کے وقت سے پہلے ادا کرنا جیسے کوئی شخص نصاب زکوٰۃ پر سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔اسی طرح صدقہ فطر اگر کسی نے رمضان المبارک یا اس سے بھی پہلے ادا کر دیا تو فطرانہ ادا ہو جائے گا۔

۵-تخفیف تاخیر؛

کسی عذر شرعی کی وجہ سے عبادت کو موخر کرنا جیسے کسی مسافر یا مریض کا رمضان المبارک کے روزوں کو موخر کرنا۔

۶-تخفیف ترخیص؛

عذر شرعی کی وجہ سے رخصت جیسے زخمی عضو پر باندھی ہوئی پٹی پر مسح کرنا۔

www.waseemziyai.com

۷۔تخفیف تغییر؛

عذر شرعی کی وجہ سے عبادت کے طریقہ کار میں تبدیلی لانا جیسے نماز خوف کا طریقہ ہے

انتباہ؛

مشقت اور حرج کا اعتبار وہاں ہوگا جہاں نص وارد نہ ہوئی ہو اور اگر مشقت وحرج کی وجہ سے فراہم کردہ آسانی کے خلاف نص آجائے تو پھر اس آسانی وسہولت کو ترک کرنا واجب اور نص پر عمل کرنا ضروری ہے۔(الاشباہ والنظائر،ص ۲۸)

قاعدہ نمبر 7۔

الاصل فی الاشیاء الاباحة ۔(الاشباہ ص،۳۳)

ہر چیز میں اصل اباحت ہے اور ثابت رہتی ہے حتیٰ کہ اس کے خلاف کوئی شرعی دلیل آجائے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ آیت مبارکہ ہے۔

هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا ۔(البقرہ،۲۹)

وہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو پیدا فرما کر ہم پر احسان کیا ہے اور احسان کا سب سے بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان چیزوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔اسی سے یہ ثابت ہوا کہ اصل میں تمام اشیاء مباح ہیں لیکن جب مختلف اشیاء ایک ہی وقت یا مختلف اوقات میں استعمال کی جائیں تو اشیاء کے اتحاد کی وجہ سے عارضہ لاحق ہوتا ہے جس کی وجہ سے شارع کی طرف سے حکم نہی آتا ہے اور وہ شیء منع کر دی جاتی ہے۔

اباحت اصلیہ سے مراد یہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے جن چیزوں کا حکم دیا ہے وہ فرض یا واجب یا مستحب ہوگئیں اور جن کاموں سے منع کیا وہ حرام یا مکروہ تحریمی یا مکروہ

www.waseemziyai.com

تنزیہی ہوگئیں۔لیکن جن چیزوں سے شارع علیہ السلام نے روکا، نہ حکم دیا وہ اپنی اصل پر مباح ہیں اور ان کے کرنے یا نہ کرنے میں بندے کو اختیار ہے۔مثلاً دن اور رات کے بعض اوقات میں نماز پڑھنے کا حکم ہے اور بعض اوقات میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے اس کے علاوہ جو اوقات ہیں ان میں نماز پڑھنے کا نہ حکم ہے اور نہ ممانعت ہے لہٰذا ان اوقات میں بندے کو اختیار ہے وہ نماز پڑھے یا نہ پڑھے۔جمعہ کی نماز کے بعد لوگ کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں اس کا حکم ہے نہ ممانعت، اس لئے یہ بھی اپنی اصل کے اعتبار سے مباح ہے۔(شرح صحیح مسلم، ج ۳، ص ۶۴۸، فرید بک سٹال لاہور)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو؛ اللہ نے شراب (کی حرمت) کا اشارہ ذکر کیا ہے اور عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے متعلق کوئی حکم نازل فرمائے گا لہٰذا جس شخص کے پاس شراب ہو، وہ اسے فروخت کر کے فائدہ اٹھالے۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہمیں چند روز ہی ہوئے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کر دیا ہے وہ نہ تو اس کو پیئے اور نہ ہی فروخت کرے۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر جن لوگوں کے پاس شراب تھی انہوں نے اس کو لا کر مدینہ کے راستوں پر بہا دیا۔(مسلم، ج ۲، ص ۲۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

علامہ نووی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے کیونکہ جب تک شراب کے متعلق حکم نازل نہ ہوا تھا شراب مباح تھی اور جب حرمت کا حکم نازل ہوا تو شراب حرام ہوگئی۔(شرح مسلم، ج ۲، ص ۲۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

قاعدہ:

بعض فقہاء کرام نے یہ کہا ہے کہ اصل اشیاء میں حرمت ہے حتیٰ کہ کسی چیز کی اباحت پر کوئی دلیل آجائے۔

www.waseemziyai.com

قاعدہ:

بعض فقہاء کرام نے اسے قاعدہ تسلیم کیا ہے کہ ہر چیز میں اصل توقف ہے کہ اس کی حلت یا حرمت کا فیصلہ اس وقت کیا جائے گا جب اس کی حلت یا حرمت پر کوئی دلیل شرعی آجائے۔

قاعدہ:

اصل اشیاء میں طہارت ہے۔(فتاوٰی رضویہ، ج۲۱،ص۱۲۶، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

قاعدہ نمبر 8۔

الاصل فی الابضاع التحریم ۔(الاشباہ والنظائر،ص۳۳)

فروج میں اصل حرمت ہے۔

اس قاعدہ کے ثبوت میں ہم علامہ ابوبکر جصاص رازی حنفی کی تفسیر لکھ رہے ہیں۔

و احل لکم ما وراء ذلکم ۔(الایہ)

قرآن وسنت کی روشنی میں مذکورہ محرمات کے سوا میں یہ آیت عام ہے اور یہ عموم متفق علیہ ہے۔(احکام القرآن، ج۱،ص۳۸۴، مطبوعہ بیروت)

فانکحو ا ما طاب لکم، (الایہ)۔اس آیت سے معلوم ہوا کہ محرمات کے سوا تمام عورتیں حلال ہیں لیکن ان کی حلت بھی قید نکاح کے ساتھ ہے۔پس ثابت ہوا کہ ابضاع میں اصل حرمت ہے۔

حرمت کی اقسام:

حرمت کی دو اقسام ہیں۔۱-حرمت ابدی ۲-حرمت عارضی

حرمت ابدی:

وہ رشتے جن کا قرآن وسنت میں وضاحت کے ساتھ بیان موجود ہے جن کو

www.waseemziyai.com

محرمات کہتے ہیں کیونکہ ان کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نکاح کرنا ہی حرام ہے۔

حرمت عارضی:

محرمات ابدیہ کے سوا وہ تمام عورتیں جن سے نکاح کرنا حلال ہے وہ انعقاد نکاح تک حرام ہیں اور جب نکاح ہوگا تو حرمت عارضی مرتفع ہو جائے گی۔

حرمت ابدی کے اسباب

۱-حرمت نسب:

وہ نسبی رشتے جن کی حرمت قرآن وسنت نے حرمت ابدیہ کے طور پر بیان کر دی ہے

محرمات نسبیہ:

مائیں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتی جیاں، اور بھانجیاں ہیں۔ان سے نکاح کرنا، صحبت کرنا اور کسی قسم کا کوئی بھی شہوانی عمل کرنا دائما حرام ہے۔

۱- ماؤں میں دادی، پردادی، نانی، پرنانی، اوران سے بھی اوپر کی دادیاں اور نانیاں داخل ہیں۔

۲- بیٹی میں اس کی اپنی بیٹی، اس کی پوتی، پرپوتی، اوراس سے نچلے درجہ کی سب بیٹیاں داخل ہیں۔

۳- بہن میں اس کی عینی بہن (سگی) علاتی بہن (باپ کی طرف سے سوتیلی) اخیافی بہن (ماں کی طرف سے سوتیلی) بہنیں داخل ہیں۔

۴- اوراسی طرح بھتی جیوں اور بھانجیوں میں اس کے نچلے درجے کی بھی داخل ہیں

۵- پھوپھیوں میں اس کے باپ کی عینی بہن، علاتی بہن اوراخیافی بہن داخل ہیں اسی طرح اس کے باپ اور دادا کی پھوپھیاں اوراس کی ماں اوراس کی نانی کی پھو

www.waseemziyai.com

پھیاں بھی داخل ہیں۔اوران سے اوپر کی عینی اور علاتی پھوپھی کی پھوپھی بھی حرام ہے۔اوراخیافی پھوپھی کی پھوپھی حرام نہیں ہے یعنی باپ کی اخیافی بہن کی پھوپھی۔

۶- خالاؤں میں ماں کی سگی بہن، ماں کی علاتی بہن، اور ماں کی اخیافی بہن سب حرام ہیں اور عینی خالہ کی خالہ اوراخیافی خالہ کی خالہ بھی حرام ہے البتہ علاتی خالہ کی خالہ حرام نہیں ہے۔(فتاوی عالم گیری، ج۱،ص۲۷۳،مکتبہ امیریہ بولاق مصر)

۲-حرمت رضاعت:

وہ رشتے جوحرمت رضاعت کی وجہ سے حرام ہوئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی سے نکاح کر لیجئے فرمایا: وہ میرے لئے حلال نہیں وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے اور رضاعت سے وہ رشتے حرام ہوجاتے ہیں جو رشتے نسب سے حرام ہوجاتے ہیں۔

(مسلم، ج۱،۴۶۶،قدیمی کتب خانہ کراچی)

مدت رضاعت:

امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک مدت رضاعت ڈھائی سال ہے اورامام ابو یوسف اورامام محمد علیہما الرحمہ کے نزدیک مدت رضاعت دوسال ہے مدت رضاعت گزرنے کے بعد رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور نہ ہی تحریم۔(ہدایہ اولین، ج۲،ص۳۳۰،مجتبائی دہلی)

محرمات رضاعیہ:

حرمت رضاعت کا تعلق جس طرح دودھ پلانے والی عورت سے ہوتا ہے اسی طرح اس کے شوہر سے بھی ہوتا ہے دودھ پینے والے پر اس کے رضاعی ماں باپ اوران کے اصول وفروع حرام ہیں۔خواہ وہ اصول اور فروع نسبا ہوں یا رضاعی، حتیٰ کہ دودھ پلانے والی کا اس شخص (شوہر) سے یا کسی سے بچہ پیدا ہو، اس دودھ پلانے سے پہلے یا اس کے بعد یا وہ عورت کسی اور بچہ کو دودھ پلائے تو یہ سب اس دودھ پینے والے کے بہن

www.waseemziyai.com

بھائی ہیں اور ان کی اولاد اس کے بھائی بہنوں کی اولاد ہے اور دودھ پلانے والی عورت کا شوہر کا بھائی اس کا چچا ہے اور اس کی بہن اس کی پھوپھی ہے اور اس کا بھائی اس کا ماموں ہے اور اس کی بہن اس کی خالہ ہے اسی طرح دادا، اور دادی کا حکم ہے اور رضاعت میں مصاہرت بھی ثابت ہوگی حتیٰ کہ دودھ پلانے والی کے شوہر کی بیوی دودھ پینے والے پر حرام ہوگی اور دودھ پینے والے کی بیوی اس پر حرام ہوگی۔

(فتاویٰ عالم گیری، ج۱،ص ۳۴۳-۳۴۲، بولاق مصر)

۳-حرمت مصاہرت:

وہ عورتیں جن سے تمہارے باپ دادا نے نکاح کیا ہو وہ بھی تم پر حرام ہیں۔(النساء)

حرمت نکاح کے عارضی ذرائع واسباب

۴-جمع:

لا یجمع بین الا ختین ۔(النساء)

۱-نکاح میں دو بہنوں جمع کرنا حرام ہے صاحب ہدایہ جمع کے بارے میں قاعدہ لکھتے ہیں

قاعدہ:

ولا یجمع بین امراء تین لو کانت احدھما رجلا لم یجز له

(ہدایہ اولین ج۲ص ۲۸۹، المجتبائی دہلی)

۲-ایسی دو عورتوں کو جمع نہ کیا جائے اگر ان میں سے ایک کو مرد تصور کریں تو اس کا نکاح دوسری کے ساتھ جائز نہ ہو۔

۳-مدخول بھا کی بیٹی یا ماں کو جمع کرنا:

من نساء کم التی دخلتم بھن ۔(النساء،۲۳)

www.waseemziyai.com

ان بیویوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو۔

۴- بیوی پر اس کی پھوپھی یا خالہ کو جمع کرنا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنی بیوی پر اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ سے نکاح نہ کرے۔

(سنن نسائی، ج ۲، ص ۸۱، مکتبہ فاروقیہ ملتان)

۵- کفر و شرک:

مسلمان مرد و عورت کا نکاح کافر و مشرک مرد و عورت سے منع ہے مگر جبکہ کافر مرد و عورت اسلام کو قبول کر لیں تو پھر نکاح درست ہوگا۔

۶- تعدد ازواج:

جس کی چار بیویاں ہوں تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ چار بیویوں کے ہوتے ہوئے کسی اور عورت سے نکاح کرے کیونکہ اسلام میں چار عورتوں سے بیک وقت نکاح کی اجازت ہے لیکن اگر اس کی کوئی بیوی فوت ہو جائے یا اس نے کسی کو طلاق دے دی ہو تو وہ بعد از عدت نکاح کر سکتا ہے۔ جبکہ عورت کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ ایک وقت میں صرف ایک ہی نکاح کر سکتی ہے اسے منکوحہ ہوتے ہوئے یا عدت والی ہوتے ہوئے کسی دوسرے مرد سے نکاح کی اجازت ہرگز نہیں۔

۷- عدت:

کسی عورت کا اگر شوہر فوت ہو جائے یا اسے تین طلاقیں ہو چکیں یا کسی اور سبب یا ذریعے سے نکاح ختم ہو چکا اور وہ عدت میں ہو تو اس کا نکاح عدت میں کسی اور مرد سے منع ہے۔ مگر جبکہ عدت پوری ہو جائے تو پھر نکاح کرنا حلال ہوگا۔

۸- بیٹوں کی بیویاں:

و حلائل ابناء کم الذین من اصلا بکم (النساء)

www.waseemziyai.com

اورتمہارے نسلی بیٹوں کی بیویاں (تم پرحرام ہیں)

۹-غیر کے حق میں حرمت:

کسی شخص کا کسی دوسرے شخص کی بیوی سے نکاح کرنا حرام ہے یعنی پہلے سے منکوحہ کے ساتھ نکاح کرنا۔

۱۰-دین:

مجوسی عورتوں سے نکاح کرنا یا اسی طرح مشرکین کی خواتین سے نکاح کرنا منع ہے۔

۱۱-غیر مدخولہ کی ماں سے نکاح:

یحیٰ بن سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے پاس جانے سے پہلے اسے جدا کر دیا (نکاح ختم کر دیا) کیا اس شخص کے لئے اس کی ماں (سے نکاح) حلال ہے تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں۔

(موطا امام مالک، ص ۳۰۶، مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ ملتان)

۱۲-مفقود الشوہر عورت سے نکاح:

سعید بن مسیّب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس عورت کا خاوند لاپتہ ہو جائے اور اس کو معلوم نہ کہ وہ کہاں ہے تو چار سال انتظار کرے، پھر چار ماہ دس دن عدت گزارے۔ پھر وہ حلال ہو جائے گی۔

(موطا امام مالک ص ۳۳۲، مکتبہ فاروقیہ ملتان)

۱۳-طلاق ثلاثہ والی عورت سے نکاح:

اگر کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں تو وہ شخص عدت کے بعد بھی دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ اس عورت کا حلالہ ہو جائے۔

www.waseemziyai.com

حضرت زبیر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رفاعہ بن سموال نے اپنی بیوی تمیمہ بنت وھب کو تین طلاقیں دی تھیں پس اس عورت نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کیا تو عبدالرحمٰن بن زبیر نے اس عورت سے اعراض کیا کیونکہ وہ اسے چھونے کی طاقت نہیں رکھتے تھے پس انہوں نے اسے جدا کر دیا تو رفاعہ نے اسی عورت سے نکاح کا ارادہ کیا جو کہ اس عورت کے پہلے شوہر تھے پھر انہوں نے یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے اس عورت سے نکاح منع کیا اور فرمایا: وہ تمہارے لئے حلال نہیں حتیٰ کہ وہ (کسی دوسرے سے جماع) کر لے۔ (موطا امام مالک، ص ۳۰۵، مکتبہ فاروقیہ ملتان)

۱۴-مزنیہ عورت کے اصول وفروع حرام ہیں:

جس عورت کو شہوت کے ساتھ مس کیا ہو اور وہ جس کی شرمگاہ کے داخل حصہ کو شہوت سے دیکھا ہو، ان عورتوں کے اصول فروع حرام ہو جائیں گے۔ (درمختار، ج ۱، ص ۱۸۸، الجتبائی دہلی) یعنی یہاں پر حرمت سے مراد حرمت دائمی ہے۔

۱۵-عدم ادائیگی حقوق:

۱-جس عورت کو اپنے نفس سے خوف ہو کہ غالبا، اس سے شوہر کی اطاعت اور اس کے حقوق واجبہ ادا نہ ہوں گے اسے نکاح ممنوع و ناجائز ہے اور اگر کرے گی، تو یہ صورت کراہت تحریمی کی ہوگی۔

۲-اگر یہ خوف مرتبہ ظن سے تجاوز کر کے یقین تک پہنچا جب تو اسے نکاح حرام قطعی ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۱۲، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

۱۶-مجنون کی دوسری شادی:

علمائے شوافع کے نزدیک مجنون کی دوسری شادی جائز نہیں کیونکہ اس کی پہلی شادی بھی ضرورت کے تحت مباح ہوئی تھی لہٰذا جو چیز ضرورت کے تحت مباح ہو، وہ بقدر

www.waseemziyai.com

ضرورت ہی ہوتی ہے۔(الاشباہ)

۱۷-بدعقیدہ لوگوں کے ہاں نکاح:

وہ لوگ جنہوں نے ختم نبوت کے عقیدے کا انکار کیا وہ ہمارے ملک میں مرزائی یا قادیانی کہلاتے ہیں اسی طرح گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں توہین آمیز کتابیں لکھنے والے وہ بدعقیدہ کہلاتے ہیں اور ان کی اتباع کرنے والے لوگوں کے ہاں مسلمانوں کو شادی بیاہ کرنا ہرگز جائز نہیں۔

آج ہماری حالت یہ ہو چکی ہے کہ لوگ دین کے معاملات میں بالکل ہی دل چسپی نہیں رکھتے لیکن دنیاوی معاملات میں اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیٹی کی شادی کرنی ہو بالخصوص جب برادری سے باہر کہیں رشتہ کرنا ہو، تو تحقیق کی جاتی ہے کہ لڑکے والوں کی قوم، ان کے رسم و رواج، رہن سہن کے طریقے، مزاج، زبان، کاروباری حالت، نوکری، تنخواہ، گھریلو افراد کی تعداد، وراثتی جائیداد، تعلیم، شعبہ، اور اس کے بعد نکاح نامہ پر کڑی شرائط اور غیر شرعی پابندیاں اور کئی مراحل طے کرنے کے بعد بھی کچھ لوگ اعتماد کرتے ہیں جبکہ بعض لوگ پھر بھی اعتماد نہیں کرتے۔ کیونکہ ایک بچی کی زندگی کا مسئلہ ہے لیکن صد افسوس کہ لوگ اپنا دینی رہنما و پیشوا بناتے وقت یا جس سے دین کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اس کے بارے اتنا بھی علم نہیں رکھتے کہ اس کے اپنے عقائد کیا ہیں۔ گمراہ فرقوں کے عقائد اگر لوگوں کو معلوم ہو جائیں اور انصاف کے ساتھ لوگ تصفیہ کریں تو یہ ملک اور دنیا بدعقیدگی سے پاک ہو جائے۔ یاد رہے کہ ترمذی شریف کی آخری حدیث مبارکہ ہے۔ حضرت ابن سیرین فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ہے تم دیکھو کہ تم کس سے دین حاصل کر رہے ہو۔(ترمذی، ج۲، ص۶۸۶، مکتبہ فاروقیہ ملتان)

متعہ اور اسلام:

قرآن وسنت کی روشنی میں متعہ حرام ہے۔

www.waseemziyai.com

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن عورتوں سے متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کر دیا ہے۔ (صحیح بخاری، ج ۲، ص ۶۷۷، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد)

انتباہ: اب متعہ قیامت تک کے لئے حرام رہے گا۔

کسی متعینہ مدت کے لیے ایک متعینہ رقم کے عوض نکاح کرنے کو متعہ کہتے ہیں جیسے کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ یہ کہہ کر نکاح کرے کہ فلاں مدت مثلاً دو سال تک اتنے روپے مثلاً ایک ہزار روپے) کے عوض تم سے فائدہ اٹھاؤں گا نکاح کا یہ خاص طریقہ یعنی متعہ اسلام کے ابتداء زمانہ میں تو جائز تھا مگر بعد میں حرام قرار دیدیا گیا۔

علماء لکھتے ہیں کہ متعہ کے سلسلے میں تحقیقی بات یہ ہے کہ متعہ دو مرتبہ تو حلال قرار دیا گیا اور دو مرتبہ حرام ہوا، چنانچہ پہلی مرتبہ تو جنگ خیبر سے پہلے کسی جہاد میں جب صحابہ تجرد کی وجہ سے سخت پریشان ہوئے یہاں تک کہ بعض لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خصی کرانے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں متعہ کرنے کی اجازت دے دی۔ پھر جنگ خیبر کے دن جو ۷ھ کا واقعہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کے لئے متعہ کو حرام قرار دیا چنانچہ جواز متعہ کا فسخ ہونا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

اسی سلسلہ میں حضرت ابن عمر نے اپنی روایت میں یہ ذکر کیا ہے کہ جس طرح حالت اضطرار میں بھوکے کو مردار کھانے کی اجازت ہے اسی طرح اسلام کے ابتدائی زمانہ میں اس شخص کے لئے جو بسبب تجرد جنسی ہیجان کی وجہ سے حالت اضطرار کو پہنچ گیا ہو یہ اجازت تھی کہ وہ متعہ کر لے مگر جب بعد میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ حرام قرار دیا گیا تو) پھر صحابہ نے اجتماعی طور پر یہ فیصلہ کیا کہ متعہ کے طور پر جو بھی نکاح ہوا اسے باطل قرار دیا جائے۔

اس لئے ہر دور میں تمام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع و اتفاق رہا ہے کہ متعہ حرام ہے کیا صحابہ کیا فقہاء اور کیا محدثین سبھی کے نزدیک اس کا حرام ہونا ایک متفقہ مسئلہ ہے

www.waseemziyai.com

صحابہ میں صرف ابن عباس پہلے اضطرار کی حالت میں متعہ کو مباح سمجھتے تھے مگر جب حضرت علی المرتضٰی نے ان کو سخت تہدید کی اور متعہ کی قطعی وابدی حرمت سے ان کو واقف کیا تو حضرت ابن عباس نے اپنے قول سے رجوع کرلیا اور وہ بھی اس کی حرمت کے قائل ہوگئے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس کا اپنے اباحت کے قول سے رجوع کرنا حدیث وفقہ کی کتابوں میں مذکور ہے۔

ہدایہ فقہ حنفی کی ایک مشہور ترین اور اونچے درجہ کی کتاب ہے، اس کے مصنف اپنے عمل وفضل اور فقہی بصیرت ونکتہ رسی کے اعتبار سے فقہاء کی جماعت میں سب سے بلند مرتبہ حیثیت کے حامل ہیں لیکن یہ واقعہ ہے کہ متعہ کے سلسلہ میں انہوں نے حضرت امام مالک کی طرف قول جواز کی جو نسبت کی ہے وہ ان کی سخت علمی چوک ہے نہ معلوم انہوں نے یہ بات کہاں سے لکھ دی کہ امام مالک متعہ کے جائز ہونے کے قائل تھے۔ امام مالک بھی متعہ کو اسی طرح حرام کہتے ہیں جس طرح تمام اہل اسلام کا اس پر اتفاق ہے۔ چنانچہ نہ صرف ابن ہمام نے ہدایہ میں مذکورہ امام مالک کی طرف قول جواز کی نسبت کو غلط کہا ہے بلکہ ہدایہ کے بعد فقہ کی جتنی بڑی کتابیں تالیف ہوئیں تقریباً سب ہی میں ہدایہ کی اس غلطی کو بیان کرنا لازم سمجھا گیا ہے۔

علامہ طیبی کہتے ہیں کہ اس ارشاد سے حضرت ابن عباس کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اللہ تعالٰی نے اس آیت کے ذریعہ پرہیزگار بندوں کی تعریف بیان کی ہے کہ وہ عورتوں سے اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں البتہ اپنی بیویوں اور اپنی لونڈیوں سے اجتناب نہیں کرتے بلکہ ان کے ذریعہ اپنے جنسی جذبات کو تسکین پہنچاتے ہیں اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ متعہ کی صورت میں جو اس عورت پر تسلط حاصل ہوتا ہے وہ نہ تو بیوی ہوتی ہے اور نہ مملوکہ لونڈی ہوتی ہے کیونکہ اگر وہ بیوی ہوتی تو اس کے اور اس کے مرد کے درمیان میراث کا سلسلہ ضرور ہوتا اور یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ متعہ کی عورت کے ساتھ میراث کا کوئی سلسلہ قائم نہیں ہوتا چونکہ وہ عورت محض چند روز یعنی ایک متعین مدت کے لیے اجرت پر

www.waseemziyai.com

اپنے نفس کو اس مرد کے حوالہ کرتی ہے۔ اس لئے وہ مملوکہ بھی نہیں ہوسکتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص متعہ کے طور پر کسی عورت سے جنسی تسکین حاصل کرتا ہے تو وہ ان لوگوں کے زمرہ میں نہیں ہے جن کی توصیف مذکورہ آیت بیان کر رہی ہے۔ امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں یہی لکھا ہے کہ جو شخص کسی عورت سے متعہ کرتا ہے تو وہ عورت اس کی بیوی نہیں بنتی اور جب وہ بیوی نہیں بنتی تو پھر لامحالہ یہ واجب ہوگا کہ وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہو۔

انتباہ:

فروج میں تحری جائز نہیں کیونکہ تحری (کوشش) وہاں جائز ہوتی ہے جہاں کسی چیز کو ضرورت کے تحت حلال کرنا مقصود ہو، جبکہ فروج ضرورت کے تحت حلال نہیں ہوتیں۔

انتباہ:

اگر کسی عورت کی حلت وحرمت میں تقابل آجائے، تو حرمت کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ فروج میں تحری جائز نہیں۔ (الاشباہ، ص ۳۳)

قاعدہ نمبر 9۔

ما حرم اخذہ حرم اعطاء ہ ۔ (الاشباہ والنظائر، ص ۷۹)

جس چیز کو لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے۔

احل اللہ البیع و حرم الربوا ۔ (البقرہ، ۲۷۵)

اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے پر، سود کھلانے والے پر، اور سود کی گواہی دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا: یہ سب (گناہ) میں برابر ہیں۔ (مسلم، ج ۲، ص ۲۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

www.waseemziyai.com

قرآن وسنت سے معلوم ہوا کہ جن کاموں کا کرنا حرام ہے ان کاموں کا لین دین بھی حرام ہے جس طرح سود اور رشوت کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں حتیٰ کہ اسلام میں برائی کے کاموں میں معاونت و مدد کرنا بھی حرام ہے۔

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ۔ (النساء،۳)

اور تم گناہ اور سرکشی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

۱-فاحشہ کی اجرت:

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، فاحشہ کی اجرت اور کاہن کی مٹھائی سے منع کیا۔

(صحیح مسلم، ج۲،ص۱۹،قدیمی کتب خانہ کراچی)

کتے کی قیمت لینا اور دینا اور فاحشہ کی اجرت لینا اور اسے دینا حرام ہے اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو اداکاروں اور فلمی فنکاروں کو اجرت دیتے ہیں اور جو ان کی اجرت سے کھاتے ہیں۔ یہ سب حرام کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور کتوں کو محض شوکیہ طور پر پالنے والے لوگ جو لاکھوں روپے ان پر ضائع کرتے ہیں وہ یاد رکھیں یہ سب حرام کاموں کا ارتکاب ہے۔ اور کاہن جو اعتقاد فاسدہ پھیلاتے ہیں لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ غلط عقیدے پھیلانے والے جاہل عاملین اور خلاف شرع تعویز دینے والے جعلی پیروں سے بھی بچنا چاہیے۔

۲-رشوت لینا اور دینا حرام ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے پر اور رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

(سنن کبریٰ، ج۱۰،ص۱۳۹،نشر السنہ ملتان)

۳-حلال وحرام میں کافر کے قول کا اعتبار:

دینی معاملات میں کافر کی خبر بالاجماع مقبول نہیں جس طرح نہایہ وغیرہ میں ہے

www.waseemziyai.com

کہ دینی معاملات سے حلال اور حرام مراد ہیں۔ (ردالمحتار ج۵ ص ۲۱۹، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

انتباہ: اسی قاعدہ کے قریب تر یہ قاعدہ ہے۔

جس عمل کا کرنا حرام ہے اس کا طلب کرنا بھی حرام ہے۔ لیکن اس کے کئی استثنائی مسائل ہیں۔

۱- جس طرح مسلمان کا ذمی سے جزیہ طلب کرنا جائز ہے مگر اس کو جزیہ دینا حرام ہے۔

حدثنا عبد الله حدثنی أبی ثنا جریر عن قابوس عن أبیه عن ابن عباس قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : لا تصلح قبلتان فی أرض، ولیس علی مسلم جزیة .

(مسند امام احمد ج۴ باب بیروت)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی زمین میں دو قبلے درست نہیں اور کسی مسلمان پر جزیہ نہیں۔

۲- اسی طرح غنی کا فقیر کو زکوۃ دینا جائز ہے مگر اس سے زکوۃ طلب کرنا حرام ہے۔

۳- فقیر کا زکوۃ لینا جائز ہے مگر اس کا زکوۃ دینا ضروری نہیں۔

قاعدہ نمبر 10۔

الاصل فی الحیوانات التحریم

حیوانات میں اصل حرمت ہے۔

اس کا ثبوت یہ اصل ہے۔

حضرت ابو واقد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

www.waseemziyai.com

جس نے بھی کوئی (عضو کسی) جانور کا کاٹا، اور وہ جانور زندہ ہے تو اس کا وہ (کاٹا ہوا عضو) مردار ہے۔ (سنن ابوداؤد، ج۲، ص۳۹۵، دارالحدیث ملتان)

علامہ ابن نجیم علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

ان الشاة فی حال حیا تها محرمة فا لمشتری متمسك باصل التحریم الی ان یتحقق زواله .(الاشباہ)

زندہ بکری حرام ہے تو خریدار نے اس کے اصل حال کو دلیل بنا کر حرام قرار دیا۔ تا وقتیکہ اس اصل یقین کا زوال نہ ہو جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ تمام زندہ حیوانات کو گوشت کھانا حرام ہے حتیٰ کہ پاکیزہ جانور بھی ذبح کے بغیر حلال نہیں یعنی کسی بھی زندہ جانور کا کوئی عضو کاٹ کر کھانا جائز نہیں۔ لہٰذا حالت زندہ کی حرمت میں تمام جانور شامل ہیں۔ اس کے بعد ہم شریعت اسلامیہ کے مطابق عمومی طور پر جانوروں کو دو اقسام پر تقسیم کر رہے ہیں۔

جانوروں کی اقسام:

جانوروں کی دو اقسام ہیں۔ ۱- طیب جانور ۲- خبیث جانور

قرآن مجید کی نص وارد ہے۔

و یحل لهم الطیبات و یحرم علیهم الخبائث .(اعراف، ۱۵۷)

اور وہ ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں الطیبات سے یہ مراد لینا واجب ہے کہ جو چیزیں طبیعت کے نزدیک پاکیزہ اور لذیز ہیں وہ حلال ہیں اور نفع بخش چیزوں میں اصل حلت ہے لہٰذا یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ ہر وہ چیز جو نفس کے نزدیک پاکیزہ ہو، اور لذیز ہو، وہ حلال ہے مگر یہ کہ اس پر کوئی شرعی دلیل ہو، جس سے وہ حرام ہو۔ اور اسی طرح الخبائث سے مراد وہ چیز ہے جو نفس اور طبیعت کے نزدیک ناپسندیدہ و نقصان دہ ہو، وہ حرام ہے

www.waseemziyai.com

کیونکہ نقصان دہ اشیاء میں اصل حرمت ہے اس کی دلیل صحیح مسلم کی یہ حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتا خبیث ہے اور اس کی قیمت خبیث ہے اور جب وہ خبیث ہے تو پھر وہ حرام ہے۔ (ماخوذ من تفسیر الکبیر، ج ۵، ص ۸۲-۳۸۱، مطبوعہ بیروت)

انتباہ:

طیب اور خبیث چیزوں کا تعین شریعت اسلامیہ نے کر دیا ہے یہ قاعدہ بیان کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ لوگ اپنی پسند و ناپسند کو حلال و حرام ٹھہراتے پھریں لہٰذا قرآن وسنت کو صحیح سمجھیں اور انہیں پر عمل پیرا ہوں۔

تمام حلال وحرام جانوروں کی دو اقسام ہیں:

۱- پانی میں رہنے والے جانور ۲- خشکی پر رہنے والے جانور

پانی میں رہنے والے جانوروں کے متعلق احکام:

امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لئے دو مردار حلال کئے گئے ہیں مچھلی، ٹڈی۔

(سنن ابن ماجہ، ج ۲، ص ۲۳۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

امام الائمہ فی الفقہ والحدیث امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک مچھلی کے سوا تمام سمندری جانور حرام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مچھلی کے سوا تمام سمندری جانور خبیث ہیں اور خبیث جانوروں کی حرمت نص سے ثابت ہے۔

خشکی پر رہنے والے جانوروں کی حلت وحرمت کے قواعد:

۱- قاعدہ:

وہ تمام درندے جو نوک دار دانتوں سے شکار کرتے ہیں اور پھاڑ کر کھاتے ہیں وہ سب حرام ہیں اور اسی طرح وہ تمام پرندے جو ناخنوں سے شکار کرتے ہیں اور کھاتے

www.waseemziyai.com

ہیں وہ سب حرام ہیں۔

اس کا ثبوت یہ حدیث مبارکہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچیلیوں والے درندے اور ہر ناخنوں سے (شکار کرنے) والے پرندے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۴۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

مردار، خون اور خنزیر کی حرمت:

قرآن مجید میں یہ حکم ہے:

ترجمہ: بے شک تم پر مردار، خون اور خنزیر کا گوشت حرام کیا اور وہ (جانور) جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا۔ (البقرہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ (جانور) فاسق ہیں جن کو حرم میں بھی قتل کر دیا جائے گا۔ چوہا، بچھو، چیل، کوا، اور باؤلا کتا۔ (مسلم ج ۲، ص ۳۸۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)

انتباہ: شریعت اسلامیہ نے جانوروں کی حرمت کی علت خباثت قرار دی ہے اس لئے تمام حشرات الارض میں یہ علت موجود ہے لہٰذا ان کے حرام ہونے کی یہی علت ہے اور مذکورہ حدیث میں بچھو کی حرمت بیان ہوئی جو کہ بالاتفاق علماء وعرف حشرات الارض سے ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابوداؤد، ج ۲، ص ۵۳۲، دارالحدیث ملتان)

نوٹ۔ گوہ بھی حشرات الارض سے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کوا کون کھائے گا؟ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فاسق قرار دیا ہے۔ بخدا وہ پاک جانوروں سے نہیں۔

(سنن ابن ماجہ، ج ۲، ص ۲۳۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

www.waseemziyai.com

حضرت خذیمہ بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے جنگلی جانوروں کے متعلق پوچھنے آیا ہوں آپ لومڑی کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: لومڑی کون کھائے گا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھیڑیے کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جس میں کوئی بھلائی ہو، کیا وہ بھیڑیے کو کھائے گا۔ نیز ترمذی کی روایت میں بجو کی حرمت کا ذکر بھی ہے۔ (سنن ابن ماجہ، ج ۲، ص ۲۳۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں، خچروں اور پالتو گدھوں کے گوشت کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(سنن ابوداؤد، ج ۲، ص ۵۳۱، دارالحدیث ملتان)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کو کھانے اور اس کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ج ۲، ص ۲۳۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

قاعدہ:

شکار میں اصل اباحت ہے۔ اسی پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

(شرح نووی، مسلم ج ۲، ص ۱۴۵)

ہر قسم کے جانوروں کے شکار میں اصل اباحت ہے مگر یہ کہ اگر کوئی شخص محض لہو یا ذبح کی نیت سے نہ کرے، تو پھر شکار کی اباحت مرتفع ہو جاتی ہے کیونکہ جانوروں کا ضیاع کرنا بغیر کسی نفع کے منع ہے۔ (شرح مسلم، ج ۲، ص ۱۴۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے۔

ترجمہ: اور جب تم احرام کھول دو تو تم شکار کر سکتے ہو۔ (مائدہ، ۲)

اس سے معلوم ہوا کہ حالت احرام کے سوا عام حالات میں شکار کرنا مباح ہے اور اباحت بھی عام ہے۔

www.waseemziyai.com

قاعدہ:

ہر وہ جانور جو دب کر مر جائے یا گلہ گھونٹ کر مرے یا سینگ مارا ہوا ہو یا جس کو درندہ نے کھایا ہو، وہ حرام ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے:

ترجمہ: تم پر حرام کئے گئے ہیں مردار، خون، خنزیر اور جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، جس کا گلہ گھونٹا گیا ہو، جو کسی ضرب سے دب کر مرا ہو، اوپر سے گرا ہوا، سینگ مارا ہوا ہو، اور جس کو درندہ نے کھایا ہو۔ البتہ ان میں سے جس کو تم نے (اللہ کے نام پر) ذبح کیا تو وہ حلال ہے۔

(المائدہ، ۳)

قاعدہ:

اگر جانور آلہ کی ضرب سے کٹ کر یا چھد کر مرا اس کو زخم آیا اور خون بہا تو وہ حلال ہے۔

ذبح کی دو اقسام ہیں:

۱- ذبح اختیاری ۲- ذبح اضطراری

ذبح اختیاری:

وہ جگہ جو دو جبڑوں اور سینہ کی بلائی حصہ کی درمیانی جگہ مذبح ہے۔ جیسا کہ حدیث میں بھی وارد ہے اور وہاں پر ذبح کرنے کو ذبح اختیاری کہتے ہیں۔

ذبح اضطراری:

اور جب جانور کو مذبح کی جگہ پر ذبح کرنا مشکل ہو تو پھر جانور کی کسی جگہ کو بھی زخمی کر دینا ذبح کے قائم مقام ہو جائے گا۔ اسے ذبح اضطراری کہتے ہیں۔ جس طرح شکاری جانوروں کا حال ہوتا ہے کہ تیر وغیرہ جہاں بھی لگ جائے وہ شکار درست ہوتا ہے

(المبسوط، ج ۱۱، ص ۲۲۱، مطبوعہ بیروت)

www.waseemziyai.com

قاعدہ:

جب شکار میں ''شاید'' ہوسکتا'' جمع ہوجائیں تو پھر اس کا کھانا جائز نہیں۔

(المبسوط، ج۱۱، ص۲۲۲، بیروت)

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے جب کسی شکار کرنے والے سے شکار غائب ہو جائے اور ڈھونڈھنے پر اسے پانی میں بہتا ہوا ملے اور وہ شکار کرنے والا کہے کہ ''شاید'' یہ شکار میرے تیر سے مرا ہے یا ہوسکتا ہے ڈوب کر مرا ہو، تو ایسی صورت میں اس قاعدہ کے مطابق وہ شکار حلال نہیں۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حدیث مبارکہ ہے: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا؟ ہم لوگ کتوں سے شکار کرتے ہیں آپ نے فرمایا: تم اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑ دو اور اس پر بسم اللہ پڑھو تو کتے نے جو شکار تمہارے لئے روکا ہے اس کو کھالو خواہ کتے نے شکار کو مار ڈالا ہو۔ البتہ اگر کتے نے بھی کچھ کھایا ہو، تو پھر مت کھاؤ۔ کیونکہ پھر یہ خدشہ ہے کہ کتے نے شاید اپنے لئے اس کو شکار کیا ہے اور تمہارے کتے کے ساتھ اور کتے بھی مل جائیں تو پھر اس شکار کو مت کھاؤ۔ (صحیح بخاری، ج۲، ص۸۲۴، وزارت تعلیم اسلام آباد)

قاعدہ:

ان مسائل میں قاعدہ یہ ہے کہ موت اگر یقینی طور پر زخم کی طرف منسوب ہو تو شکار حلال ہے اور اگر وہ ثقل کی طرف منسوب ہو تو بالکل حرام ہے اگر شک ہو اور معلوم نہ ہو کہ زخم سے مرا ہے یا ثقل سے، تو احتیاطاً حرام ہے۔ (ہدایہ اخیرین، ج۴، کتاب الصید، مطبوعہ دہلی)

مذبح کے بچے کا حکم:

اگر بچہ مردہ نکلے تو حرام ہے اور اگر وہ زندہ نکلا اور ذبح کرلیا تو حلال ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج۲، ص۲۷۹، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

www.waseemziyai.com

معدنیات اور نباتات میں قاعدہ:

ان میں قاعدہ یہ ہے کہ ہر نقصان دہ چیز کو کھانا حرام اور غیر نقصان دہ چیز کا کھانا حلال ہے۔ دیکھو سنکھیا کھانا حرام ہے کیونکہ نقصان دہ (جان لیوا ہے) ہے لیکن اگر مار کر حکیم کھلائے تو جائز ہے۔ (تفسیر نعیمی، ج ۲، ص ۱۳۵، مکتبہ اسلامیہ لاہور)

حرام جانوروں کے حرام ہونیکی حکمت:

غذا کی تاثیر تمام حکماء، اطباء اور عرف کے نزدیک ایک مسلمہ حقیقت ہے شریعت اسلامیہ نے ذبح کا ایک طریقہ بیان کیا ہے۔ کیونکہ جو جانور ذبح کے بغیر طبعی موت مرجاتے ہیں تو خون اس کی رگوں یا شریانوں میں جم جاتا ہے جس سے مفاسد مادے پیدا ہوتے ہیں جو کئی جان لیوا بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔ اس لئے شریعت نے ہر ایسے جانور کو جو طبعی موت مرا ہو، حرام قرار دیا ہے۔

اسی طرح خنزیر جو کہ ایک بے غیرت جانور ہے۔ یہ جانور جب اپنی مادہ سے جماع کرتا ہے تو دوسرے خنازیر کی لمبی قطار میں اپنی باری کا انتظار کرتا ہے حتیٰ کہ اس سے پہلے اور بعد میں کئی دوسرے خنازیر اس کی مادہ سے صحبت کرتے ہیں۔ اس کے اندر وصفِ بے غیرتی اس قدر کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے اس لئے شریعت نے اس کا گوشت حرام کر دیا تا کہ لوگوں کے اندر غیرت کا وصف رہے۔ آج مغربی ممالک جہاں خنزیر کا گوشت کھایا جاتا ہے وہاں بے غیرتی اور بے راہ روی بھی عروج تک پہنچ چکی ہے۔

جنگلی درندے اور پرندے جو شکار کرتے ہیں ان کے اندر ظلم کا وصف انتہائی بڑے درجے کا ہوتا ہے اور وہ انتہائی سخت فطرت ہوتے ہیں حالانکہ اگر ان کے شکار میں کوئی ایسی ہرنی آجائے جو بچے کو جنم دے رہی ہو، تو وہ تب بھی اس پر رحم نہیں کرتے، بلکہ اس تکلیف کے وقت میں بھی اس کی گردن مار دیتے ہیں اور اپنا شکار بنا لیتے ہیں۔ جبکہ اسلام نے ایسے جانوروں کے گوشت کو حرام قرار دیا، تا کہ انسان ظلم کرنے سے محفوظ رہے۔ تہذیب مغرب میں بسنے والی کفار مقتدر طاقتیں امت مسلمہ پر اور انسانیت پر

www.waseemziyai.com

مظالم ڈھاتے ہوئے اسی لئے ڈرتے نہیں کہ ان میں جانوروں کی ظالمانہ تاثیر موجود ہے۔لیکن اسلام نے انسانیت سے ہمدردی کو قائم رکھنے کے لئے اور مہربانی جیسے اچھے سلوک کرنے کے لئے پاکیزہ جانوروں کا گوشت حلال کیا اور خبیث جانوروں کو حرام کر دیا۔

حشرات الارض بچھو اور سانپ وغیرہ کا زہر تو عرف میں بھی معروف ہے اسی طرح باقی جانور بھی انسانی جانوں کے لئے نقصان دہ ہیں اور مختلف بیماریوں کا سبب بنتے ہیں اس لئے وہ بھی حرام ہوئے۔(ہذا التحریر عندی، واللہ ورسولہ اعلم من کل عالم)

حلال اور طیب میں فرق:

مفسرین کرام نے فائدے کے طور پر حلال اور طیب میں چند طریقوں سے فرق بیان کیا ہے۔

۱- حلال وہ جو حرام نہ ہو جبکہ طیب وہ جو بدمزہ اور گھناؤنی نہ ہو۔جس طرح اپنا تھوک اور رینٹ حلال ہے مگر طیب نہیں۔

۲- حلال وہ جو حرام نہ ہو، جبکہ طیب وہ جو حرام ذریعہ سے حاصل نہ کیا ہو۔جیسے غیر کی بکری، چوری کا جانور وغیرہ خبیث ہے طیب نہیں۔

۳- حلال وہ جو حرام نہ ہو، جبکہ طیب وہ جو تندرستی کو نقصان دہ نہ ہو۔

۴- حلال وہ جسے شرع پسند کرے، طیب وہ جسے طبیعت پسند کرے۔

(تفسیر نعیمی، ج ۲، ص ۱۳۵، مکتبہ اسلامیہ لاہور)

انتباہ:

ہر حلال چیز پاک ہے لیکن ہر پاک حلال نہیں جیسے چوری کی بکری جو کہ فی نفسہ پاک ہے لیکن اس کا گوشت کھانا حلال نہیں بلکہ حرام ہے۔

قاعدہ نمبر 11۔

اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام ۔ (الاشباہ، ص ۵۵)

www.waseemziyai.com

جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو غلبہ ہوتا ہے۔

شارح کنز نے کتاب الصید میں لکھا ہے کہ جب دو دلیلوں میں تعارض آ جائے یعنی ان میں سے ایک دلیل حرمت کا تقاضہ کرے جبکہ دوسری دلیل حلت کا تقاضہ کرے، تو دلیل حرمت کا اعتبار کیا جائے گا۔ (الاشباہ، ص ۵۵)

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حدیث مبارکہ ہے:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا؟ ہم لوگ کتوں سے شکار کرتے ہیں آپ نے فرمایا: تم اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑ دو اور اس پر بسم اللہ پڑھو تو کتے نے جو شکار تمہارے لئے روکا ہے اس کو کھالو خواہ کتے نے شکار کو مار ڈالا ہو۔ البتہ اگر کتے نے بھی کچھ کھایا ہو تو پھر مت کھاؤ۔ کیونکہ پھر یہ خدشہ ہے کہ کتے نے شاید اپنے لئے اس کو شکار کیا ہے اور تمہارے کتے کے ساتھ اور کتے بھی مل جائیں تو پھر اس شکار کو مت کھاؤ۔

(صحیح بخاری، ج ۲، ص ۸۲۴، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد)

شکاری کتے (سکھائے ہوئے) کا شکار حلال جبکہ غیر شکاری کتے کا شکار حرام ہے جب یہ دونوں اکٹھے ہو جائیں تو سبب حلال و حرام جمع ہوئے، لہٰذا ایسی صورت میں حرام کا اعتبار کیا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت خوشبو لگائے وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں شریک نہ ہو۔

(مسلم، ج ۱، ص، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس سے معلوم ہوا کہ جب ایک ہی عمل میں نیکی اور برائی جمع ہو جائے تو ایسی نیکی کو بھی برائی سے بچنے کے لئے ترک کر دیا جائے گا۔ اگر چہ باجماعت نماز کا ثواب انفرادی نماز کی بہ نسبت فضیلت رکھتا ہے لیکن عورتوں کی وجہ سے زنا کی طرف لے جانے والی برائی اگر جنم لے تو پھر فضیلت کو ترک کر دیا جائے گا۔ اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی

www.waseemziyai.com

اللہ عنہا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عورتوں کو مسجد جانے سے سختی سے منع کرتے تھے۔

کاش: وہ عورتیں جو مسلمان ہیں وہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نظریے کی قدر کریں اور یہ سمجھیں کہ جب فتنے سے بچنے کے لئے ترک جماعت کا حکم ہے تو کیا بے پردہ بازاروں اور دوکانداروں، غیر محرموں سے مسکراتے ہوئے انداز میں گفتگو کرنا کس قدر اسلام کی خلاف ورزی ہے۔

۱-مردار اور بکری:

جب مذبوحہ بکری اور مردار جمع ہو جائیں اور کوئی شخص ایسے گوشت کی بیع کرنا چاہے تو بیع باطل ہوگی کیونکہ مذبوحہ بکری اگرچہ حلت کا تقاضہ کرتی ہے لیکن قاعدہ کے مطابق مردار چونکہ حرمت کا تقاضہ کرتا ہے لہٰذا وہ گوشت حرام اور اس کی بیع بھی حرام ہے۔

۲-شرکۃ الحرام بکرے کا گوشت:

جب کسی کتے نے بکری سے وطی کی اور اس بکری سے بچہ پیدا ہوا، تو اس بکری کے بچے کا گوشت کھانا منع ہے۔ کیونکہ بکری اگرچہ حلال وطیب جانور ہے مگر اس سے کتے نے وطی کی، تو ولادت بچہ میں حلال وحرام جمع ہوئے لہٰذا حرام کے غلبے کی وجہ سے اس کا اعتبار کیا جائے گا۔

۳-مشترکہ لونڈی سے وطی کا عدم جواز:

اسی طرح اگر دو اشخاص کی مشترکہ لونڈی ہو، تو وہ دونوں اس لونڈی سے وطی نہیں کر سکتے کیونکہ لونڈی سے وطی کرنا اگرچہ جائز ہے لیکن جب دو اشخاص جمع ہوئے، تو وطی حرام ہوئی کیونکہ دو افراد کی وطی کرنا شریعت کی رو سے منع ہے۔ لہٰذا جہت حرمت، جہت حلت پر غالب ہوئی، تو وطی حرام ٹھہری۔ (الاشباہ)

www.waseemziyai.com

۴-ذبیحہ:

جب دو مل کر ذبح کریں تو ایک نے بسم اللہ پڑھی جبکہ دوسرے نے قصداً ترک کی، تو ایسے ذبیحے کا کھانا حرام ہے۔ (ردالمحتار، ج۵، ص۱۹۲، مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ)

اسی قاعدہ کے کئی ایسے استثنائی مسائل ہیں جہاں ترجیح حرمت کی بجائے حلت کو دی جاتی ہے۔

۱-خیر کی تابعیت:

اگر کسی شخص کے والدین میں سے ایک کتابی ہو اور دوسرا مجوسی ہو تو اس شخص کا نکاح اور ذبیحہ حلال ہے اور وہ شخص کتابی ہوگا۔ حالانکہ قاعدہ کا تقاضہ یہ ہے کہ مجوسی جو جانب حرمت ہے اس کا اعتبار کیا۔ لیکن علمائے احناف فرماتے ہیں کہ یہاں اس شخص کو کتابی کے تابع کیا جائے گا کیونکہ مجوسی کتابی سے زیادہ شر (برا) ہے لہٰذا بیٹا کتابی کے تابع ہوگا کیونکہ اگر اس کے بچپن پر حکم لگایا جائے تو ''کل مولود علی فطرۃ'' کے مطابق بھی اسے خیر کے تابع کرنا چاہیے۔

۲-پاکیزہ کو ترجیح:

اگر بعض برتن پاک ہوں اور بعض ناپاک ہوں اور جب تھوڑے ناپاک ہوں تو ان برتنوں میں تحری یعنی کوشش کر کے پاک برتنوں کا تلاش کیا جائے گا اور اس سے وضو کرنا اور اس میں پانی ڈال کر پینا جائز ہے۔

۳-مختلط کپڑوں میں تحری:

اسی طرح اگر پاک و ناپاک کپڑے مختلط ہو جائیں تو ان میں تحری کر کے پاک کپڑوں کو تلاش کرنا جائز ہے اور ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

(نور الایضاح، ص۱۵، مطبوعہ اسلام آباد)

www.waseemziyai.com

۴-علف حرام اور بکری:

اگر کسی نے بکری کو شراب پلائی اور پھر اسی وقت اس کو ذبح کر لیا تو وہ بکری بلا کراہت حلال ہے حالانکہ قاعدہ اس کی حرمت کا تقاضہ کرتا ہے اور اسی طرح اگر کوئی شخص بکری کو حرام کا چارہ (چوری) ڈالتا ہے تو اس حرام چارے کی وجہ سے اس کی بکری کا دودھ اور گوشت حرام نہ ہوگا جس کا قاعدہ تقاضہ کرتا ہے اگر چہ یہ خلاف تقوی ہے۔

۵-انتفائے فدیہ:

اگر محرم نے کوئی ایسی چیز کھائی کہ جس میں خوشبو تھی جو کہ کسی حرام چیز سے ہلاک ہوگئی تو ایسی صورت میں محرم پر فدیہ واجب نہ ہوگا۔

۶-غلبے کا اعتبار:

اگر کسی مائع چیز اور ماء مطلق کا اختلاط ہو گیا اگر ماء مطلق غالب ہوا تو اس سے وضو کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

۷-حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی:

اگر کسی عورت کا دودھ کسی دواء، پانی یا بکری کے دودھ میں مل گیا تو غالب کا اعتبار کرتے ہوئے حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ اور صحیح روایت یہ ہے کہ بغیر غلبے کا اعتبار کئے حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

اسی طرح اگر ایک عورت کا دودھ دوسری عورت کے دودھ کے ساتھ مکس ہو گیا تو دونوں میں حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

۸-ہدیے کا مال:

اگر ہدیے کا مال اور مال حرام جمع ہو جائیں اگر ہدیے کے مال کو غلبہ حاصل ہے تو ہدیہ قبول کرنا جائز ہے اور اگر مال حرام کو غلبہ حاصل ہے تو ہدیہ قبول کرنا جائز نہیں۔

www.waseemziyai.com

۹-لقطہ:

اگر کسی کو راستے میں گری ہوئی کوئی چیز ملی اور وہ گھاس کھانے والی ہے تو مناسب یہی ہے کہ اسے گھاس ڈالے۔

۱۰-بازاری چیزوں کی خرید وفروخت:

اگر اکثر اہل بازار کی چیزوں کی خریداری سے فساد کا غلبہ ہو، تو ایسی خریداری جائز نہیں (الاشباہ)

۱۱-عقد نکاح میں حلال وحرام کا اعتبار:

جب کسی شخص کے عقد نکاح میں محرمہ، مجوسیہ، وثنیہ، منکوحہ، معتدہ، عورتیں جمع ہو جائیں۔تو جن سے نکاح حلال ہے ان سے نکاح ہو جائے گا اور جن سے نکاح حرام ہے ان سے نکاح نہ ہوگا۔

قاعدہ نمبر 12۔

الضرر یزال ۔(الاشباہ والنظائر ص ۴۲)

نقصان کو دور کیا جائے گا۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حدیث مبارکہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا ضرر ولا اضرار"

ترجمہ: نہ نقصان اٹھایا جائے اور نہ نقصان پہنچایا جائے۔

(سنن ابن ماجہ، ج ۲، ص ۱۶۹، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث کو امام دار قطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے امام بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے امام حاکم نے اپنی مستدرک میں بھی روایت کیا ہے امام ابن حجر عسقلانی نے بڑی

www.waseemziyai.com

تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ (انجاح الحاجہ، ج ۲، ص ۱۶۹، قدیمی کتب خانہ کراچی)

کوئی شخص کسی دوسرے آدمی کو نہ تو ابتداءً کوئی نقصان پہنچائے اور نہ ہی انتقامی کاروائی کے طور پر اسے نقصان پہنچائے۔ کیونکہ شریعت اسلامیہ نے انتقامی کاروائی کے لئے اصول وقواعد بیان کئے ہیں جو اجتماعی اصول ہیں اور انہی کی بدولت فساد ختم ہو جاتا ہے۔ اور کئی دنیاوی معاملات خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے جاسکتے ہیں۔

۱- حدود جاری کرنے کا مقصد:

حدود کا اصلی مقصد شریعت اسلامیہ کی طرف سے یہ ہے کہ لوگوں میں جاری نقصان کو دور کیا جائے۔

اسی طرح البنائیہ میں ہے کہ حدود کو نافذ کرنے سے لوگوں کو جان، عزت اور مال کے نقصان سے بچانا مقصود ہے کیونکہ حد زنا صیانۃ النفس کے لئے ہے حد قذف عزت کو محفوظ کرنے کے لئے ہے اور حد سرقہ مال کے تحفظ کے لئے ہے۔

(ہدایہ اولین ج ۲ مع البنائیہ ص ۴۸۶، المجتبائی دہلی)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث بیان کرتے ہیں جس کے آخر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ شہر (مکہ) نہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ نے فرمایا: تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری عزت تم (میں سے ہر ایک) پر اس طرح حرام ہے جیسا کہ آج کا دن، آج کے مہینے میں، آج کے شہر میں محترم ہے۔ حاضر کو چاہیے کہ غائب تک پہنچا دے۔ پھر آپ دو سرمئی مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے، ان کو ذبح کیا۔ پھر آپ بکریوں کے ایک گلے (ریوڑ) کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو ہمارے درمیان تقسیم کر دیا۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۶۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۲- شریک جائیداد میں حقوق:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.waseemziyai.com

نے فرمایا: جس شخص کی زمین یا باغ میں کوئی شریک ہو، پس اس کے لئے اپنے شریک کی اجازت کے بغیر اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ پھر اگر وہ راضی ہو تو، لے، لے اور نا پسند کرے تو چھوڑ دے۔ (مسلم، ج ۲، ص ۳۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

یہ حدیث بھی اس قاعدہ کے ثبوت میں اصل کا ثبوت پیش کر رہی ہے کہ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشترکہ زمین بیچنے سے منع کیا تا کہ دوسرے کا اس کی بیع کی وجہ سے نقصان نہ ہو اور اسلام کے اصولوں کا تقاضہ یہ ہے کہ لوگوں سے نقصان کو دور کیا جائے۔

۳-لوگوں کے نقصان کی حرمت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص کسی کی ایک بالشت زمین بھی ظلماً نہیں لے گا مگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق بنا کر (اس کے گلے میں) ڈال دے گا۔

(مسلم، ج ۲ ص ۳۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۴-وقف:

اگر کوئی شخص اپنا مال صرف بیٹوں کے لئے وقف کرے اور بیٹیوں کو اس مال سے محروم رکھنے کی کوشش کرے تو اس کا وقف توڑ دیا جائے گا کیونکہ اس میں بیٹیوں کا نقصان ہے جس کا ازالہ شریعت کے مطابق ضروری ہے۔

۵-قرض خواہوں کا نقصان:

اسی طرح وہ وقف جس میں قرض خواہوں کو نقصان پہنچے یا نقصان پہنچانا مقصود ہو، تو اس وقف کو توڑ دیا جائے گا۔

۶-پڑوسی کے اخلاقی وقانونی حقوق:

اگر کوئی شخص درختوں کو فروخت کر دے اس کے بعد گاہک جب درختوں کو کاٹنے

www.waseemziyai.com

کے لئے درختوں پر چڑھے اور اس کی وجہ سے پڑوسیوں کی بے پردگی ہوتی ہو، تو گاہک پر لازم ہوگا کہ وہ درخت پر چڑھتے وقت ایک یا دو مرتبہ انہیں خبردار کردے تاکہ وہ پردہ کرلیں اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو معاملہ عدالت میں پیش کیا جائے گا تاکہ قاضی اسے درخت کاٹنے سے روک دے۔ (الانتباہ والنظائر ص ۱۱۸، مطبوعہ منیریہ مصر)

انتباہ:

کسی شخص کو اپنی ملکیت میں تصرف سے روکا نہ جائے گا لیکن جب اس سے واضح نقصان پیدا ہو۔ (بحرالرائق ج ۲ ص ۳۳، مطبوعہ H.M.S. کمپنی کراچی)

۷-نفقہ اولاد صغیر:

و نفقة الاولاد الصغار على الاب لا يشاركه فيها احد كما لا يشاركه فى نفقة الزوجة ۔ (ہدایہ اولین، ج ۲، ص ۴۲۴، المجتبائی دہلی)

اور چھوٹی اولاد کا نفقہ باپ پر ہے اس نفقہ میں اس کے ساتھ کوئی اور شریک نہ ہوگا جس طرح بیوی کے نفقہ میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہوتا۔ صاحب ہدایہ اس آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

و على المولود له رزقهن ۔ (البقرہ)

ترجمہ: مولود کا رزق مولود لہ یعنی باپ پر ہے۔

۸-عاقلہ پر دیت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قتل) خطاء کی دیت کو بیان فرمایا: ۲۰ بنت مخاض، ۲۰ ابن مخاض، ۲۰ بنت لبون، ۲۰ جذعے، ۲۰ حقے (الجامع الترمذی، ج ۱ ص ۱۶۶، مکتبہ فاروقیہ ملتان)

دیت کا مقصد بھی یہی ہے کہ نقصان کو حتی الامکان دور کیا جائے اور دوسری جانب نقصان پہنچانے والے کو بھی انسانی اقدار و احترامات کا احساس ہو۔

www.waseemziyai.com

۹- بیع تلقی جلب کی ممانعت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سودا بیچنے والوں کی ملاقات سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ خود بازار نہ پہنچ جائیں۔

(مسلم، ج ۲، ص ۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۱۰- بیوی کو نقصان پہنچانے کی ممانعت:

ولا تمسکو ا هن ضرارا لتعتدو ا ۔(البقرہ، ۲۳۱)

اور تم انہیں نقصان پہنچانے کے لئے نہ روکو، تا کہ تم ان پر ظلم کرو۔

امام ابن جریر، امام ابن المنذر وغیرہ نے سدی سے روایت کیا ہے کہ ثابت بن یسار انصاری نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور جب اس کی عدت ختم ہونے میں دو یا تین دن رہ گئے تو اس سے رجوع کر لیا اور پھر اس کو طلاق دے دی اور جب اس کی عدت میں دو یا تین دن رہ گئے تو اس سے پھر رجوع کر لیا اور تین بار اسی طرح کیا حتیٰ کہ اس عورت کی عدت ۹ ماہ ہوگئی تب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنی عورتوں کو ضرر پہنچانے کے لئے (عدت میں) نہ روکے رکھو۔(روح المعانی، ج ۲، ص ۱۴۲، التراث العربی بیروت)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی بھی طرح دوسروں کو نقصان پہنچانے کی منصوبہ بندی نہ کی جائے اور ذاتی اختیار یا شرعی اختیار کو بھی دوسروں کے نقصان کے لئے استعمال نہ کیا جائے۔

قاعدہ نمبر 13۔

الضرورات تبیح المحظورات ۔(الاشباہ والنظائر، ص ۴۳)

ضروریات ممنوع اشیاء کو مباح قرار دیتی ہیں۔

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ شریعت نے ایسی ضروریات جن کو پورا کئے بغیر جان کو خطرہ ہو اور ان کا پورا کرنا ممنوع اشیاء سے ہو تو ضرورت کے تحت وہ ممنوع اشیاء مباح ہو جاتی ہیں۔

www.waseemziyai.com

اس قاعدہ کا ثبوت یہ آیت مقدسہ ہے۔

ترجمہ: بے شک تم پر مردار، خون اور خنزیر کا گوشت حرام کیا اور وہ (جانور) جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو مگر جو مجبور ہو خواہش کرنا والا نہ ہو اور سرکشی کرنے والا نہ ہو پس اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

(البقرہ، ۱۷۳)

اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے زنا کا اقرار کیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ اس پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شاید وہ کوئی عذر پیش کر سکے۔ پھر انہوں نے اس سے پوچھا؟ تمہیں بدکاری پر کس چیز نے مجبور کیا۔ اس عورت نے کہا: میرا ایک پڑوسی تھا جس کے اونٹوں کے ہاں پانی اور دودھ تھا اور میرے اونٹ کے ہاں پانی اور دودھ نہ تھا۔ اسی وجہ سے میں پیاسی رہتی تھی، میں نے اس سے پانی مانگا تو اس نے پانی دینا اس شرط پر منظور کیا کہ میں اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دوں اس پر میں نے تین دفعہ انکار کیا مگر جب میری پیاس اس قدر بڑھ گئی کہ جان نکلنے کا اندیشہ ہو گیا تو میں نے اس کی خواہش پوری کر دی، تب اس نے مجھے پانی پلایا۔ اس پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا:: اللہ اکبر! پس جس کو مجبور کیا جائے اور اس کا ارادہ سرکشی اور زیادتی کا نہ ہو، تو اس پر کوئی حرج نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

(الطرق الحکمیہ، ص ۵۳، دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور)

علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

ابن حزم اکراہ (مجبوری) کی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مجبوری کی دو اقسام ہیں۔

۱- کسی کلام پر مجبور کیا جائے۔ ۲- کسی عمل پر مجبور کیا جائے۔

www.waseemziyai.com

۱-کسی کلام پر مجبور کرنا:

جب کسی شخص کو کسی کلام پر مجبور کیا جائے تو مجبوری کی حالت (حتیٰ کہ جان جانے کا اندیشہ یقینی ہو) میں کلام کرنے پر متکلم پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ جیسے کلمہ کفر، قذف، اقرار بالنکاح، رجعت، طلاق، بیع، نذر، ایمان، عتق، اور ہبہ وغیرہ۔

۲-کسی کام پر مجبور کرنا:

جب کسی شخص کو کسی کام پر مجبور کیا جائے تو اس کی پھر دو اقسام ہیں۔

۱-اشیائے ممنوعہ کو مباح کرنے والی مجبوری:

اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے مردار کھانا، شراب پینا وغیرہ پس ایسی صورت میں مجبور کیے گئے شخص پر کچھ لازم نہ آئے گا۔

۲-اشیائے ممنوعہ کو مباح نہ کرنے والی مجبوری:

جیسے کسی کو قتل کرنا، زخمی کرنا، مارنا، اموال کو فاسد کرنا اگر کسی شخص نے مجبوری کے تحت ان کاموں میں سے کسی کا بھی ارتکاب کیا تو اس پر ان اعمال کا بدلہ وقصاص لازم ہو گا۔ (عمدۃ القاری شرح البخاری، ج ۲، ص ۱۰۲۶، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد)

۱-مجبوری کا معیار:

اگر کسی کو مردار کھانے یا شراب پینے پر مجبور کیا جائے اور اس پر قید کرنے یا مارنے کی دھمکی دی گئی ہو تو یہ کھانا، پینا اسے حلال نہیں ہے مگر جب ایسی دھمکی دی گئی ہو کہ اسے اپنی جان جانے یا کسی عضو کے کٹ جانے کا خطرہ ہو تو ایسے خطرے کے وقت اس کو جائز ہے کہ جس پر اسے مجبور کیا جا رہا ہے اسے کر گزرے اور اگر اس نے صبر کیا اور وہ حرام چیز نہ کھائی حتیٰ کہ دھمکی دینے والوں نے اسے قتل کر دیا یا کوئی عضو کاٹ دیا تو یہ شخص گناہگار ہوگا۔ (قدوری، ص ۲۲۳، مکتبہ حقانیہ ملتان)

www.waseemziyai.com

انتباہ:

اس مسئلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ مجبور شخص اگر حرام چیز نہ کھائے اور قتل ہو جائے تو اسے گناہگار کہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس قاعدہ کے تحت وہ حرام چیز مجبوری کے تحت اس کے لئے مباح تھی اور اس پر حق تھا کہ ایک مباح چیز کو کھا کر اپنی جان بچالیتا کیونکہ اسکا بچانا ضروری تھا۔

۲-مال کو تلف کرنا:

حالت مجبوری میں مال کو ضائع کرنا بھی جائز ہے اگر کوئی شخص کسی کشتی پر سوار ہوا اور زیادہ مال کی وجہ سے کشتی کے ڈوبنے کا پختہ اندیشہ ہوا تو ایسی صورت میں جائز ہے کہ وہ مال کو اٹھا کر دریا میں بہادیا جائے اور جانوں کا تحفظ کیا جائے۔

فائدہ:

اس قاعدہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین اسلام میں انسانی جان کی کتنی قدر و اہمیت ہے کہ اجتماعی جانوں یا انفرادی جان کے تحفظ کے لئے مال کو بھی پانی میں بہادینا جائز ہے۔

۳-عدم قتل کی رخصت:

اگر کسی شخص کو مجبور کیا جائے کہ وہ دوسرے کو قتل کرے تو ایسی صورت میں قتل ہرگز مباح نہ ہوگا کیونکہ اگرچہ اسے اپنی جان کا خطرہ ہو لیکن دوسرے کا قتل کرنا اس کی جان سے زیادہ اہم ہے اور اس کی جان کا ضائع ہونا دوسرے کے قتل سے کم نقصان دہ ہے۔

صاحب تفسیر روح البیان لکھتے ہیں کہ از روئے شریعت مجبوری کی تین صورتیں ہیں۔

۱-بھوک یا پیاس سے جان نکل رہی ہو اور کوئی حلال چیز موجود نہ ہو۔۲-کوئی شخص حرام کھانے پر مجبور کر رہا ہے اور نہ کھانے پر قتل کر دے گا۔

www.waseemziyai.com

۳-سخت بیمار کو ماہر طبیب نے مشورہ دیا کہ فلاں حرام دوا کے سوا کسی چیز سے نہیں بچ سکتا۔

انتباہ:

الاکراہ یعدم الاختیار ۔

مجبوری اختیار کو ختم کر دیتی ہے لہٰذا جبر کے ساتھ اقرار درست نہ ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۱۹، ص ۶۱۲، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

۴-اکراہ پر اقرار کا درست نہ ہونا:

اگر کسی شخص نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا جب بیٹی رخصتی کے لئے تیار ہوئی تو باپ نے روک لیا اور کہا کہ تو یہ گواہی دے کہ میں نے والد کی وراثت کا حصہ وصول کر لیا ہے بیٹی نے مجبوری کے طور پر اپنے اقرار کے گواہ بھی بنا دیئے تو بیٹی کا یہ اقرار درست نہ ہوگا کیونکہ وہ مجبور کی طرح تھی۔ (درمختار، ج ۵، ص ۱۹۵، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

قاعدہ نمبر 14۔

ما ابیح للضرورۃ یقدر بقدرھا ۔(الاشباہ والنظائر، ص ۴۳)

جو چیز ضرورت کے تحت مباح ہوتی ہے وہ بقدر ضرورت ہی مباح ہوتی ہے۔

اس قاعدہ کا ثبوت سابقہ قاعدہ میں غیر باغ ولا عاد کہ ضرورت مند سرکشی کرنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر حالت مجبوری میں جان بچانا فرض تھا اور مردار کھانا جائز ہوا تو ایسی صورت میں اس پر لازم ہے کہ وہ صرف اس قدر مردار کھائے جس سے اس کی جان بچ جائے۔ اس سے زیادہ کھانا اس کے لئے ہرگز جائز نہیں۔

اسی طرح یہ آیت مقدسہ بھی ہے۔

من کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر ۔(البقرہ

www.waseemziyai.com

تم میں سے جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ (روزوں کی تعداد) دوسرے دنوں میں پوری کرے۔

اس آیت میں مریض یا مسافر کو جو رخصت ملی ہے کہ وہ شرعی رخصت ہے لہٰذا مریض یا مسافر حالت مرض یا سفر میں افطار کرسکتا ہے جیسے ہی وہ مرض یا سفر سے خلاصی پائے گا فوراً اس پر روزہ کی فرضیت والا حکم لوٹ آئے گا۔ کیونکہ ضروریات اتنی ہی مقدار مباح ہوتی ہیں جس قدر ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ مریض کے تندرست ہونے کے بعد اس کے لئے بالکل جائز نہیں کہ وہ روزہ نہ رکھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے جب بارش ہونے لگی تو آپ نے فرمایا: تم میں سے جس کا دل چاہے وہ اپنی قیام گاہ میں نماز پڑھ لے۔ (صحیح مسلم، ج۱، ص۲۳۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

جماعت کے بارے میں اصل یہ ہے کہ اس کو ترک کرنا منع ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کے تحت اس کا ترک مباح قرار دیا لہٰذا ترک جماعت عذر شرعی کے وقت بقدر ضرورت مباح ہوگی۔

۱- دارالحرب کی اشیائے ضروریہ کا استعمال:

اگر کوئی شخص دارالحرب کی گھاس، لکڑی، اسلحہ، تیل وغیرہ جیسی اشیاء بغیر تقسیم کے لیتا ہے تو اس کے لئے جائز ہے لیکن ان اشیاء کا استعمال بقدر ضرورت جائز ہے اور جب دارالحرب سے نکل آئے تو پھر ان اشیاء کو استعمال نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اباحت بقدر ضرورت تھی اور ان اشیاء کو مال غنیمت میں شامل کردیا جائے گا۔

۲- ماء مستعمل کا معاف ہونا:

اگر وضو کرنے والے پر ماء مستعمل کے چھینٹے پڑ جائیں تو احناف کے نزدیک چونکہ نجس ہے مگر ضرورت کے تحت اس کے چھینٹے معاف ہیں اگر چہ اس پر دوسرا قاعدہ "الحرج مرفوع" بھی صادق آرہا ہے۔

www.waseemziyai.com

۳-شہید کا خون:

شہید کا خون اس کی اپنی ذات کے لئے مباح ہے جبکہ دوسرے کے لئے مباح نہیں۔ کیونکہ دوسرے کے لئے ضرورت نہیں اور اپنے لئے بھی تحت الضرورۃ مباح ہوا ہے اور وہ بھی بقدر ضرورت مباح ہوا ہے۔

۴-طبیب کا دیکھنا:

اگر بیماری پردہ کے مقام پر ہو اور ماہر طبیب کے دیکھے بغیر اس کا علاج ممکن نہ ہو تو تحت الضرورۃ طبیب کا مقام پردہ کو دیکھنا بقدر ضرورت جائز ہے اگر چہ مرد ہو یا عورت۔

۵-مجنون کی دوسری شادی:

علمائے شوافع کے نزدیک مجنون کی دوسری شادی جائز نہیں کیونکہ اس کی شادی کو مقصد ضرورت کو پورا کرنا تھا جو کہ ایک سے ضرورت پوری ہو رہی ہے اور اس کی شادی ضرورت کے تحت مباح ہوئی تھی اور بقدر ضرورت ہی باقی رہے گی۔ (الاشباہ والنظائر ص ۴۳)

قاعدہ نمبر 15۔

ما یحتمل الانتقال فا مکن نقل الحکم ۔ (اصول شاشی)

جس میں انتقال ممکن ہو اس کے حکم کو منتقل کرنا بھی ممکن ہے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ناسور (بیماری) تھا پس میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: کھڑے ہو کر نماز پڑھو، پس اگر تم میں طاقت نہ ہو، تو بیٹھ کر (نماز پڑھو) اگر اس کی طاقت بھی نہ ہو، تو پہلو پر (نماز پڑھو)۔ (سنن ابن ماجہ، ج ۱، ص ۸۶، قدیمی کتب خانہ کراچی)

جب مریض قیام سے عاجز آجائے تو وہ بیٹھ کر رکوع وسجود سے نماز پڑھے کیونکہ اطاعت طاقت کے مطابق ہے اور اگر رکوع وسجود کرنے کی بھی طاقت نہ ہو، تو اشارہ کے

www.waseemziyai.com

ساتھ نماز پڑھے یعنی رکوع وسجود میں بیٹھ کر اشارہ کے ساتھ کرے البتہ سجود میں رکوع کی نسبت زیادہ جھکے کیونکہ یہ اشارے والا رکوع وسجود اصل رکوع وسجود کے قائم مقام ہے

(ہدایہ اولین، ج۱،ص۱۴۱،المجتبائی دہلی)

اس حدیث اور اس کی وضاحت میں ہدایہ کی عبارت سے معلوم ہوا کہ نمازی کی حالت جب تبدیل ہو جائے تو اس پر حکم بھی تبدیل ہو جائے گا یہ قاعدہ بہت سے شرعی مسائل میں اصل کی حیثیت رکھتا ہے۔اسی طرح اس قاعدہ کی وضاحت یہ بھی ہے۔

اگر تندرست نمازی نے کچھ نماز کھڑے ہو کر پڑھی پھر اسے (حالت نماز میں) مرض لاحق ہوا،تو وہ (بقیہ نماز کا حصہ) بیٹھ کر رکوع وسجود کے ساتھ یا اشارے کے ساتھ نماز کو پورا کرے۔ (ہدایہ اولین، ج۱،ص۱۴۲،مجتبائی دہلی)

اس مسئلہ کی دلیل یہی قاعدہ ہے کہ نمازی کی حالت میں جس طرح انتقال ممکن ہوا ہے اسی طرح شارع علیہ السلام کی طرف سے حکم کا انتقال بھی ممکن ہے۔

۱-مسافر چار رکعتیں ادا کرے:

اگر مسافر نے وقتی نماز میں مقیم کی اقتداء کی۔تو وہ چار رکعت پوری کرے۔کیونکہ وقتی نماز میں مسافر کا اقتداء کرنا ایسے ہے جس طرح حالت سفر میں غلام اور سپاہی اپنے آقا وامیر کی نیتِ اقامت کے تابع ہوتے ہیں۔لہٰذا جب اتباع کی وجہ سے نمازی کی حالت تبدیل ہوئی تو حکم بھی تبدیل ہو گیا۔ (ہدایہ اولین، ج۱،ص۱۴۶،مجتبائی دہلی)

۲-شہید کو غسل نہ دیا جائے:

شریعت اسلامیہ نے ہر مسلمان کے وصال کرنے پر حکم دیا ہے کہ اسے غسل دیا جائے لیکن یہی وصال جب وصف شہادت کے ساتھ موصوف ہو جائے،تو پھر حکم بھی منتقل کر دیا جاتا ہے کہ شہید کو غسل نہ دیا جائے کہ اس کا خون بھی اس کے حق میں پاک ہے۔

www.waseemziyai.com

۳-دس دراہم سے کم قیمت پر چور کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں:

جب بالغ عاقل دس دراہم یا اس کی قیمت کے برابر کوئی چیز چوری کر لے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے۔ (قدوری، ص ۱۹۱، مکتبہ حقانیہ ملتان)

اگر دس دراہم سے کمی کی طرف قیمت منتقل ہو جائے تو حکم بھی عدم حد کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

۴-فسادِ اعتکاف کا حکم:

روزہ دار کے لئے مباح ہے کہ بعد از افطار تا وقت سحری وہ اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے لیکن جیسے ہی کوئی روزہ دار اعتکافِ سنت کی طرف منتقل ہوا تو حکم جماع بھی ممانعت کی طرف منتقل ہو گیا کہ وہ شخص حالت اعتکاف میں رہتے ہوئے اپنی بیوی سے جماع نہیں کر سکتا۔ (الاشباہ)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو کیونکہ تمہارے لئے پہلی نظر معاف ہے دوسری نہیں۔

(سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۷۷۷)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان بھی کسی عورت پر پہلی نظر ڈال کر نیچے کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایسی عبادت پیدا کر دیتا ہے جس میں حلاوت ہوتی ہے۔

(مسند احمد، ج ۵، ص ۲۶۴، مطبوعہ بیروت)

قاعدہ نمبر 16۔

اذا تعارض مفسدتان روعی اعظمهما ضررا با رتكاب اخفهما ۔ (الاشباہ، ص ۴۴)

جب دو خرابیاں اکٹھی ہو جائیں تو ان میں سے زیادہ نقصان دہ خرابی کو چھوڑ دیا جائے گا جبکہ کم تر نقصان والی خرابی کا ارتکاب کر لیا جائے گا۔

www.waseemziyai.com

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ ایک شخص جو زخمی ہے اور وہ نماز پڑھنا چاہتا ہے لیکن اگر وہ سجدہ کرے تو اس کا زخم بہنے لگے اور اگر سجدہ نہ کرے تو زخم نہ بہے تو اس صورت میں علمائے احناف فرماتے ہیں کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع وسجود اشارے سے کرے کیونکہ سجدہ کا ترک کر کے اشارے سے سجدہ کرنا یہ بے وضو نماز پڑھنے سے کم نقصان دہ ہے لہٰذا اس کا ارتکاب کرلیا جائے گا۔ (الاشباہ والنظائر، ص ۴۴)

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حدیث مبارکہ ہے:

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین صورتوں کے سوا جھوٹ بولنا جائز نہیں۔ ۱، ایک شخص اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لئے جھوٹ بولے ۲، جنگ میں جھوٹ بولنا ۳، لوگوں میں صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولنا۔ (جامع ترمذی، ج ۲، ص ۲۸۷، نور محمد اصح المطابع کراچی)

امام حموی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اگر سچ بولنے سے کسی بڑی خرابی اور فساد کا اندیشہ ہو تو علماء نے اس موقع پر جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے لیکن مذکورہ حدیث میں بیان کردہ تین مواقع پر بھی کھلم کھلا جھوٹ نہ بولا جائے بلکہ اشاروں سے اس قسم کا کلام کیا جائے۔

(شرح الاشباہ والنظائر، ج ۱، ص ۱۲۶، مطبوعہ منیریہ مصر)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو مسجد میں پیشاب کرتے ہوئے دیکھا آپ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو حتیٰ کہ جب وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا تو آپ نے پانی منگوا کر اس جگہ پر بہا دیا۔

(صحیح بخاری، ج ۱، ص ۳۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منع کر دیا کہ اس اعرابی کا پیشاب منقطع نہ کرو کیونکہ اگرچہ مسجد میں پیشاب کرنا ایک برا عمل ہے لیکن اگر اس کے پیشاب کو روک دیا جاتا تو اس کی وجہ سے جو مرض پیدا ہوتا وہ پہلے کی برائی سے بھی بڑی

www.waseemziyai.com

برائی ہوتی۔لہٰذا جب دو برائیاں جمع ہو جائیں تو بڑی برائی سے بچنے کے لئے چھوٹی برائی کا ارتکاب کر لینا جائز ہے۔

جھوٹ کی جہات متعددہ:

علامہ سید محمد امین شامی علیہ الرحمہ احیاء العلوم کے حوالے سے جھوٹ کے متعلق مختلف احکام ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

۱-حرام:

ہر وہ نیک مقصد جس کو صدق اور کذب دونوں سے حاصل کیا جا سکتا ہو، تو اس میں جھوٹ بولنا حرام ہے۔

۲-مباح:

اگر کسی نیک مقصد کو صرف جھوٹ بولنے سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہو، اور وہ مقصد مباح ہو، تو اس کے لئے جھوٹ بولنا مباح ہے۔

۳-واجب:

اگر کسی نیک مقصد کو صرف جھوٹ بولنے سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہو اور وہ مقصد واجب ہو تو اس کے لئے جھوٹ بولنا واجب ہے مثلاً کسی شخص نے دیکھا کہ ایک ظالم کسی بے گناہ مسلمان کو قتل کر رہا ہے یا تکلیف پہنچا رہا ہے اور وہ جھوٹ بول کر اس کو بچا سکتا ہے تو اس صورت میں جھوٹ بولنا واجب ہے۔

۲-امانت کی حفاظت:

اسی طرح اگر ظالم اس سے کسی مسلمان کی امانت چھیننا چاہتا ہے تو اس صورت میں اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ کہہ کر انکار کر دے کہ کسی کو معلوم نہیں کہ اس کی امانت کہاں ہے۔

www.waseemziyai.com

۳-دوسروں کے حقوق کا تحفظ:

اگر جھوٹ بولنے سے انسان کا اپنا مال ضائع ہوتا ہو تو عزیمت یہ ہے کہ جھوٹ نہ بولے اور اگر کسی دوسرے مسلمان کا حق ضائع ہوتا ہے تو پھر اس پر واجب ہے کہ جھوٹ بولے اور دوسرے مسلمان کے حق کی حفاظت کرے۔

(ردالمحتار، ج ۵، ص ۳۷۷، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

انتباہ:

جھوٹ میں اصل حرمت ہے جبکہ عارضہ قویہ از سبب اطلاق کذب آجائے تو پھر جھوٹ مباح ہوا ہے۔

۴-توریہ اور تعریض کے واسطہ سے جھوٹ بولنا:

اچھے مقاصد کے لئے توریہ اور تعریض کو استعمال کرنا جائز ہے۔

توریہ کی تعریف:

علامہ سعدالدین تفتازانی لکھتے ہیں۔

توریہ ابہام کو کہتے ہیں اس کی تعریف یہ ہے کہ ایک لفظ کا اطلاق دو معانی پر ہو۔۱، قریبی معنی ۲، بعیدی معنی۔ اگر کلام کرنے والا کسی قرینہ پوشیدہ کی بناء پر بعیدی مراد لے جبکہ سننے والا قریبی معنی سمجھے۔

تعریض کی تعریف:

کلام کو ایک ایسی جانب پھیرنا جو مقصود پر دلالت کرے یعنی جب اشارہ ایک جانب کیا جائے اور مراد دوسری جانب ہو تو یہ تعریض ہے۔

(مختصر المعانی، ص ۱۳۵، مکتبہ اکرمیہ پشاور)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور توریہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام

www.waseemziyai.com

اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ایک ظالم بادشاہ کے ملک میں گئے اس بادشاہ کو بتایا گیا کہ اس ملک میں ایک شخص آیا ہے اس کے ساتھ ایک عورت ہے جو تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت ہے۔ بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلوایا اور پوچھا؟ یہ عورت کون ہے آپ نے فرمایا: یہ میری (اسلامی) بہن ہے۔

(صحیح بخاری، ج ۱، ص ۴۷۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۵-ترک قراءت جائز نہیں:

ایک بوڑھا آدمی بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہتا ہے لیکن کھڑے ہو کر قراءت نہیں کر سکتا تو ایسی صورت میں اس کے لئے جائز ہے کہ وہ بیٹھ کر قراءت کے ساتھ نماز پڑھے کیونکہ بیٹھ کر نماز پڑھنا یہ ترک قراءت سے کم نقصان ہے لہٰذا اس کا ارتکاب کرلیا جائے گا۔ (الاشباہ)

قاعدہ نمبر 17۔

الاجتهاد لا ينقض بالاجتهاد ۔(الاشباہ ص ۵۳)

ایک اجتہاد دوسرے اجتہاد کے ذریعے منسوخ نہیں ہوتا کیونکہ دوسرا اجتہاد پہلے اجتہاد سے قوی نہیں ہوتا۔

اس قاعدہ کا ثبوت اجماع ہے۔ کیونکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سارے ایسے مسائل کا فیصلہ فرمایا ہے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے کئی مسائل میں ان سے اجتہادا اختلاف کیا ہے مگر انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حکم و فیصلہ کو منسوخ نہیں کیا۔ (الاشباہ)

۱-اجتہاد کا شرعی معنی:

علامہ سید شریف لکھتے ہیں کہ اجتہاد کا لغوی معنی ہے کوشش کرنا' جبکہ اصطلاح شرع میں کسی مسئلہ شرعیہ میں کتاب وسنت سے استدلال میں ذہنی وفکری قوت کو تصرف میں لانا اجتہاد کہلاتا ہے۔ (کتاب التعریفات ص ۴، مطبوعہ انتشارات، ایران)

www.waseemziyai.com

۲-اجتہاد کا ثبوت:

قرآن مجید میں آتا ہے:

ترجمہ: اور داؤد اور سلیمان (علیہما السلام) کو یاد کیجئے جب وہ ایک کھیت کا فیصلہ کررہے تھے جب کچھ لوگوں کی بکریوں نے رات میں اس کھیت کو چرلیا تھا اور ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے پس ہم نے اس کا صحیح فیصلہ سلیمان (علیہ السلام) کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو حکومت اور علم عطا فرمایا تھا۔

(الانبیاء ۷۹،۷۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دو آدمی حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے ان میں سے ایک کھیت کا مالک تھا اور دوسرا بکریوں کا مالک تھا کھیت کے مالک نے کہا۔اس آدمی نے اپنی بکریاں میرے کھیت میں ہانک دیں اور میرے کھیت میں سے کوئی چیز باقی نہیں بچی۔حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: جاؤ یہ ساری بکریاں تیری ہیں۔یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ تھا۔پھر بکریوں والا حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گیا اور ان کو حضرت داؤد علیہ السلام کا کیا ہوا فیصلہ بتایا۔تب حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئے اور کہا اے اللہ کے نبی؛ آپ نے جو فیصلہ کیا ہے اس کے سوا ایک اور فیصلہ ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: وہ کیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: کھیت والے کو تو معلوم ہے کہ ہر سال اس کی کتنی فصل ہوتی ہے وہ اس فصل کی قیمت بکریوں والے سے وصول کرے اور بکریوں والا بکریوں کے بال، اون اور ان کے بچوں کو بیچ کر وہ قیمت ادا کرے۔جبکہ بکریوں کی نسل تو ہر سال چلتی رہتی ہے۔حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: تم نے صحیح فیصلہ کیا اور فیصلہ یہی ہے۔(جامع البیان رقم الحدیث ۱۸۶۵۶)

بچے کا فیصلہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو عورتیں تھیں اور ان کے ساتھ دو بچے تھے بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک کے بچے کو

www.waseemziyai.com

کھا گیا۔ایک نے دوسری سے کہا کہ بھیڑیے نے تمہارے بچے کو کھایا اور دوسری نے کہا: بھیڑیے نے تمہارے بچے کو کھایا ہے پھر ان دونوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس مقدمہ پیش کیا تو حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ پھر وہ دونوں عورتیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گئیں اور اپنا مقدمہ پیش کیا۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: مجھے چھری لا کر دو۔ میں اس بچے کو کاٹ کر دو ٹکڑے کر دیتا ہوں پھر اس کو تم دونوں کے درمیان تقسیم کروں گا۔تب چھوٹی عورت نے کہا کہ نہیں؛ اللہ آپ پر رحم کرے یہ اسی کا بچہ ہے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس چھوٹی عورت کے حق میں بچے کا فیصلہ کر دیا۔ (مسلم، ج۲،ص۷۷،قدیمی کتب خانہ کراچی)

قرآن سنت سے مذکورہ دونوں مسائل سابقہ شریعتوں سے ذکر کئے گئے ہین اب ہم اجتھاد کا ثبوت موجودہ شریعت یعنی شریعت مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجتہاد کا ثبوت پیش کررہے ہیں۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا اور پوچھا تم کس طرح فیصلہ کرو گے۔انہوں نے کہا: میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔آپ نے فرمایا: اگر کتاب اللہ میں تصریح نہ ہو؟ انہوں نے کہا: پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے فیصلہ کروں گا۔آپ نے فرمایا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں تصریح نہ ہو؟ انہوں نے کہا: پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندہ کو توفیق دی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حاکم اجتہاد سے کوئی فیصلہ کرے اور وہ صحیح ہو تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور جب وہ فیصلہ کرنے میں خطاء کرے تو اس کو ایک اجر ملتا ہے۔

(جامع ترمذی ج۱ص۵۹،۱۵۸،قدیمی کتب خانہ کراچی)

www.waseemziyai.com

۳-چار رکعات چار سمتوں کی طرف:

اگر نمازی کو قبلہ کی سمت میں اجتہادی رائے سے تبدیلی آجائے تو وہ اپنے دوسرے اجتہاد کے مطابق عمل کرسکتا ہے لیکن اس صورت میں اس کا پہلا اجتہاد بھی درست رہے گا حتیٰ کہ اگر اس نے اپنی رائے اور اجتہاد کے مطابق چاروں رکعات مختلف چار سمتوں کی طرف رخ کر کے ادا کرلیں تو اس کی نماز ہو جائے گی اور اس پر ان کی قضاء نہیں ہے۔

(الاشباہ ص ۵۱)

انتباہ:

اگر حاکم نے کوئی حکم دیا اور اس کے بعد اس کی اجتہادی رائے تبدیل ہوگئی ہو تو اسکا پہلا حکم برقرار رہے گا مگر آئندہ وہ اپنے دوسرے اجتہاد کے مطابق حکم دیا کرے گا۔

۴-حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہنے پہلے اجتہاد کو منسوخ نہیں کیا:

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس سلطنت کا کام بہت ہوگیا تو انہوں نے عدالت کا کام، حضرت ابوالارداء رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ اسی دوران ایک مرتبہ دو آدمیوں کا مقدمہ ان کے سامنے پیش کیا گیا تو حضرت ابوالارداء نے ایک کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ تو وہ شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کے دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ فیصلہ تو میرے خلاف ہوا ہے۔ تو اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں ان کی جگہ پر ہوتا تو میں تمہارے حق میں فیصلہ کرتا۔ تو اس شخص نے کہا کہ اب آپ کو فیصلہ کرنے میں کون سی چیز مانع ہے آپ نے فرمایا: کیونکہ اس معاملہ میں کوئی نص شرعی وارد نہیں۔ اس لئے اجتہاد اور رائے دونوں برابر ہیں۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے پہلے سال میراث کے ایک مسئلہ میں جو حجریہ یا مشترکہ کے نام سے مشہور ہے کہ سگے بھائی کو کچھ نہ دیا جائے۔ جب دوسرا سال آیا تو انہوں نے پھر ایسا فیصلہ کرنا چاہا تو سگے بھائی نے احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ اخیافی بھائی اپنی والدہ کی طرف سے جو کہ میری بھی ماں ہے وارث بنے ہیں، فرض کریں

www.waseemziyai.com

کہ ہمارا باپ گدھا تھا یا ایک پتھر تھا جسے سمندر میں پھینک دیا گیا تو کیا ہم سب کی ماں ایک نہیں؟ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو بھی بھائیوں کے ساتھ شریک کر دیا لوگوں نے کہا۔ آپ نے گذشتہ سال اس کے خلاف فیصلہ کیا تھا آپ نے فرمایا: وہ مسئلہ اس فیصلہ کے مطابق تھا جو ہم کر چکے ہیں اور یہ مسئلہ اس فیصلہ کے مطابق ہے جو ہم اب کر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک اجتہاد دوسرے اجتہاد سے باطل یا منسوخ نہیں ہوتا۔ (الطرق الحکمیہ ص ۷۳، دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور)

انتباہ:

ہر مجتہد مصیب ہوتا ہے لیکن اللہ کی طرف سے حق ایک ہی ہے جس کو مجتہد کبھی پہنچتا ہے اور کبھی نہیں پہنچتا۔ (فتوح الرحموت، کتاب آداب المناظرہ، مطبوعہ تونس مصر)

اس قاعدہ کے ثبوت کی ایک دلیل اجماع سے ہے اس لئے ہم انتہائی اختصار کے ساتھ اجماع کا تعارف صفحہ قرطاس پر لا رہے ہیں۔

اجماع:

دلائل شرعیہ کا تیسرا ماخذ اجماع ہے۔

اجماع کی تعریف:

کسی زمانے کے تمام مجتہدین اور صالحین امت کا کسی مسئلہ پر اتفاق کرنا اجماع کہلاتا ہے

انتباہ:

والمحدث الذی لا بصیرۃ فی اصول الفقہ فلا یعتبر بقول العوام ۔(اصول شاشی)

اور وہ محدث جو اصول فقہ میں بصیرت نہ رکھتا ہو اور عوام کے اجماع کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

www.waseemziyai.com

قرآن وسنت کی روشنی میں اجماع:

ترجمہ: جو شخص ہدایت کے ظاہر ہونے کے بعد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرے اور تمام مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرا اور اسکو جہنم میں داخل کر دیں گے اور وہ کیسا برا ٹھکانہ ہے۔ (النساء ۱۱۵)

یہ آیت اجماع کی دلیل کے لئے حجت ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ پس اگر تم اختلاف دیکھو تو سواد اعظم کو لازم پکڑو۔ (سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۸۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اہل سنت و جماعت کی اتباع کرو:

اس حدیث میں سواد اعظم سے مراد اہل سنت و جماعت ہے اور یہ حدیث اہل سنت و جماعت والوں کے لئے معیار عظمت ہے نیز اس حدیث سے اہل سنت و جماعت مراد لینا کسی دلیل کا محتاج نہیں کیونکہ اہل سنت و جماعت کے سوا باقی بہتر فرقے اکٹھے کر لئے جائیں تو وہ اس کا دسواں حصہ بھی نہیں بنتے۔ امام المحدثین امام جلال الدین علیہ الرحمہ ''اتمام الدرایہ'' میں فرماتے ہیں کہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ امام شافعی، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام احمد رضی اللہ عنہم اور تمام ائمہ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔ عقائد اور دوسرے مسائل میں بھی ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ عنہ اہل سنت کے امام ہیں اور طریقت میں سید الطائفہ حضرت جنید علیہ الرحمہ امام ہیں۔

(انجاح الحاجہ، ج ۲، ص ۲۸۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

معلوم ہوا کہ اہل سنت و جماعت جس کا تشخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر ابھی تک کثرت کے ساتھ ہے یہی جماعت اہل حق و جنتیوں کی جماعت ہے باقی سب دوزخی ہیں یاد رہے امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کا پوری امت

www.waseemziyai.com

مسلمہ پر احسان ہے کہ انہوں نے اہل سنت و جماعت کے اندر کے گستاخانہ اور کفریہ عقائد داخل کرنے والے لوگوں کا رد کیا ہے اور امت پر وہ عقائد ونظریات واضح کیے ہیں جن قرآن وسنت کی صحیح ترجمانی کرتے ہیں۔

اچھے اور غلط عقیدے میں سے اچھا عقیدہ ہی اختیار کرنا چاہئے۔۔۔۔۔۔لیکن غلط عقیدہ رکھنے والے سے بھی خبردار رہنا چاہئے۔۔۔۔۔ کیونکہ کئی مرتبہ اس غلط عقیدے کے حامل شخص کی ظاہری خوبصورت عادات، اخلاق، کردار، رہن سہن، حسن معاشرت، ظاہری اعمال صالحہ آپ کے درست اور اچھے عقیدے کی سلامتی کے لئے بھی خطرہ بن سکتے ہیں۔

لہٰذا عقیدہ :اس اعتقاد کو کہا جاتا ہے جو انسان اپنے دل میں کسی چیز کے بارے میں رکھتا ہے، کہا جاتا ہے" :عقیدۃ حسنۃ "(اچھا عقیدہ) ،یعنی" :سالمۃ من الشک " (شک سے پاک عقیدہ) ،عقیدہ درحقیقت دل کے یقین کرنے کے عمل کا نام ہے، اور وہ ہے دل کا کسی بات پر ایمان رکھنا اور اس کی تصدیق کرنا۔

گمراہ فرقے دوزخی جبکہ جماعت (اہل سنت و جماعت) جنتی ہیں:

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود اکہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے پس ایک فرقہ جنتی ہے باقی ستر دوزخی ہیں اور نصرانی بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے پس ایک فرقہ جنتی ہے اور اکہتر دوزخ میں ہوں گے۔اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی پس ایک فرقہ جنتی ہے جبکہ ۷۲ فرقے دوزخ میں ہوں گے۔عرض کیا گیا یارسول اللہ! وہ ایک فرقہ کون سا ہوگا؟ فرمایا: وہ جماعت ہے۔

(سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۸۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

مذکورہ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ موجودہ دور کے مجتہدین سے مراد اہل سنت و جماعت کے علمائے کرام ہیں کیونکہ گمراہ فرقوں سے تعلق رکھنے والے علمائے سو سے

www.waseemziyai.com

بھلائی کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بے شک میری امت یا فرمایا: امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سواد اعظم کی اتباع کرو جو اس سے الگ ہوا وہ دوزخ میں گیا۔

(مشکوۃ المصابیح، ج۱، ص۳۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

انتباہ:

آج کئی لوگوں نے قرآن وسنت سے جماعت اور اسلام جیسے مقدس الفاظ کو تلاش کر کے اسی نام سے منسوب جماعت بنالی اور برے نظریات پھیلاتے ہیں جبکہ قرآنی آیات واحادیث پڑھ کر لوگوں کو کہتے ہیں کہ دیکھو قرآن کا حکم ہے کہ تم اس جماعت میں داخل ہو جاؤ، ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ لیکن ایسے لوگوں کے فکر پر صد افسوس؛ کہ چودھویں صدی میں ایک فتنہ بھی کھڑا کیا اور وہ بھی قرآن وسنت کے نام سے دھوکا دیا جاتا ہے۔

اجماع اور صحابہ کرام علیہم الرضوان:

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع ہے اسی طرح کئی مسائل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اجماع کیا ہے۔ اور لوگوں نے اسے صرف تسلیم ہی نہیں بلکہ اس کی مشروعیت کو بھی باقی رکھا ہے۔

امام بغوی نے میمون بن مہران علیہ الرحمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے جب مقدمات پیش ہوتے تھے تو ان کے فیصلے کے لئے وہ کتاب اللہ کا مطالعہ کرتے تھے اگر کوئی حکم مل جاتا تو وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتے تھے اور اگر کتاب اللہ میں وہ حکم نہ ملتا تھا تو اس کے متعلق اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث مل جاتی تو اس کے مطابق فیصلہ فرما دیتے تھے۔ لیکن اگر وہاں بھی کوئی مسئلہ نہ ملتا تو

www.waseemziyai.com

آپ مسلمانوں سے پوچھتے کہ میرے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا گیا ہے کیا تمہیں اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث معلوم ہے۔تو اس سوال کے جواب میں بعض اوقات سب مل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کرتے تھے مگر بعض دفعہ کوئی حدیث نہ ملتی تھی تو آپ بہترین اہل علم اور اہل رائے کو جمع کر کے ان سے مشورہ کرتے تھے جب وہ کسی بات پر اتفاق کر لیتے تھے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کے مطابق فیصلہ کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بھی یہی طریقہ تھا اور ان کے بعد خلفائے راشدین اور متاخرین خلفاء کا بھی یہی طریقہ تھا۔

(تاریخ التشریح الاسلامی، باب الاجماع، مطبوعہ منیریہ، مصر)

اجماع کے مراتب:

علم اصول فقہ کے امام صدر الشریعہ عبداللہ بن مسعود البخاری الحنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کی اجماع کے چند مراتب ہیں۔

۱-اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم:

۲-صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد لوگوں کا ان مسائل پر اجماع جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف منقول نہ ہو۔

۳-ان مسائل میں اجماع جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع منقول ہو۔

(التوضیح باب الاجماع)

علامہ سعد الدین تفتازانی لکھتے ہیں؛

جمہور علماء کے نزدیک یہ معاملہ تفصیل طلب ہے کہ اگر اجماع قطعی ہو اور متفقہ ہو تو وہ تبدیل نہیں ہوسکتا۔اسی لئے علمائے اصول نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اجماع نہ تو منسوخ ہوتا ہے اور نہ اس کے ذریعے کسی اور کو منسوخ کرایا جاسکتا ہے مگر وہ اجماع جس میں اختلاف ہو تبدیل ہوسکتا ہے۔جیسے دوسری صدی ہجری کے علماء کسی مسئلہ پر

www.waseemziyai.com

اجماع کریں جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف منقول ہو۔اس کے بعد وہی لوگ یا ان کے زمانے کے بعد کے علماء پہلے اجماع کے برخلاف کسی بات پر متفق ہو جائیں تو یہ جائز ہے۔کیونکہ یہ ممکن ہے کہ اس مسئلہ کی مدت جو اجماع سے ثابت ہوئی تھی ختم ہوچکی ہو۔اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ اجماع کی دوسری مجلس کو توفیق دے اور وہ پہلے اجماع کے خلاف دوسرا اجماع منعقد کریں۔

۴-اجماع علی الاجماع:

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ وحی کا سلسلہ منقطع ہونے کے بعد کسی حکم کو منسوخ کرنا منع ہے لیکن یہ اصول صرف انہی مسائل میں جاری ہوتا ہے جو وحی کے ذریعے ثابت ہوتے ہیں جبکہ وہ مسائل جو اجماع کے ذریعے ثابت ہوتے ہیں ان پر یہ اصول جاری نہیں ہوتا

(التلویح، باب الاجماع)

۵-بدعقیدہ لوگوں کی کفریہ عبارات کے خلاف اجماع:

۱۳۲۵ ہجری میں جب بدعقیدہ علماء اور ان کے معتقدین کے کفریہ عقائد و گستاخانہ عبارات پر بالخصوص برصغیر اور پوری دنیا کے علماء سے جب فتاویٰ حاصل کئے گئے تو اس پر مکۃ المکرّمہ اور مدینۃ المنورہ کے ۳۷ علمائے کرام اور برصغیر کے جمہور علمائے اہل سنت و جماعت نے اس پر اجماع کیا کہ بدعقیدہ لوگوں کی گستاخانہ عبارات پر اطلاق کفر درست اور ایسی عبارات کو حق ماننے والا کافر، بے دین دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کا نکاح ٹوٹ چکا اس کی نماز جنازہ پڑھنا یا پڑھانا حرام ہے۔

انتباہ:

مذکورہ فرقوں کی تردید قرآن وسنت، اجماع امت سے ہوچکی۔اب ہم دلائل شرعیہ کے چوتھے مآخذ سے ایک دلیل پیش کررہے ہیں تاکہ یہ بات تمام لوگوں پر واضح ہو جائے کہ بدعقیدہ لوگ قرآن، سنت، اجماع امت اور قیاس وعقل سلیم کے مطابق گمراہ فرقے ہیں۔

www.waseemziyai.com

صحیح بخاری شریف میں ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں بدترین وہ لوگ ہیں جو کافروں (کی مذمت میں) نازل ہونے والی آیات کو مومنوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ (بخاری ج۲ص۱۰۲۴، وزارت تعلیم اسلام آباد)

آج گمراہ فرقے بتوں کی مذمت کرنے والی آیات اور مشرکین کی مذمت کرنے والی آیات کو انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام پر چسپاں کرتے ہیں اور ہزاروں کتابوں کے الفاظ بدعت کے الفاظوں سے بھر دیتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں جو عقائد خارجیوں کے تھے وہی عقائد آج ان گمراہ فرقوں کے ہیں جس طرح خارجی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمن تھے آج یہ لوگ بھی اہل سنت و جماعت کے اسی طرح دشمن ہیں۔ اسی علت مشترکہ کی وجہ سے یہ لوگ اسلام سے خارج ہیں۔

قاعدہ نمبر 18۔

لا اجتهاد عند ظهور النص ۔(الاصول۔واشباہ)

نص شرعی کے ہوتے ہوئے اجتہاد نہیں کیا جائے گا۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ ہے۔

ایک یہودی اور ایک منافق کا جھگڑا ہو گیا۔ یہودی نے کہا کہ میرے اور تمہارے درمیان ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کریں گے اور منافق نے کہا کہ میرے اور تمہارے درمیان کعب بن اشرف فیصلہ کرے گا کیونکہ کعب اشرف بہت رشوت خور تھا۔ جبکہ اس مقدمہ میں یہودی سچا تھا اور منافق جھوٹا تھا اس وجہ سے یہودی یہ فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جانا چاہتا تھا جبکہ منافق کعب بن اشرف کے پاس لے جانا چاہتا تھا۔

جب یہودی نے اپنی بات پر اصرار کیا تو وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

www.waseemziyai.com

پاس گئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں اور منافق کے خلاف فیصلہ کردیا۔ منافق اس فیصلہ سے راضی نہیں ہوا اور کہنے لگا کہ تمہارے اور میرے درمیان فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کریں گے۔ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو یہودی نے بتادیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حق میں اور منافق کے خلاف فیصلہ کر چکے ہیں لیکن یہ منافق مانتا نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا ایسا ہی ہے تو اس نے کہا: ہاں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھہرو؛ انتظار کرو میں ابھی آتا ہوں گھر گئے تلوار لے کر آئے اور اس منافق کا سر قلم کردیا۔ پھر اس منافق کے گھر والوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوری تفصیل معلوم کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے آپ کا فیصلہ رد کردیا تھا۔ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا ''عمر'' فاروق'' ہیں انہوں نے حق اور باطل کے درمیان فرق کردیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم فاروق ہو۔ (درمنثور، ج ۲، ص ۱۷۹، مکتبہ آیۃ اللہ، ایران)

اتباع تو نص کی ہی کی جائے گی اس کے ہوتے ہوئے بحث پر اعتماد نہیں کیا جائیگا۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطلاق فصل فی ثبوت النسب دار المعرفۃ بیروت)

قاعدہ نمبر 19۔

العادة محكمة ۔(الاشباہ والنظائر ص ۴۶)

عادت اور عام دستور کے مطابق حکم دیا جائے گا۔

یعنی وہ اعمال جو عرف میں دستور کے مطابق ہوں وہ شریعت کے مطابق بھی درست ہوتے ہیں۔ اس قاعدہ کا ثبوت یہ اثر ہے۔

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا أبو بكر ثنا عاصم عن

www.waseemziyai.com

زر بن حبیش عن عبد الله بن مسعود قال :إن الله نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد صلی الله علیه وسلم خیر قلوب العباد فاصطفاه لنفسه برسالته، ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد فوجد قلوب أصحابه خیر قلوب العباد فجعلهم وزراء نبیه یقاتلون علی دینه فما رأی المسلمون حسناً فهو عند الله حسن وما رأوا سیئاً فهو عند الله سیء (مسند امام احمد، مسند عبد الله بن مسعود رضی الله عنه) .

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے قلوب پر نگاہ ڈالی تو اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو بہترین پایا لہٰذا اسے اپنی نبوت (ومحبوبیت) کے لئے منتخب فرمایا۔ اس کے بعد پھر اس نے اپنے بندوں کے قلوب پر نگاہ ڈالی تو آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے قلوب کو آپ کے بعد بہتر پایا تو انہیں آپ کی صحبت کے لئے منتخب فرمادیا۔ لہٰذا جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھتے ہوں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جس چیز کو وہ برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بری ہے۔

(ردالمحتار ج ۱ ص ۱۳۲، مطبوعہ منیریہ مصر) (الطرق الحکمیہ ص ۹۱، دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، سنن ابن ماجہ، مسند احمد)

عرف وعادت کی تعریف:

وہ عمل جو بار بار کرنے کی وجہ سے لوگوں میں پختہ ہو جائے اور وہ کام سلیم الفطرت یعنی اچھے لوگوں کے ہاں مقبول وپسندیدہ ہو۔ (الاشباہ ص ۴۶)

عرف کی اقسام:

عرف کی تین اقسام ہیں۔ ۱-عرف عام ۲-عرف خاص ۳-عرف شرعی

www.waseemziyai.com

۱-عرف عام:

وہ الفاظ جن کے معانی عرف (عام معاشرے) میں متعارف ہوں اگرچہ ان الفاظ کے وہ لغوی معانی کے مطابق ہوں یا نہ ہوں ایسے الفاظ کے وہ معانی مراد ہوتے ہیں جو عام لوگوں میں پہنچانے جاتے ہیں۔

اس کی مثال یہ ہے کہ کسی شخص نے کہا کہ وہ سری نہیں کھائے گا تو عرف عام میں اس سری سے مراد بکری یا گائے کی سری ہوگی یا وہ سری جو اس معاشرے میں رائج ہو اور جس کی بازاروں میں خرید وفروخت کی جاتی ہے اگر اس نے کبوتر یا چڑیا کی سری کھالی تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ عام معاشرے میں کبوتر یا چڑیا کی سری کی خرید وفروخت یا اس کا کھانا بالکل رائج ہی نہیں۔ (اصول شاشی)

۲-عرف خاص:

وہ الفاظ جو کسی خاص شعبہ یا فن، طبقہ یا گروہ کی اصطلاح ہوں وہ الفاظ عرف خاص کے طور پر استعمال ہوتے ہیں جیسے رفع، نصب اور جر'' یہ علمائے نحات کی اصطلاح میں اعراب کے طور پر استعمال ہوتے ہیں جبکہ ان کے لغوی معنی کو چھوڑ کر نحویوں کی خاص اصطلاح بن چکی ہے اور اس اصطلاح سے طلباء نحات فورا استاذ کے کلام کا منشاء ومقصد سمجھ جاتے ہیں۔

۳-عرف شرعی:

وہ اصطلاحات جو شرعی احکام کے ساتھ خاص ہوں اس وجہ سے ان کے لغوی معانی کو ترک کر دیا گیا ہو اور انہیں شرعی اصطلاحات کے طور پر استعمال کیا جاتا ہو۔ اس کی مثال جیسے صلوٰۃ وصوم، زکوۃ وحج وغیرہ کے لغوی معانی کو چھوڑ کر ان کا استعمال شرعی اصطلاحات میں عبادات کے ساتھ خاص ہو چکا ہے اب جب بھی ان الفاظ کو بولا جاتا ہے تو اس سے مراد وہ خاص عبادات ہی ہوتی ہیں نہ کہ ان کے لغوی معانی کی طرف توجہ

www.waseemziyai.com

کی جاتی ہے۔(الاشباہ)

۱-جاری پانی کی تعریف:

جاری پانی کی صحیح تعریف یہ ہوگی کہ وہ پانی جس کو دیکھ کر لوگ یہ سمجھیں کہ یہ جاری ہے تو اسے جاری پانی کہا جائے گا۔

۲-حیض ونفاس کا حکم:

اگر کسی عورت کو حیض ونفاس عادت سے زائد دنوں تک آئے تو حیض ونفاس کو ایام عادت کی طرف لوٹایا جائے گا جبکہ زائد دنوں میں آنے والا خون استحاضہ کا خون کہلائے گا کہ اس میں نماز روزہ کی ادائیگی ضروری ہے۔

۳-عمل کثیر کا اعتبار:

عمل کثیر جو کہ مفسد صلوٰۃ ہوتا ہے اس کی تعریف میں فقہاء فرماتے ہیں کہ اسے عرف پر محمول کیا جائے گا یعنی جس عمل کو دیکھنے والے یہ گمان کریں کہ یہ شخص نماز سے خارج ہے تو اس کو عمل کثیر کہیں گے اور اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

۴-خرید وفروخت کی اشیاء میں عرف کی اہمیت:

خرید وفروخت کی تمام اشیاء کو معاشرے میں رائج پیمانوں پر محمول کیا جائے گا یعنی اگر کسی شخص نے کپڑا خریدنا ہے تو ایسا نہیں ہوگا کہ دوکاندار اسے کپڑے کا وزن کر کے دے بلکہ اسے میٹر یا گز سے ماپ کر دینا ہوگا کہ عرف میں یہی رائج ہے اسی طرح باقی تمام اشیاء کو ان کے مطابق پیمانوں کے ساتھ ہی ماپ، تول، گنتی وغیرہ کے ساتھ دیا جائے گا۔

۵-قاضی کے تحائف:

وہ قاضی جسے عہدہ قضاء سے پہلے اس کے دوست واحباب تحائف دیا کرتے تھے تو عہدہ قضاء پر فائز ہونے کے بعد بھی وہی دوست اتنی مقدار میں تحائف پیش کر سکتے ہیں

www.waseemziyai.com

اور قاضی انہیں قبول کرسکتا ہے کیونکہ یہ عرف سے ثابت ہیں البتہ زائد تحائف کا قبول کرنا قاضی کے لئے منع ہے۔ کیونکہ یہ اس کے پہلے سے جاری کردہ عرف کے خلاف ہیں۔

۶-سکھائے ہوئے شکاری کتے کا اعتبار:

عرف میں وہ کتا جو تین مرتبہ سے زائد شکار کرے اور اسے نہ کھائے تو وہ شکاری کتا کہلاتا ہے لہٰذا عرف کا اعتبار کرتے ہوئے جو بھی کتا تین مرتبہ شکار کو مار لینے کے بعد بھی اسے نہ کھائے وہ کتا شکاری کتوں کے احکام میں داخل ہو جائے گا۔ (الاشباہ)

قاعدہ:

عرف ومعاشرہ میں جب کئی امور جمع ہو جائیں تو حکم کو غالب واکثر کی طرف پھیرا جائے گا۔

اسکی وضاحت یہ ہے اگر کسی شہر میں دراہم، دنانیر اور دوسرے کئی سکے رائج ہوں اور مشتری مطلقاً کہے کہ وہ بائع کو اس چیز کے بدلے میں ایک ہزار دے گا تو اس صورت میں اس شہر میں جو غالب سکہ رائج ہوگا اس کا اعتبار کیا جائے گا کہ دلیل عرف کا مقتضی یہی ہے۔

۷-دینی مدارس اور تعطیلات کا اعتبار:

دینی مدارس عرف کے مطابق عیدین، یوم عاشورہ، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کئی دوسرے دنوں میں تعطیلات ہوتی ہیں یہ ایام استراحت ہوتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ایام بلند ہمت والے لوگوں کے لئے مطالعہ وتحریر کے ایام ہوتے ہیں علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں ہمارے زمانے میں تو ایام تدریس تھوڑے ہوتے ہیں جبکہ تعطیلات غالب رہتی ہیں اور کئی مدرسین احتجاجاً رخصت لے کر چلے جاتے ہیں کہ گھر والوں کی زیارت باعث ثواب ہے حالانکہ ایک مدرس کے جانے سے مدرسہ میں طلباء کو اس سبق سے چھٹی کرنے کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

www.waseemziyai.com

اسی طرح ائمہ مساجد بھی عرف کو دلیل بناتے ہوئے ہر ماہ میں ایک ہفتہ برائے استراحت گھر چلے جاتے ہیں تو یہ بھی دلیل عرف سے ثابت ہے۔

مدرس اور امام کی چھٹی میں فرق یہ ہے کہ مدرس کے جانے سے مدرسہ میں چھٹی ہوجاتی ہے جبکہ مسجد کا نظام تو چلتا ہی رہتا ہے۔ بہر حال دلیل عرف کا اعتبار کرتے ہوئے ائمہ مساجد اور مدرسین کے لئے اگر چہ درست ہے تاہم تعطیلات کی وجہ سے ہونے والے نقصان سے زیادہ سے زیادہ بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

۸- دروس حدیث کے لئے وقف مدارس:

کئی لوگ مدارس وقف کرتے ہیں کہ وہاں پر دروس حدیث ہوں اور ان پرا خراجات کا معنی و مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ درس حدیث ہوں۔ حالانکہ مدارس میں قرآن وسنت کے علاوہ کئی دوسرے علوم جیسے صرف، نحو، فقہ، معانی، بیان وغیرہ پڑھائے جاتے ہیں حتیٰ کہ بعض اوقات مدرسین شہریوں کے خلاف بھی لیکچر دیتے ہیں تو یہاں بھی عرف کا اعتبار کیا جائے گا کہ تمام ذیلی علوم اصلی علوم کے تابع ہوئے اور یہ بھی واضح رہے کہ غالب تدریس حدیث ہی کی ہوتی ہے۔ (ماخوذ من الاشباہ)

فائدہ: یہ دونوں مسائل فقہ شافعیہ کے مطابق ہیں۔ (حاشیہ الاشباہ)

انتباہ:

عرف و عادت شرعی احکام کی بنیاد بن سکتے ہیں لیکن درج ذیل شرائط کے ساتھ مقید کیا گیا ہے۔

۱- وہ عرف کسی نص صریح کے خلاف نہ ہو۔

۲- رسم ورواج کا وہ طریقہ عام ہو۔ لہٰذا خاص قسم کے دستور اور رواج کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ جس طرح کوئی رسم یا رواج کسی شہر یا قوم یا علاقے تک محدود ہو، اور مخصوص لوگ اس کے پابند ہوں اور عام لوگ اس کے پابند نہ ہوں اس قدر تنگ دائرہ

www.waseemziyai.com

میں کسی عرف ورواج کا حکم کے لئے ثابت نہیں کیا جا سکتا اور اگر ثابت کر دیا جائے تو عرف خاص معتبر ہو جائے گا حالانکہ عرف خاص معتبر نہیں ہوتا۔ اگر چہ بعض علماء کے نزدیک عرف خاص معتبر ہے۔ (اصول قرافی، بحث، باب العرف، مطبوعہ تونس، مصر)

۹- بچے کو دودھ پلانے کے لئے ملازمہ:

اگر کوئی شخص بچے کو دودھ پلانے کے لئے ملازمہ رکھتا ہے تو عرف ورواج کے مطابق اسی ملازمہ کا کھانا، لباس بھی ملازمہ رکھنے والے کے ذمہ ہوگا۔

۱۰- عاریت کے جہیز کا فیصلہ:

اگر باپ نے جہیز تیار کر کے اپنی بیٹی کو دے دیا اور پھر یہ دعویٰ کیا کہ یہ جہیز کا سامان عاریتاً تھا مگر اس دعوے کے ثبوت میں کوئی گواہ نہ ہو تو اس مسئلہ میں کے بارے میں فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اگر اس کا باپ امیر اور اشراف طبقے سے تعلق رکھتا ہے تو پھر اس کا قول تسلیم نہیں کیا جائے گا اور اس کا تعلق درمیانی طبقہ سے ہے تو پھر اس کا قول مانا جائے گا لیکن فتوی اس پر ہے کہا گر اس زمانے کے رسم ورواج میں یہ ہو کہ بیٹی کا جہیز عاریت کے طور پر نہیں ہوتا بلکہ خود باپ کی ملکیت سے دیا جاتا ہے تو باپ کا قول تسلیم نہیں کیا جائے گا اور اگر رسم ورواج دونوں طریقوں سے ہوں تو پھر باپ کا قول تسلیم کیا جائے گا۔

۱۱- صنعتی اشیاء کی تیاری اور عرف:

اگر کوئی شخص صنعتی چیز بنوانا چاہتا ہے اور وہ کسی صناع کاری گر سے کہے کہ فلاں چیز میرے لئے تیار کر دو تو اس کی قیمت یہ ہوگی اور اس کے بعد وہ مصنوعہ چیز کا پورا حال بتائے تو عرف کے مطابق اسی طرح کی چیز بنانا اس کے لئے ضروری ہوگا۔

۱۲- بیوی کا دعویٰ:

ابن قیم نے دعوے کا تیسرا درجہ یہ لکھا ہے کہ جس کے بارے میں عرف اور عام حالات یہ فیصلہ کر دیں کہ وہ جھوٹا ہے تو وہ قابل سماعت نہ ہوگا اس کی مثال یہ ہے کہ

www.waseemziyai.com

ایک عورت بہت عرصے کے بعد اپنے شوہر کے خلاف یہ دعویٰ کرے کہ اس کے شوہر نے کبھی موسم گرما یا سرما میں کوئی کپڑا اسے نہیں دیا تھا تو ایسا دعویٰ قابل سماعت نہ ہو گا۔ کیونکہ عرف و دستور کے مطابق یہ جھوٹا ہے خاص طور پر جبکہ عورت غریب ہو اور شوہر امیر ہو۔

۱۳-فاسق آدمی کا دعویٰ:

اگر ایک مشہور و معروف فاسق و فاجر آدمی جو لوگوں کو تکلیف پہنچا کر رسوائے زمانہ ہو چکا ہو۔ وہ اگر کسی نیک سیرت و پرہیز گار کے خلاف یہ دعویٰ کرے کہ اس نے اس کے گھر میں نقب لگائی اور اس کا سامان چرا لیا یا وہ کسی دیندار بزرگ ہستی کے خلاف یہ دعویٰ کرے کہ اس نے اس کی بیوی سے بدکلامی کی ہے یا اس کے لڑکے کے ساتھ بدکلامی کی ہے تو ایسے دعوے نا قابل سماعت ہوں گے بلکہ مدعی کو سزا دی جائے گی کیونکہ اس نے ایک نیک شخص کی عزت کو خراب کرنے کی کوشش کی ہے اور شرعی تقاضہ بھی یہی ہے۔

۱۴-یتیم پر مال خرچ کرنے کا دعویٰ:

اگر یتیم کا کوئی سرپرست یہ کہے کہ اس نے یتیم پر اتنا مال خرچ کیا ہے تو اس صورت میں عرف اور عام حالات کا اعتبار کیا جائے گا کہ اگر عرف و عام حالات کے مطابق اس کا دعویٰ درست ہے تو اس کے قول کو تسلیم کر لیا جائے گا اور اگر عام دستور کے مطابق وہ رقم کا زیادہ مطالبہ کر رہا ہے تو اس کا قول نہیں مانا جائے گا۔

قاعدہ:

تعظیم و توہین کا مدار عرف پر ہے۔

عرب میں باپ کو ''کاف'' اور انت سے خطاب کرتے ہیں جس کا ترجمہ ''تو'' ہے اور یہاں جو باپ کو تو کہے بے ادب گستاخ ہے۔

(فتاوٰی رضویہ، ج ۶، ص ۶۳۴، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

www.waseemziyai.com

قاعدہ نمبر 20۔

اذا تعارضا قدم عرف الاستعمال خصوصا فی الایمان ۔

(الاشباہ ص ۴۸)

جب عرف اور شرع میں تعارض آجائے تو استعمال ہونے والے عرف کو تقدم حاصل ہوگا خاص طور پر ایمان میں۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ ہے۔

اے ایمان والو: (اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے) راعنا نہ کہو۔ (البقرہ ۱۰۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راعنا کہتے تھے یعنی ہماری رعایت فرمایئے اور ہماری طرف توجہ اور التفات فرمایئے جب کوئی بات سمجھ نہ آتی تو وہ اس موقع پر راعنا کہتے تھے۔ جبکہ یہود کی لغت میں یہ لفظ بددعا کے لئے تھا اور اس کا معنی تھا سنو: تمہاری بات نہ سنی جائے۔ انہوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا کہ پہلے تو ہم صرف ان کو تنہائی میں بددعا دیتے تھے اب ہم سرعام ان کو بددعا دیں گے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے راعنا کہتے تھے اور آپس میں ہنستے تھے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ان کی لغت کا علم تھا انہوں نے جب ان سے یہ لفظ سنا تو کہا کہ تم پر اللہ کی لعنت ہو، اور اگر آئندہ میں نے تم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسا لفظ سنا تو تمہاری گردن اڑادوں گا تو یہود نے کہا: کیا تم یہ لفظ نہیں کہتے ہو تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اے ایمان والو: تم بھی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لفظ راعنا نہ کہو۔ (الجامع لاحکام القرآن ج ۲ ص ۵۷، مکتبہ انتشارات ایران)

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ حلف اٹھائے کہ وہ فرش پر نہ بیٹھے گا یا وہ سراج سے روشنی حاصل نہ کرے گا اور وہ زمین پر بیٹھ گیا یا اس نے سورج سے روشنی حاصل کی تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی حالانکہ قرآن نے زمین کو فرش اور سورج کو سراج کہا ہے لیکن عرف میں زمین کا استعمال فرش کے لئے نہیں اور سراج کا استعمال سورج کے

www.waseemziyai.com

لئے نہیں۔لہٰذا عرف استعمال کو تقدم حاصل ہوا اور عرف کا اعتبار کرتے ہوئے یہ کہا جائے گا کہ یہ شخص حانث نہ ہوگا۔(الاشباہ والنظائر)

۱-وہ گوشت نہیں کھائے گا:

اگر کسی شخص نے یہ حلف اٹھایا کہ وہ گوشت نہیں کھائے گا تو اگر وہ مچھلی کھالیتا ہے تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی کیونکہ عرف میں مچھلی کے گوشت کو گوشت نہیں کہا جاتا۔اگر چہ شریعت نے مچھلی کے گوشت کو گوشت کہا ہے لہٰذا تقدم عرف استعمال کو ہوگا۔

۲-وہ چھت کے نیچے نہیں بیٹھے گا:

اگر کسی آدمی نے یہ حلف اٹھایا کہ وہ چھت کے نیچے نہیں بیٹھے گا اور اگر وہ آسمان کے نیچے بیٹھتا ہے تو وہ قسم توڑنے والا نہ ہوگا کیونکہ عرف میں آسمان چھت کے لئے استعمال نہیں ہوتا اگر چہ قرآن میں آسمان کو چھت کہا گیا ہے۔

قاعدے کا دوسرا پہلو:

وہ مسائل جہاں عرف پر شریعت کو تقدم حاصل ہے۔

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ بہت سے ایسے مسائل ہیں جہاں عرف اور شرع میں تعارض آجائے تو شریعت کو عرف پر تقدم حاصل ہوتا ہے۔

۱-اگر وہ نماز جنازہ پڑھے:

اگر کسی نے یہ حلف اٹھایا کہ وہ نماز نہ پڑھے گا اور اگر وہ نماز جنازہ پڑھ لیتا ہے تو اس کا حلف نہ ٹوٹے گا کیونکہ اصطلاح شرع میں نماز سے مراد پنج وقتی نماز ہے نہ کہ نماز جنازہ یہ مسئلہ عامہ کتب شافعیہ سے ہے۔

۲-وہ نکاح نہ کرے گا:

اگر کسی نے کہا کہ وہ فلاں عورت سے نکاح نہ کرے گا تو اگر اس نے اس سے عقد کرلیا تو وہ حانث ہو جائے گا کیونکہ یہاں نکاح سے شرعی اصطلاح عقد مراد ہے نہ کہ

www.waseemziyai.com

وطی۔اور اگر اس نے کہا کہ وہ اپنی بیوی سے نکاح نہ کرے گا تو یہاں عرف کا استعمال نہ ہوگا بلکہ شرعی معنی کا اعتبار کرتے ہوئے وطی مراد ہوگی۔

قاعدہ:

اگر شریعت کسی مسئلہ کی تخصیص کا تقاضہ کرے اور لفظ عموم کا تقاضہ کرے تو اصطلاح شرعیہ کا اعتبار کرتے ہوئے تخصیص کو ثابت کیا جائے گا۔

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو نے چاند کو دیکھا تو تجھے طلاق ہے اور جب اسے چاند دیکھے بغیر اس کی رویئت کا علم ہو گیا تو مناسب یہی ہوگا کہ اسے طلاق ہو جائے کیونکہ اصطلاح شرعی میں رویئت بمعنی علم ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ (چاند) دیکھ کر روزہ رکھو اور دیکھ کر ہی افطار کرو۔(حالانکہ ہر شخص تو نہیں دیکھتا لہٰذا رویئت بمعنی علم بھی ہے) اس حدیث میں شریعت اختصاص کا تقاضہ کر رہی ہے جبکہ لفظ رویئت عموم کا تقاضہ کر رہا ہے کہ دیکھنے سے مراد عام دیکھنا ہے۔

فائدہ؛ یہ مسئلہ فقہاء شوافع کی فقہ کے مطابق ہے جبکہ احناف نے اس کی مخالفت کی ہے۔(حاشیہ الاشباہ)

کیونکہ ہمارے نزدیک یہاں رویئت سے مراد عرفی رویئت ہے جس کا معنی ہے کہ اگر اس کی بیوی خود اپنی نگاہوں سے چاند کو دیکھے گی تو طلاق ہوگی ورنہ رویئت بمعنی علمی سے طلاق نہ ہوگی۔(رضوی عفی عنہ)

۱-وصیت میں غیر وارثین کا شمول:

اگر کسی فوت ہونے والے شخص نے اپنے قریبی رشتہ داروں کے لئے اپنے ترکہ سے وصیت کی۔تو اس میں وارث شریک نہ ہوں گے کیونکہ میت کے ترکہ سے ان کی تخصیص شریعت نے کر دی ہے اور حدیث بھی یہی ہے کہ" لا وصیۃ لوارث "وارث

www.waseemziyai.com

کے لئے وصیت نہیں ہے۔اگر چہ عرف میں سب زیادہ میت کے قریبی اس کے بیٹے اور بیٹیاں ہوتے ہیں لیکن یہاں پر تخصیص شرعی کو ثابت رکھتے ہوئے یہ حکم دیا جائے گا کہ وہ وارث جن کے حصے شریعت نے مقرر کر دیئے ہیں وہ وصیت میں شریک نہ ہوں گے۔

۲-وہ گوشت نہ کھائے گا:

اگر کسی نے یہ حلف اٹھایا کہ وہ گوشت نہیں کھائے گا تو وہ مردار کھانے سے حانث نہ ہوگا۔کیونکہ اگر چہ عرف میں مردار کا گوشت بھی گوشت ہوتا ہے تاہم شریعت نے گوشت کی تخصیص کر دی ہے۔

اگر کسی نے کہا کہ وہ پانی نہ پیئے گا اور اگر اس نے ایسا پانی پیا جس میں کوئی دوسری چیز ملی ہوئی ہے تو غالب چیز کا اعتبار کیا جائے گا جس طرح رضاعت میں غلبے کا اعتبار ہوتا ہے(الاشباہ والنظائر ص ۴۸)

قاعدہ نمبر 21۔

ما جاز بعذر بطل بزواله ۔ (الاشباہ ص ۴۳)

جو چیز کسی عذر کی وجہ سے جائز ہوئی تھی اس کا جواز عذر کے زائل ہوتے ہی ختم ہو جائے گا۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے۔

جس طرح قرآن میں نماز خوف کا طریقہ بیان ہوا ہے۔

ترجمہ:اور (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ ان (مسلمانوں) کے درمیان ہوں اور آپ (حالت جنگ میں) نماز کے لئے کھڑے ہوں تو مسلمانوں کی ایک جماعت نماز پڑھے اور یہ لوگ اپنے ہتھیاروں کے ساتھ مسلح رہیں اور جب وہ سجدہ کرلیں تو پیچھے چلے جائیں اور مسلمانوں کی دوسری جماعت جس نماز نہیں پڑھی تھی وہ آکر آپ کے ساتھ (دوسری

www.waseemziyai.com

رکعت) نماز پڑھے اور وہ (بھی) اپنے اسلحہ کے ساتھ مسلح رہیں۔ کافر یہ چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے اسلحہ اور ساز وسامان سے غافل ہو جاؤ تو وہ یک بارگی ٹوٹ کر تم پر حملہ کر دیں۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (النساء،۱۰۲)

اس آیت مبارکہ میں نماز خوف کا طریقہ قرآن نے بیان کیا ہے اور یہ اس وقت ہے جب حالت جنگ میں دشمن کا خوف ہو تو تب امام مسلمانوں کے دو گروہ بنائے گا اور مذکورہ طریقے کے مطابق نماز پڑھائے گا لیکن جب دشمن کا خوف ختم ہو جائے تو یہ حکم بھی ختم ہو جائے گا کیونکہ یہ حکم صرف عذر کی وجہ سے مباح ہوا تھا اور عذر کے اٹھتے ہی حکم بھی زائل ہو جائے گا۔

۱-ابطال تیمّم:

جب کوئی شخص وضو کرنے پر قادر نہ ہو اور تیمّم کی شرائط کے پائے جانے پر وہ تیمّم کرتا ہے تو جیسے ہی وہ پانی دیکھ لیتا ہے اور اس کے استعمال پر قادر ہوا تو اس کا تیمّم ٹوٹ جائے گا کیونکہ وہ عذر کی وجہ سے مباح ہوا تھا اور عذر کے ختم ہوتے ہی حکم بھی ختم ہو جائے گا۔

۲-اصلی کی شہادت:

اگر ایک شخص بیمار ہوا اور شہادت دینے کے قابل نہ رہا اور اس نے شہادت کے لئے کسی شخص کو وکیل بنا لیا تو وکیل کی شہادت درست ہوگی لیکن جب اصل شخص تندرست ہو گیا اور شہادت پر قادر ہوا تو وکیل کی شہادت باطل ہو جائے گی۔ (الاشباہ)

۳-کھجوروں کی بیع منع وجائز:

ابو البختری کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کھجوروں کی بیع کے بارے میں سوال کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک کھجوروں کی بیع سے منع فرمایا کہ جب تک وہ کھائی جانے یا کھلائی

www.waseemziyai.com

جانے کے قابل یا وزن کے قابل ہو جائیں۔ میں نے پوچھا؟ وزن کے لائق ہونے کا کیا مطلب ہے تو ان کے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص بولا۔ حتیٰ کہ وہ کاٹ کر محفوظ رکھنے کے قابل ہو جائیں۔ (مسلم ج ۲ ص ۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس سے معلوم ہوا کہ کھجوریں درختوں پر ہوں تو ان کی بیع منع ہے کیونکہ مقدار و وصف صحیح معنوں میں مجہول ہے اور اگر کھجوریں پکی ہو جائیں تو پھر بیع جائز ہے۔ اور اسی طرح وہ بیع جو درختوں پر پھلوں کے لگنے سے پہلے کی جائے باطل ہے کیونکہ یہ بات مجہول ہے کہ پھل لگیں یا نہ لگیں اور اگر لگیں تو کتنی مقدار یا کس قدر لگیں۔ لہٰذا بیع منع ہے اور اگر پھل لگا اور پھر پک گیا تو یہ پھل کی سلامتی ہی اس کا ظہور ہے پھر اس کی بیع درست ہوگی کیونکہ اب عذر مجہولیت جاتا رہا۔

فقہائے احناف فرماتے ہیں کہ ظہور صلاحیت سے پہلے بھی پھلوں کی بیع جائز ہے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔ (فتح القدیر ج ۵ ص ۴۸۸، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے پیوند لگے ہوئے درخت کو بیچا اس کے پھل بائع کے ہیں مگر یہ خریداران کی شرط لگائے۔ (بخاری، ج ۱، ص ۲۹۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

قاعدہ نمبر 22:

الضرر لا یز ال بالضرر ۔(الاشباہ ص ۴۳)

کسی نقصان کا ازالہ دوسرے کے نقصان سے نہیں کیا جائے گا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کا نقصان ہو جائے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی اور کے نقصانات کر کے اپنے نقصان کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ ہے:

ولا یضار کاتب ولا شھید ۔(البقرہ ۲۸۲)

اور کسی لکھنے والے اور گواہ کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔

www.waseemziyai.com

اسی طرح مسلمانوں کے مال کی حرمت اور حقوق کی حرمت عام ہے کہ کسی طرح بھی اسلام اور اس کی تعلیمات یہ اجازت نہیں دیتیں کہ کسی کے حقوق غصب کر کے کسی کو نقصان پہنچایا جائے۔

اسی طرح حدیث مبارکہ ہے:

لا ضرر ولا اضرار ۔(سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۶۹، قدیمی کتب خانہ کراچی)

نہ نقصان اٹھایا جائے اور نہ نقصان پہنچایا جائے۔اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی شریعت کے پیش نظر اجتماعی فوائد ہمیشہ رہے ہیں۔

۱-تکلیف کا ازالہ تکلیف سے نہ کیا جائے:

اگر ایک شخص شدت بھوک سے نڈھال ہے اور بڑی محنت کے بعد اسے کہیں سے کھانا مل گیا اور اتنے میں اسی طرح کا ایک اور بھوکا شخص بھی آ گیا تو کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ پہلے شخص سے کھانا چھین کر دوسرے کو دے۔ کیونکہ تکلیف کا ازالہ تکلیف سے نہ کیا جائے۔

۲-کارخانہ کو چھینا نہ جائے:

اگر کسی کارخانہ کا مالک مزدوروں پر زیادتی کرتے ہوئے ان سے زیادہ کام لیتا ہے تو اس مسئلہ کے حل کے لئے یہ جائز نہیں کہ مزدور حملہ کر کے مالک سے کارخانہ چھین لیں۔ کیونکہ ظلم کا ازالہ ظلم سے جائز نہیں۔

۳-قتل کے لئے ناحق قتل:

اگر کسی شخص نے دوسرے کو ناحق قتل کر دیا تو مقتول کے ورثاء کے لئے جائز نہیں کہ وہ قتل کے انتقام میں کسی عام آدمی کو قتل کر دیں اور کہیں کہ ہم نے تو اپنے قتل کا بدلہ لینا ہے چاہے کسی کو بھی قتل کریں۔تو ان کے لئے ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں۔حتیٰ کہ قصاص کا فیصلہ بھی قاضی یا دوسرے اسباب سے کوئی سزا دی جائے۔(الاشباہ)

www.waseemziyai.com

قاعدہ نمبر 23۔

یدار الحکم علی تلك العلة ۔(اصول شاشی)

حکم کا دارومدار اس کی علت کے مطابق ہوتا ہے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ ہے۔

ترجمہ: تو انہیں اف تک نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے ادب سے بات کرنا۔
(بنی اسرائیل ۲۳)

اس آیت میں والدین کو اف تک کہنے سے منع کر دیا کیونکہ اف اور جھڑکنا یہ دونوں عمل والدین کے لئے باعث تکلیف ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ اس حکم کی علت تکلیف ہے پس جہاں پر بھی علت پائی جائے گی یعنی ہر وہ عمل جس کی وجہ سے والدین کو تکلیف پہنچے اس عمل کے ساتھ والدین کے ساتھ رویہ اختیار کرنا حرام ہے۔

قاضی امام ابوزید لکھتے ہیں:

اگر کوئی قوم ایسی ہو جن کے نزدیک لفظ اف کہنا احترام کے معنی میں معروف ہو اور والدین کو اس سے تکلیف نہ پہنچتی ہو بلکہ وہ عرف کی وجہ سے لفظ سے خوش ہوتے ہوں تو اس قوم یا معاشرے کے لئے اف کہنا جائز ہے کیونکہ علت کے معدوم ہونے کی وجہ سے حکم بھی معدوم ہوگا لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ حکم کا دارومدار اس کی علت کے مطابق ہوتا ہے۔

اسی طرح یہ آیت مبارکہ ہے:

یا ایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ و ذروا البیع ۔ (الجمعہ۹)

اے ایمان والو؛ جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔

اذان جمعہ کے ہوتے ہی خرید و فروخت کو ترک کرنا ضروری ہے اور سعی الی ذکر اللہ

www.waseemziyai.com

واجب ہے یعنی کاروبار ترک کر کے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ضروری ہے لیکن اگر کچھ لوگ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے کشتی پر سوار ہو کر آرہے ہوں اور کشتی ہی کے اندر اذان جمعہ کے بعد بائع اور مشتری خرید وفروخت کرتے ہیں تو ایسی خرید وفروخت جائز ہے کیونکہ خرید وفروخت کو منع کرنے والی علت تو سعی الی ذکر اللہ تھی جو کہ کشتی میں خرید وفروخت کرنے کی وجہ سے معدوم نہ ہوئی۔ لہٰذا کشتی یا کسی ایسی سواری جہاں خرید و فروخت کرنے کی وجہ سے سعی الی ذکر اللہ منتفی نہ ہو تو وہ خرید وفروخت جائز ہے ورنہ خرید وفروخت اذان جمعہ کے بعد حرام ہو جاتی ہے۔ (اصول شاشی)

حرمت سود کا حکم:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سونے کی بیع سونے کے عوض اور چاندی کی بیع چاندی کے عوض اور گندم کی بیع گندم کے عوض اور جو کی بیع جو کے عوض اور کھجور کی بیع کھجور کے عوض اور نمک کی بیع نمک کے عوض برابر برابر ہو اور نقد بہ نقد ہو اور جب یہ اقسام مختلف ہو جائیں تو پھر جس طرح چاہو بیع کرو، بشرطیکہ نقد بہ نقد ہو۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۷۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

فقہاء احناف کے نزدیک سود کی حرمت کی علت قدر مع الجنس ہے۔

(ہدایہ اخیرین ص ۷۷، مطبوعہ دہلی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جس میں علت سود پائی جائے تو اس کی خرید وفروخت پر سود کا حکم لگایا جائے گا کہ سود حرام ہے۔

معدوم علت کے باوجود حکم شرعی کا اعتبار:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بلند آواز سے قرآن پڑھتے تھے تو مشرکین قرآن کو اللہ تعالیٰ کو اور آپ کو برا کہتے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پست آواز سے قرآن پڑھنا شروع کر دیا حتیٰ کہ آپ کے اصحاب کو سنائی نہیں دیتا تھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری رقم الحدیث ۴۷۲۲)

www.waseemziyai.com

آپ نماز میں نہ بہت بلند آواز سے پڑھیں اور نہ بہت آہستہ آواز سے اور ان دونوں کے درمیان کا طریقہ اختیار کریں۔ (بنی اسرائیل ۱۱۰)

ابتدائے اسلام میں چونکہ مشرکین مسلمانوں کو تکالیف پہنچاتے تھے حتیٰ کہ نماز میں بھی برا سلوک کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر اور عصر میں قراءت آہستہ کی تا کہ مشرکین کی سختیوں سے محفوظ رہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو فتح دی اور آج تک مسلمانوں کو یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ جہاں چاہیں نماز پڑھ سکتے ہیں اور نماز ظہر اور عصر میں بھی بلند آواز سے قراءت کریں تو انہیں کسی تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا تو اس قاعدہ کے مطابق تو ان نمازوں میں بلند آواز قراءت کرنی چاہیئے کیونکہ معدوم علت کی وجہ سے وہ حکم معدوم ہو جاتا لیکن ایسا اس لئے نہیں۔ کیونکہ یہ سہولت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس میں بھی حاصل ہو چکی تھی لیکن چونکہ آپ شارع ہیں اس لئے آپ کے حکم یا عمل کے سامنے علت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

انتباہ:

شریعت اسلامیہ کی طرف سے بیان کردہ نص صریح کے خلاف اگر علت ہو تو وہ علت معتبر نہ ہوگی۔

قاعدہ نمبر 24:

الاصل فی الطلاق هو الحظر والاباحة .

طلاق میں اصل ممانعت اور اباحت ہے۔ (ہدایہ اولین ج ۲ ص ۳۳۴ مطبوعہ المجتبائی دہلی)

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ شریعت میں طلاق دینے کا حکم یہ ہے کہ وہ کبھی تو منع ہے اور کبھی مباح ہے کیونکہ حکم کا دارومدار اس کی علت کے مطابق ہوتا ہے۔

۱- طلاق میں ممانعت کا ثبوت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.waseemziyai.com

نے فرمایا: حلال چیزوں میں سے اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ طلاق ہے۔

(سنن ابوداؤد ج ا ص ۲۹۶ مطبوعہ دارالحدیث ملتان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طلاق دینا ناپسندیدہ عمل ہے اور اگر عورت شوہر کے حقوق پورے کرتی ہو اور ہر طرح کے حقوق جو بیوی پر ہوتے ہیں وہ مکمل طور پر پورے ہوتے ہوں تو ایسی صورت میں بلاوجہ عورت کو تکلیف پہنچاتے ہوئے اگر کوئی شخص اسے طلاق دے تو یہ انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے لہٰذا شریعت نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے۔

۲-طلاق کی اباحت کا ثبوت:

فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت به ۔ (البقرہ ۲۲۹)

اگر تم کو خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدوں پر قائم نہ رہ سکیں گے تو دونوں پر کوئی حرج نہیں کہ عورت بدلہ دے کر علیحدگی اختیار کرے۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب شوہر اور بیوی اللہ تعالیٰ کے احکام و حدود کو قائم نہ رکھ سکیں اور نکاح کے مقاصد فوت ہونے کا پختہ قرینہ موجود ہو تو پھر ایسی صورت میں شوہر کے لئے مباح ہے کہ وہ اسلام کے بیان کردہ طریقے کے مطابق طلاق دے اور اسی طرح عورت کے لئے بھی مباح ہے کہ اپنے شوہر سے خلع کر سکتی ہے تاکہ حدود اللہ جیسے بڑے احکام کے تحفظ کے لئے کمتر نقصان کا ارتکاب کر لیا جائے۔ کیونکہ وہ دونوں کسی دوسری جگہ اپنے اپنے نکاح بعد میں کر سکتے ہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی حدوں کو توڑ دیا تو دنیا میں اس کا کوئی قائم مقام نہیں ہے کہ جس سے اس قانون کے ٹوٹنے کا ازالہ کیا جائے۔ کیونکہ وحی منقطع ہو چکی اور قوانین اسلام کو ابدی حیثیت حاصل ہے۔

۳-طلاق کی تعریف:

فقہاء فرماتے ہیں طلاق وہ حکم شرعی ہے جس میں مخصوص الفاظ کے ساتھ قید نکاح کو اٹھا دیا جاتا ہے۔ (العنایہ شرح الھدایہ، ج ۲، ص ۳۳۴ مطبوعہ دہلی)

www.waseemziyai.com

طلاق کی اقسام:

طلاق کی تین اقسام ہیں۔۱-طلاق حسن ۲-طلاق احسن ۳-طلاق بدعت

۱-طلاق حسن:

اس طلاق کو طلاق سنہ بھی کہتے ہیں یہ وہ طلاق ہے کہ مدخول بھا کو تین اطہار میں تین طلاقیں دی جائیں۔

۲-طلاق احسن:

شوہر اپنی بیوی کو ایک طہر میں ایک طلاق دے اور اس طہر میں اس سے جماع نہ کیا ہو اور چھوڑ دے حتیٰ کہ عدت پوری ہو جائے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک یہی طریقہ پسندیدہ تھا اور عدت پوری ہونے تک ایک طلاق سے زائد طلاق نہ دیتے تھے اور ان کے نزدیک یہی طریقہ افضل ہے۔

۳-طلاق بدعہ:

شوہر کا اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک ہی کلمہ میں ایک ہی طہر میں دے دینا طلاق بدعہ کہلاتا ہے۔اگر شوہر ایسا کرے تو (تینوں) طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور طلاق دینے والا گناہگار ہوگا۔(ہدایہ اولین ج ۲ص ۳۳۵ مطبوعہ المجتبائی دہلی)

۴-حالت مجبوری اور غصہ میں طلاق:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے طلاق اور عتاق میں غلاق نہیں۔امام ابوداؤد علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں غلاق سے مراد غصہ ہے۔

(سنن ابوداؤد ج ۱ص ۲۹۷ مطبوعہ دارالحدیث ملتان)

بعض علماء نے غلاق کا معنی اکراہ یعنی مجبوری لکھا ہے بہر حال غصہ اور مجبوری کی حالت میں اگر کوئی شخص طلاق دے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

www.waseemziyai.com

۵-طلاق ثلاثہ:

اگر کسی شخص نے ایک ہی مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو تینوں واقع ہو جائیں گی اسے طلاق مغلظہ بھی کہتے ہیں اور اب عورت شوہر اوّل کے لئے بعد از عدت بھی حلالہ کے بغیر حلال نہ ہوگی اور اگر اس نے عدت میں جماع کیا تو زنا ہوگا۔

علامہ سید محمد امین شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اگر تین طلاق کے بعد بیوی سے عدت میں جماع کیا تو زنا ہوگا اور اس پر حد لگائی جائے گی۔ بشرطیکہ خاوند کو اس کی حرمت کا علم ہو۔

(ردالمحتار ج ۳ ص ۶۱۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۶-طلاق اور احتیاط:

شریعت اسلامیہ نے امور خانہ داری حتیٰ کہ حقوق زوجین کے لئے بھی اصول فراہم کیے ہیں ہمارے معاشرے میں کئی ایسے افراد مذہبی مسائل نہ جاننے کی وجہ سے جلد بازی کر بیٹھتے ہیں اور تین طلاقیں اکٹھی دے بیٹھتے ہیں پھر من گھڑت سہولتیں اور آسانیاں تلاش کر کے اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کو حلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اگر خاوند اور بیوی کا نبھا نہ ہو سکے تو پہلے خاوند بیوی کو ایک طلاق رجعی دے تاکہ طلاق رجعی کی عدت میں اگر شوہر سے غلطی ہوئی ہے تو وہ رجوع کرے اور اگر بیوی کا قصور ہے تو وہ اپنے شوہر سے معذرت کرے۔

اگر عدت کے اندر ہی شوہر رجوع کرے تو اسے بغیر کسی روک ٹوک کے اپنی بیوی سے رجوع کرنا یا جماع کرنا جائز ہے۔ یہ کتنا مستحسن طریقہ ہے لہٰذا لوگوں کو بیک وقت تین طلاقوں سے احتراز کرنا چاہیے۔

انتباہ:

خط کے ذریعے، عام کاغذ پر لکھنے سے، بغیر گواہوں کے زبانی طلاق دینے، موبائل پر میسج کرنے سے، موبائل وفون سے کال کر کے شوہر کے طلاق دینے سے طلاق واقع ہو

www.waseemziyai.com

جاتی ہے۔

قاعدہ:

الحدود تدرء بالشبہات .(الاشباہ ص ۶۴)

حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ شک وشبہ سے شرعی حدود اٹھالی جاتی ہیں۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حدود کو ساقط کرو جب تم ان میں ساقط کرنے کی گنجائش پاؤ۔(سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۸۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

انتباہ:

حدود کے معاف کرنے میں اگر امام سے غلطی ہوئی ہے تو یہ اس غلطی سے بہتر ہے جس کی وجہ سے کسی پر حد جاری ہوتی۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حدود سے مسلمانوں کو دور کرو۔جس قدر تم میں استطاعت ہو اور اگر نکلنے کی گنجائش نہ ہو۔تم راستہ نکالو۔پس بے شک اگر امام معافی (یعنی معافی حد) میں غلطی کرے تو یہ غلطی اس غلطی سے بہتر ہے جو حد جاری کرنے میں کرتا۔

(سنن ترمذی ج ۱ ص ۲۷۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حد کی تعریف:

حدوہ مقررہ سزا ہے جو اللہ تعالیٰ کا حق ہونے کی وجہ سے لازم ہوتی ہے۔

(شرح وقایہ ج ۲ ص ۲۷۶ مطبوعہ المجتبائی دہلی)

حدود کے قیام کے لئے گواہ:

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

www.waseemziyai.com

والتی یاتین الفاحشة من نسائکم فاستشهدوا علیهن اربعة منکم ۔ (النساء۱۵)

تمہاری عورتوں میں جو بے حیائی کا کام کریں ان کے خلاف تم اپنوں میں سے چار گواہ طلب کرو۔

حدود میں عورتوں کی گواہی قابل قبول نہیں:

۱-امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں کہ امام زہری علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی یہ سنت جاریہ رہی کہ حدود میں عورتوں کی شہادت جائز نہیں تھی۔

۲-امام حسن بصری علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ حدود میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں۔

۳-حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نکاح، طلاق، حدود اور قصاص میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۵۹، ۶۰، ۵۸، ادارۃ القرآن کراچی)

۱-حد زنا:

جب چار مرد شرعی گواہوں کے مطابق زنا کا جرم ثابت ہو جائے تو زانی مرد اور زانیہ عورت پر حد جاری کی جائے گی۔

غیر شادی شدہ زانی مرد و عورت کی حد۔

زانیہ عورت اور زانی مرد ان میں سے ہر ایک کو تم سو کوڑے مارو۔ (النور۲)

شادی شدہ زانی مرد و عورت کی حد۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے پس اس نے پکارا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے زنا کیا آپ نے اس سے اعراض کیا حتیٰ کہ اس نے چار مرتبہ یہی دہرایا۔ پس جب وہ چار مرتبہ اپنی جان پر گواہی لایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

www.waseemziyai.com

فرمایا: کیا تو پاگل ہے؟ کہا نہیں آپ نے فرمایا: کیا تو شادی شدہ ہے؟ کہا ہاں تو اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے تم لے جاؤ اور اس کو سنگسار کر دو۔ (یعنی پتھر مار مار کر مار دو)۔

(بخاری ۲، ۱۰۰۶ مطبوعہ اسلام آباد)

۲- حد سرقہ:

چوری اگر دس دراہم یا اس کی قیمت کے برابر ہو تو چوری کرنے والے مرد و عورت کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

حضرت عطاء اور مجاہد حضرت ایمن سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ڈھال کی قیمت پر چور کا ہاتھ کاٹا جاتا تھا اور ڈھال کی قیمت ایک دینار یا دس دراہم تھی۔ (سنن نسائی ج ۲ ص ۲۲۸ مطبوعہ فاروقیہ ملتان)

۳- شراب پینے پر حد:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے شراب پی۔ اس کو ۸۰ کوڑے مارو۔

(شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۸۸ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

۴- حد قذف:

اگر کوئی شخص کسی پاک دامن عورت پر تہمت لگائے تو اس پر حد قذف لگائی جاتی ہے۔ اس کا حکم قرآن میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اور جو لوگ مسلمان پاک دامن عورتوں کو (زنا) کی تہمت لگائیں پھر چار مرد گواہ نہ لائیں تو ان کو ۸۰ کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کو کبھی قبول نہ کرو، اور یہی لوگ فاسق ہیں۔

(النور، ۴)

انتباہ:

حدود میں سفارش کرنا یا اسے قبول کرنا منع ہے۔

www.waseemziyai.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ قریش اس بات پر پریشان تھے کہ ایک مخزومی عورت نے چوری کی تھی انہوں نے کہا: اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سفارش کرے گا؟ لوگوں نے کہا کہ اس کی جرات سوائے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے اور کون کرسکتا ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لاڈلے ہیں حتیٰ کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ سے اس کی سفارش کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود میں سفارش کررہے ہو؟ پھر آپ نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو: تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہوگئے۔ کہ ان میں سے جب کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور جب ان میں سے کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو وہ اس پر حد قائم کرتے اور بخدا اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کرے گی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دوں گا۔ (مسلم، ۲، ۶۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اشتباہ کی وجہ سے حد ساقط ہوجاتی ہے:

اگر کسی نے طلاق ثلاثہ کے بعد یا طلاق کے بائنہ ہونے کے بعد یہ گمان کرتے ہوئے کہ وہ اس کی بیوی اس کے لئے حلال ہے وطی کرلی تو اس پر حد نہ ہوگی۔ مگر جبکہ وہ یہ کہے کہ مجھے علم تھا کہ مجھ پر حرام تھی تو حد واجب ہوگی۔ (الاشباہ)

قاعدہ:

حدود ابدال سے ثابت نہیں ہوتیں۔

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کوئی شہادت پر شہادت دے تو اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی اور اس طرح حد ثابت نہ ہوگی۔

اسی طرح ایک قاضی کا دوسرے قاضی کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ دینے سے بھی حد ثابت نہ ہوگی۔ کیونکہ حدود ابدال یعنی قائم مقام یعنی اصلی گواہی کے قائم مقام گواہی سے ثابت نہ ہوں گی۔ (الاشباہ)

www.waseemziyai.com

حدود اور قصاص میں فرق:

اگر چہ حدود اور قصاص ایک ہی طرح کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن سات مسائل سے ان کا فرق واضح ہوتا ہے۔

۱- حدود میں معاف نہیں کیا جائے گا اگر چہ حد قذف ہو۔ جبکہ قصاص معاف کرنے سے معاف ہو جاتا ہے۔

۲- حدود میں سفارش جائز نہیں جبکہ قصاص میں سفارش جائز ہے۔

۳- قصاص گونگے کے اشاروں اور کنایات سے ثابت ہو جاتا ہے جبکہ حدود ثابت نہیں ہوتیں۔

۴- حد قذف کے سوا حدود دعویٰ پر موقوف نہیں ہوتیں جبکہ قصاص میں دعویٰ ضروری ہوتا ہے۔

۵- حدود ورثاء سے دور ہوتی ہیں جبکہ قصاص (دیت) کا تعلق ورثاء سے ہوتا ہے۔

۶- قصاص کا فیصلہ اپنے علم سے بھی جائز ہوتا ہے جبکہ حدود میں ایسا نہیں کیا جائے گا۔

۷- قتل کی گواہی قتل سے پہلے (اطلاع کے طور پر) دینا منع نہیں۔ جبکہ حدود میں سوائے حد قذف کے ایسی شہادت جائز نہیں۔ (الاشباہ ص ۶۶)

حدود گناہوں کا کفارہ ہیں:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں تھے آپ نے فرمایا: تم مجھ سے اس پر بیعت کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے اور چوری نہیں کرو گے اور زنا نہیں کرو گے اور جس کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو بے گناہ قتل نہیں کرو گے۔ تم میں سے جس نے

www.waseemziyai.com

اس عہد کو پورا کیا اس کا اجر اللہ پر ہے اور جس نے ان محرمات میں سے کسی کا ارتکاب کیا اور اس کو سزا دی گئی تو وہ اس کا کفارہ ہے اور جس نے ان میں سے کسی حرام کام کو کیا اور اللہ نے اس پر پردہ رکھا تو اس کا معاملہ اللہ کی طرف سپرد ہے اگر وہ چاہے تو اس کو معاف کردے اور اگر وہ چاہے تو اس کو عذاب دے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۷ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

کبیرہ گناہوں کی تفصیل:

کبیرہ گناہوں پر وجوب حد اور سخت وعیدیں اس لئے ہیں کیونکہ یہ اللہ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ ہیں۔

اور ان گناہوں سے بچنا عذاب الٰہی سے بچنا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کہتے ہوئے سنا کہ کبیرہ گناہ سات ہیں تو آپ نے فرمایا: سات نہیں بلکہ ستر کے قریب ہیں۔ چار کبیرہ گناہ جن کا تعلق دل سے ہے۔

۱- کفر

۲- معصیت پر اصرار کا ارادہ کرنا اگرچہ وہ صغیرہ ہوں مثلاً اگر کوئی شخص ایک برا کام کرے اور اس کے دل میں توبہ کا خیال ہرگز نہ آئے۔

۳- خدا کی رحمت سے ناامید ہونا۔

۴- خداوند تعالیٰ کے غضب سے بے فکر ہونا۔

وہ چار کبیرہ گناہ جن کا تعلق زبان سے ہے۔

۱- جھوٹی گواہی جس سے کسی کو نقصان پہنچے۔

۲- کسی پر زنا کی تہمت لگانا جس سے حد واجب ہو۔

۳- ایسی جھوٹی قسم جس سے کسی کے مال کا نقصان ہو یا کسی کا حق مارا جائے۔

۴- کسی پر جادو کرنا۔

www.waseemziyai.com

وہ تین کبیرہ گناہ جن کا تعلق شکم سے ہے۔

۱-ایسی چیز پینا جس سے نشہ پیدا ہو۔

۲-یتیم کا مال کھانا۔

۳-سود لینا اور سود دینا۔

وہ دو کبیرہ گناہ جن تعلق فرج سے ہے۔۱-زنا۔۲-لواطت۔

وہ دو کبیرہ گناہ جن کا تعلق ہاتھ سے ہے ۱-کسی کو قتل کرنا۔۲-ایسی چوری کرنا جس پر حد واجب ہو۔

ایک کبیرہ گناہ جس کا تعلق پاؤں سے ہے وہ یہ ہے کہ کافروں سے مقابلہ کرتے صف سے بھاگنا۔جبکہ دس کا بیس سے مقابلہ ہو۔

وہ ایک کبیرہ گناہ جس کا تعلق پورے جسم سے ہے اور وہ ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے۔اسی طرح باقی کبیرہ گناہوں کی تفصیل دیگر کتب میں موجود ہے۔

(کیمیائے سعادت ص ۶۵۰ لاہور)

انتباہ:

گناہ مرض ہے اگر نیکی واصلاح سے اسکا علاج کرلیا جائے تو شفا ہو جائے گی ورنہ مرض بڑھتا گیا تو پھر موت یعنی گمراہی کے راستے میں دھکیل دیا جائے گا۔

قاعدہ نمبر 26۔

اذا تعا رض المانع والمقتضی فانه یقدم المانع

(الاشباہ والنظائر ص ۵۹)

جب مانع اور مقتضی میں تعارض آجائے تو مانع کو مقدم کیا جائے گا۔

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کسی ایک مسئلہ میں دو طرح کے دلائل جمع ہو جائیں یعنی ایک طرف کے دلائل اس چیز کی ممانعت پر دلالت کریں جبکہ دوسری طرف کے دلائل اس کی اباحت کا تقاضہ کریں یا اس کے جواز وادائیگی کا حکم دیں تو ایسی صورت

www.waseemziyai.com

میں وہ دلائل یا دلیل جو کسی چیز کی ممانعت پر دلالت کرے اسے تسلیم کیا جائے گا اور تقاضہ کرنے والی دلیل کو چھوڑ دیا جائے گا۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے۔

واذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ۔(الجمعہ۹)

اور جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لئے بلایا جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت ترک کردو۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز جمعہ کی ندا کے بعد بیع کرنا حرام ہے حالانکہ اس وقت بیع اپنے تمام احکام کے ساتھ مباح تھی احکام بیع کے تمام دلائل بیع کی اباحت کا تقاضہ کر رہے ہیں لیکن جب ممانعت کی ایک دلیل سورۃ جمعہ میں بیان ہوئی تو اسی بیع کو حرام قرار دیا گیا کیونکہ دلیل ممانعت کو دلیل اباحت پر تقدم وفوقیت حاصل ہے۔

۱-حرمت شکار:

وحرم علیکم صید البر ما دمتم حرما ۔(المائدہ۹۶)

اور خشکی کا شکار تم پر حرام کردیا گیا ہے جب تک تم حالت احرام میں ہو۔ حالانکہ شکار کہ جس کی اصل بھی اباحت ہے اور وہ تمام تر دلائل کے ساتھ اباحت کا تقاضہ کرتا ہے مگر جب دلیل ممانعت آئی تو حالت احرام میں حرم کا شکار کرنا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منع ہو چکا ہے۔

۲-محرم کے لئے ممانعت خوشبو:

جب محرم خوشبو لگائے تو اس پر کفارہ ہے اگر اس نے خوشبو عضو کامل پر یا اس سے زائد پر لگائی تو اس پر دم ہے۔ (ہدایہ اولین ج۱ص۲۴۵، المجتبائی دہلی)

خوشبو لگانا اگرچہ پسندیدہ اور باعث ثواب عمل ہے لیکن حالت احرام میں خوشبو لگانا

www.waseemziyai.com

منع ہے کیونکہ دلیل ممانعت کو ترجیح وفوقیت دی گئی ہے۔

۳-منگنی پر منگنی کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی منگنی کو پیغام نکاح نہ بھیجے۔

(موطا امام محمد ص ۲۴۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اگر چہ صرف منگنی سے اس عورت کا نکاح دوسروں کے لئے حرام نہیں ہوتا بلکہ اس منگنی والی عورت کی اباحت نکاح عام ہے تاہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا۔لہٰذا اگر کسی شخص کی کسی عورت سے منگنی ہو چکی تو دوسرا شخص اسی عورت سے منگنی یا نکاح کرنے کی کوشش نہ کرے۔

۴-سودے پر سودا کرنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۸۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

قاعدہ نمبر 27:

حرمت سے اباحت کی طرف منتقل ہونے کے لئے قوی اسباب کا ہونا ضروری ہے جبکہ اباحت سے حرمت کی طرف منتقل ہونے کے لئے معمولی سبب بھی کافی ہوتا ہے۔(الاشباہ)

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان اس کی شہادت دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اس کا خون صرف تین اسباب سے حلال ہوتا ہے ۱-نکاح کے بعد زنا کرنا ۲-جان کا بدلہ جان ۳-اور جو شخص اپنے دین کو چھوڑ کر جماعت سے علیحدہ ہو

www.waseemziyai.com

جائے۔ (صحیح مسلم ج۲ص۵۹، قدیمی کتب خانہ کراچی)

مسلمان کے خون میں اصل حرمت ہے لیکن اس حدیث میں تین ایسے قوی اسباب ذکر ہوئے ہیں جو مسلمان کے خون کی حرمت کو اباحت کی منتقل کر دیتے ہیں۔اس سے ثابت ہوا کہ قوی اسباب کی وجہ سے حرمت اباحت کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔

اباحت سے حرمت کی طرف:

حضرت انس بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں کہ قاتل پر قصاص ہی ہے مگر جبکہ کوئی شخص معاف کر دے۔

(سنن ابن ماجہ ج۲ص۱۹۳-قدیمی کتب خانہ کراچی)

قتل کی وجہ سے قاتل کا خون مباح ہو چکا لیکن جب مقتول کے ورثاء نے قاتل کو معاف کر دیا تو یہ معمولی سا سبب ہے جس کی وجہ سے قاتل کے خون کی اباحت حرمت کی طرف منتقل ہو گئی۔

اباحت سے حرمت اور حرمت سے اباحت کی طرف منتقل کرنے والے مختلف ذرائع واسباب

۱-طلاق:

جب کوئی شخص نکاح کر لیتا ہے تو وہ عورت اس کے لئے مباح ہو جاتی ہے لیکن جیسے ہی معمولی سے ذریعہ یعنی طلاق بائنہ یا طلاق مغلظہ دی تو عورت اس پر حرام ہو گئی کہ حکم اباحت حرمت کی طرف منتقل ہو گیا۔

۲-ظہار:

اپنی منکوحہ کو محرمات کے ساتھ ایسی تشبیہ دینا جو شرعی طور پر ظہار کہلائے۔تو ایسی صورت میں بھی اپنی منکوحہ جو مباح تھی وہ ادائے کفارہ تک حرمت کی طرف منتقل ہو

www.waseemziyai.com

جائے گی۔

۳-روزہ:

کھانا، پینا اور اپنی بیوی سے جماع کرنا حلال ہے لیکن جب کوئی شخص روزہ دار ہو تو اس قوی سبب کی وجہ سے اکل طعام، پینا اور اپنی منکوحہ سے جماع کی حلت حرمت کی طرف منتقل ہو جائے گی۔

۴-وضو:

عام حالات میں اگر چہ بے وضو رہنا مباح ہے لیکن قرآن کر چھونے کے لئے اور حالت نماز میں بے وضو رہنے کی اباحت حرمت کی طرف منتقل ہو جائے گی۔

۵-تیمّم:

پانی کے نہ ہونے پر تیمّم مباح ہوا ہے لیکن اگر حالت نماز میں نمازی کے لئے پانی میسر ہو جائے اور وہ کافی پانی پر استعمال کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو ایسی صورت میں اباحت تیمّم اس سبب کی وجہ سے حرمت کی طرف منتقل ہو جائے گی اور اس شخص کا تیمّم ٹوٹ جائے گا اور اس پر وضو کرنا ضروری ہوگا۔

۶-نماز قصر:

حالت سفر شرعی کی وجہ سے چار رکعت والی فرض نماز میں قصر مباح ہوئی۔ لیکن جیسے ہی سفر ختم ہوا تو اس سبب کی وجہ سے نماز قصر کا حکم بھی ختم ہو جائے گا۔ اور اسی طرح چار رکعت والی نماز میں فرضیت چار رکعتوں کی تھی مگر جیسے ہی سفر جیسا قوی سبب پایا گیا تو یہ نماز قصر کی منتقل ہو کر دو رکعت کی طرف لے گئی۔

۷-مریض کے لئے نماز کا حکم:

شریعت اسلامیہ نے مرض کو اعذار شرعیہ میں سے عذر تسلیم کیا ہے اور مریض کو نماز بیٹھ کر یا لیٹ کر ادا کرنے کی اجازت و اباحت دی ہے لیکن اگر وہ حالت نماز میں قیام و

www.waseemziyai.com

رکوع وسجود پر قدرت حاصل کر لیتا ہے تو لیٹ کر یا بیٹھ کر نماز پڑھنے والی اباحت اسباب قدرت کی وجہ سے ممانعت کی طرف منتقل ہو جائے گی اور اسے قیام، رکوع اور سجود کے ساتھ نماز کو ادا کرنا ضروری ہوگا۔

۸-موزے پر مسح:

موزوں پر مسح جائز بالسنہ ہے لیکن انقطاع مدت کے ساتھ ہی اس کی اباحت ممانعت کی طرف منتقل ہو جائے گی اگر چہ وضو نہ ہی ٹوٹا ہو۔

۹-شرابی پر حد:

اگر کوئی شخص شراب پیتے ہوئے پکڑا گیا اور شراب کی بو موجود تھی اور اس پر گواہی بھی قائم ہوئی اور بو کی موجودگی میں شرابی نے اقرار شراب کر لیا تو اس پر حد جاری کی جائے گی اور اگر اس نے شراب کی بو ختم ہو جانے کے بعد اقرار کیا تو حد نہیں لگائی جائے گی۔ (المختصر القدوری ص ۱۸۹ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

کسی شخص پر حد جاری کرنے میں اصل حرمت ہے مگر جبکہ کوئی قابل حد جرم کا ارتکاب کر بیٹھے اور گواہی سے جرم ثابت ہو جائے۔ تو اس قوی سبب کی وجہ سے حرمت حد اباحت حد کی طرف منتقل ہو جاتی ہے اور اسی طرح اگر وہ جرم قابل حد ثابت نہ ہو تو حرمت اپنے مقام پر برقرار رہتی ہے۔

۱۰-کلب معلم کا شکار:

عام کتوں کا مرا ہوا شکار حرام ہے جبکہ کلب معلم کا شکار جائز ہے۔ (القدوری ص ۱۹۵)

عام کتوں کے شکار میں حرمت ہی اصل ہے لیکن جب یہی شکار اس کتے سے مرا جس کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا اور وہ شرعی طور پر کلب معلم بھی ہے یعنی تین مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ اس کا مشاہدہ کیا ہے کہ وہ شکار کرنے والے جانور کو نہیں کھاتا۔ تو ایسے کتے سے مرے ہوئے جانور کی حرمت اس قوی سبب کی بناء پر حلت کی طرف منتقل ہو جائے گی اور

www.waseemziyai.com

وہ شکار حلال ہو جائے گا۔

۱۱-حیوانات کی طرف احکام حلت:

حیوانات میں اصل حرمت ہے۔لیکن وہ تمام حیوانات جو طیب اور حلال ہیں۔ جب شریعت اسلامیہ کے طریقہ کار کے مطابق ان کا شکار کیا جائے یا انہیں ذبح کیا جائے تو ان کی حرمت حلت کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔

۱۲-مشرک ومجوسی کا ذبیحہ:

ذبح کر لینے سے حلال جانوروں کو گوشت کھانا حلال ہو جاتا ہے لیکن جب ذبح کرنیوالا مشرک ہو یا مجوسی تو اسکا ذبیحہ حرام ہے کیونکہ مشرک ومجوسی میں وہ سبب جو حرمت کو حلت کی طرف منتقل کرنے والا تھا وہ مفقود ہے اور وہ یہ تھا کہ کوئی اہل ایمان شریعت اسلامیہ کے طریقے کے مطابق ذبح کرتا۔

۱۳-مردوں کے لئے ریشم کا لباس پہننا حلال نہیں:

مردوں کے لئے ریشم کا لباس پہننا حلال نہیں جبکہ عورتوں کے لئے حلال ہے۔

(المختصر القدوری)

لباس میں اصل اباحت ہے لیکن ممانعت شرعی کی وجہ سے ریشم کا لباس ایک ایسا سبب ہے جو لباس کی اباحت کو حرمت کی طرف منتقل کر دیتا ہے جبکہ عورتوں کے لئے اباحت ہی باقی رہی کیونکہ وہاں سبب ناقل مفقود ہے۔

۱۴-وارثین کے لئے وصیت نہیں:

وصیت واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اور وارثین کے لئے وصیت جائز نہیں۔

(المختصر القدوری ۲۳۶)

وصیت کی اصل بھی مباح ہے۔لیکن شریعت اسلامیہ نے وارثین کے لئے حصے مقرر کیے ہیں کیونکہ اگر وارثین کے لئے وصیت جائز ہوتی تو کئی ورثاء دوسرے ورثاء

www.waseemziyai.com

سے زیادہ حصہ لے جائیں گے۔اس لئے وارثوں کے لئے اپنے ترکے سے وصیت کرنا جائز نہیں۔اب یہ ایسا سبب ہے جس نے ورثاء کے لئے وصیت کی اباحت کو ممانعت کی طرف منتقل کر دیا۔تاکہ حقوق میں مساوات قائم رہیں۔

۱۵-قاتل کو وراثت نہ ملے گی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قاتل کے لئے کچھ بھی وراثت نہیں۔

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۶۲۸ مطبوعہ دارالحدیث ملتان)

اسلام نے نسبی حقوق کا تحفظ کیا ہے کہ والدین کے وصال کے بعد ان کی جائیداد و مال جو کہ ترکہ کہلاتا ہے وہ ان کے وارثوں کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور وہی اس کے حق دار ہوتے ہیں لیکن اگر خدانہ خواستہ کسی شخص نے بدبختی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے باپ کو قتل کر دیا تو وہ بیٹا اپنے باپ کے ترکے سے وراثت نہ پائے گا۔کیونکہ قتل ایسا سبب ہے جس نے اس وراثت کی اباحت کو جو وارث ہونے کی وجہ سے اس کے حصہ میں آنی تھی اس اباحت کو حرمت یا ممانعت کی طرف منتقل کر دیا۔

۱۶-قاتل ومقتول دونوں جنتی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ دو آدمیوں کی طرف دیکھ کر تبسم فرماتا ہے کیونکہ ایک آدمی دوسرے کو قتل کرے گا اور یہ دونوں جنت میں داخل ہو جائیں گے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ایک شخص راہ خدا میں شہید کیا جائے گا پھر اللہ تعالیٰ اس کے قاتل کو توبہ کی توفیق دے گا وہ اسلام قبول کر کے اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرے گا اور شہید ہو جائے گا۔(مسلم ج ۲ ص ۱۳۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

قاعدہ نمبر 28۔

لا طاعة فی المعصية ۔ (الاشباہ)

www.waseemziyai.com

حاکم کا وہ حکم جو معصیت ہو اس میں اس کی اتباع نہیں کی جائے گی۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حدیث ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان شخص پر حاکم کا حکم سننا اور اس کی اطاعت کرنا لازم ہے خواہ وہ خوش ہو یا ناخوش ہو جب تک وہ اس کو گناہ کا حکم نہ دے اور اگر وہ اسکو گناہ کا حکم دے۔ تو پھر اس کا حکم نہ سنا جائے اور نہ اس کی اتباع کی جائے۔

(بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۷ مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد)

قاعدہ:

ہر شخص حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو تم میں سے ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر شخص سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا پس امیر لوگوں کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پرسش ہوگی اور مرد اپنے اہل خانہ کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کے بچوں کی حاکم ہے اس سے ان کے بارے میں پرسش ہوگی اور نوکر اپنے مالک کے مال کا حاکم ہے اور اس سے ان کے بارے میں پرسش ہوگی سنو؛ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر شخص سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۷ مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد)

عادل حکمران کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عدل کرنے والے اللہ کے نزدیک دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ کے دونوں دست قدرت ہیں یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے اہل وعیال اور اپنی رعایا میں عدل سے فیصلے کریں گے۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۲۱ قدیمی کتب خانہ کراچی)

www.waseemziyai.com

عدل حکمرانی کے قواعد:

امام غزالی علیہ الرحمہ عدل حکمرانی کے لئے دس قواعد لکھتے ہیں۔

قاعدہ نمبر۱:

جب کوئی معاملہ اس کی خدمت میں پیش کیا جائے تو وہ اس کو اس طرح فرض کرے کہ وہ خود رعیت ہے اور حکمران کوئی دوسرا ہے۔ جو بات اپنے لئے پسند نہ کرے وہی بات کسی دوسرے مسلمان کے لئے بھی پسند نہ کرے اور اگر وہ پسند کرے گا تو فرمانروائی میں دھوکا اور خیانت کرے گا۔

قاعدہ نمبر۲:

اپنے دروازے پر ضرورت مندوں کے انتظار کو معمولی نہ سمجھے اور اس آفت سے بچے۔ اور جب تک کسی کام سے فارغ نہ ہو جائے نفلی عبادت میں مصروف نہ ہو۔ کیونکہ مسلمانوں کی حاجت روائی کرنا تمام نوافل سے افضل ہے۔

ایک دن حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نماز ظہر تک مخلوق کے کاموں مصروف رہے پھر تھکاوٹ کی حالت میں گھر گئے تاکہ ایک ساعت کے لئے آرام کرلیں۔ ان کے اس ارادہ سے آگاہ ہو کر آپ کے بیٹے نے کہا: اے والد محترم؛ کیا آپ کو معلوم ہے کہ شاید اسی ساعت موت کا پیغام آجائے اور اسی وقت کوئی امیدوار دروازے پر کھڑا ہو اور اس معاملہ میں قصوروار ٹھہریں۔ آپ نے فرمایا: بیٹے تم سچ کہتے ہو یہ کہہ کر آپ فوراً باہر تشریف لے گئے۔

قاعدہ نمبر۳:

اچھے لباس اور عمدہ خوراک کا عادی نہ ہو۔ بلکہ تمام امور میں قناعت اختیار کرے۔ کیونکہ قناعت کے بغیر عدل ممکن نہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا؟ تمہیں جو باتیں میرے

www.waseemziyai.com

بارے میں ناپسند ہیں وہ کون سی باتیں ہیں تو ان سے کہا گیا کہ ہم نے سنا ہے ایک وقت میں آپ کے دستر خوان پر دو سالن ہوتے ہیں اور آپ کے پاس دو جوڑے کپڑے ہیں آپ ایک دن کو پہنتے ہیں اور ایک رات کو پہنتے ہیں آپ نے پوچھا کہ اس کے علاوہ بھی کوئی باتیں ہیں جو آپ نے سنی ہوں تو کہا گیا کہ نہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ یہ دونوں باتیں من گھڑت ہیں۔

قاعدہ نمبر۴:

ہر کام میں نرمی اختیار کرے۔ کیونکہ حدیث ہے کہ جو حاکم رعیت کے ساتھ نرمی کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ نرمی فرمائے گا۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

قاعدہ نمبر۵:

حاکم کی کوشش یہ ہو کہ تمام رعایا اس سے خوش رہے بشرطیکہ غیر شرعی کام نہ کرے۔ کیونکہ حدیث شریف ہے کہ اچھے حاکم وہ ہیں جو تم سے محبت رکھیں اور تم ان سے محبت رکھو۔ اور برے حاکم وہ ہیں جو تم سے عداوت رکھیں اور تم ان سے عداوت رکھو۔ اور وہ تم پر لعنت کریں اور تم ان پر لعنت کرو۔

قاعدہ نمبر۶:

شریعت اسلامیہ کی خلاف ورزی کر کے لوگوں کی رضامندی چاہنے والا نہ ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب صبح کو میں اٹھتا ہوں تو مخلوق کے آدھے لوگ مجھ سے خفا ہوتے ہیں اور یہ نقصان ہے اور جب ظالم کو اس کے ظلم کی سزا دی جائے تو وہ خفا ہوگا۔ کیونکہ ظالم و مظلوم دونوں کو خوش رکھنا ممکن نہیں۔ وہ شخص بڑا بے وقوف ہے جو لوگوں کی خوشنودی کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا کو ترک کرے۔

www.waseemziyai.com

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لکھ بھیجا کہ مجھے ایک مختصر نصیحت کیجئے۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے مخلوق کو خوش رکھ کر اللہ تعالیٰ رضا مندی تلاش کی تو ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا اور مخلوق کو بھی اس سے راضی رکھے گا اور جس نے اللہ کی ناراضگی میں مخلوق کی رضا مندی چاہی تو ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا اور مخلوق کو بھی اس سے ناخوش رکھے گا۔

قاعدہ نمبر ۷:

ہر حکمران یہ سمجھے کہ حکومت کرنا ایک خطرناک کام ہے کیونکہ مخلوق کا کفیل ہونا کوئی آسان بات نہیں۔

جس نے اس سے عہدہ برا ہونے کی توفیق پائی تو اس نے ایسی سعادت حاصل کی کہ اس جیسی کوئی سعادت نہیں اور جس نے اس میں کوئی کمی کوتاہی کی تو یہ اس کے لئے ایسی بدبختی ہے کہ کفر کے بعد ایسی شقاوت اور کوئی نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ایک نماز جنازہ پڑھانا چاہی کہ ایک شخص نے آگے بڑھ کر نماز جنازہ پڑھادی۔ جب اس میت کو دفن کر چکے تو آپ نے اس کی قبر پر ہاتھ رکھا اور کہا الٰہی: اگر تو اسکو عذاب دے تو اسکا سزاوار ہے کہ اس نے تیری تقصیر کی ہے اور اگر تو اس پر رحم کرے تو یہ تیری رحمت کا محتاج ہے۔

اے وصال کرنے والے: تجھے مبارک ہو اگر تو کبھی حکمران نہ تھا اور نہ نقیب اور نہ اسکا معاون، نہ کاتب اور نہ خراج وصول کرنے والا۔ آپ کی اس دعا کے بعد وہ شخص جس نے نماز جنازہ پڑھائی تھی غائب ہوگیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص کو تلاش کرو لیکن تلاش کرنے کے باوجود وہ شخص نہ ملا۔ تب آپ نے فرمایا: وہی حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں کسی حاکم کی تعریف نہیں کرتا خواہ وہ نیک

www.waseemziyai.com

ہو یا برا۔لوگوں نے اس کا سبب پوچھا؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قیامت کے دن تمام حاکموں کو لایا جائے گا خواہ وہ عالم ہوں یا ظالم،سب کو (پل) صراط پر کھڑا کیا جائے گا اور صراط کو حکم دیا جائے گا کہ ان کو ایک جھٹکا دے۔پس جس نے حکم دینے میں زیادتی کی ہوگی یا فیصلہ کرنے میں رشوت لی ہوگی یا ایک فریق کی بات غور سے سنی ہوگی اور دوسرے کی بات سرسری طور پر سنی ہوگی ایسے سب لوگ اس جھٹکے سے نیچے گر پڑیں گے اور ستر برس تک دوزخ کی غار میں چلیں گے تب کہیں اپنی قرارگاہ تک پہنچیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک قاصد آیا تا کہ دیکھے کہ آپ کیسے شخص ہیں آپکی سیرت کیسی ہے۔جب یہ شخص مدینہ منورہ پہنچا تو اس نے دریافت کیا کہ تمہارا بادشاہ کہاں ہے لوگوں نے کہا کہ ہمارا بادشاہ نہیں ہے ہمارا امیر ہے اور وہ ابھی کسی کام سے باہر گیا ہوا ہے یہ خبر سن کر سفیر باہر نکلا تو حضرت عمر رضی اللہ کو دیکھا کہ درہ (کوڑا) بجائے تکیہ سر کے نیچے رکھے دھوپ میں زمین پر سو رہے ہیں اور آپکی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا ہے جس سے زمین تر ہو رہی ہے جب اس نے یہ کیفیت دیکھی تو اس کے دل میں عجیب اثر پیدا ہوا اور کہنے لگا عجیب بات ہے جس شخص کی ہیبت سے تمام بادشاہ لرزتے ہیں اور خائف ہیں اسکا اپنا حال یہ ہے پھر وہ کہنے لگا اے امیر المومنین؛ آپ نے عدل فرمایا ہے اس لئے آپ بے فکر ہو کر سو رہے ہیں اور ہمارا بادشاہ چونکہ ظالم ہے اس لئے وہ ہمیشہ خوف زدہ رہتا ہے۔میں گواہی دیتا ہوں کہ دین برحق صرف یہی تمہارا دین ہے اگر میں سفیر بن کر نہ آتا تو اسی وقت مسلمان ہو جاتا۔اب میں پھر آؤں گا اور اسلام قبول کروں گا۔

قاعدہ نمبر ۸:

حدود شرعیہ کو نافذ کرے اور حقداروں کو حق سے محروم نہ ہونے دے۔

ایک زاہد کسی خلیفہ کے پاس گئے۔خلیفہ نے ان سے کہا مجھے نصیحت کیجئے۔انہوں

www.waseemziyai.com

نے کہا کہ میں مملکت چین گیا تھا وہاں کا بادشاہ بہرا تھا اور زار و قطار روتا تھا اور کہتا تھا کہ میں اس لئے نہیں روتا کہ میری سماعت ختم ہوگئی ہے بلکہ اس لئے روتا ہوں کہ اگر مظلوم آئے اور فریاد کرے تو میں اس کی فریاد نہیں سن سکوں گا لیکن ابھی میری بصارت باقی ہے لہٰذا تمام مملکت میں اعلان کر دیا جائے کہ جو کوئی فریادی ہو، سرخ لباس پہنے۔ اس کے بعد وہ ہر روز ہاتھی پر سوار ہو کر نکلتا اور جو کوئی سرخ لباس پہنے ہوئے نظر آتا اس کو اپنے حضور میں بلا کر اسکا انصاف کرتا۔

قاعدہ نمبر ۹:

صرف اپنے آپ کو برائیوں سے بچانا کافی نہ سمجھے بلکہ اپنے نوکروں، ملازمین، اور نائبین و عوام کو بھی سدھارے۔ اور کسی طرح بھی ان کے ظلم پر راضی نہ ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک خط تحریر کیا جو کہ آپ کے عامل تھے آپ نے لکھا کہ نیک بخت وہ عامل (گورنر) ہے کہ رعایا اس کی وجہ سے نیک و سعادت والی ہو اور بہت ہی بد بخت وہ گورنر ہے جس کی وجہ سے رعایا بد بخت بن جائے۔

قاعدہ نمبر ۱۰:

حاکم پر تکبر غالب نہ آئے کیونکہ تکبر کی وجہ سے غصہ و غضب غالب ہوگا اور یہ غصہ انتقام پر آمادہ کرے گا کیونکہ غصہ عقل کے لئے دیو کی طرح ہے

ایک شخص کی تعریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کی گئی کہ وہ بہت طاقتور ہے آپ نے فرمایا: کس طرح؟ عرض کیا گیا کہ وہ جس کسی سے لڑتا ہے اس کو شکست دے دیتا ہے۔ اور ہر شخص پر غالب رہتا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قوی اور مرد وہ شخص ہے جو اپنے غصہ پر غالب آجائے وہ شخص نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے۔

(کیمیائے سعادت بتصرف ص ۳۹۶-۴۰۴-لاہور)

www.waseemziyai.com

قاعدہ ۱۱:

اپنی ذات اور اہل وعیال کے لئے بالخصوص اور رعایا کے لئے بالعموم تقوی کے لباس میں پیش ہو۔ کیونکہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔

بے شک تم میں سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک عزت والا وہی ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقوی اختیار کرنے والا ہے۔ (کیمیائے سعادت ص ۵۰۴ مطبوعہ لاہور)

قاعدہ نمبر 29:

الایثار فی القرب مکروہ و فی غیر ھا محبوب ۔

(الاشباہ والنظائر ص ۶۰)

ایثار قرب میں مکروہ ہے اور اس کے غیر میں محبوب ہے۔ یہ قاعدہ علمائے شوافع کے نزدیک ہے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ آیت مبارکہ ہے۔

و یوء ثرون علی انفسھم و لو کان بھم خصاصہ (الحشر ۹)

اور وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں خواہ انہیں شدید ضرورت ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری کے پاس رات کو ایک مہمان آیا اس وقت ان کے پاس صرف اتنا کھانا تھا کہ وہ اور ان کی بیوی، بچے کھالیں۔ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا: بچوں کو سلا دو اور چراغ بجھا دو اور گھر میں جو کچھ کھانا ہے وہ لے آؤ اور مہمان کے آگے رکھ دو۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (جسکا ترجمہ یہ ہے) اور وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں۔ (بخاری، ۳۷۹۸)

ایثار کا معنی:

کسی دوسرے کو دنیاوی چیزوں میں اپنے اوپر ترجیح دینا، یہ وصف یقین کی طاقت، محبت کی شدت اور مشقت پر صبر کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔

(الاحکام القرآن جز ۱۸ ص ۲۵ مطبوعہ بیروت)

www.waseemziyai.com

۱-صف اوّل کو ترک نہ کیا جائے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ صف اوّل میں کھڑے ہونے کا اجر کتنا ملتا ہے تو تم اس کے لئے قرعہ اندازی کیا کرتے۔

(صحیح بخاری، ج ۱ ص ۱۰۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص پہلے آ کر صف اوّل میں بیٹھا ہے تو وہ ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے دوسرے کو صف اوّل میں جگہ دے اور خود پچھلی صف میں چلا جائے تو اس قاعدہ وحدیث کی روشنی میں اس کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ ایثار فی القرب مکروہ ہے اور قرب وثواب حاصل کرنے والے اعمال میں ایثار نہیں کرنا چاہیے۔

۲-ستر عورت:

اگر کسی کے پاس اس قدر کپڑا ہے کہ جس سے اپنا ستر ڈھانپ سکتا ہے تو اس کے لئے مکروہ ہے کہ وہ ایثار کرتے ہوئے یہ کپڑا کسی دوسرے بغیر ستر عورت والے کو دے کر خود بغیر ستر عورت کے رہے۔ کیونکہ ستر عورت کرنا تعظیم شرعیہ کے اعمال میں سے ہے۔ جن میں ایثار مکروہ ہے۔

۳-پاکیزہ پانی:

اگر کسی شخص کے پاس پاک پانی ہو تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ یہ پانی کسی دوسرے کو دے جو پاک پانی سے محروم ہے اور خود پاک پانی سے محروم رہے۔ کیونکہ وضو کا کرنا اعمال قرب میں سے ہے۔

اسی طرح نماز کا وقت ہوا اور ایسے میں ایک شخص کے پاس پانی ہے تا کہ وہ اس سے وضو کرے۔ لیکن اس نے دوسرے کو ہبہ کر دیا تا کہ وہ وضو کرے تو اس کے لئے ایسا کرنا

www.waseemziyai.com

جائز نہیں۔

۴-کسی شخص کو اس کی جگہ سے نہ اٹھایا جائے:

شرح مہذب باب الجمعہ میں ہے کہ کسی شخص کو اس کی جگہ سے نہ اٹھایا جائے گا کہ اگر وہ اپنی مرضی سے اٹھا اور امام سے دور چلا گیا تو یہ اس کے لئے جائز ہے۔لیکن جب اس کی مرضی کے بغیر اس کو اس کی جگہ سے اٹھا کر امام سے دور یا پچھلی صفوں میں بھیج دیا تو یہ عمل مکروہ ہے۔

۵-فقیر کے لئے ایثار افضل ہے:

وہ فقیر جو محتاج ہے اور اس کے پاس دراہم ہیں اگر وہ یہ ارادہ کرے کہ وہ اپنی ذات پر خرچ کرے حالانکہ اسے یہ علم ہو کہ مشکل وقت میں بھی صبر کر سکے گا تو پھر اس کے لئے ایثار کرنا افضل ہے اور اگر اسے اپنی ذات پر اعتماد نہ ہو کہ وہ صبر کر سکے گا تو پھر اسے اپنی ذات پر خرچ کرنا ہی افضل ہے۔(الاشباہ ۶۰)

۶-ایثار پر اجر وثواب کا معیار:

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھیں ان کے پاس ایک سائل آیا اور ان کے پاس اس وقت صرف ایک روٹی تھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ روٹی اس سائل کو دے دو، حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا ٹھہر گئیں۔اس سائل نے پھر سوال کیا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہ روٹی اس سائل کو دے دو۔شام کو روزہ ہم نے پانی سے افطار کیا۔تھوڑی دیر کے بعد کسی نے دروازے پر دستک دی، آپ نے فرمایا: اے بریرہ؛ دیکھو کون ہے؟ تو ایک شخص ایک خوان میں بھنی ہوئی بکری اور روٹیاں لے کر آیا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: الحمد للہ عزاوجل نے ان شاء اللہ ہمارے لئے اجر رکھا ہے۔

(جامع شعب الایمان ج ۵ ص ۱۴۶، بیروت)

www.waseemziyai.com

۷- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ایثار:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد کے دن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ڈھال بن گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے احوال پر مطلع ہونے کے لئے جھانک رہے تھے تب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نہ جھانکیں کہیں آپ کو دشمن کا کوئی تیر نہ لگ جائے میرا سینہ آپ کے سینہ کے لئے ڈھال ہے۔ (بخاری رقم الحدیث ۳۸۱۱)

جنگ احد میں جب قتال میں شدت آ گئی اس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں اور دشمن آپ کے قریب آ پہنچا تھا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے دشمن کو آپ سے دور کیا اور وہ شہید ہو گئے اور حضرت ابو دجانہ سماک بن خرشہ نے دشمن کو آپ سے دور کیا اور وہ شدید زخمی ہو گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خون آلود ہو چکا تھا اور آپ کے سامنے کے دانت کا تہائی حصہ شہید ہو چکا تھا اور آپ کا ہونٹ زخمی ہو چکا تھا اور آپ نے فرمایا: وہ کون ہے جو ہمارے لئے جان دے گا؟ اس وقت انصار کے پانچ نوجوان کود کر نکلے ان میں زیاد بن السکن رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے زبردست قتال کیا حتیٰ کہ دشمن کو آپ سے دور کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیاد بن السکن سے فرمایا: میرے قریب ہو وہ زخموں سے چور تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا سر گھسیٹ کر اپنے قدم مبارک پر رکھ لیا اور حضرت زیاد نے اسی حالت میں جان دے دی۔ (اسد الغابہ ج ۲ ص ۳۳۵ مطبوعہ بیروت)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جنگ یرموک کے اختتام پر حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں زخمیوں کو پانی پلاتے پھر رہے تھے کہ آپ نے حضرت حارث بن ہشام کو دیکھا کہ وہ زخموں سے چور ہیں اور جان بلب ہیں آپ نے ان کو پینے کے لئے پانی دیا تا کہ ان کی جان بچ جائے ابھی انہوں نے پانی پینے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ قریب سے دوسرے زخمی کے کراہنے کی آواز آئی۔ انہوں نے اسی وقت

www.waseemziyai.com

پانی منہ سے ہٹا دیا حالانکہ وہ پانی پی کر اپنی جان بچا سکتے تھے لیکن انہوں نے فرمایا کہ پہلے میرے اس بھائی کو جا کر پانی پلاؤ۔ یہ زخمی حضرت عکرمہ بن ابو جہل رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابی تھے جو زخموں سے چور اس جہاں میں چند لمحوں کے مہمان تھے حضرت شرجیل نے ان کی طرف پانی کو بڑھایا تا کہ یہ پانی پی کر اپنی جان بچا لیں ابھی انہوں نے پانی پینا ہی چاہا تھا کہ قریب سے ایک اور زخمی کے کراہنے کی آواز آ گئی اس آواز کے آتے ہی حضرت عکرمہ نے پانی پیئے بغیر پانی اپنے منہ سے ہٹا دیا اور فرمایا: پہلے میرے بھائی کو پانی پلاؤ تا کہ اس کی جان بچ جائے۔ چنانچہ حضرت شرجیل وہ پانی لے کر حضرت سہیل کے پاس گئے تو وہ اس وقت جام شہادت نوش فرما چکے تھے۔ پھر وہ واپس حضرت عکرمہ کے پاس آئے تو وہ بھی شہید ہو چکے تھے پھر وہ اسی پانی کو لے کر پہلے والے زخمی حضرت حارث کے پاس آئے تو دیکھا کہ ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ (سیرت ابن ہشام بتصرف بیروت)

اظہار ایثار اور صالحین امت کا عمل:

جس وقت غلام الخلیل نے جماعت صوفیاء کو نعوذ باللہ جماعت زندیق قرار دیا اور کہا کہ خلیفہ کا حکم ہو تو ان کی گردنوں کو اڑوا دیا جائے۔ اسی جرم میں حضرت نوری، رقام اور ابو حمزہ کو گرفتار کر لیا۔ جب خلیفہ نے ان کی گردنوں کو اڑا دینے کا حکم دیا تو جلاد آیا اور تینوں کے ہاتھ باندھے اور رقام کے قتل کے لئے تلوار اٹھائی۔ تو حضرت نوری جلدی سے اٹھے اور رقام کی جگہ تلوار کی زد میں جا بیٹھے۔ سب لوگوں نے اس پر تعجب کیا، جلاد نے کہا: اے جواں مرد؛ یہ تلوار ایسی نہیں کہ اسے کھیل سمجھا جائے اور تم اس کے سامنے آئے ہو، ابھی تمہاری باری نہیں آئی۔

آپ نے فرمایا: ٹھیک کہتے ہو لیکن میرا طریقہ ایثار پر مبنی ہے دنیا میں سب سے زیادہ عزیز چیز زندگی ہے میں چاہتا ہوں کہ زندگی کے جو بقایا سانس ہیں وہ اپنے بھائیوں پر قربان کر دوں۔ کیونکہ میرے نزدیک دنیا کا ایک سانس آخرت کے ہزار سال سے بہتر

www.waseemziyai.com

ہے کیونکہ یہ دنیا خدمت کی جگہ ہے۔اور آخرت قربت کی جگہ ہے اور قربت خدمت کر کے ہی حاصل کی جاسکتی ہے۔

خلیفہ کو جب اس کی خبر ہوئی تو اس میں نرمی آئی اور کلام کی باریکی پر ایسا متعجب ہوا کہ اسی وقت قاصد کو بھیجا کہ ابھی ان کے معاملہ میں توقف کیا جائے۔اس وقت قاضی القضاء ابوالعباس بن علی تھے خلیفہ نے یہ معاملہ ان کے سپرد کیا۔قاضی ابوالعباس ان تینوں کو اپنے گھر لے گئے اس نے شریعت اور حقیقت کے سوالات کے تمام جوابات کو مکمل پایا اور اپنی غفلت و نادانی پر شرمندہ ہوا۔تو اس وقت حضرت نوری نے کہا: اے قاضی تو نے جو کچھ پوچھا ہے وہ کچھ نہیں پوچھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کھاتے، پیتے، بیٹھتے اور اسی سے کلام کرتے ہیں۔(کشف المحجوب ص ۲۵۸، لاہور)

قاعدہ نمبر 30۔

الاصل فی الصفات العارضة العدم ۔(الاشباہ والنظائر ۱۲)

صفات عارضیہ میں اصل ان کا عدم وجود ہے۔صفات کی دو اقسام ہیں۔

۱-صفات عارضیہ ۲-صفات اصلیہ

صفات عارضیہ:

وہ اوصاف جو ابتداء سے ہی اصل کے وجود کے ساتھ نہ پائے جاتے ہوں ان کی مثال یہ ہے کہ جس طرح کسی شخص نے ایک خباز (روٹی پکانے والا) یا کاتب خریدا تو انہوں نے انکار کر دیا کہ ہمیں تو روٹی پکانا یا لکھنا آتا ہی نہیں۔تو ان دونوں کے قول کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ کتابت و خبازت کا تعلق صفات عارضیہ سے ہے اور صفات عارضیہ میں اصل انکا عدم وجود ہے۔اور یہ بعد میں بھی ممکن ہے۔

صفات اصلیہ:

وہ صفات جو ابتداء سے ہی اصل کے وجود کے ساتھ پائی جاتی ہوں ان کی مثال یہ

www.waseemziyai.com

ہے کہ اگر کسی شخص نے لونڈی خریدی جو کہ باکرہ ہے اور اس لونڈی نے قیام بکارت کے باوجود انکار کر دیا تو پھر بھی بائع کا قول تسلیم کر لیا جائے گا کیونکہ بکارت صفت اصلیہ سے ہے اور وہ یہاں مطلقاً معدوم نہیں۔ بلکہ صفات اصلیہ میں اصل وجود ہوتا ہے۔

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ اگر ایک شخص عنین (مقطوع الذکر) وطی کا دعویٰ کرے اور عورت اس کا انکار کرے تو عنین کے دعویٰ کو باطل قرار دیا جائے گا کیونکہ وطی کے لئے جس کا آلہ کا ہونا ضروری تھا وہ بھی معدوم ہے تو حکم وطی کیسے ثابت ہو گا۔ (الاشباہ ص ۳۱)

اس قاعدہ کا ثبوت یہ ہے کہ کتاب وسنت میں میت کے ترکے کے حصے مقرر ہیں جن کی تفصیل کتاب الفرائض میں موجود ہے ہم مثال کے طور پر بیوی کے لئے مختص حصہ پر بحث کر کے اس قاعدہ کے ثبوت کے لئے استدلال کر رہے ہیں۔

شریعت اسلامیہ نے بیوی کا حصہ وراثت میں مقرر کیا ہے حالانکہ بیوی ابتداء سے میت کے ساتھ نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ بیوی اس وقت کہلاتی ہے جب اس کا نکاح ہوتا ہے تب حقوق الزوج والزوجہ شروع ہوتے ہیں جو کہ اس سے پہلے معدوم تھے۔ اب حالت زوجیت میں تو بیوی شرعی اصول کے مطابق وہی حیثیت رکھتی ہے جو میت کے باقی تمام ورثاء کی ہے لیکن اگر میت کے وصال سے کچھ عرصہ پہلے اسے طلاق ہو گئی اور وہ اپنی عدت بھی پوری کر لے اور اس کے بعد میت کا وصال ہو گیا تو وہ عورت جو اس کی بیوی تھی اسے وراثت سے کچھ نہ ملے گا۔ کیونکہ وہ ابتداء میں حصہ داروں میں شریک نہ تھی اور حالت نکاح کی صورت میں شریک ہو چکی تھی اور جب نکاح سے نکل چکی تو پھر اصلی حالت کی طرف لوٹ گئی۔ جس میں حصہ داروں کے ساتھ اس کی عدم شراکت تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ صفات عارضیہ میں اصل ان کا عدم وجود ہے۔

قاعدہ:

صفات اصلیہ میں اصل ان کا وجود ہے۔

www.waseemziyai.com

اس قاعدہ کی وضاحت وثبوت وہ شرعی احکام ہیں جو وراثت کے باب میں قرآن و سنت سے ثابت ہیں کیونکہ نسبی حقوق کا تحفظ کرتے ہوئے ورثاء کے حصے مقرر کیے گئے ہیں۔نسبی وارثین ابتدائے اصل کے ساتھ سے ہی ثبوت حکم کے لئے وجود رکھتے ہیں۔

استصحاب الحال

استصحاب کی تعریف:

علامہ محمد بن محمود البابرتی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اگر کوئی مسئلہ کسی وقت میں بھی ثابت ہو جائے تو اسے دوسرے وقت میں بھی تسلیم کیا جائے گا۔ (العنایہ شرح الہدایہ ج ۵ ص ۵۸۵ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

بعض فقہاء نے اسی تعریف کے تحت اس کی دو اقسام کی ہیں

۱-وہ چیز جو زمانہ ماضی میں ثابت ہو وہ زمانہ حال میں بھی تسلیم شدہ رہے گی۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص گم ہو جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ زندہ ہے یا فوت ہو گیا ہے۔تو اس کی ماضی کی زندگی کے حقوق کو تسلیم کرتے ہوئے زمانہ حال میں بھی اسی طرح حقوق باقی رہیں گے اور اس کی وراثت تقسیم نہ ہوگی۔یہ مسئلہ استصحاب کے قاعدہ کے مطابق ہے لہٰذا جب تک اس کی وفات کی تصدیق نہ ہوگی وفات کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

۲-استصحاب کی دوسری صورت یہ ہے کہ جو معاملہ فی الحال ثابت ہو جائے تو زمانہ ماضی میں بھی اس کا ثبوت برقرار رکھا جائے گا۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کوئی شوہر مر جائے اس کے بعد اس کی مسلمان بیوی یہ دعویٰ کرے کہ میں تو اس کی موت کے بعد مسلمان ہوئی تھی تا کہ وہ اپنے شوہر کی وراثت پر وارث بن سکے۔لیکن اس کے دوسرے وارثین یہ کہیں کہ تم اس کی وفات سے پہلے مسلمان ہوئی ہو۔یہ کہہ کر وہ اس کی بیوی کو وراثت سے محروم رکھنا چاہتے ہیں تو ایسی

www.waseemziyai.com

صورت میں وارثین کے قول کو تسلیم کیا جائے گا اور اسی پر فیصلہ دیا جائے گا کیونکہ فی الحال بیوی اسلام قبول کر چکی ہے لہٰذا حال کے فیصلہ پر ہی ماضی کے فیصلہ کو بھی مربوط و مضبوط کیا جائے گا۔ اگر عورت گواہ پیش کر دے تو پھر اس کی تصدیق کی جائے گی۔ کیونکہ اب استصحاب کی دلیل اس کے حق میں ثابت ہوگئی کیونکہ اب حال کے مدمقابل دلیل قوی آ گئی۔

مسلمان کی عیسائی بیوی:

اسی طرح اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور اس کی بیوی عیسائی ہو اور وہ شوہر کے وصال کے بعد مسلمان ہو جائے اور دعویٰ یہ کرے کہ وہ اپنے شوہر کی وفات سے پہلے مسلمان ہوئی تھی۔ جبکہ دوسرے وارثین یہ کہیں کہ تو اس کی موت کے بعد مسلمان ہوئی تھی تو ایسی صورت میں علمائے احناف فرماتے ہیں کہ وارثین کے قول کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ بیوی کا حال اسی سے ثابت ہے اور ثبوت حال کو ثبوت ماضی پر قیاس کیا جائے گا۔ اور وہ بیوی گواہوں کی تصدیق کے بغیر شوہر کی وراثت سے حصہ حاصل نہیں کر سکتی۔ کیونکہ استصحاب کا قاعدہ اسی کا تقاضہ کرتا ہے۔ (العنایہ اور الاشباہ بتصرف)

استصحاب کی صورتیں

۱- استصحاب معدوم اصلی:

ایسے احکام سے بری الذمہ ہونا جن کا ثبوت شریعت میں موجود نہ ہو۔ اسکی مثال یہ ہے کہ جس طرح چھٹی یا ساتویں نماز فرض نہیں ہے۔ کیونکہ چھٹی یا ساتویں نماز کی فرضیت شریعت میں موجود ہی نہیں۔

۲- عقلی اور شرعی استصحاب:

ایسے احکام جنہیں عقل اور شریعت نے ہمیشہ کے لئے ثابت کر دیا ہو جیسے کہ نکاح ثابت ہو جانے کے بعد بیوی ہمیشہ کے لئے حلال ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی کسی

www.waseemziyai.com

چیز کا ذمہ دار ہو جائے تو اس کے تلف ہو جانے پر اس کی ذمہ داری بھی اسی پر ہو گی۔ یا ملکیت کے ثابت ہو جانے کے بعد وہ ملکیت ہمیشہ باقی رہتی ہے اور اسی طرح وضو کے ہونے یا نہ ہونے کا حکم بھی باقی رہتا ہے۔

۳-استصحاب دلیل:

اس میں اس بات کا احتمال رہتا ہے کہ کوئی مخالف ثبوت آ کر اس کی تخصیص کر دے یا اسے منسوخ کر دے یہ بھی متفقہ طور پر قابل عمل ہے۔

۴-استصحاب اجماع:

اگر اختلاف ہو جائے تو کیا اجماعی حکم کو برقرار رکھا جائے گا یا نہیں۔ اسکی مثال یہ ہے کہ کسی کو پانی نہ ملے تو وہ تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے اس کی نماز متفقہ طور پر ہو جائے گی۔ لیکن اگر وہ نماز پڑھتے ہوئے پانی دیکھ لے تو اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟ کیا ہم حکم اجماع کے استصحاب یعنی برقرار رہنے کی وجہ یہ کہیں گے کہ اس کی نماز درست ہو گی۔ کیونکہ پانی کے مشاہدہ سے پہلے اجماعی حکم یہی تھا اور حکم اس وقت تک برقرار ہے جب تک کوئی دلیل یہ ثابت نہ کر دے کہ پانی کے مشاہدہ نے اس کی نماز باطل کر دی ہے یا ہم یہ کہیں کہ محل اجماع کی صفت بدلنے کی وجہ سے حکم بدل گیا لہٰذا نماز باطل ہو گئی۔

(ماخوذ من الاشباہ والنظائر بتصرف، مطبوعہ، H,M,S کمپنی کراچی)

قاعدہ:

القدیم یترك علی قدمه ۔(الاشباہ)

پرانی چیز کو اس کی پرانیت پر چھوڑ دیا جائے گا۔

قاعدہ نمبر 31:

اضافة الحادث الی اقرب اوقاته ۔(الاشباہ)

واقعہ کو اس کے قریبی وقت کی طرف منسوب کیا جائے گا۔

www.waseemziyai.com

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے۔ اگر کنویں میں چوہا مرا ہوا پایا، یا کوئی اور چیز، اور دیکھنے والا نہیں جانتا کہ وہ کب واقع ہوا ہے اگر وہ چوہا پھولا یا پھٹا نہ ہو تو ایک دن اور ایک رات کی نمازوں کا اعادہ کیا جائے گا جبکہ وضو اسی کنویں سے کیا ہو۔ اور دھویا جائے ہر اس چیز کو جہاں تک اس کنویں کا پانی پہنچا ہے۔ اور اگر وہ چوہا پھول گیا یا پھٹ گیا تو پھر تین دن اور تین رات کی نمازوں کو لوٹانا ہوگا یہ مسئلہ امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک ہے جبکہ صاحبین فرماتے ہیں کہ نمازوں کا اعادہ نہیں کیا جائے گا حتیٰ کہ تحقیق سے ثابت ہو جائے کہ وہ کب گرا ہے۔ کیونکہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔ (ہدایہ اولین ج ۱ ص ۲۸، المجتبائی دہلی)

اس مسئلہ میں چوہے کی موت کو اس کے قریبی وقت پر محمول کرتے ہوئے ایک دن اور ایک رات کی نمازوں کو لوٹانے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن جب قوی سبب پایا جائے جس سے معلوم ہو کہ چوہا تو زیادہ عرصے کا مرا ہوا ہے پھر تین دن اور تین راتوں کی نمازوں کو لوٹانے کا حکم دیا جائے گا۔

رحمت کے قریب ہونے والے کو رحمت الٰہی اپنے قریب کر لیتی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے پہلی امتوں میں سے ایک شخص نے ننانوے قتل کیے، پھر اس نے زمین والوں سے پوچھا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟ اسے ایک بڑا راہب (عیسائیوں میں سے تارک دنیا اور عبادت گزار) کا پتہ بتایا گیا۔ وہ اس کے پاس گیا اور یہ کہا کہ اس نے ننانوے قتل کیے ہیں کیا اس کی توبہ ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ اس شخص نے اس راہب کو بھی قتل کر کے پورے سو کر دیئے۔ پھر اس نے سوال کیا کہ روئے زمین پر سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو اس کو ایک عالم کا پتہ بتایا گیا۔ اس شخص نے کہا کہ اس نے سو قتل کیے ہیں کیا اس کی توبہ ہو سکتی ہے۔ عالم نے کہا: ہاں۔ توبہ کی قبولیت میں کیا چیز حائل ہو سکتی ہے جاؤ، جاؤ فلاں، فلاں جگہ پر جاؤ۔ وہاں کچھ لوگ اللہ کی عبادت کر رہے ہیں تم

www.waseemziyai.com

ان کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو۔اور اپنی زمین کی طرف واپس نہ جاؤ کیونکہ وہ بری جگہ ہے وہ شخص روانہ ہوا۔جب وہ آدھے راستے پر پہنچا تو اس کو موت نے آلیا اور اس کے متعلق رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہوگیا۔رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ شخص توبہ کرتا ہوا اور دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوا آیا تھا اور عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس نے بالکل کوئی نیک عمل نہیں کیا۔

پھر ان کے پاس آدمی کی صورت میں ایک فرشتہ آیا انہوں نے اس کو اپنے درمیان حاکم بنالیا۔اس نے کہا: دونوں طرف سے زمین کی پیائش کرو۔وہ جس زمین کے زیادہ قریب ہو اسی کے مطابق اس کا حکم ہوگا جب انہوں نے پیائش کی تو وہ اس زمین کے زیادہ قریب تھا جہاں اس نے جانے کا ارادہ کیا تھا پھر رحمت کے فرشتوں نے اس پر قبضہ کرلیا حسن نے بیان کیا ہے کہ جب اس پر موت آئی تو اس نے اپنا سینہ پہلی جگہ سے دور کرلیا تھا۔(مسلم ج۲ص۳۵۷ قدیمی کتب خانہ کراچی)

قاعدہ نمبر 32:

ہر چیز کے جوٹھے کا حکم اس کے گوشت کے حکم کے مطابق کیا جائے گا۔یعنی جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کا لعاب بھی پاک ہے اور جن کا گوشت حرام ہے ان کا لعاب بھی ناپاک ہے۔

اس قاعدے کا ثبوت یہ حدیث مبارکہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کتا تم میں سے کسی ایک کے برتن سے (پانی) پی لے تو وہ اس کو سات مرتبہ دھولے۔(الجامع البخاری ج۱ص۲۹،،قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کتا نجس ہے اور اس کا لعاب بھی نجس ہے کیونکہ طہارت کا حکم تب ہوتا ہے جب حدث یا نجس کا وجود پایا جائے۔اور اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ کتے کا گوشت نجس ہے اور اس کے گوشت سے بننے والا لعاب بھی نجس ہے تو کتے کا جوٹھا

www.waseemziyai.com

کتے کے گوشت کے تابع ہوا جب متبوع حرام ہے تو تابع بھی حرام ہے۔اور یہی حال تمام جانوروں کا ہے جو حرام ہیں۔

۱-شرابی کا جوٹھا:

آدمی کا جوٹھا پاک ہے لیکن شرابی نے جب شراب پی اور اس کے فورا بعد بغیر کسی وقفہ کے کسی اور چیز کو پی لیا تو شراب پینے کی وجہ سے شرابی کا جوٹھا حرام ہو جائے گا کہ اثر شراب بھی حرام ہے۔نیز یہ پاک جوٹھے والے کا عارضی وصف ہے۔جس کے زائل ہوتے ہی حکم بھی مرتفع ہو جائے گا۔

انتباہ:

جوٹھے کے ناپاک ہونے کی دو جہتیں ہیں۔ایک جہت تو یہ ہے کہ جوٹھا کرنے والے کا گوشت حرام ہو اور دوسری جہت یہ ہے کہ اس نے کسی حرام چیز کو پی لیا ہو اور پھر فورا کسی پاک چیز کو جوٹھا کر دیا ہو۔

نوٹ:

انسان اور جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا جوٹھا پاک ہے لیکن شرابی یا کسی زہریلی دوا یا بیماری کا اثر چھوڑنے والے کے جوٹھے سے بچنا چاہیے۔

۲-بلی کا جوٹھا:

بلی کا جوٹھا پاک ہے لیکن مکروہ ہے جبکہ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک غیر مکروہ ہے۔(ہدایہ اولین ص ۲۸، دہلی)

پاک ہونے کی دلیل۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن سے وضو کیا۔جس کو پہلے بلی پہنچ چکی تھی۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

www.waseemziyai.com

:یہ (بلی) نجس نہیں ہے یہ تو طوافین اور طوافات میں سے ہے۔

(سنن ابن ماجہ ج ا ص ۳۰، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

بلی کے ناپاک ہونے کی دلیل یہ حدیث ہے۔ کہ ''الھرۃ سبع '' بلی درندہ ہے ایک دلیل کا تقاضہ یہ ہے کہ بلی کا جوٹھا پاک ہو جبکہ دوسری دلیل کا تقاضہ یہ ہے کہ بلی کا گوشت ناپاک ہے لہٰذا اس کا جوٹھا بھی ناپاک ہونا چاہیے۔ پس فقہاء نے اس کے لئے کراہت کا حکم ثابت کر دیا۔ (ہدایہ مع البنایہ ج ا ص ۲۸، المجتبائی دہلی)

قاعدہ نمبر 33:

من استعجل الشیء قبل اوانه عوقب حرمانه . (الاشباہ ۸۰)

جو شخص کسی چیز کو وقت سے پہلے لینے کی کوشش کرے تو اس کی سزا یہ ہے کہ اسے اس چیز سے محروم کر دیا جائے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص حرام مقصد کے لئے کوئی کام کرے تو اس کی سزا یہ ہے کہ اس کا مقصد پورا نہ کیا جائے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حدیث مبارکہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قاتل کے لئے کچھ بھی وراثت نہیں۔

(سنن ابی داؤد الجلد الثانی الصفحہ ثمانیۃ وعشرین ستہ مائۃ، مطبوعہ دار الحدیث ملتان)

اگر کوئی شخص اس لئے قتل کرے کہ وہ مقتول کے ترکے سے حصہ لینے والا ہے تو اسے قتل کی وجہ سے محروم کر دیا جائے گا کیونکہ اس نے طبعی موت سے پہلے ہی وراثت حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔

ا۔ مرض الموت میں طلاق:

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو مرض الموت میں طلاق دی تا کہ اسے وراثت سے محروم رکھے۔ تو طلاق ہو جانے کے باوجود وہ عورت وراثت پائے گی۔ کیونکہ شوہر نے جب غلط مقصد کے لئے طلاق دی لہٰذا اس کے مقصد کو پورا نہیں کیا جائے گا۔

www.waseemziyai.com

۲-وقت سے پہلے عبادات کی ادائیگی کا حکم:

ایسی تمام عبادات جن کے لئے شریعت اسلامیہ نے وقت متعین کیا ہے۔اگر کسی نے ان کو ان کے وقت سے پہلے ادا کرنے کی کوشش کی تو عبادات کر لینے کے باوجود ان کی ادائیگی درست نہیں ہوگی۔اور اس وقت تک وہ ذمہ سے ساقط نہ ہوں گی جب تک ان کو وقت معینہ میں ان کا اعادہ نہ کیا جائے گا۔اسکی مثال یہ ہے کہ اگر کسی نے اذان وقت سے پہلے دی تو وقت شروع ہونے پر اس کا اعادہ ضروری ہوگا اور یہی حکم وقت سے پہلے پڑھی گئی نمازوں کا ہے

۳-وقت سے پہلے کی گئی قربانی کا حکم:

اگر کسی نے نماز عید کی ادائیگی سے پہلے ہی قربانی کے جانور کو ذبح کر لیا۔تو اس کی یہ قربانی شرعا قبول نہیں کی جائے گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عید کے دن (عید) کی نماز سے پہلے قربانی کر لی۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ کرنے کا حکم دیا۔
(سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۲۷ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اسی قاعدہ کے استثنائی مسائل۔

۱-قاتل ام ولد:

اگر ام ولد نے اپنے آقا کو قتل کر دیا تا کہ وہ آزاد ہو جائے۔تو وہ آزاد ہو جائے گی۔

۲-قاتل مدبر:

اگر مدبر غلام نے اپنے آقا کو قتل کر دیا تا کہ وہ آزاد ہو جائے تو وہ آزاد ہو جائے گا اگر چہ قاعدہ کا تقاضہ اس کے برعکس ہے تاہم نفس حریت کا حکم ثابت ہو جائے گا۔

۳-اجباری خلع:

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو روک رکھا تا کہ وہ اس سے خلع لے اور شوہر کو فائدہ

www.waseemziyai.com

حاصل ہو۔تو اس کا حکم نافذ رہے گا۔

۴-مال زکواۃ بیچنا:

اگر کوئی شخص زکواۃ سے بچنے کے لئے مال زکواۃ پر سال گزرنے سے پہلے اسے بیچ دے تو اس پر زکواۃ واجب نہ ہوگی۔اگر چہ ایسا کرنا خلاف تقوی ہے۔اور قاعدہ کے بھی خلاف ہے۔اور مقصد بھی غلط ہے۔

۵-بیماری میں رخصت:

اگر کسی شخص نے بیمار ہونے کی دوا پی لی اور اس نے اسی حالت بیماری میں فجر کی۔تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس دن کا روزہ نہ رکھے۔اگر چہ یہ اس قاعدہ کے خلاف ہے۔

۶-اجباری وراثت:

اگر کسی نے اپنی بیوی کو روک رکھا(یعنی طلاق نہ دی) تا کہ وہ اس کی وراثت سے حصہ لے۔تو وہ وراثت سے حصہ لے گی۔

۷-قرضہ کی ادائیگی:

اگر قرض خواہ نے اپنے مقروض کو قتل کر دیا تو اس صورت میں اسے قرضے سے محروم نہیں کیا جائے گا بلکہ قرض واپس دلوایا جائے گا۔اگر چہ اسے قصاص میں قتل کر دیا جائے گا۔(الاشباہ ص۸۰)

۸-اختیاری حائضہ:

اگر کوئی عورت حیض لانے والی دوائی استعمال کرے تا کہ اسے حیض آئے اور وہ نماز پڑھنے سے بچ جائے۔تو ایسی صورت میں اس کے لئے نماز کا ترک یا اسے قضاء کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔یہ اس قاعدہ کے مطابق ہے۔

www.waseemziyai.com

۹-زکواۃ کی قبل از وقت ادائیگی:

اگر کسی شخص نے زکواۃ یا فطرانہ وقت سے پہلے ادا کر دیا تو یہ ادائیگی درست ہوگی اور وجوب ذمہ سے بری ہو جائے گا۔

قاعدہ نمبر 34۔

تصرف الامام علی الرعیة منوط بالمصلحة ۔(الاشباہ)

رعایا کے معاملات میں حاکم کا اختیار مصلحت پر مبنی ہوتا ہے۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کسی رعایا کا حاکم بنایا ہو اور وہ شخص جس دن مرے اسی دن وہ اپنی رعایا کے ساتھ خیانت کرتا ہوا مرے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دے گا۔(مسلم ج ۲ ص ۱۲۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے مال کا اسی طرح ذمہ دار سمجھتا ہوں جس طرح یتیم کا سرپرست اس کے مال کا ذمہ دار ہوتا ہے جب مجھے ضرورت ہوتی ہے تو میں اس سے کچھ لے لیتا ہوں اور جب خوشحال ہوتا ہوں تو اسے واپس لوٹا دیتا ہوں اور جب دولتمند ہوں تو اس سے پرہیز کرتا ہوں۔

(الطرق الحکمیہ ص ۵۰ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور)

۱-سرکاری ملازمین خیانت سے بچیں:

حضرت عدی بن عمرہ کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ہم نے تم میں سے جس شخص کو عامل بنایا اور وہ ایک سوئی یا اس سے بھی کم چیز کو چھپالے تو یہ خیانت ہوگی اور وہ قیامت کے دن یہ چیز لے کر آئے گا۔

حضرت عدی کہتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا پھر ایک سیاہ رنگ کا انصاری کھڑا ہوا اور

www.waseemziyai.com

کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھ سے اپنا کام واپس لے لیجئے۔آپ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: میں نے آپ کو اس طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔آپ نے فرمایا: میں اب بھی تم سے یہی کہتا ہوں کہ ہم نے تم میں سے جس شخص کو عامل بنایا وہ ہر چھوٹی چیز کو لے کر آئے گا اس کے بعد اسے جو چیز دی جائے وہ لے لے اور جو نہ دی جائے اس سے باز رہے۔(مسلم ج ۲ ص ۱۲۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۲-حاکم کے تقرر کی شرائط:

امام ابوالحسن الماوردی لکھتے ہیں۔امام کے تقرر کی سات شرائط ہیں۔

۱-حق پرستی:

وہ ہمیشہ حق پر ڈٹ جانے والا ہو۔

۲-علم:

امام ایسا عالم ہو کہ وہ عام ہدایات اور کثیر واقعات کے وقت اجتہاد کر سکے۔

۳-صحت حواس ونطق:

حواس خمسہ کی سلامتی رکھتا ہو تا کہ ہر معاملہ کو بہتر انداز سے سمجھ سکتا ہو۔

۴-صحت اعضاء:

جسمانی اعضاء کا تندرست ہونا تا کہ اٹھنے بیٹھنے میں آسانی ہو اور دیگر تمام سلطنت کے معاملات میں اسے آسانی ہو۔

۵-عقل وفراست:

وہ عقل وفراست جو رعایا کی نگرانی اور ملکی مصالح کے لئے معین ہو۔

۶-شجاعت ودلیری:

اس لئے تا کہ ملک کی حفاظت کی جائے اور دشمن سے جہاد کیا جائے۔

www.waseemziyai.com

۷-نسب۔

امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ قریش سے ہو کیونکہ اس کے بارے میں نص موجود ہے

تقرر امام کا طریقہ۔تقرر امام کے دو طریقے ہیں:

۱-اہل اختیار امام کا تقرر کریں۔جبکہ اہل اختیار امام کی قابلیت پر غور کریں۔

۲-سابقہ امام نے اپنا ولی عہد بنایا ہو۔

انتباہ:

اگر دو شہروں میں دو امام مقرر کیے گئے تو ان دونوں کی امامت باطل ہوگی کیونکہ وقت واحد میں دو امام نہیں ہو سکتے۔اگر چہ یہ اختلافی اصول ہے۔

۳-حاکم رشوت دینے والے کو عبرت ناک سزا دے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا اور ایک لاکھ دے کر ایلہ کی حکومت کا طالب ہوا۔آپ نے اس کو سو کوڑے لگوائے اور عبرت وتعزیر کے لئے اسے سولی پر چڑھا دیا۔(الاحکام السلطانیہ ص ۲۸۳ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

۴-حاکم وقت کے لئے مندرجہ ذیل مہمات کو مضبوطی سے قائم کرنا ضروری ہے:

۱-حفاظت دین، دفاع اور تعلیم دین کا اہتمام کرنا۔

۲-شرعی قوانین کا نفاذ اور عدل وانصاف کا قیام کرنا۔

۳-شرعی سزاؤں کا نفاذ اور مجرموں کی سرکوبی کرنا۔

۴-مال، جان اور عزت کی حفاظت اور امن وامان کا قیام۔

۵-فوج اور اسلحہ کا انتظام اور دارالاسلام کا دفاع کرنا۔

۶-کفار محاربین اور سازشیں کرنے والوں کے خلاف قتال کرنا۔

۷-سرکاری خزانے کی حفاظت اور اسلام کے مالی نظام کا قیام۔

www.waseemziyai.com

۸-قومی خزانے پر امانتدار ماہرین کا تقرر کرنا۔

۹-تنخواہوں کا منصفانہ نظام قائم کرنا اور ان کی بروقت ادائیگی کرنا۔

۱۰-عوام کی حالت سے براہ راست باخبر رہنا۔

(الاحکام السلطانیہ ص ۲۱، ۲۲، مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

۵- نیک اور مباح کاموں میں حاکم کی اطاعت کی جائے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی۔ اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۷، وزارت تعلیم اسلام آباد)

۶-کافر کو حاکم نہ بنایا جائے:

یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المومنین ۔(النساء ۱۴۴)

اے ایمان والو: مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو ولی نہ بناؤ۔

قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ اس پر تمام علماء کا اجماع ہے کہ کافر کی حکمرانی منعقد نہیں ہوتی۔ (شرح نووی مسلم ج ۲ ص ۱۲۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۷- حاکم کی مخالفت کب کی جائے:

جنادہ بن ابی امیہ کہتے ہیں کہ ہم عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اس وقت وہ بیمار تھے ہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائے۔ ہم کو کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو اور وہ ہم کو نفع دے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بلایا، ہم نے آپ سے بیعت کی، آپ نے ہم سے جن چیزوں پر بیعت لی تھی وہ یہ

www.waseemziyai.com

تھیں کہ ہم خوشی اور ناخوشی اور مشکل اور آسانی میں اور ہم پر ترجیح دیئے جانے کی صورت میں بھی سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کریں اور جو شخص صاحب اقتدار ہو اس کے خلاف جنگ نہ کریں ہاں اگر تم کو اس میں کھلم کھلا کفر نظر آئے۔ جس کے کفر ہونے پر تمہارے پاس قرآن وسنت سے واضح دلیل ہو۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۲۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر حاکم وقت قرآن وسنت کے احکام کی مخالفت کرے تو اس کی مخالفت کی جائے گی اور اسے اقتدار سے معزول کیا جائے گا۔

۸- فاسق کی امامت وحکمرانی:

لا ینا ل عھد ی الظالمین ۔ (البقرہ ۱۲۴)

میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔

جو شخص ظالم ہو وہ نہ تو نبی ہوسکتا ہے اور نہ نبی کا خلیفہ بن سکتا ہے نہ قاضی، نہ مفتی، نہ گواہ اور نہ ہی حدیث بیان کرسکتا ہے کیونکہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ دین کے کسی شعبہ کی بھی امامت اور امارت ظالم اور فاسق کو نہیں دی جاسکتی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کی امامت بھی فاسق کو نہیں دی جاسکتی۔ اور امام کا صالح ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ آیت اس پر دلیل ہے کہ ہر دینی منصب کے لئے عدالت اور نیک ہونا ضروری ہے۔

(احکام القرآن ج ۱ ص ۶۹، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور)

۹- عورت کی حکمرانی:

الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض ۔ (النساء ۳۴)

مرد عورتوں پر حکمران ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک فریق کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے کسری کی بیٹی کو حکمران بنالیا ہے تو آپ نے فرمایا: وہ قوم ہرگز

www.waseemziyai.com

کامیابی حاصل نہیں کرے گی۔ جس نے عورت کو اپنا امیر بنالیا۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث ۷۰۹۹)

قرآن کی اس آیت اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یونین ناظم بلکہ یونین کونسلر سے لے کر ملک کے وزیر اعظم تک یا صدر مملکت تک عورت کسی بھی طرح حکمرانی نہیں کر سکتی کیونکہ اسلام نے منع کیا ہے اہل علم پر مخفی نہیں کہ خلافت راشدہ سے لے کر بعد کے سینکڑوں سال تک کبھی بھی امت مسلمہ نے عورت کو حکمرانی سپرد نہیں کی۔ لہٰذا نام نہاد روشن خیالوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہیے۔ کہ جس عورت کا غیر محرموں کے سامنے چہرہ کھول کر باتیں کرنا حرام، جس کو دیکھنا حرام، آواز سننا منع، جس کی گواہی مرد کے مقابلے میں نصف، حدود میں گواہی قابل قبول ہی نہیں، ناقص العقل، ناقص الدین، حیض ونفاس کے احکام، مستحاضہ ہونے کے احکام، قوت فیصلہ میں ضعف، جس کا گھر سے باہر بن سنور کر نکلنا اور غیر محرموں کے سامنے سے گزرنا ایسا ہو جیسا شیطان کا ساتھی ہونا، ایام زچگی میں محدود سرگرمیاں، ایام حمل میں ذمہ داریوں کا عدم نبھا، جس کے ساتھ غیر محرم کا مصافحہ حرام، جس کو چھونا حرام ہوا کیا اس قدر موانع رکھنے والی عورت حکمرانی کی حق دار ہو سکتی ہے؟ اگر عورتیں نہیں مانتیں تو پھر اس سے بڑھ کر کم عقلی کیا ہو سکتی ہے کہ قرآن وسنت اور عقل سلیم کے تمام تر دلائل کے باوجود وہ نہ سمجھی تو یہ نہ سمجھنا بھی اس کی عدم اہلیت پر دلیل ہوگی۔

۱۰- ظالم حکمرانوں کے ظلم پر صبر کرنا:

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تنہائی میں کہا کیا آپ مجھے عامل نہیں بنائیں گے؟ جس طرح آپ نے فلاں شخص کو عامل بنایا ہے۔ آپ نے فرمایا: میرے بعد تم کو اپنے اوپر ترجیح کا سامنا ہوگا تم اس پر صبر کرنا حتیٰ کہ تمہاری مجھ سے حوض کوثر پر ملاقات ہو۔

(مسلم ج ۲ ص ۱۲۷، قدیمی کتب خانہ کراچی

www.waseemziyai.com

احتساب نفس ومعاشرہ امن وامان اور حقوق العباد کی اصل ہیں:

احتساب کے آٹھ مدارج ہیں۔

درجہ نمبر۱:

احتساب کرنے والے کا احوال کو پہچاننا یعنی اسے یہ معلوم ہو کہ یہ حالت واقعی احتساب کا تقاضہ کرنے والی ہے۔جیسے ساز کی آواز اور شراب کی بد بو پر احتساب کیا جائے۔

درجہ نمبر۲۔

اس چیز کی برائی بیان کردے ممکن ہے کوئی شخص ایسا کلام کرتا ہو جس کی برائی سے وہ واقف نہ ہو جیسے کوئی دیہاتی نماز پڑھتا ہو اور تعدیل ارکان نہیں کرتا تو اسے تعلیم دینا ضروری ہے۔

درجہ نمبر۳۔

وعظ ونصیحت کے ساتھ نرمی اختیار نہ کرے بلکہ سختی کے ساتھ احتساب کرے جب اسے معلوم ہو کہ یہاں معاملہ نرمی کے ساتھ حل نہ ہوگا۔یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو نرمی کی زبان سمجھنے سے عاجز رہتے ہیں۔

درجہ نمبر۴۔

سختی سے بات کی جائے لیکن اس میں بھی دو ادب ہیں۔

۱۔جب تک نرمی اور لطف سے روک سکتا ہے اور وہ کافی ہو تو سختی نہ کرے۔

۲۔فحش بات زبان سے نہ نکالے اور سچ کے سوا دوسری بات نہ کہے۔

درجہ نمبر۵۔

جب محتسب کا تعلق ہاتھ سے نہ ہو تو اس کے بھی دو ادب ہیں۔

www.waseemziyai.com

۱- اس کو لباس بدلنے پر مائل کرے اور کہے یہ ریشمی لباس اتار دے شراب کو پھینک دے اور حالت جنابت میں مسجد سے دور رہے۔

۲- اگر اس طرح کہنا کافی نہ ہو تو اس کے ہاتھ سے پکڑ کر وہاں سے نکال دے۔ اس عمل کا طریقہ یہ ہے کہ کم تر عمل کرے یعنی جب ہاتھ پکڑ کر نکال سکتا ہے تو داڑھی نہ پکڑے، پاؤں پکڑ کر نہ کھینچے۔

درجہ نمبر ۶-

احتساب میں ڈرایا اور دھمکایا جائے۔ یعنی یوں کہے اس شراب کو پھینک دے ورنہ تیرا سر توڑ دوں گا یا تجھے رسوا کروں گا اگر نرمی سے کام نہ نکلے تو اس وقت اس طرح کے کلمات کہنا درست ہے۔

درجہ نمبر ۷-

ہاتھ پاؤں اور لکڑی سے مارے یہ بات بوقت ضرورت بقدر ضرورت درست ہے۔ اگر کوئی شخص بغیر مار کھائے معصیت سے دست بردار نہیں ہو رہا تو جب اس کو باندھ دیا اب اس کو مارنا درست ہی نہیں۔ کیونکہ معصیت کے بعد سزا کو تعزیر یا حد کہتے ہیں اور تعزیر و حد کا جاری کرنا سلطان وقت کا کام ہے۔

درجہ نمبر ۸-

اگر محتسب احتساب کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اکیلا کافی نہ ہو تو دوسرے لوگوں کو بھی جمع کرے اور اس سے لڑے، شاید ہو سکتا ہے کہ وہ بھی اپنی حامیوں کو جمع کرے اور نوبت مقابلے تک پہنچے۔ بہر حال اس کا محاسبہ ہونا چاہیے۔

(کیمیائے سعادت ص ۳۸۴، لاہور)

قاعدہ نمبر 35:

اختیار کی صورت میں معطوف علیہ اور معطوف دونوں کو جمع نہیں کیا جائے گا۔

www.waseemziyai.com

(ماخوذ من اصول شاشی)

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے۔

فکفارته اطعام عشرة مساکین من اوسط ما تطعمون اهلیکم او کسوتهم او تحریر رقبة ۔(المائدہ۸۹)

تو ایسی قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اس کے اوسط میں سے یا انہیں کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا۔

اس آیت مبارکہ میں قسم کا کفارہ بیان کیا گیا ہے کہ ان تینوں میں سے کسی ایک کی ادائیگی ضروری ہوگی کیونکہ یہاں تین چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا ہے لہٰذا جب معطوف علیہ اور معطوف حالت اختیاری میں جمع ہو جائیں تو ان میں سے کسی ایک کو اختیار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ عمل میں دونوں کو اکٹھا نہ کیا جائے۔ بلکہ شرعی رخصت ہے۔

طلاق رجعی دو بار تک ہے:

الطلاق مرتن فامساك بمعروف او تسریح باحسان،(البقرہ۲۲۹)

یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ رکھ لے یا اچھے سلوک کے ساتھ چھوڑ دے۔

شریعت مطہرہ نے حقوق زوجین کے متعلق اصول بیان کیے ہیں کہ شوہر اگر اپنی بیوی کو طلاق رجعی دینا چاہتا ہے تو وہ زیادہ سے زیادہ دو طلاقیں رجعی دے سکتا ہے۔ اس کے بعد شوہر کے لئے یہ حکم ہے کہ دوسری طلاق رجعی کے بعد یا تو بیوی سے رجوع کر لے اور آئندہ اسے اپنی بیوی بنا کر رکھے یا پھر اسے بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے۔ ان دونوں طریقوں میں سے کسی ایک حکم پر عمل پیرا ہونا ہوگا۔ اور دونوں کو نہیں اپنایا جائے گا۔ کیونکہ اختیاری صورت میں معطوف علیہ اور معطوف دونوں جمع نہیں ہوتے۔

www.waseemziyai.com

قاعدہ نمبر 36:

تصرفات شرعیہ بذات خود اچھے ہوتے ہیں لیکن حکم نہی غیر کی قباحت کی وجہ سے، ہوتا ہے۔ (نورالانوار ص ۶۴ مطبوعہ مکتبہ اکرمیہ پشاور)

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حدیث مبارکہ ہے:

. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی سورج کے طلوع ہونے کے وقت اور اس کے غروب ہونے کے وقت نماز پڑھنے کا ارادہ نہ کرے۔ (سنن نسائی ج ۱ ص ۹۶، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

اس حدیث میں اور دیگر کئی احادیث میں طلوع آفتاب کے وقت، جب سورج سیدھا سر پر ہو اور غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ حالانکہ نماز پڑھنا اعلی تصرفات شرعیہ سے ہے اور عظیم باعث ثواب عمل ہے۔ اور بذات خود حسن و اچھائی کا مرقع ہے لیکن حکم نہی غیر کی قباحت کی سے وجہ آیا ہے۔

۱- ان اوقات میں شیطان اپنے سینگ کے ساتھ ہوتا ہے۔ (نسائی ج ۱ ص ۹۶ ملتان)

۲- ان اوقات میں مشرکین یا سورج کی پوجا کرنے والے اسے سجدہ کرتے ہیں ان کے ساتھ تشبیہ ہونے کی وجہ سے منع کر دیا گیا ہے۔

نہی کی تعریف:

اختیار کے ہوتے ہوئے کسی چیز سے منع کرنا نہی کہلاتا ہے جیسے حالت روزہ میں کھانے پینے کی نہی کیونکہ روزے دار کھانے پینے کا اختیار رکھتا ہے لیکن حکم شرعی کیوجہ سے اسے روک دیا گیا ہے۔

نفی کی تعریف:

کسی کو غیر اختیاری فعل سے منع کرنا نفی کہلاتا ہے جس طرح پیالے میں پانی نہ ہو اور کہا جائے کہ اس سے پانی نہ پینا تو یہ نفی ہوگی کیونکہ پیالہ تو پہلے ہی خالی ہے جبکہ نہی

www.waseemziyai.com

بھی اسے ہی کہتے ہیں کہ غیر اختیاری فعل سے منع کر دینا جس طرح کسی اندھے سے کہا جائے کہ مت دیکھو۔ (ماخوذ من نور الانوار ص ۶۳، مطبوعہ مکتبہ اکرمیہ پشاور)

نہی اور نفی میں فرق:

نہی اور نفی میں فرق یہ ہے کہ نہی میں عمل کے جواز اور وجود میں لانے کا تصور باقی رہتا ہے جبکہ نفی کی صورت میں وجودِ عمل کے معدوم ہونے کے تصور کے ساتھ ہی بندے کا اختیار بالکلیہ معدوم ہو جاتا ہے۔

۱- حالت حیض میں جماع:

فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوھن حتی یطھرن ۔(البقرہ ۲۲۲)

حیض کے دنوں میں عورتوں سے علیحدہ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ حتیٰ کہ وہ پاک ہو جائیں۔

اپنی منکوحہ سے جماع مباح بلکہ باعث ثواب عمل ہے لیکن حالتِ حیض میں منع کر دیا گیا اور یہ حکم نہی غیر کی قباحت کی وجہ سے ہے کہ حیض ''**اذی**'' گندگی ہے۔

۲- حالت حیض میں نماز، روزے کا حکم:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو وہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے پس یہی اس کے دین کا نقص ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۶۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)

نماز، روزہ اگرچہ اہم عبادات فریضہ میں سے ہیں لیکن حیض کی وجہ سے قباحت داخل ہوئی تو اسی وجہ سے نماز، روزہ سے اس کو منع کر دیا گیا۔

۳- یوم عید اور یوم نحر کا روزہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو روزوں اور دو بیوع سے منع کیا

www.waseemziyai.com

۵-شادی شدہ عورتوں سے نکاح:

والمحصنت من النساء .(النساء۲۴)

اور خاوند والی عورتیں (تم پر حرام ہیں)۔

اس مسئلہ میں بھی عورت کا پہلے سے منکوحہ ہونا اس کے لئے جائز و مستحسن جبکہ دوسرے کے لئے قباحت کو ثابت کرتا ہے۔لہٰذا اس کا نکاح کسی اور سے منع کر دیا گیا۔

قاعدہ نمبر 37:

الفرض افضل من النفل الا فی مسائل .(الاشباہ والنظائر۷۹)

فرض نفل سے افضل ہوتا ہے لیکن بعض مسائل ایسے بھی ہیں جہاں نفل فرض سے افضل ہوتا ہے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جریج اپنے معبد میں عبادت کر رہے تھے اتنے میں ان کی ماں آئی،حمید کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی اس طرح صفت بیان کی، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی صفت بیان کی تھی۔ جب ان کی ماں نے انہیں بلایا تو انہوں نے کسی طرح اپنی ہتھیلی اپنی بھنوؤں پر رکھی تھی، پھر اس کی طرف سر اٹھا کر اس کو آواز دی اور کہا اے جریج؛ میں تمہاری ماں ہوں تم مجھ سے بات کرو، جریج اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔جریج نے دل میں کہا۔اے اللہ؛ ایک طرف ماں ہے اور ایک طرف نماز ہے، پھر انہوں نے نماز کو اختیار کر لیا، ماں واپس لوٹ گئی، پھر دوبارہ آئی اور کہا اے: جریج؛ میں تمہاری ماں ہوں مجھ سے بات کرو۔ جریج نے سوچا، کہ ایک طرف میری ماں ہے اور ایک طرف نماز ہے۔ پھر انہوں نے نماز کو اختیار کر لیا۔

ان کی ماں نے کہا: اے اللہ؛ جریج میرا بیٹا ہے میں اس سے بات کرتی ہوں اور یہ انکار کرتا ہے اے اللہ؛ اس کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک یہ بدکار عورتوں کا منہ نہ

www.waseemziyai.com

دیکھ لے، آپ نے فرمایا: اگر وہ یہ دعا کرتی کہ جریج فتنہ میں پڑ جائے تو وہ فتنہ میں پڑ جاتا۔ آپ نے فرمایا: ایک دنبوں کا چرواہا تھا جو جریج کے معبد میں ٹھہرتا تھا ایک دن بستی سے ایک عورت نکلی تو اس چرواہے نے اس کے ساتھ بدکاری کی، وہ حاملہ ہوگئی اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا، اس عورت سے پوچھا گیا یہ کس کا بچہ ہے؟ اس عورت نے کہا: اس معبد والے کا بچہ ہے۔ لوگ اپنے پھاوڑے اور کلہاڑے لے کر آئے اور اس کو آواز دی ؛ جریج اس وقت نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے ان لوگوں سے بات نہیں کی، لوگوں نے اس معبد کو گرانا شروع کر دیا۔

جب جریج نے یہ معاملہ دیکھا تو ان کے پاس اتر کر آئے، لوگوں نے ان سے کہا :دیکھو یہ عورت کیا کہتی ہے؟ جریج مسکرائے پھر انہوں نے اس بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا: میرا باپ دنبوں کا چرواہا ہے۔

جب لوگوں نے یہ جواب سنا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے تمہارا معبد جو گرایا ہے اس کے عوض سونے اور چاندی کا معبد بنا دیتے ہیں جریج نے کہا: نہیں، تم اس کو پہلے ہی کی طرح مٹی کا بنا دو یہ کہہ کر پھر وہ اوپر چلے گئے۔ (مسلم ج ۲ ص ۳۱۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت جریج کے لئے نفل نماز میں مشغول رہنے سے ماں کے بلانے پر جانا صحیح تھا کیونکہ نفل نماز پڑھتے رہنا نفل تھا اور ماں کے بلانے پر جانا اور اس کے ساتھ نیکی کرنا واجب تھا۔ ماں کے بلانے پر جانے کے وجوب کے سلسلے میں امام ابن شیبہ نے محمد بن منکدر سے یہ روایت بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نماز میں تم کو ماں بلائے تو جاؤ اور اگر باپ بلائے تو نہ جاؤ۔

مجاہد نے یہ کہا ہے کہ ماں اور باپ دونوں کے بلانے پر جاؤ۔ امام مالک سے یہ روایت ہے کہ اگر ماں عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے سے منع کرے تو اس کی اطاعت نہ کرو اور اگر جہاد میں جانے سے منع کرے تو اس کی اطاعت کرو، ان دونوں میں فرق ظاہر ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۸۳ مطبوعہ منیریہ مصر)

www.waseemziyai.com

فرض کی تعریف:

وہ کام جس کا کرنا ضروری ہو اور اسکا ترک بالکل لازما منع ہو۔اس کا ثبوت بھی قطعی ہو اور اس کے فعل کا لزوم بھی قطعی ہو اور اس کا انکار کفر ہو اور اس کو ترک کرنے والا عذاب کا مستحق ہو۔ چاہے ہمیشہ ترک کرنے والا ہو یا کبھی کبھی۔

(ردالمحتار ج ا ص ۱۸۶، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

فرض اعتقادی اور فرض عملی میں ترجیح:

حضرت ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نماز پڑھ رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا پس میں حاضر نہیں ہوا (جب میں نے نماز پڑھ لی) تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا، آپ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: اللہ اور رسول کے بلانے پر فورا حاضر ہو جاؤ۔

(الانفال ۲۴)۔(صحیح بخاری رقم الحدیث ۵۰۰۶)

حالت نماز میں تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام علالت میں پیر کے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ جب صف باندھے صحابہ کھڑے تھے اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ سے باہر آئے آپ نے پردہ اٹھایا اور ہمیں دیکھنے لگے جس وقت آپ کھڑے تھے آپ کا چہرہ ورق قرآن کی طرح لگتا تھا پھر آپ مسکرائے آپ کے چہرہ کو ہم دیکھ کر اس قدر خوش ہوئے کہ خدشہ تھا ہم نماز توڑ ڈالیں۔(بخاری ج ا ص ۱۵۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حالت نماز میں صحابہ کرام قبلہ کی طرف دیکھنے کی بجائے آپ کے چہرہ اقدس کو دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ کعبہ تو صرف ظاہری قبلہ ہے حقیقی قبلہ تو آپ کی ذات مبارکہ ہے۔اسی لئے امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو　　کعبہ تو دیکھ چکے، کعبے کا کعبہ دیکھو

www.waseemziyai.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت طویل قیام کیا حتیٰ کہ میں نے ایک بری بات کا ارادہ کیا۔ راوی نے حضرت ابن مسعود سے پوچھا آپ نے کس بری چیز کا ارادہ کیا تھا؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ارادہ کیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں چھوڑ کر خود بیٹھ جاؤں۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۹۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

علامہ نووی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی وجہ سے نماز میں نہیں بیٹھے۔ (شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۶۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۱-وقت سے پہلے وضو کرنا:

نماز کے وقت سے پہلے وضو کر لینا مستحب ہے۔ اور وقت کے بعد وضو کرنا فرض ہے جبکہ افضل وضو وقت سے پہلے کرنا ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہاں نفل فرض سے افضل ہے

۲-سلام میں ابتداء کرنا:

سلام میں پہل کرنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہے حالانکہ سلام میں ابتداء افضل ہے لہٰذا یہ سنت مسئلہ واجب سے افضل ہوا۔ اور ثواب میں بھی پہل کرنے والا زیادہ نیکی کماتا ہے۔

قاعدہ نمبر 38۔

اذا اجتمع امران من جنس واحد ولم یختلف مقصودھما دخل احدھما فی الاخر غالبا ۔(الاشباہ ۶۶)

ایک ہی جنس کے جب دو حکم جمع ہو جائیں اور ان کا مقصود مختلف نہ ہو ان

www.waseemziyai.com

میں سے ہر ایک اکثر دوسرے میں داخل ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رمضان (دن کے وقت) اپنی بیوی سے عمل ازدواج کرلیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں مسئلہ پوچھا گیا آپ نے فرمایا: کیا تم غلام آزاد کر سکتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں آپ نے فرمایا: دو ماہ کے روزے رکھ سکتے ہو اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔ (مسلم ج ا ص ۳۵۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے اگرچہ صرف روزے کا کفارہ ثابت ہے تاہم اگر کسی شخص نے رمضان المبارک کے مہینے میں اپنی بیوی سے حالت روزہ میں جماع کرلیا پھر اسی دن میں دوسری بار یا تیسری بار جماع کیا یا جماع کے بعد کھانا کھالیا یا پانی پی لیا۔ تو ان تمام صورتوں میں اس پر صرف ایک ہی روزے کا کفارہ لازم ہوگا۔

۱- حالت حیض و جنابت میں غسل:

اگر کسی عورت پر دو طرح سے غسل فرض ہوا کہ حالت جنابت بھی غسل کا تقاضہ کرتی ہے اور حیض بھی غسل کا تقاضہ کرتا ہے۔ تو ایسی عورت کے لئے صرف ایک ہی غسل کافی ہو گا۔ کیونکہ غسل جنس واحد اور پاکی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے اور دونوں کا مقصود بھی ایک ہی ہے اور وہ طہارت حاصل کرنا ہے۔

۲- محرم کا ہاتھ اور پاؤں کے ناخن تراشنا:

اگر کوئی شخص حالت احرام میں ہو اور وہ ہاتھ اور پاؤں کے ناخن ایک ہی مجلس میں تراشے تو اس پر ایک ہی دم لازم آئے گا۔ کیونکہ اتحاد جنس و اتحاد مقصود پایا جا رہا ہے۔

۳- آیت سجدہ کی تلاوت کا تکرار:

اگر کسی نے آیت سجدہ کو ایک ہی مجلس میں بار بار پڑھا تو ایسی صورت میں اس پر صرف ایک ہی سجدہ تلاوت واجب ہوگا۔

www.waseemziyai.com

۴-زنا،شراب اور چوری:

اگر کسی نے زنا تکرار کے ساتھ کیا، تکرار کے ساتھ شراب پی یا تکرار کے ساتھ چوری کی تو ہر ایک جرم کی حد صرف ایک بار ہی کافی ہوگی۔ کیونکہ اتحاد مجلس، اتحاد جنس اور اتحاد مقصود کی وجہ سے حکم ایک ہی مرتبہ عائد ہوگا۔

۵-حد زنا اور رجم:

اگر کسی نے باکرہ کے ساتھ زنا کیا اور اس کے بعد ثیبہ سے زنا کیا تو اس پر رجم یعنی پتھر مار مار کر مار دیا جائے گا اور یہی ایک سزا کافی ہوگی۔ کیونکہ حد زنا برائے غیر شادی شدہ وہ بھی اسی ضمن میں پائی جائے گی۔ اس کا علیحدہ انعقاد نہ ہوگا کیونکہ مقصود حاصل ہو چکا ہے۔

قاعدہ نمبر 39۔

ہر حکم ترجیحی مصلحت کے تابع ہوگا۔ (الفروق از قرافی)

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ کئی عبادات ایسی ہیں کہ جن کو بجالانے کی وجہ سے کچھ نقصانات بھی ہو جاتے ہیں جیسے جہاد اور صدقہ وغیرہ ہیں لیکن ان کاموں کی بھلائی ان کی خرابیوں پر غالب رہتی ہے اس لئے شریعت اسلامیہ نے ان کاموں کو بجالانے کا حکم دیا ہے۔

جہاد اور اس کے فوائد:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوجہل کی خبر کون لے کر آئے گا؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ گئے اور دیکھا کہ عفراء کے دو بیٹے اس کو قتل کر چکے ہیں اور اس کا جسم ٹھنڈا ہونے کے قریب ہے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی داڑھی کو پکڑ کر کہا کیا تو ابوجہل ہے؟ ابوجہل نے کہا: کیا اتنے بڑے کسی اور شخص کو بھی تم نے قتل کیا ہے؟ یا کہا کیا اس قوم نے اتنے بڑے شخص کو قتل

www.waseemziyai.com

کیا ہے؟ ابو مجلز کہتے ہیں کہ ابو جہل نے یہ بھی کہا تھا کہ کاش مجھے کسان کے علاوہ کسی اور نے قتل کیا ہوتا۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۱۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

جہاد سے اگر چہ جانی و مالی نقصان پہنچتا ہے لیکن کسی بھی معاشرے سے لے کر ریاست و ملک تک اگر امن و امان کو لانا ہو تو جہاد کے فوائد حاصل کرنا ہوں گے۔ شریعت مطہرہ ہی کے رہنما اصول ہیں جنہوں نے دنیائے انسانیت کو دور جاہلیت سے نکال کر اس حال میں زندگی کو بحال کیا کہ آج شرق و غرب میں انسان ترقی کی راہوں پر گامزن ہو چکا ہے۔

فتح مکہ اور اسلامی جہاد:

تاریخ انسانیت ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے کہ جو فتوحات کا طریقہ اسلام نے بیان کیا ہے وہ کسی بھی مذہب کو نہ مل سکا۔ اگر فتح مکہ کے دن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کافروں سے انتقام لینا چاہتے یا تلوار کے زور پر شہر مکہ کو فتح کرتے تو خون کی ندیاں بہہ جاتیں، قتل عام کا بازار گرم ہو جاتا، شہر بربادی کی وجہ سے جنگل کا منظر پیش کرتا، عورتوں، بچوں اور ضعیفوں کی آہ و پکار آسمانوں کو ٹکراتی۔ لیکن مسلمانوں پر بے پناہ مظالم کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کافروں کو معاف کر دیا۔ اسی سے معلوم ہوا کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ اپنی اچھی اقدار کی وجہ سے پھیلا۔ کاش آج بھی مسلمانوں کو اسی تہذیب سے محبت ہو جس نے فتح مکہ جیسے اہم واقعات کو دنیا کے سامنے پیش کر کے اسلام کی حقانیت کو دنیائے انسانیت کے سامنے روز روشن کی طرح واضح کر دیا۔

قاعدہ نمبر 40۔

انہ یفرق بین الحکم و العلة فان علته موجبة و حکمته غیر موجبة۔ (الاصول از امام ابوالحسن کرخی علیہ الرحمہ)

حکم کی علت اور حکمت کے درمیان فرق کیا جائے گا کیونکہ علت حکم کو واجب

www.waseemziyai.com

کرتی ہے جبکہ حکمت سے حکم واجب نہیں ہوتا۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے۔

من کان منکم مریضا او علی سفر فعدة من ایام اخر ۔

(النساء۱۸۵)

تم میں سے جو کوئی مریض ہو یا مسافر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں (روزوں کی) تعداد پوری کرے۔

اس آیت مبارکہ میں شرعی رخصت کا بیان ہے کہ حالت مرض یا حالت سفر ہو تو روزے کے افطار کی رخصت ہے کیونکہ مرض اور سفر اس حکم کی علت ہے اور حالت سفر یا مرض میں مشقت کا پایا جانا اس حکم کی حکمت ہے لیکن اگر سفر میں مشقت نہ ہو جیسا کہ آج کل کے دور میں سفری سہولیات پائی جاتی ہیں۔ تو کیا مشقت کے نہ ہونے کی وجہ سے شرعی رخصت کا یہ حکم اٹھ جائے گا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم باقی رہے گا۔ کیونکہ حکم کا وجوب علت سے ہوا کرتا ہے نہ کہ حکمت کی وجہ سے۔ لہٰذا وجود علت کی وجہ سے حکم باقی رہا حکمت باقی رہے یا نہ رہے۔

قاعدہ نمبر 41۔

ان النص یحتاج الی التعلیل بحکم غیرہ لا بحکم نفسہ ۔

(الاصول من الکرخی)

نص حکم غیر کے لئے علت کی محتاج ہوتی ہے جبکہ اپنے حکم میں علت کی محتاج نہیں ہوتی۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حدیث مبارکہ ہے:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی بیع چاندی کے بدلے اور سونے کی بیع سونے کے بدلے سے منع کیا ہے مگر جبکہ برابر، برابر ہو اور ہمیں اجازت دی کہ ہم سونے کو فروخت

www.waseemziyai.com

کریں چاندی کے ساتھ جیسے چاہیں اور چاندی کو سونے کے ساتھ جس طرح چاہیں۔
(بخاری ج ۱ ص ۲۹۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اسی طرح صحاح کی دوسری کئی احادیث میں چھ چیزوں کی ممانعت مذکور ہے۔

۱، سونا ۲، چاندی ۳، گندم ۴، جو ۵، کھجور ۶، نمک۔

کہ ان اشیاء کی ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی کے ساتھ بیع کرنا سود ہے جو کہ حرام ہے اب یہ چیزیں منصوص علیہ ہیں لہٰذا ان کی حرمت کسی علت کی محتاج نہیں۔ البتہ ان میں علت موجود ہے۔ اور علمائے احناف کہتے ہیں کہ ان میں علت قدر مع الجنس ہے۔ لہٰذا اشیائے ستہ کے علاوہ اگر حکم سود کا ثبوت کرنا ہے تو اس کے لئے علت کا ہونا ضروری ہوگا یعنی جب ان میں قدر مع الجنس پائی جائے گی۔ تو پھر برابر، برابر بیع کرنے کی صورت میں سود کا حکم لگایا جائے گا۔ کیونکہ غیر منصوص علیہ اشیاء پر حکم علت کا محتاج ہوتا ہے۔

علت کی تعریف:

علت حکم کے وجود کو ثابت کرنے اور اس کی پہچان کروانے والے وصف کو کہتے ہیں۔ اور جب علت نہ پائی جائے تو حکم بھی نہیں پایا جائے گا۔ جبکہ علت کا حکم کے اندر تاثیر کی مقدار کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ (الحصول فی اصول الفقہ ج ۲ ص ۱۸۳، مطبوعہ مکہ مکرمہ)

علت اور سبب میں فرق:

علت کے لئے لازمی ہے کہ اس میں اور اس پر مرتب ہونے والے حکم میں مناسبت ہو جبکہ سبب کبھی حکم کے مناسب ہوتا ہے اور کبھی بالکل مناسب نہیں ہوتا۔ (القواعد ص ۶۸)

قاعدہ نمبر 42:

پیداواری کا نفع ذمہ داری کی وجہ سے ملتا ہے۔ (الاشباہ ص ۷۷)

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حدیث ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے غلام خریدا (جو

www.waseemziyai.com

مدت تک اس کے پاس رہا) پھر اس نے اس میں کوئی عیب دیکھا اور وہ لوٹانے لگا فروخت کرنے والے نے یہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیش کیا۔ تو آپ نے اس غلام کو لوٹا دیا۔ پس اس شخص نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے میرے غلام کو استعمال کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: پیداواری کا نفع ذمہ داری کی وجہ سے ملتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۶۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

خراج کی تعریف:

ہر وہ چیز جو کسی چیز سے خارج ہو وہ خراج کہلاتی ہے یعنی درخت کا خراج اس کا پھل ہے۔ (الاشباہ)

۱-بنجر زمین کو آباد کرنے والے کے لئے حکم:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم فرماتے ہیں۔ جس نے بنجر زمین کو قابل کاشت کیا وہ اسی کی ہے۔ یہ حدیث حسن، صحیح ہے۔ (جامع الترمذی ج ۱ ص ۱۶۶ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اگر چہ فقہاء کرام کا اختلاف ہے لیکن اس حدیث کا یہ تقاضہ تو متفق ہے کہ زمین کو آباد کرنے والے نے چونکہ محنت کی ہے لہٰذا اسے اس کی محنت کا معاوضہ ملنا چاہیے۔ اسی لئے اس قاعدہ کے تحت اس کے لئے آباد کرنے والی زمین سے ضرور نفع ہوگا۔

۲-عاملین زکوۃ کی تنخواہیں:

وہ لوگ جن کو خلیفہ نے زکوۃ وصول کرنے کے لئے مقرر کیا ہے مال زکوۃ سے ان لوگوں کو تنخواہیں دینا جائز ہے کیونکہ وہ محنت ومشقت کی وجہ سے پیداوار کو لائے یا اس میں اضافہ کیا ہے اور اسی طرح کنز الدقائق میں ہے۔ کہ امام وقت زکوۃ کے مال سے عامل کو دے گا اگر چہ وہ غنی ہو کیونکہ جو کچھ وہ وصول کرے گا وہ زکوۃ نہیں ہوگی بلکہ اس کی محنت وعمل کا معاوضہ ہوگا۔

www.waseemziyai.com

۳-پیشہ وارانہ محنت اور تنخواہیں:

تمام دنیائے انسانیت کے انسانوں کی محنت کا معاوضہ اسی قاعدہ کے تحت ثابت ہے حکومتی وغیر حکومتی ادارے ہوں یا پرائیویٹ ادارے اور اسی طرح ایک مزدور سے لے کر ایک بادشاہ تک سب کے لئے یہی اصول مسلمہ قانون کی حیثیت رکھتا ہے۔ کہ وہ اپنی ذمہ داری کو پورا کرے اور عرف کے مطابق وہ اس کا معاوضہ وصول کرے۔ کیونکہ اس کی محنت اسکا تقاضہ کرتی ہے۔ (ماخوذ من الاشباہ)

انتباہ:

فخر الاسلام اصول میں فرماتے ہیں یہ حدیث جوامع الکلم سے ہے اس لئے اسے بالمعنی نقل کرنا جائز ہی نہیں۔

قاعدہ:

الغرم بالغنم .(الاشباہ)

نفع کے ساتھ ساتھ خسارہ بھی ہوتا ہے۔ اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ جس طرح کوئی شخص کسی چیز کا نفع حاصل کرتا ہے اسی طرح اگر اس چیز کا نقصان ہو تو وہ بھی اسے برداشت کرنا پڑے گا۔

۱-اشتراکیت کاروبار:

اگر باہم دو اشخاص نے کاروبار کیا اور شراکت کا معاہدہ کیا تو اس صورت میں اگر انہیں نفع ہوتا ہے تو وہ بھی دونوں کو حاصل ہوگا اور اگر نقصان ہوا تو وہ بھی دونوں کو اٹھانا پڑے گا۔

قاعدہ:

الاجر والضمان لا یجتمعان (الاشباہ)

اجرت اور ضمانت ایک شئی میں جمع نہیں ہوسکتیں۔

www.waseemziyai.com

قاعدہ نمبر 43:

اعتقاد کبھی بھی ساقط نہیں ہوتا جبکہ عمل عذر کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔

(ماخوذ من اصول الشاشی)

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے۔

من کان منکم مریضا او علی سفر فعدة من ایا م اخر (النساء۱۸۵)

جو تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں (روزوں کی) تعداد پوری کرے۔

عذر شرعی کی وجہ سے روزوں کی قضاء جائز ہوئی ہے لیکن روزوں کی فرضیت کا اعتقاد فرض ہے وہ ساقط نہ ہوگا۔ اسی طرح حائضہ کے لئے نماز معاف ہو جاتی ہے لیکن اس کی فرضیت کا اعتقاد فرض ہے جو کسی حال میں بھی ساقط نہ ہوگا اور کسی نے نماز، روزے کی فرضیت کا انکار کیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

انتباہ:

اعتقاد عمل سے افضل ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور ابھی اس پر عمل نہیں کرتا تو میں اس کی ایک نیکی لکھ لیتا ہوں اور اگر وہ اس کے مطابق عمل کر لیتا ہے تو میں اس کے لئے دس سے لے کر سات سو تک نیکیاں لکھ لیتا ہوں اور جب وہ گناہ کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو اس کو نہیں لکھتا اور اگر اس پر عمل کرے تو ایک گناہ لکھ دیتا ہوں۔ (مسلم ج ا ص ۷۷ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعتقاد عمل سے افضل ہوا کیونکہ صرف نیکی کا ارادہ کرنے سے بھی نیکی لکھی جاتی ہے جبکہ عمل کے لئے ضروری ہے کہ جب تک فعل بدن نہ ہو اس وقت تک عمل کی نیکی نہیں لکھی جاتی۔

www.waseemziyai.com

۱-اعتقاد صحیح کے بغیر عمل بیکار ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں کو سنانے کے لئے کام کرے گا اللہ اس کی ذلت لوگوں سنائے گا اور جو لوگوں کو دیکھانے کے لئے کام کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب لوگوں کو دیکھائے گا۔

(مسلم ۲، ۴۱۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص نے ریا کاری، منافقت یا عقائد فاسدہ کے ساتھ عمل کیا تو اس کا عمل برباد ہو جائے گا۔

انتباہ:

جس میں ساقط ہونے کا احتمال ہو وہ ادا سے ساقط ہو جاتا ہے۔ (اصول شاشی)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ ایمان تصدیق قلب اور اقرار زبان کا نام ہے ایمان کا پہلا جز یعنی تصدیق قلب کبھی بھی ساقط نہیں ہوتی جبکہ دوسری جز یعنی اقرار زبان جو کہ حالت اکراہ و جبر کے وقت ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ یہ رخصت رخصت شرعیہ میں سے ہے۔ جبکہ تصدیق قلب کے سقوط سے تو ایمان بھی ختم ہو جائے گا۔ لہٰذا عقیدہ کبھی بھی ساقط نہیں ہوتا

قاعدہ نمبر 44:

التابع تابع ۔ تابع اپنے حکم میں متبوع کے تابع ہوتا ہے یعنی جو حکم متبوع کا ہوگا وہی حکم تابع کا ہوگا۔ (الاشباہ)

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کے لئے آئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے اور صحابہ کرام کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ صحابہ بیٹھ گئے

www.waseemziyai.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا: امام صرف اس لئے بنایا جاتا ہے تا کہ اس کی اتباع کی جائے۔ لہٰذا جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو۔ جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی رکوع سے سر اٹھاؤ۔ اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔ (مسلم ج ۱ ص ۱۷۶ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام متبوع ہوتا ہے اور مقتدی نماز میں اس کے تابع ہوتا ہے لہٰذا مقتدی کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اپنے متبوع کی اتباع کرے اور جو نماز پڑھنے کا حکم مقتدی یا جو طریقہ امام کے لئے ہے وہی مقتدی کے لئے ہے کیونکہ تابع اپنے حکم میں متبوع کے تابع ہوتا ہے۔ جس طرح اگر امام کی نماز فاسد ہو جائے تو مقتدی کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی۔

۱- مسافر مقتدی وقتی نماز امام مقیم کے ساتھ چار رکعات پڑھے گا:

اور اگر مسافر نے امام مقیم کی اقتداء کی اسی وقتی نماز میں تو وہ چار رکعات پڑھے گا کیونکہ اتباع کی وجہ سے اس کا فرض چار رکعات میں تبدیل ہو گیا جس طرح نیت اقامت اتباع کی وجہ سے تبدیل ہو جاتی ہے جبکہ یہ اتصال سبب یعنی وقت کی وجہ سے ہوا۔ (ہدایہ اولین ج ۱ ص ۱۴۶ مطبوعہ المجتبائی دہلی)

۲- نیت اقامت میں متبوع کا اعتبار:

عورت اپنے شوہر، غلام اپنے آقا کے اور سپاہی اپنے امیر کے نیت اقامت میں تابع ہوتے ہیں اگر ان تینوں کے متبوع نیت اقامت کریں تو ان توابع کی نیت بھی معتبر ہوگی اور اگر متبوع نیت اقامت نہ کریں تو ان توابع کی نیت اقامت بھی معتبر نہ ہوگی کیونکہ تابع حکم میں اپنے متبوع کے ساتھ ہوتا ہے۔

(ماخوذ من نور الایضاح مع الحاشیہ بذریعۃ النجاح ص ۱۰۸ مطبوعہ اسلام آباد)

قاعدہ نمبر 45۔

التابع یسقط بسقوط المتبوع ۔ (الاشباہ ص ۶۱)

www.waseemziyai.com

وہ احکام جو متبوع سے ساقط ہو جاتے ہیں وہ تابع سے بھی ساقط ہو جاتے ہیں۔

اس قاعدہ کا ثبوت اس حدیث مبارکہ سے ہے۔

حضرت عبداللہ بن بحسینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز میں قعدہ کیے بغیر تیسری رکعت میں کھڑے ہو گئے نماز پوری کرنے کے بعد آپ نے بیٹھے ہوئے سلام سے پہلے دو سجدے کیے اور سجدے کے ساتھ تکبیر کہی یہ سجدے اس قعدہ کے عوض تھے جو آپ سے رہ گیا تھا لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔ (جامع الترمذی ج ا ص ۵۱ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

اگر امام پر سجدہ سہو واجب ہوا تو مقتدی پر بھی سجدہ سہو واجب ہوا کیونکہ جس طرح سہو اصل کے حق میں یعنی امام کے حق میں ثابت ہوتا ہے اسی طرح مقتدی کے حق میں بھی ثابت ہو جاتا ہے لہٰذا امام کی نیت کیوجہ سے یہ حکم قائم مقام کر دیا جاتا ہے۔

(ہدایہ اولین ج ا ص ۱۳۷، المجتبائی دہلی)

سجدہ سہو جس طرح ادا ہوتے ہی امام سے ساقط ہو جاتا ہے اسی طرح مقتدی سے بھی حکم ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ مقتدی تابع ہوتا ہے۔ اسی طرح نماز کی ادائیگی کے بعد نماز کی فرضیت عملی کا حکم جس طرح امام سے ساقط ہوتا ہے اسی طرح مقتدی سے بھی ساقط ہو جاتا ہے۔

۱- ایام جنون کی فوت شدہ نمازیں:

اگر کوئی شخص پاگل ہو گیا اور کئی دنوں تک وہ حالت جنون میں رہا حتیٰ کہ اس سے کئی نمازیں رہ گئیں تو کیا ایسا شخص تندرست ہونے پر ان نمازوں کی قضاء کرے گا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ان فوت شدہ نمازوں کی قضاء نہیں کرے گا کیونکہ جنون کی وجہ سے وہ نمازیں اصل ادائیگی کی حالت میں ساقط ہو گئیں جبکہ نمازوں کی قضاء کرنا یہ اصل کے فوت ہونے کے بعد تابع ہوتی ہیں اور قاعدہ یہ ہے کہ جو احکام اصل سے ساقط ہو جاتے ہیں وہ تابع سے بھی ساقط ہو جاتے ہیں یہی حال قضاء نمازوں کی سنتوں کا

www.waseemziyai.com

ہے۔

۲-قرض کا ضامن بری:

اسی طرح اگر کسی شخص نے قرضے کی ادائیگی کی ضمانت دی ہے تو جیسے ہی وہ قرضہ ادا ہو جائے گا ضامن اپنی ضمانت سے بری ہو جائے گا کیونکہ جب اصل سے قرضے کی ادائیگی کا حکم ساقط ہوا تو ضامن سے بھی حکم ساقط ہو جائے گا۔

۳-گونگے کی نماز:

گونگے پر لازم ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ کے وقت زبان کو حرکت دے جبکہ قراءت میں وہ زبان کو حرکت نہ دے۔ کیونکہ وہ متبوع کے ساتھ ہے اور قراءت تلفظ ہے کہ وہ اس کی زبان سے ساقط ہے لہٰذا یہاں متبوع سے حکم کے سقوط کی وجہ سے تابع سے بھی حکم ساقط ہو جائے گا۔

۴-طلاق بائنہ ہو جائے گی:

اگر شوہر نے اپنی بیوی پر یہ دعویٰ کیا کہ اس نے خلع کر لیا ہے اور اس کی بیوی نے خلع کا انکار کر دیا تو طلاق بائنہ ہو جائے گی۔ اور خلع کا مال ثابت نہ ہوگا۔ کیونکہ ثبوت مال تو خلع کی وجہ سے ہوتا ہے لہٰذا جب حکم خلع یعنی اصل ساقط ہو گیا تو اس کی فرع یعنی تابع مال کا حکم بھی ساقط ہو جائے گا۔

۵-ایام تشریق کی تکبیرات:

ایام تشریق میں فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے تکبیرات پڑھنا واجب ہے لیکن اگر کسی شخص نے ایام تشریق میں نمازوں کو ادا نہ کیا اور ایام تشریق گذر جانے کے بعد ان نمازوں کی قضاء کرتا ہے۔ تو اس پر تکبیرات تشریق بلند آواز سے پڑھنا واجب نہ ہوں گی کیونکہ ان کا حکم تو ایام تشریق میں تھا گویا ایام تشریق ان کے لئے اصل تھے جب اصل ہی ساقط ہو گئے تو وہ حکم جو اصل کے ساتھ تھا وہ بھی ساقط ہو گیا۔

www.waseemziyai.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال میں کمی نہیں کرتا بندے کے معاف کرنے سے اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے اور جو شخص بھی اللہ کی رضا کے لئے عاجزی کرتا ہے اللہ اسکا درجہ بلند کرتا ہے۔

(مسلم ج ۲ ص ۳۲۱ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کو معاف کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ اجر عطا فرماتا ہے اس طرح حدیث مبارکہ ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ، گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

انتباہ:

توبہ کے بعد استقامت ہی توبہ میں اصل ہے۔

قاعدہ نمبر 46۔

التابع لا یتقدم المتبوع ۔ (الاشباہ ص ۶۱)

تابع کو متبوع پر مقدم نہیں کیا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی بھی نہیں ڈرتا کہ اگر اس نے امام سے پہلے اپنا سر اٹھایا تو اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر کی طرح بنائے یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت کی طرح بنائے۔ (بخاری ج ۱ ص ۹۶، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں سخت وعید مذکور ہے کہ وہ مقتدی جو رکوع وسجود میں امام سے پہلے سر کو اٹھائے یا جھکائے تو اسے اس وعید کا سامنا کرنا ہوگا کیونکہ وہ تابع ہے اور امام متبوع ہے اور تابع کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ متبوع سے سے مقدم ہو بلکہ تقدیم متبوع کا حق ہے۔

۱-وقت سے پہلے اذان دینا:

اذان وقت کے تابع ہوتی ہے اگر وقت پایا جائے گا تو اذان درست ہوگی اور اگر

www.waseemziyai.com

کسی نے وقت سے پہلے اذان دی تو اس کی اذان نہ ہوگی کیونکہ تابع کو متبوع پر مقدم نہیں کیا جائے گا۔ (کنز الدقائق ص ۱۹ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

۲-وقت سے پہلے قربانی کرنا:

اگر کسی نے عید کی نماز سے پہلے قربانی کے جانور کو ذبح کر دیا تو اس کی قربانی نہ ہوگی کہ وقت سے پہلے کی حالانکہ جانور کو ذبح کرنا وقت کے تابع تھا۔

قاعدہ نمبر 47:

کسی فرعی مسئلہ میں اصل حکم کے متضاد حکم کو اس وجہ سے ثابت کیا جا سکتا ہے کہ اس میں اس کی علت کے مخالف چیز ثابت ہو جائے۔ (اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۷۳، مطبوعہ منیریہ مصر)

اس قاعدہ کا ثبوت اس حدیث سے ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری جائز شہوت رانی میں بھی تمہارے لئے صدقہ ہے لوگوں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم میں سے کوئی اپنی شہوت رفع کرے تو کیا اس میں بھی اس کو اجر و ثواب ملتا ہے آپ نے فرمایا: اگر وہ اسے حرام مقام پر استعمال کرے تو کیا اس پر گناہ نہیں؟ لوگوں نے کہا: ہاں آپ نے فرمایا: اسی طرح اگر کوئی حلال جگہ کو استعمال کرے تو اسے اجر و ثواب ملتا ہے۔

(صحیح مسلم، ج ۱، ص ۳۲۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۱-وجود علت پر ثواب اور معدوم علت پر گناہ:

شوہر اور بیوی اگر ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں تو اسی علت پر انہیں ثواب ہو گا۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت پانچ وقت کی نمازیں ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنی عصمت کی حفاظت کرے اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروزے سے چاہے داخل ہو جا۔ (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۳۰۶ مطبوعہ بیروت)

www.waseemziyai.com

جب شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کریں تو معدوم علت کی وجہ سے عذاب ہوگا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مرد اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے اور مرد بیوی سے ناراض ہو تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (مسلم ج ۱ ص ۴۶۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

ان دونوں احادیث میں سے پہلی حدیث سے اس قاعدہ کی تائید ہوتی ہے کہ اگر وجود علت ثواب کی متقاضی ہو تو معدوم علت پر یا اسی علت کے خلاف کوئی چیز ثابت ہو جائے تو اس پر گناہ ہوگا۔

قاعدہ نمبر 48:

الاصل فی المعاهدة لزومها ۔ (الفروق ص ۱۶ مطبوعہ تونس مصر)

معاہدے میں اصل اس کا لازم ہونا ہے۔ اس کا ثبوت اس اصل سے ہے۔

واوفوا بعهدالله اذا عٰهدتم ولا تنقضوا الايمان بعد توكيدها وقد جعلتم الله عليكم كفيلا ۔ (النحل ۹۱)

اور جب تم عہد کرو تو اللہ کے عہد کو پورا کرو اور قسموں کو پکا کرنے کے بعد نہ توڑو جبکہ تم اللہ کو اپنا ضامن قرار دے چکے ہو۔

عہد شکنی کی مذمت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن عہد شکن کے لئے جھنڈا بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی عہد شکنی ہے۔ (بخاری رقم الحدیث ۶۱۷۷)

عہد کا معیار اور عدم معیار:

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

www.waseemziyai.com

وسلم نے فرمایا: اے عبدالرحمٰن بن سمرہ جب تم کسی کام پر قسم کھاؤ پھر یہ سمجھو کہ اس کام کے خلاف کرنا بہتر ہے تو وہ کام کرو اور اس قسم کا کفارہ دے دو۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۳۲۷۷)

اسی طرح صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت ابوبصیر مسلمان ہو کر مدینہ آئے قریش نے ان کی تلاش میں دو آدمی بھیجے اور کہا کہ آپ نے ہم سے معاہدہ کیا ہے اس کے مطابق انہیں واپس کر دیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدے کے مطابق ابوبصیر کو ان دو آدمیوں کے حوالے کر دیا وہ دونوں ابوبصیر کو لے کر روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب وہ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو کھجوریں کھانے کے لئے اپنی سواریوں سے اترے۔ حضرت ابوبصیر نے ان میں سے ایک شخص سے کہا اللہ کی قسم: میں دیکھ رہا ہوں تمہاری تلوار بہت اچھی ہے تو اس آدمی نے وہ تلوار میان سے نکالی اور کہا کیوں نہیں؟ اللہ کی قسم یہ تلوار بہت عمدہ ہے میں اس کا بارہا تجربہ کر چکا ہوں حضرت ابوبصیر نے کہا: ذرا مجھے بھی دیکھاؤ اس شخص نے وہ تلوار ان کے قبضہ میں دے دی۔

حضرت ابوبصیر نے اس پر ایک ہی وار کیا حتیٰ کہ وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھا اور دوسرا آدمی فرار ہو گیا یہاں تک کہ وہ بھاگ کر مدینے پہنچ گیا اور دوڑتا ہوا مسجد میں داخل ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا: یہ شخص کچھ خوف زدہ لگتا ہے اس نے کہا: اللہ کی قسم: میرا ساتھی تو مارا گیا اور لگتا ہے میں بھی مارا جاؤں گا پھر ابوبصیر آ گئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اللہ تعالیٰ نے ذمہ داری سے بری کر دیا کیونکہ آپ مجھے ان کے حوالے کر چکے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے نجات دلائی۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تمہاری ماں تم پر افسوس کرے اگر اس کے ساتھ اس کا کوئی مددگار ہوتا تو تم نے تو جنگ کی آگ بھڑکا دی تھی حضرت ابوبصیر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ سن کر جان لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پھر مشرکین کے حوالے کرنے والے ہیں۔ پھر ابوبصیر مدینہ سے چلے گئے اور ساحل سمندر کی طرف نکل گئے اور حضرت ابوجندل بن سہیل بھی اپنے گھر والوں کی قید سے چھوٹ کر ان

www.waseemziyai.com

سے آملے۔ پھر قریش کا جو شخص بھی اسلام قبول کرتا وہ مدینہ جانے کی بجائے ساحل سمندر کی طرف چلا جاتا۔ اس طرح وہاں مسلمانوں کی ایک جماعت بن گئی۔ بخدا: ان کو مشرکین کے جس قافلہ کی بھی خبر ملتی کہ وہ (تجارت کے لئے) شام جارہا ہے تو وہ راستہ میں اس قافلہ پر حملہ کر کے قافلے والوں کو قتل کر دیتے اور ان کا مال و متاع بطور مال غنیمت لے آتے۔

پھر قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر پیغام بھیجا اور آپ کو اللہ کے نام کی دہائی دی اور صلہ رحم کا واسطہ دیا اور (اپنی شرط واپس لی) اور کہا اب جو بھی آپ کے پاس آئے گا وہ امن سے رہے گا۔ (بخاری رقم الحدیث ۳۲-۲۷۳۱)

قاعدہ نمبر 49۔

الاصل فی الشهادة علم (الفروق ص ۱۳)

شہادت میں اصل علم و یقین ہے۔

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ کسی بات کی گواہی اسی وقت دی جاسکتی ہے جبکہ وہ کسی ایسے طریقے سے معلوم ہو جس سے علم کامل حاصل ہو سکے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حدیث ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی شخص کی شہادت دینے کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: اے ابن عباس: صرف اس چیز پر گواہی دو جو تمہارے لئے سورج کی روشنی کی طرح روشن ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے سورج کی طرف اشارہ فرمایا۔ یہ حدیث صحیح السند ہے اور شیخین نے اس کو روایت نہیں کیا۔ (المستدرک ج ۴ ص ۹۹ مطبوعہ بیروت)

شہادت کی تعریف:

کسی حق کو ثابت کرنے کے لئے (میں گواہی دیتا ہوں) کے الفاظ کے ساتھ فیصلے

www.waseemziyai.com

کی مجلس میں سچی خبر دینا شہادت کہلاتا ہے۔ (فتح القدیر ج ۲ کتاب الشہادات مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر

شہادت کی اقسام:

شہادت کی تین اقسام ہیں۔ ۱-عینی شہادت ۲-سمعی شہادت ۳- شہادت علی شہادت

۱-عینی شہادت:

وہ شہادت جس میں گواہ آنکھوں سے دیکھے ہوئے کسی واقعہ کو بیان کرے یہی فیصلہ کن شہادت ہوتی ہے۔

۲-سمعی شہادت:

وہ شہادت جس کو گواہ کسی سے سن کر شہادت دے۔ جن امور کا تعلق سننے والی اشیاء سے ہو ان میں سمعی شہادت اتنی ہی معتبر ہوتی ہے جتنی عینی شہادت معتبر ہوتی ہے۔

۳-شہادت علی شہادت:

وہ شہادت جس میں اصل گواہ اپنی شہادت پر کسی اور شخص کو گواہ بنائے۔ تب یہ گواہ اصل کی شہادت دے سکتا ہے۔ (ہدایہ اخیرین ص ۶۰-۱۵۸، مطبوعہ المجتبائی دہلی)

حصول شہادت کے ذرائع:

۱-عقل ۲-حواس خمسہ ۳-نقل متواتر ۴-نظر واستدلال،

فقہاء مالکیہ نے ان چاروں ذرائع کی شہادت کو قبول کیا ہے۔ اور نظر واستدلال کی وضاحت اس روایت سے کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ شہادت ہے جبکہ ایک شخص نے قئے کی اور اس میں شراب نکلی تو اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم گواہی دے سکتے ہو کہ اس نے شراب پی ہے؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اس نے شراب کی قئے کی ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

www.waseemziyai.com

فرمایا: اس پر گہرائی کا کیا مطلب ہے ایسی بات نہیں ہے تمہارے پرودگار کی قسم: اس نے شراب پی کر قئے کی ہے۔ (الفروق ص ۱۳ مطبوعہ تونس مصر)

قاعدہ نمبر 50۔

کل مسکر حرام ۔ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ یہ حدیث حسن، صحیح ہے۔

(ترمذی ج ۲ ص ۸، فاروقی کتب خانہ ملتان)

حرام شرابیں اور ان کی علت:

۱-خمر ۲-طلاء ۳-سکر ۴-نقیع الزبیب

احناف کے نزدیک یہ چار شرابیں فی نفسہ حرام ہیں یعنی اگر چہ ان کا استعمال قلیل ہو یا کثیر ہر طرح حرام ہیں اور شراب کی حرمت کی علت نشہ ہے اور باقی تمام شرابوں میں علت کا اعتبار کیا جائے گا جہاں جہاں علت نشہ پائی جائے گی وہاں اس کی حرمت ثابت ہو جائے گی اور اس قاعدہ سے مستفاد بھی یہی ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

۱-شراب کی حرمت کا حکم:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو عبیدہ، حضرت ابو طلحہ اور حضرت ابی بن کعب کو شراب پلا رہا تھا اس وقت ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ اب شراب حرام کر دی گئی ہے حضرت ابو طلحہ نے کہا: اے انس: اس گھڑے کو توڑ دو میں نے پتھر کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور اس گھڑے کو نیچے سے مارا حتیٰ کہ وہ ٹوٹ گیا۔

(بخاری ج ۲ ص ۸۳۶ مطبوعہ وفاقی وزارت تعلیم اسلام آباد)

ابتدائے اسلام میں شراب مباح تھی اور جب اس کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جس حال میں حکم پہنچا تو انہوں نے اسی حال میں شراب کے مٹکوں کو بہا دیا، گھڑوں کو توڑ دیا اور ایسے ہی انہوں نے اپنے ہاں سے ہمیشہ ہمیشہ کے

www.waseemziyai.com

لئے شراب کو ختم کر دیا اور وہی نفرت ان کے دلوں میں پیدا ہوئی جو حرام کام کے لئے ان کے دلوں میں موجود ہوتی تھی

۲-حالت نشہ میں طلاق کا حکم:

مجبور اور نشئی کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔(القدوری)

حالت نشہ میں تمام تصرفات نافذ ہوں گے کیونکہ اس کی عقل اس کے عمل کی وجہ سے زائل ہوتی ہے جو کہ گناہ ہے اس لئے زجرا اس کے زوال کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور وہ اس دلیل کے ساتھ بھی مکلف ہوگا جس سے اس پر حد قذف لازم ہو جاتی ہے اور قتل کا جرم اور وہ احکام شرعیہ کا مکلف ہوتا ہے جیسا کہ قرآن میں آیا ہے۔

لا تقربوا الصلوٰۃ و انتم سکری ۔(النساء۴۳)

جب تم حالت نشہ میں ہو تو نماز کے قریب تک نہ جاؤ۔

(الجوہرۃ النیرہ ج۲ص۱۷۶،مکتبہ رحمانیہ لاہور)

قاعدہ نمبر51۔

السوال معاد فی الجواب ۔(الاشباہ ص۷۷)

سوال جواب میں لوٹ آتا ہے۔

اس کا ثبوت یہ حکم ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

الست بربکم قالوا بلی ۔(الاعراف۱۷۲)

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔

اس کلام میں لفظ ''بلٰی'' کہنے سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار ہے اس سے معلوم ہوا کہ سوال جواب میں لوٹ کر آتا ہے۔

۱-عربی کلام میں ''نعم'' اور ''بلٰی'' کا استعمال:

نعم حروف ایجاب میں سے ہے اس کا معنیٰ 'ہاں' ہے عربی زبان میں پوچھے گئے سوال کے جواب میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔اگر سوال میں کسی چیز کی نفی کا حکم ہو تو یہ

www.waseemziyai.com

اسے نفی ہی ثابت کرتا ہے جیسے ماجاء زید۔ کیا زید نہیں آیا؟ تو جواب میں نعم کہا "ہاں" اس کا مطلب یہ ہے کہ زید نہیں آیا۔ اور اسی طرح اگر سوال میں کسی چیز کے اثبات کا حکم ہو تو یہ اسے مثبت ہی ثابت کرتا ہے جیسے اقام زید۔ کیا زید کھڑا ہوا؟ تو اس کے جواب میں نعم کہا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہاں زید کھڑا ہوا ہے۔ پس حرف نعم سوال کے اندر حکم نفی کو نفی اور حکم مثبت کو مثبت ثابت کرتا ہے۔

جبکہ حرف "بلٰی" یہ سوال کے اندر حکم نفی کو مثبت ثابت کرنے کے ساتھ خاص ہے جیسے "الست بربکم"۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ اس سوال میں حکم نفی کے ساتھ رب ہونے کا پوچھا گیا ہے تو حرف بلی کے ساتھ اس حکم نفی کو مثبت ثابت کیا اور یہ اقرار کیا کہ کیوں نہیں تو ہی ہمارا رب ہے۔ (ماخوذ من الکافیہ ص ۱۲۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۲-سوال کے جواب میں ایقاع طلاق:

اگر کسی نے زید سے کہا کہ اگر زید اس گھر میں داخل ہوا تو کیا اس کی بیوی کو طلاق ہوگئی اور کیا اس پر بیت اللہ تک پیدل چلنا ہوگا؟

تو اگر زید نے اس کے جواب میں نعم کہا تو یہ دونوں طرح سے حلف اٹھانے والا ہو جائیگا اور اگر اس کے بعد وہ اس گھر میں داخل ہوا تو اس کی بیوی کو طلاق بھی ہو جائے گی اور بیت اللہ تک پیدل چلنا بھی ضروری ہو جائے گا کیونکہ سوال جواب کے اندر لوٹ آیا ہے اور اگر زید نے اس سوال کے جواب میں ہاں کہنے کی بجائے یہ کہا کہ میں نے تمہارے سوال کو جائز قرار دیا تو زید حلف اٹھانیوالا نہ ہوگا کیونکہ یہ الفاظ سوال کے اندر جواب لوٹانے کو متضمن نہیں ہیں۔

۳-عورت کے سوال پر طلاق:

اگر عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ کیا مجھے طلاق ہے؟ تو اس کے جواب میں اگر شوہر نے ہاں کہہ دیا تو اسے طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ سوال کے اندر طلاق کا حکم

www.waseemziyai.com

مثبت ثابت ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر کسی نے یہ سوال کیا کہ کیا تو نے اپنی عورت کو طلاق نہیں دی تو اس کے جواب میں شوہر نے کیوں نہیں کہہ دیا تو طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ ''کیوں نہیں'' نے سوال کے اندر حکم نفی کو مثبت کے اندر تبدیل کر دیا۔ یعنی کیوں نہیں کا مطلب یہ ہے کہ کیوں نہیں میں نے اپنی عورت کو طلاق دے دی ہے۔ (الاشباہ ص ۷۷)

قاعدہ نمبر 52:

ہر وہ عقد جس کا انعقاد درست ہو اس کے لئے وکیل بنانا جائز ہے۔ (الاصول)

اس قاعدہ کا ثبوت استدلال بواسطہ کتاب النکاح ہے کہ عقد نکاح میں جس طرح اصلی کے لئے اباحت ہے اسی طرح عقد نکاح میں وکیل بنانا بھی جائز ہے۔

فقہاء احناف فرماتے ہیں نکاح کا وکیل معبر و سفیر ہوتا ہے۔

(ہدایہ اولین ج ۲ ص ۳۰۲ مطبوعہ المجتبائی دہلی)

وکالت کی تعریف:

وکالت کا معنی ہے حفاظت۔ جبکہ اصطلاح شرع میں وکالت یہ ہے کہ کسی دوسرے شخص کو معلوم تصرف میں اپنا قائم مقام بنایا جائے۔ (جوہرہ نیرہ ج ۱ ص ۲۳۶، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

۱- وکیل کو اختیار کلی صرف عوض والے معاملات میں ہوگا:

اگر کسی وکیل کو مطلقاً عام وکالت سپرد کر دی گئی ہو تو وہ صرف عوض والے معاملات میں مختار ہوگا جبکہ طلاق، عتاق اور تبرعات کا اختیار اسے نہ ہوگا۔

(درمختار ج ۲ ص ۱۰۹، المجتبائی دہلی)

۲- فضولی کا عقد نکاح:

ہر وہ عقد جس کا صدور فضولی سے ہوا تو اس کا عقد انعقاد اجازت پر موقوف ہوگا یہ علمائے احناف کے نزدیک ہے۔ (ہدایہ اولین ج ۲ ص ۳۰۲ مجتبائی دہلی)

www.waseemziyai.com

کیونکہ فضولی نہ تو اصیل نہ ولی اور نہ ہی وکیل ہے۔

قاعدہ نمبر 53:

ان امور المسلمین علی السداد والصلاح حتی یظھر غیرہ ۔

(الاصول از امام کرخی ص ۱۲)

مسلمانوں کے معاملات بھلائی اور حسن ظن پر محمول کئے جائیں گے حتیٰ کہ ان کا (خلاف شریعت ہونا) ظاہر ہو جائے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے۔

یا ایھا الذین امنوا اجتنبو ا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ۔ (الحجرات ۱۲)

اے ایمان والو: بہت سے گمانوں سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہیں اور نہ تم (کسی کے عیب) تلاش کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم گمان کرنے سے بچو۔ کیونکہ گمان کرنا سب سے جھوٹی بات ہے اور تجسس نہ کرو اور کسی دوسرے کے حالات جاننے کے لئے تفتیش نہ کرو اور کسی سے حسد نہ کرو اور نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو اور نہ کسی سے بغض رکھو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ اور ایک روایت میں ہے کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی کو چھوڑ دے۔ (بخاری رقم الحدیث ۶۰۶۵-۶۰۶۴)

اسلامی ریاست یا اجتماعی دفاع کے لئے جاسوسی کی اباحت:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے، حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور فرمایا: تم روانہ ہو جاؤ حتیٰ کہ روضہ خاح (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک باغ) میں پہنچ جاؤ۔ وہاں ایک مسافرہ ہوگی اس کے پاس ایک خط ہوگا وہ اس سے لے کر قبضہ میں کرلو ہم گھوڑے دوڑاتے ہوئے

www.waseemziyai.com

گئے اور اس باغ میں پہنچ گئے ہم نے اس عورت سے کہا کہ خط نکالو۔ اس نے کہا: میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے کہا: تم خط نکالو ورنہ ہم تمہارے کپڑے اتار دیں گے۔ پھر اس نے اپنے بالوں کے جوڑے کے اندر سے خط نکالا۔ ہم اس خط کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

اس خط میں لکھا تھا یہ خط حاطب بن بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کی جانب ہے اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض کاروائیوں کی خبر تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا؟ اے حاطب یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے خلاف کاروائی میں جلدی نہ کریں میں قریش کے قبیلہ سے نہیں ہوں لیکن میں وہاں رہتا ہوں اور مہاجرین کی مکہ میں رشتہ داریاں ہیں جن کی وجہ سے ان کے مال اور اہل وعیال محفوظ رہیں گے اور میری ان کے ساتھ کوئی رشتہ داری نہیں تھی تو میں نے چاہا کہ میں ان پر کوئی احسان کردوں تا کہ وہ وہاں میرے رشتہ داروں کی حفاظت کریں۔ میں نے یہ تمام کام کفر یا ارتداد یا اسلام کے بعد کفر کو پسند کرنے کی وجہ سے نہیں کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے تم سے سچ کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں اس منافق کی گردن اڑادوں۔

آپ نے فرمایا: یہ شخص غزوہ بدر میں شریک تھا اور تمہیں کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تم جو چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا ہے۔

(بخاری رقم الحدیث ۳۰۰۷)

انتباہ:

اگر مسلمان مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرے تو اس پر تعزیر لگائی جائے گی اور اگر اس کا عذر درست ہو معاف کر دیا جائے گا اور اگر کافر مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ (عمدۃ القاری ج ۱۴ ص ۳۵۶، مطبوعہ بیروت)

www.waseemziyai.com

قاعدہ نمبر 54۔

ما لا یتم الواجب الا به فهو واجب ۔ (الفروق)

ہر وہ عمل جس کے بغیر واجب مکمل نہ ہو تو وہ بھی واجب ہوتا ہے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے وضو شخص کی نماز قبول نہیں کی جاتی حتیٰ کہ وہ وضو کرے۔

(بخاری ج ۱ ص ۲۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب فریضہ نماز وضو کے بغیر ادا نہیں ہو سکتا لہٰذا وجوب ادا سے بری الذمہ ہونے کے لئے وضو ضروری ہوا اس لئے نماز کے لئے وضو واجب ہے۔

واجب کی تعریف:

جس کا کرنا ضروری ہو اور ترک کرنا لازماً منع ہو اور ان دونوں میں سے کوئی ایک چیز ظنی ہو اس کا ثبوت قطعی ہو اور لزوم پر دلالت ظنی ہو یا ثبوت ظنی ہو اور لزوم پر دلالت قطعی ہو۔ (ردالمحتار ج ۱ ص ۱۸۷، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

تعدیل ارکان کا وجوب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہوئے جبکہ ایک آدمی بھی مسجد میں داخل ہوا۔ اس نے نماز پڑھی پھر آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: لوٹ جا اور نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز (درست طریقے سے) نہیں پڑھی وہ آدمی واپس گیا پس اس نے نماز پڑھی اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

www.waseemziyai.com

میں سلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا: تو لوٹ جا تو نے نماز (درست طریقے سے) نہیں پڑھی۔ تیسری مرتبہ تک (یہی فرمایا) پھر اس شخص نے کہا: قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں اس سے اچھی نہیں پڑھ سکتا۔ آپ مجھے سکھلایئے۔ تو آپ نے فرمایا: جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ، پھر قرآن پاک میں سے جتنا ہو سکے قرا ءت کر، پھر اطمینان سے رکوع کر، پھر رکوع سے اٹھ حتیٰ کہ سیدھا کھڑا ہو جا، پھر سجدہ کر، حتیٰ کہ تو سجدہ سے مطمئن ہو جائے، پھر جلسہ کر، حتیٰ کہ اطمینان سے بیٹھ جائے۔ پھر تمام نماز میں ایسا ہی کر۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۰۹، قدیمی کتب خانہ کراچی)

قاعدہ نمبر 55۔

اشارة الاخرس معهودة كالبيان باللسان ۔(الاشباہ)

گونگے کا اشارہ زبان کے بیان کے قائم مقام سمجھا جائے گا۔

گونگے کے اشاروں کا شرعی حکم:

وہ شخص جو زبان سے گفتگو کرنے سے معذور ہوتا ہے ایسے شخص کے لئے معاشرتی حقوق کی پاسداری اور حقوق کے تحفظ کو وہی مقام حاصل ہے جس طرح زبان سے بیان کرنے والے کو حق حاصل ہے لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ قاضی گونگے کے اشاروں کو بذات خود سمجھتا ہو یا اس کی ترجمانی و وضاحت کے لئے اہل خانہ، دوست یا ہمسائیوں کو بلائے جو گونگے کے اشاروں کو سمجھنے کی مکمل صلاحیت رکھتے ہوں اور وہ عادل اور سچی بات کرنے والا ہو گونگا اگرچہ لکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو لیکن اس کا اشارہ بھی معتبر ہوگا کیونکہ کتابت و اشارہ یہ دونوں حجت ضروریہ ہیں۔

(ردالمحتار کتاب الشہادات۔ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۲۔ گونگے کے اشارے کا اعتبار و عدم اعتبار:

گونگے کے اشارے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اسی طرح تمام تصرفات جیسے

www.waseemziyai.com

اعتاق، خرید وفروخت وغیرہ لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ وہ پیدائشی طور پر گونگا ہو یا بعد میں اسے عذر لاحق ہوا اور وہ ہمیشہ رہا۔ (کنز الدقائق ص ۱۱۵، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

لیکن گونگے کا اشارہ حدود اور بعض شہادات میں معتبر نہیں ہوتا۔ حدود میں تو اس لئے نہیں کیونکہ وہ شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں جبکہ اشارہ کسی بھی کلام کی قطعیت پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ لفظ شہادت کہنے پر وہ قادر ہی نہیں ہوتا حالانکہ شہادت کے وقت قول لازم ہوتا ہے۔ (طحطاوی کتاب الشہادات، امدادیہ ملتان)

قاعدہ نمبر 56۔

لا عبرة لدلالة فی مقابلة التصریح ۔ (الاشباہ)

صراحت کے مقابلے میں دلالت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کسی کلام میں صراحت پائی جارہی ہو اور مخاطب من کل الوجوہ ادارک کر رہا ہو تو ایسی صورت میں کسی بھی دلالت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ صراحت دلالت سے قوی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

مشرکین کے لئے جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مسجدیں تعمیر کریں حالانکہ وہ اپنے کفر پر قائم ہیں ان کے اعمال اکارت جائیں گے اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ (التوبہ ۱۷)

اس آیت کا تقاضہ یہ ہے کہ کفار کو مسجد میں داخل ہونے، مساجد کو بنانے، اس کے مصالح کا انتظام کرنے اور ان کا نگران بننے سے روک دیا جائے کیونکہ لفظ تعمیر ان دونوں کو شامل ہے۔ (احکام القرآن ج ۳ ص ۸۷ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور)

اس نص صریح سے معلوم ہوا کہ مساجد کی تعمیر وترقی کے لئے کافروں سے چندہ وصول کرنا جائز نہیں اگرچہ دلالت کا تقاضہ مفاد ہے جیسا کہ مفتی شفیع دیوبندی اور بدعقیدہ لوگوں نے کافروں سے چندہ وصول کرنا جائز قرار دیا ہے۔

www.waseemziyai.com

اگر صراحت معدوم ہوتو دلالت معتبر ہوگی:

اگر کسی شخص نے گوشت خریدنے کے لئے وکیل بنایا اور وہ وکیل بنانے والا مسافر ہے اور راستے پر ٹھہرا ہوا ہے تو وکیل کے لئے یہ حکم ہوگا کہ وہ پکا ہوا گوشت لے کر آئے کیونکہ اس کے حال کی دلالت یہی ہے کہ وہ سفر میں ہے اور اگر وہ شخص مقیم ہے تو پھر گوشت خریدنے کے لئے اس نے جو وکیل بنایا ہے وہ کچا گوشت خرید کر لائے اور ان دونوں صورتوں میں عدم صراحت کی وجہ سے حکم دلالت کے مطابق ہوگا۔ (اصول شاشی)

قاعدہ نمبر 57:

المیسور لا یسقط بالمعسور ۔ (الاصول از امام کرخی علیہ الرحمہ)

آسان عمل ناممکن عمل کی وجہ سے ساقط نہیں ہوگا۔

اس قاعدہ کی توضیح یہ ہے کہ اگر چہ ایک عمل ایسا ہے جس پر عمل پیرا ہونا آسان ہو تو وہ عمل ایسے عمل کی وجہ سے ساقط نہیں ہوگا جسے کرنا ہی ناممکن ہو۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حدیث مبارکہ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو تخفیف کے ساتھ نماز پڑھائے کیونکہ (ان مقتدی نمازیوں) میں کمزور، بیمار اور بوڑھے ہوتے ہیں اور تم میں جب کوئی اپنی نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی نماز پڑھے۔ (بخاری رقم الحدیث ۷۰۳)

۱- ساقط الاعضاء کا وضو:

اگر کسی کے بعض اعضاء کٹے ہوئے ہوں تو وضو یا غسل کرتے وقت بقیہ اعضاء کو دھونا واجب ہوگا اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ ساقط اعضاء کی وجہ سے موجود اعضاء کو بھی ساقط سمجھے۔ کیونکہ موجود اعضاء کا دھونا آسان ہے اور آسان عمل ناممکن العمل کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتا۔

www.waseemziyai.com

۲-ستر عورت کا حکم:

اگر کسی کے پاس اتنا کپڑا ہے کہ اس سے مکمل ستر کرنا ممکن نہ ہو بلکہ بالکل مقام ستر کے قلیل حصے کا ستر ہوسکتا ہو تو ایسی صورت میں اس کے لئے واجب ہے کہ اس کپڑے کو ستر کے لئے استعمال کرے۔ کیونکہ ناممکن عمل کی وجہ سے آسان عمل اور دستیاب شدہ سہولت کو ترک کرنا جائز نہیں۔

۳-وضو کے زخمی اعضاء:

اگر کسی کے بعض اعضاء زخمی ہوں جن کو دھونے سے نقصان پہنچتا ہو لہٰذا ان کے نہ دھونے کی وجہ سے اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ ان اعضاء کے تندرست حصہ کو بھی نہ دھوئے۔ بلکہ ان کا دھونا واجب ہے۔

۴-نجاست دور کرے یا وضو کرے:

اگر کسی شخص کے پاس پانی صرف اتنی مقدار میں ہے کہ وہ اس سے یا تو جسم پر لگی نجاست یا کپڑے پر لگی نجاست دور کرسکتا ہے یا وضو کرسکتا ہے تو اس کے لئے واجب ہے کہ وہ نجاست دور کرے اور وضو کی جگہ تیمّم کرے کیونکہ وضو کا قائم مقام موجود ہے جبکہ تنظیف نجاست کا پانی کے سوا کوئی حل نہیں۔ (الانتباہ والنظائر ص ۶۷ مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

قاعدہ نمبر 58:

المثبت للحکم یحتاج الی اقامة الدلیل ۔(الاشباہ)

حکم کو ثابت کرنے والا دلیل لانے کا محتاج ہوتا ہے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے۔

قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ۔(البقرہ)

(اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے: تم اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔

اس آیت مبارکہ میں کفار کو چیلنج کیا گیا ہے کہ اگر کافر اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو

www.waseemziyai.com

اس پر دلیل لائیں کیونکہ ثبوت حکم کے لئے دلیل کا لانا ضروری ہوتا ہے اسی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دلائل پیش کرنا حکم ثابت کرنے والے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

ا-ثبوت دعویٰ کے لئے دلیل:

اگر نذر فرید نے دعویٰ کیا کہ عبدالمجید کے ذمہ ایک ہزار روپیہ قرض ہے لیکن عبد المجید نے انکار کر دیا کہ اس نے تو کوئی قرض نہیں دینا تو ایسی صورت میں نذر فرید پر لازم ہوگا کہ وہ اپنے دعویٰ کو سچا ثابت کرنے کے لئے دلیل یعنی گواہ پیش کرے اگر بطور گواہ نے گواہی دے دی تو دعوے کا حکم ثابت ہو جائیگا اور عبدالمجید پر ہزار روپیہ ادا کرنا ضروری ہوگا کیونکہ اثبات حکم کی اصل یعنی دلیل پیش ہو چکی ہے۔

قاعدہ نمبر 59۔

لا یجوز لاحد ان یتصرف فی ملك الغیر بلا اذنه (الاصول)

کسی کے لئے بھی جائز نہیں کہ وہ غیر کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی کی بالشت بھر زمین ظلما حاصل کی اسے قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

قاعدہ نمبر 60:

الاصل اعتبار الغالب و تقدیمه علی النادر .(الاشباہ)

غالب کا اعتبار کیا جائے گا اور اسے نادر پر تقدم حاصل ہوگا۔

اس کا ثبوت یہ حکم ہے۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مروا اولادکم بالصلوٰة

www.waseemziyai.com

لسبع واضربوا هم لعشر و فرقوا بينهم فی المضاجع .

(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح ص ۴۸ مطبوعہ اسلام آباد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب سات سال (کی عمر ہو) اور دس سال کی عمر پر انہیں سزا دو اور ان کے بستر الگ کر دو۔

نماز کا حکم طہارت پر قدرت و سمجھ رکھنے کے بعد ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ عام معاشرے میں بچوں کی عمر جب سات سال تک پہنچ جاتی ہے تو وہ طہارت حاصل کرنے کی صلاحیت وقدرت رکھتے ہیں اسی لئے شارع علیہ السلام نے اسی عمر سے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اور جب عمر دس سال ہو جائے تو یہ تین سالہ ترغیبی عمل اب پختہ اور راسخ ہو جاتا ہے لہٰذا دس کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر سزا کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ عمر غالب اہلیت کی عمر ہے۔ اور شاذ و نادر ایسے لڑکے بھی ہیں جو اس عمر میں بھی سمجھ بوجھ نہیں رکھتے تو ان کا اعتبار کرتے ہوئے حکم غالب کو تبدیل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اعتبار غالب کا ہوتا ہے۔

۱- اولاد کی پرورش کا حق:

شریعت نے عمومیت اور غالبیت کا اعتبار کیا ہے اور ایک ماں کو شرعی طور پر یہ حق حاصل ہے کہ وہ سات سال تک بچے کی پرورش کرے اور نو سال تک بچی کی پرورش کرے اور اس کی علت یہ ہے کہ ماں اپنی اولاد پر زیادہ شفقت کرنے والی اور زیادہ بہتر انداز میں تربیت کرنے والی ہے۔ (کنز الدقائق ص ۱۵۱ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

۲- دشمن اور جھگڑالو کی گواہی:

اگر کسی شخص کے خلاف گواہی دینے والا آدمی جھگڑالو ہے یا مدعی علیہ کا دشمن ہے تو اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ وہ جھگڑالو یا دشمن ہونے کی وجہ سے جھوٹ کو غالب رکھتے ہوئے نقصان پہنچا سکتا ہے اور یہی غالب توقع ہے۔ لہٰذا اس کی گواہی قبول نہ کی جائے۔

www.waseemziyai.com

۳-شوہر اور بیوی کی گواہی:

شوہر اور بیوی اگر ایک دوسرے کے حق میں گواہی دیں تو ان کی گواہی کو قبول نہ کیا جائے اس کی علت یہ ہے کہ ان دونوں کا مفاد باہم مشترک ہے اس لئے غالب اعتبار یہی ہے کہ وہ ایک دوسرے کی رعایت کریں گے۔

۴-تصرف اور اختیار کا اعتبار:

سن بلوغت تک پہنچنے سے پہلے اولاد کو مال و جان میں تصرف کا اختیار نہیں دیا جائے گا اس کی علت بھی امر غالب ہے کہ ان میں صلاحیت تصرف معدوم ہوتی ہے اور اسی کے سبب نقصان کا اندیشہ غالب ہوتا ہے لہٰذا دونوں جہات سے یعنی عدم صلاحیت تصرف اور وجود نقصان کا اندیشہ غالب کا اعتبار کرتے ہوئے انہیں مال و جان میں تصرف کا حق حاصل نہ ہوگا۔

انتباہ:

اگر امر غالب کے خلاف نص شرعی آجائے تو پھر امر نادر کا اعتبار کیا جائے گا اگرچہ دلیل ظنی الثبوت ہی کیوں نہ ہو۔

۵-مدت حمل اور امر نادر کا اعتبار:

اس پر اجماع ہے کہ حمل کی مدت کم از کم چھ ماہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ بچے کے حمل اور اسے دودھ پلانے کی مدت کل تیس ماہ ہے اور پھر فرمایا: بچے کو دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے اس سے معلوم ہوا کہ حمل کی مدت چھ ماہ ہے۔ یہی قول حضرت علی اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے۔ (کنز الدقائق ص ۱۵۰، رحمانیہ لاہور)

شرح پیدائش میں غالب امر تو یہ ہے کہ نو ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوتا ہے جبکہ عقد نکاح کے چھ ماہ بعد بچے کا پیدا ہونا یہ امر نادر ہے لیکن اس کا اعتبار اس لئے کیا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ دلیل شرعی سے ثابت ہے اور وہ اجماع جیسی قوی دلیل ہے۔ (ماخوذ من الانتباہ)

www.waseemziyai.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو عرش کے اوپر اپنے پاس لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ (مسلم ج ۲ ص ۳۵۶ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

قاعدہ نمبر 61۔

المرء مواخذۃ باقرارہ ۔(ماخوذ من الاشباہ)

آدمی کا اس کے اپنے اقرار کی وجہ سے مواخذہ کیا جائے گا۔

اس کا ثبوت اس حدیث سے ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پاک کر دیجے آپ نے فرمایا: تمہیں ہلاکت ہو جاؤ اور اللہ سے استغفار کرو اور توبہ کرو انھوں نے پھر تھوڑی دیر بعد واپس آ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پاک کر دیجئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اسی طرح فرمایا حتیٰ کہ چوتھی بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرمایا میں تم کو کس چیز سے پاک کروں انھوں نے کہا: زنا سے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق پوچھا؟ کہ کیا ان کا دماغ خراب ہے انہوں نے کہا: نہیں وہ کوئی پاگل نہیں ہے آپ نے فرمایا کیا اس نے شراب پی ہے ایک شخص نے کھڑے ہو کر ان کا منہ سونگھا تو شراب کی بدبو محسوس نہیں کی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے زنا کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں پھر آپ نے ان کو رجم کرنے کا حکم دیا۔

(مسلم ج ۲ ص ۶۵ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب اقرار پر اتنا بڑا مواخذ کیا جا سکتا ہے تو عام اور اس سے کم درجے کے جرائم میں بھی اقرار پر مواخذہ کرنا بدرجہ اولی جائز ہے۔

۱-اقرار کے صحیح کی شرائط:

۱-اقرار کرنے والا عاقل، بالغ ہو، اگر نابالغ یا مجنون نے اقرار کیا تو یہ اقرار معتبر نہ

www.waseemziyai.com

ہوگا۔

۲-اقرار مقر کی رضامندی اور خوشی سے ہو۔اگر کسی نے زبردستی اقرار کرایا یا ظلما اقرار کروایا تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

۳-حکمران وقت کا حکم اسے جھٹلا نہ سکے۔

۴-اقرار کرنے والے نے جس چیز کا اقرار کیا ہے وہ امر محال نہ ہو۔

۲-اقرار طلاق کے وقت کا اعتبار:

اگر ماضی میں کسی وقت کی طلاق کا اقرار کیا تو بالکل اسی وقت سے طلاق کا فتوی ہے تا کہ شوہر اور بیوی کے ناجائز سمجھوتہ کی تہمت نہ لگائی جائے۔

(درمختار ج ا ص ۲۵۷، مجتبائی دہلی)

قاعدہ نمبر 62:

جب جمع پر لام تعریف داخل ہو تو اس کی جمعیت ساقط ہو جاتی ہے۔

(المنار ص ۸۱، مکتبہ اکرمیہ پشاور)

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ جمع کے افراد تین سے شروع ہوتے ہیں لیکن جب کسی جمع پر لام تعریف داخل ہو جائے تو پھر اسی جمع کے افراد تین کی بجائے ایک سے شروع ہوتے ہیں۔اس قاعدہ کا ماخذ یہ اصل ہے۔

انما الصدقات للفقراء والمساکین .(التوبہ ۶۰)

زکوٰۃ کے مصارف صرف فقراء اور مساکین ہیں۔

فقیر اور مسکین کی جمع:

اس آیت مبارکہ میں فقراء اور مساکین کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔جو کہ لفظ فقیر اور مسکین کی جمع ہے تو کیا زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے کہ دنیا بھر کے تمام فقراء اور مساکین تک مال زکوٰۃ پہنچایا جائے۔یا مال زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے کم از کم فقیروں کی تعداد یا مساکین کی تعداد جمع ہو یعنی تین سے کم نہ ہو۔ورنہ زکوٰۃ ادا

www.waseemziyai.com

نہ ہوگی کیونکہ الفاظ کی جمعیت کا تقاضہ یہی ہے۔تو اس کا جواب اس قاعدہ سے دیا گیا ہے کہ ان الفاظ پر لام تعریف کے دخول کی وجہ سے ان کی جمعیت ساقط ہوگئی ہے۔اور ان کی جمعیت کے افراد کی تعداد ایک سے شروع ہوگی کہ اگر کسی نے ایک فقیر یا مسکین کو بھی زکوٰۃ دے دی تو اس کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ مال زکوٰۃ پوری دنیا کے افراد تک پہنچایا جائے۔

فقیر کی تعریف:

امام اعظم علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کوئی معمولی چیز ہو۔

مسکین کی تعریف:

وہ شخص جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔جبکہ امام زہری علیہ الرحمہ کے سے روایت ہے کہ فقیر وہ ہے جو اپنے گھر میں رہتا ہو اور لوگوں سے سوال نہ کرتا ہو جبکہ مسکین وہ ہے جو گھر سے نکلے اور لوگوں سے سوال کرے۔(قمر الاقمار ص ۸۱، مکتبہ اکرمیہ پشاور)

دوسری تفریع:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لا یحل لك النساء من بعد، ای واحد من النساء من بعد التسع فهو فی حقه صلی الله علیه وسلم کلاربع فی حقنا

(البیضاوی)

آپ کے لئے حلال نہیں اس کے بعد عورتوں میں سے۔یعنی نو بیویوں کے بعد یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ایسے ہی ہے جیسے ہمارے حق میں چار کے بعد ممانعت ہے۔

اس آیت میں لفظ نساء استعمال ہوا ہے جو کہ نسوۃ کی جمع ہے تو کیا ایک مسلمان کے لئے چار بیویوں کے بعد اتنی عورتوں سے نکاح منع ہے جن کی تعداد جمع یعنی کم از کم

www.waseemziyai.com

تین ہو اس کا مطلب بھی اسی قاعدہ کے مطابق ہے کہ یہاں بھی لفظ ''النساء'' پر لام تعریف داخل ہے اور اس کا مطلب ہے کہ اگر کسی نے چار بیویوں کے بعد کسی ایک عورت سے بھی نکاح کیا تو اس ممانعت کے حکم کی خلاف ورزی ہوگی

احکام شرعیہ میں متعدد مقامات پر اس قاعدہ کا اطلاق:

احکام شرعیہ میں متعدد ایسے مقامات ہیں کہ اسلوب وطرز کے لحاظ سے جمع کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں جیسے ''تم نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، والدین سے احسان کرو، کسی کے عیب تلاش نہ کرو، اے ایمان والو؛ تم صلوٰۃ سلام بھیجو، تم صدقہ کرو، نیکیوں میں سبقت حاصل کرو، وغیرہ اسی طرح متعدد مقامات ہیں جہاں جمع کے صیغے استعمال ہوئے ہیں تو اگر کوئی شخص یہ کہے کہ یہ تمام کام تب بجالانے ہیں جب سب لوگ جمع ہوں کیونکہ ان کی فرضیت میں تو جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ تو انہیں اس قاعدہ کے مطابق جواب دیا جائے گا کہ اگر چہ جمع کے صیغے استعمال ہوئے ہیں تاہم ان کی جمعیت کی ابتداء ایک ہی سے شروع ہو جاتی ہے لہٰذا ان احکام کے وجود قیام کو جمع کے ساتھ مستلزم نہ کیا جائے۔ بلکہ ہر ایک شخص پر ان کی ادائیگی لازم ہے۔

قاعدہ نمبر 63۔

الامر بشئی یقتضی النھی عن ضدہ ۔(المنار ص ۱۶۴، مکتبہ اکرمیہ پشاور)

کسی چیز کا امر اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ اس کی ضد منع ہے۔

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ اگر حکم شرعی کسی کام کے کرنے کا حکم دے رہا ہو تو ہر وہ عمل جس سے وہ حکم فوت ہوتا ہو وہ منع ہے۔ اس قاعدہ کا ثبوت یہ ہے۔

ترجمہ: تم نماز قائم رکھو سورج کے ڈھلنے سے رات کی تاریکی تک اور صبح کا قرآن (پڑھنا) بے شک صبح کے قرآن پڑھنے میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ (بنی اسرائیل ۷۸)

www.waseemziyai.com

اس آیت میں اور دوسری کئی آیات واحادیث نمازوں کے اوقات اور ان کو ان کے اوقات میں ادا کرنے کا احکام وارد ہیں، جبکہ نمازوں کو ان کے اوقات پر ادا نہ کرنا منع ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ تمام احکام جن میں کسی عمل کو کرنے کا حکم ہے ان کی ضد منع ہے۔

۱-ہمسایوں کے حقوق:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جبرئیل ہمیشہ مجھ کو ہمسائیوں کے متعلق وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے یہ گمان کیا کہ وہ ہمسایہ کو وارث نہ بنادیں۔ (صحیح مسلم ج۲ص۳۲۹، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث کے مضمون سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں ہمسائیوں کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم ہے۔

۲-امر کی تعریف:

کسی کام کو دوسرے پر لازم کرنا امر کہلاتا ہے جس طرح وہ احکام شرعیہ جن کی وجہ سے احکام عملیہ کا صدور ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک نمازی کے فعل نماز کو کہیں گے کہ اس نے شریعت کے امر پر عمل کیا ہے۔ (اصول شاشی)

صیغہ امر کا استعمال:

قرآن وسنت میں بیان کردہ احکام میں امر کا صیغہ کئی معانی کے لئے استعمال ہوا ہے۔

۱-وجوب کے لئے:

کسی حکم کا کسی پر لازم کرنا، جیسے **واقیموا الصلوٰۃ**۔ (البقرہ۴۳) اور تم نماز قائم کرو

۲-اباحت کے لئے:

کسی عمل کی اباحت کو بیان کرنے کے لئے صیغہ امر کا آنا، جیسے

فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض (الجمعہ۱۰)

www.waseemziyai.com

پھر جب نماز پڑھ لی جائے تو تم زمین میں پھیل جاؤ۔

انتباہ:

جب کسی حکم کی ممانعت کے بعد اسی حکم کا امر دیا جائے تو وہاں پر امر کا صیغہ وجوب کے لئے نہیں بلکہ اس عمل کی اباحت کے لئے آتا ہے۔ اس کی دوسری مثال یہ ہے

ترجمہ: تمہارے لئے مویشی چوپائے حلال کئے گئے ہیں ماسوا ان کے جن کی تلاوت کی جائے مگر حالت احرام میں شکار کرنے والے نہ بننا۔ (المائدہ۱)

اس آیت میں حالت احرام میں شکار کی ممانعت ہے جبکہ دوسری آیت میں بعد از حالت احرام شکار اباحت کا حکم بیان کیا ہے۔

و اذا حللتم فاصطادوا ۔(المائدہ۲)

اور جب تم حرام کھول دو تو شکار کرو۔

اس آیت میں شکار کے وجوب کا حکم نہیں بلکہ اس کی اباحت کا حکم ہے۔

۳-استحباب کے لئے:

کسی مستحب عمل کا حکم صیغہ امر بھی ہوتا ہے۔ جیسے **فکاتبوھم** (النور۳۳) تمہارے غلاموں اور باندیوں میں سے جو مکاتب ہونا چاہیں انہیں مکاتب کردو۔

۴-ارشاد کے لئے:

دنیاوی مصلحت کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے، جیسے **واشھدوا اذا تبایعتم** (البقرہ۲۸۲) اور جب تم آپس میں خرید وفروخت کرو تو گواہ بنالو۔

استحباب اور ارشاد میں فرق:

ان میں فرق یہ ہے کہ جہاں امر کا صیغہ ارشاد کے لئے ہو وہاں دنیاوی فائدہ اور کوئی مصلحت ہوتی ہے جبکہ استحباب میں صرف آخرت کا ثواب مطلوب ہوتا ہے۔

www.waseemziyai.com

۵-اکرام کے لئے:

عزت واحترام کے لئے بھی امر کا صیغہ استعمال ہوتا ہے جیسے: ادخلوھا بسلام امنین۔(الحجر۴۶)تم ان جنتوں میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

۶-امتنان کے لئے:

کسی پر احسان فرمانے کے لئے جیسے، کلوا مما رزق کم اللّٰہ(الانعام۱۴۲)اللہ نے جو تمہیں رزق دیا ہے اس سے کھاؤ۔

۷-اہانت کے لئے:

کسی کو رسوا کرنے کے لئے جیسے، ذق انك انت العزیز الحکیم (الدخان۴۹) لے چکھ مزا بے شک تو ہی بڑا معزز ومکرم ہے۔

۸-تسویہ کے لئے:

دو چیزوں کے درمیان مساوات قائم کرنے کے لئے جیسے، اصلوھا فاصبروا اولا تصبروا سواء علیکم۔(الطور۱۶)

اس آگ میں داخل ہو جاؤ، پھر تم صبر کرو یا صبر نہ کرو، تم پر برابر ہے۔

۹-تعجب کے لئے:

کسی واقعہ کے رونما ہونے پر حیرت وحیرانگی کے اظہار کے لئے، جیسے: اسمع بھم وابصر یوم یاتوننا۔(مریم۳۸)

وہ کیسا سنتے ہوں گے اور کیسا دیکھتے ہوں گے جس دن وہ ہمارے سامنے حاضر ہوں گے۔

۱۰-تکوین کے لئے:

کسی چیز کو عدم سے وجود میں لانے کے لئے جیسے، کن فیکون۔(یٰس۸۲)

www.waseemziyai.com

ہو" پس وہ ہو جاتا ہے۔

۱۱-احتقار کے لئے:

کسی کو حقارت کی وجہ سے رسوا کرنے کے لئے، جیسے: القوا ما انتم ملقون۔ (یونس ۸۰) ڈالو تم جو ڈالنا چاہتے ہو۔

۱۲-اخبار کے لئے:

کسی کو رونما ہونے والے نصیحتی واقعہ کی یا کسی بھی واقعہ کی خبر دینے کے لئے تا کہ وہ عبرت حاصل کرے، جیسے، ترجمہ: انہیں چاہیے کہ وہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں۔

۱۳-تہدید کے لئے:

کسی کو ڈرانے یا دھمکی دینے کے لئے، جیسے: اعملوا ما شئتم۔ (حم سجدہ ۴۰) تم جو چاہو کرو۔ (تمہیں اس کی سزا تو ملنی ہی ہے)۔

۱۴-انذار کے لئے:

یہ بھی تہدید کے معنی کے قریب ہے، جیسے قل تمتعوا۔ (ابراہیم ۳۰) آپ کہیے (چند روزہ زندگی ہے) فائدہ اٹھالو۔ (آخر کار حساب دینا ہوگا)

۱۵-عجز کے لئے:

کسی کو عاجز کرنے کے لئے، جیسے: فا تو ا بسورة من مثله۔ (البقرہ ۲۳) اس قرآن کی مثل کوئی سورت لاؤ۔

۱۶-تسخیر کے لئے:

کسی پر سزا مسلط کرتے ہوئے انہیں مسخر کرنا، جیسے

کونوا قردة خٰسئین۔ (البقرہ ۶۵) تم دھتکارے ہوئے بندر ہو جاؤ۔

www.waseemziyai.com

۱۷-تمنی کے لئے:

کسی چیز کی آرزو اور تمنا کے لئے صیغہ امر کا استعمال، جیسے امرء القیس کا شعر ہے، ترجمہ: سن اے لمبی رات؛ تو ظاہر ہو جا۔

۱۸-تادیب کے لئے:

کسی کو ادب سکھانے کے لئے، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو فرمایا: کل مما یلیك۔ تم اپنے سامنے سے کھاؤ۔

۱۹-امتثال کے لئے:

کسی کی اطاعت شعاری اور فرمانبردار کو بیان کرنے کے لئے کسی سے کوئی کہے: ''مجھے پانی پلاؤ''۔

۲۰-اجازت دینے کے لئے:

کسی کو اجازت دینے کے لئے کوئی شخص دروازے پر دستک دینے والے سے کہے کہ ''اندر آجاؤ۔

۲۱-انعام کے لئے:

کسی کو انعام سے نوازنے کے لئے حکم دینا جیسے: کلوا من طیبات ما رزقناکم۔ (البقرہ ۵۷) ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ۔

۲۲-تکذیب کے لئے:

کسی کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے، جیسے: فاتوا بالتورا ۃ فاقلوھا ان کنتم صادقین۔ (آل عمران ۹۳) تورات لے کر آؤ اور اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو۔

۲۳-مشورہ کے لئے:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا: فانظر ماذا

www.waseemziyai.com

تری۔(الصفت ۱۰۲) تم غور کرو، تمہاری کیا رائے ہے۔

۲۴-اعتبار کے لئے:

تدبر اور غور وفکر کرنے کے لئے، جیسے: انظروا الٰی ثمرہ۔(الانعام ۹۹) دیکھو درخت کے پھل کی طرف۔

۲۵-تفویض کے لئے:

کسی معاملہ کو اپنے یا غیر کے سپرد کرنے کے لئے جیسے ایمان لانے والے ساحروں نے فرعون سے کہا: فاقض ما انت قاض۔(طٰہٰ ۷۲) تو جو فیصلہ کرنا چاہتا ہے، وہ کر (ہمارے ایمان کا معاملہ ہمارے سپرد ہے)۔

۲۶-دعا کے لئے:

اس کی مثال جیسے: وعف عنا واغفرلنا وارحمنا۔(البقرہ ۲۸۶)۔ہم کو معاف فرما اور ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔

۲۷-اختیار کے لئے:

کسی کو اختیار دینا کہ وہ جیسے چاہے کرے، جیسے ھذا اعطاء نا فامنن او امسك بغیر حساب۔(ص ۳۹) یہ ہماری عطا ہے ''تو آپ جس پر چاہیں احسان کریں اور جس سے چاہیں احسان روک رکھیں آپ سے کوئی باز پرس نہ ہوگی۔

(کشف الاسرار ج ۱ ص ۵۴، مطبوعہ بیروت)

۲۸-استقامت کے لئے:

کسی کو اس کے کام پر یا اعتقاد پر استقامت کے لئے، جیسے: ''کونوا انصار اللّٰہ'' تم اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ۔ حالانکہ ایمان والے تو پہلے سے ہی مددگار ہیں تاہم ان کو ثابت قدمی کے لئے فرمایا گیا ہے۔

www.waseemziyai.com

۲۹-دعا کے لئے:

رب الرحمهما كما ربياني صغيرا. اے میرے رب؛ان دونوں پر رحم فرما، جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھ پر رحم کیا تھا۔

۱-زکوٰۃ ادا کرو:

واتوا الزكوة.(البقرہ۸۳)اورتم زکوٰۃ ادا کرو۔

اس آیت مبارکہ میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم ہے جبکہ زکوٰۃ کی عدم ادائیگی کی ممانعت اوراس پر وعید اس کی ضد ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جواونٹوں یا گایوں یا بکریوں والا ان کا حق ادانہیں کریگا قیامت کے دن اسے ہموار چٹیل میدان میں بٹھایا جائے گا،کھروں والے جانوراسے اپنے کھروں سے پامال کریں گےاورسینگوں والے جانوراسے اپنے سینگ سے ماریں گے،اس دن ان جانوروں میں کوئی بے سینگ ہوگا نہ شکستہ سینگ۔ہم نے عرض کیایارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا حق کیا ہے۔فرمایا: نر(جانوروں) کو عاریتا دینا اور ڈول (سے پانی نکالنے والوں کو) دینا اور پانی پلاتے وقت ان کا دودھ دوہنا (تاکہ کچھ دودھ غرباء کومل جائے) اورراہ خدا میں ان پر کسی کوسوار کرنا اور جو مالدار زکوٰۃ ادانہیں کرے گا قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی صورت میں آکر اپنے مالک کا تعاقب کرے گا مالک بھاگے گا مگر وہ جہاں جائے گا سانپ اس کے پیچھے جائے گا اوراس سے کہا جائے گا کہ یہ تیراوہی مال ہے جس پر تو بخل کیا کرتا تھا بالآخر جب صاحب مال کوئی چارہ کار نہ دیکھے گا تو اپنا ہاتھ اس کے منہ میں ڈال دے گا اوروہ سانپ اس کے ہاتھ کواس طرح چبائے گا جیسے نراونٹ چباتا ہے۔

(صحیح مسلم، ج۱،ص۳۲۰،قدیمی کتب خانہ کراچی)

۲-مریض کی عیادت کا حکم:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

www.waseemziyai.com

مریض کی عیادت کرنے والا واپس آنے تک جنت کے باغ میں رہتا ہے۔

(مسلم ج ۲ ص ۳۰۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں مسلمان ومومن بھائی کی عیادت کا حکم وفضیلت ہے جبکہ غیر مسلم و بدعقیدہ لوگوں کی عیادت منع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منکرین تقدیر اس امت کے مجوس ہیں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ میں نہ جاؤ۔ اور اگر تمہاری ان سے ملاقات ہو تو ان کو سلام نہ کرو۔ (سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۳۔ مسلمان بھائی کے عیوب کی پردہ پوشی کا حکم:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی کے عیب کو چھپایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب کو چھپائے گا اور جس نے اپنے مسلمان بھائی کے عیب کا پردہ چاک کیا اللہ تعالیٰ اس کے عیب کا پردہ چاک کرے گا اور اس شخص کو اس کے گھر میں رسوا کر دے گا۔

(سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۸۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں مسلمان بھائی کے عیوب کی پردہ پوشی کا حکم اور پردہ چاک کرنے کی ممانعت ہے۔

۴۔ علمی مجالس اور اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کا حکم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی علم کو تلاش کرنے کے لئے کسی راستے پر چلے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جو قوم کتاب اللہ کی تلاوت کرے اور ایک دوسرے کے ساتھ درس کا تکرار کرے ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے

www.waseemziyai.com

پاس فرشتوں میں کرتا ہے اور جس شخص کو اس کا عمل پیچھے کر دیا تو اس کو اس کا نسب آگے نہیں بڑھاتا۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۴۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

جبکہ بدعقیدہ اور برے لوگوں کی مجالس میں بیٹھنے کی ممانعت:

ترجمہ: بے شک کتاب میں تم پر یہ حکم نازل کیا گیا ہے کہ جب تم سنو؛ اللہ کی آیات کا انکار کیا جارہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جارہا ہے تو ان کے ساتھ نہ بیٹھو حتیٰ کہ وہ کسی دوسری بات میں مشغول ہو جائیں (ورنہ) بلاشبہ تم بھی انہی کی مثل ہو جاؤ گے۔ (النساء ۱۴۰)

قاعدہ:

جب امر مقید ہو اور وجوب کے لئے نہ ہو تو اس سے مقصود قید کو ثابت کرنا ہوتا ہے۔

(ماخوذ من نور الانوار)

بہت سے شرعی احکام ایسے بھی ہیں کہ جہاں صیغہ امر وارد ہوا ہے لیکن وجوب کے لئے نہیں ہے بلکہ کسی قید کے ساتھ مقید ہے تو ایسے مقامات پر امر کی اس قید کو ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے۔

قاعدہ نمبر 64۔

والنهی عن الشیء یکون امرا بضده ۔ (المنار ص ۱۶۰، اکرمیہ پشاور)

کسی چیز کی نہی اس کی ضد میں امر ثابت کرتی ہے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر احکام شرعیہ میں سے کسی کام سے روکا گیا ہے تو اس کا معنی کبھی یہ ہوتا ہے کہ اس ممنوعہ چیز کی ضد امر ثابت ہوئی ہے اور اباحت کے مختلف مدارج ہیں۔ اور کبھی نہی تقاضہ کرتی ہے کہ اس کی ضد سنت موکدہ ہو۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ محرم کس قسم کا لباس پہنے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قمیص نہ پہنو، پگڑیاں نہ باندھو، ٹوپیاں نہ اوڑھو، اور نہ موزے پہنو مگر یہ کہ کسی شخص کو

www.waseemziyai.com

جب جوتی میسر نہ ہوتو وہ موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کر پہن لے اور ایسا لباس بالکل نہ پہنو، جس میں ورس (ایک قسم کی خوشبودار گھاس) یا زعفران کا رنگ یا خوشبو ہو۔

(مسلم ج ا ص ۳۷۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں محرم کے لئے سلے ہوئے کپڑے اور دیگر مذکورہ اشیاء کی نہی ہے اور اس قاعدہ کے مطابق اس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کی ضد مباح ہو۔ کیونکہ ستر کا چھپانا تو واجب وضروری ہے۔ لہٰذا شریعت نے اس کی ضد کو سنت موکدہ قرار دیا ہے کہ محرم اس طرح کا لباس پہنے۔

محرم کا لباس:

محرم کے لئے دو جدید کپڑے یا دھلے ہوئے کپڑے یعنی ایک چادر (ازار) اور دوسری چادر (رداء) ہے کیونکہ سلہ ہوا کپڑا پہننا منع ہے اور ستر عورت ضروری ہے اور گرمی وسردی کو دفع کرنا بھی اور جدید کپڑا اسی وجہ سے افضل ہے کہ وہ طہارت کے زیادہ قریب ہے۔ (ہدایہ اولین ج ا ص ۲۱۶، مطبوعہ مجتبائی دہلی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالوں کو سنوارنے، تیل لگانے اور ازار اور رداء دو چادروں کو پہننے کے بعد مدینہ سے روانہ ہوئے۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۲۰۹، قدیمی کتب خانہ کراچی)

ان دونوں ذکر کردہ احادیث سے اس قاعدہ کا ثبوت پایہ تکمیل تک پہنچ گیا ہے کہ پہلی حدیث میں جس چیز کہ نہی بیان کی گئی جو اس چیز کی ضد میں امر کا تقاضہ کرتی تھی جبکہ دوسری حدیث میں اس منہی عنہ چیز کی ضد کا امر بطور سنت موکدہ ثابت ہو گیا۔

۱- والدین کو تکلیف نہ پہنچاؤ:

ترجمہ: اور انہیں اف تک نہ کہنا اور نہ ان سے جھگڑا کریں۔ (بنی اسرائیل)

اس آیت میں والدین کو تکلیف پہنچانے سے روکا گیا ہے جبکہ دیگر کئی آیات و احادیث میں والدین کے ساتھ احسان و بھلائی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

www.waseemziyai.com

وبالوالدین احسانا ۔ (البقرہ۸۳)، اورتم اپنے والدین کے ساتھ احسان کرو۔

۲-باطل طریقے سے مال نہ کھاؤ:

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل (البقرہ۱۱۱)

اورتم باطل طریقے سے مال نہ کھاؤ۔

اس حکم قطعی میں حرام مال کھانے سے منع کیا گیا ہے جبکہ دوسری آیات واحادیث میں حلال وطیب مال کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔

یاایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا ۔(البقرہ۱۶۸)

اے لوگو: کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے۔

۳-بغیر وضو قرآن کو مس نہ کرو:

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:لا یمسہ الا المطھرون ۔(الواقعہ۷۹)

اوراس کتاب کو نہیں چھو سکتے مگر پاک لوگ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر طاہر قرآن کو نہ چھوئے۔

(سنن نسائی رقم الحدیث۴۸۵۳)

قاعدہ نمبر 65:

الولایۃ الخاصہ اقوی من الولایۃ العامہ ۔ (الاشباہ والنظائر)

ولایت خاصہ ولایت عامہ سے زیادہ قوت والی ہوتی ہے۔

اس قاعدہ کا مفہوم یہ ہے کہ ولی جو سب سے زیادہ قریبی ہو اور شریعت اسلامیہ نے جس کو سب سے زیادہ اختیارات دیئے ہیں وہ عام اولیاء سے اختیارات میں تصرف کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ ہے:

www.waseemziyai.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ فرمایا کہ ایک باندی کو خرید کو آزاد کردوں، جبکہ باندی کے مالکوں نے کہا کہ ہم باندی کو اس شرط پر فروخت کریں گے کہ اس کی ولاء ہمارے لئے ہوگی، (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: تم اس کو خریدنے سے مت رکو، ولاء صرف آزاد کرنے والے کا حق ہے۔ (مسلم ج ۱ ص ۴۹۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ اس قاعدہ کو تقویت مل رہی ہے کہ جب کوئی شخص غلام یا باندی کو خریدے تو وہ اس کا مالک ہے اور غلام اور باندی کی ولایت میں اصل حق اور ولایت خاصہ صرف مالک کو حاصل ہے کیونکہ اگر مالک اس کو آزاد کردے تو کوئی بھی اسے منع نہیں کرسکتا۔ اگرچہ کسی نے ولایت کا دعویٰ کیا اور ثبوت بھی ہوگیا تب بھی وہ ولایت عامہ ہوگی۔

۱- ولی کی تعریف:

ہر وہ شخص جو کسی کے معاملات کا محافظ ہو وہ ولی کہلاتا ہے۔ (الاشباہ)

ولایت کی اقسام:

ولایت کی کئی اقسام ہیں۔

۱- ولایت فی النکاح:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیوہ اپنے ولی کی بہ نسبت زیادہ حقدار ہے اور کنواری لڑکی سے بھی اجازت لی جائے گی اور اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے۔ (مسلم ج ۱ ص ۴۵۶، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۲- ولایت فی الوراثت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

www.waseemziyai.com

فرمایا: فرائض اہل فرائض کو دے دو، ان کے بعد جو ترکہ بچے وہ میت کے سب سے قریب مرد کو دے دو۔ (بخاری ج ۲ ص ۹۹۷، وزارت تعلیم اسلام آباد)

۳-ولایت فی القصاص:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے ایک شخص کو قتل کیا تھا آپ نے مقتول کے وارث کو اس سے قصاص لینے کا حکم دیا۔ وہ وارث جانے لگا۔ دراں حالیکہ قاتل کے گلے میں ایک تسمہ تھا جس کو وہ کھینچ رہا تھا۔ جب اس نے پشت پھیری تو آپ نے فرمایا: قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں پھر ایک شخص نے جا کر مقتول کے وارث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنایا تو اس نے قاتل کو چھوڑ دیا اسماعیل بن سالم کہتے ہیں کہ میں حبیب بن ابی ثابت سے اس کا ذکر کیا انہوں نے بتایا کہ مجھے ابن اشوع نے یہ حدیث سنائی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کے وارث سے خون معاف کرنے کے لئے کہا تھا اور اس نے انکار کر دیا تھا۔ (مسلم ج ۲ ص ۶۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۴-ولایت فی الدیت:

شریعت اسلامیہ نے عاقلہ پر دیت کا حکم لازم کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رض اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قتل) خطاء کی دیت کو بیان فرمایا؛ ۲۰ بنت مخاص، ۲۰ ابن مخاص مذکر، ۲۰ بنت لبون، ۲۰ جذعے، ۲۰ حقے۔ (جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۶۶، فاروقی کتب خانہ ملتان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہذیل کی دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں اور ایک نے دوسری کو مارا۔ اور اس کے پیٹ کا بچہ ساقط ہو گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ایک غلام یا باندی بطور تاوان دینے کا حکم دیا۔

(مسلم ج ۲ ص ۲۶، قدیمی کتب خانہ کراچی)

www.waseemziyai.com

۵-ولایت فی الاعتاق:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ فرمایا کہ ایک باندی کو خرید کو آزاد کردوں، جبکہ باندی کے مالکوں نے کہا کہ ہم باندی کو اس شرط پر فروخت کریں گے کہ اس کی ولاء ہمارے لئے ہوگی، (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: تم اس کو خریدنے سے مت رکو، ولاء صرف آزاد کرنے والے کا حق ہے۔ (مسلم ج ۱ ص ۴۹۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۶-ولایت فی مال الیتیم:

ترجمہ: اور تم اچھے طریقے کے بغیر یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ حتیٰ کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور انصاف کے ساتھ پوری پوری ناپ تول کرو۔

(الانعام ۱۵۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کا سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور سب سے برا گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ بدسلوکی کی جائے۔

(ابن ماجہ رقم الحدیث ۳۶۷۹)

۷-ولایت فی الجنازہ:

اگر ولی نے نماز جنازہ پڑھ لی تو اس کے بعد نماز جنازہ جائز نہیں کیونکہ فرض پہلی ادائیگی کی وجہ سے ادا ہو چکا جبکہ اس کا نفل مشروع ہی نہیں۔

(ہدایہ اولین ج ۱ ص ۱۶۰، مجتبائی دہلی)

۸-ولایت فی العذاب:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو بھی ظلماً قتل کیا جائے گا اس کے خون کی سزا سے ایک حصہ پہلے ابن

www.waseemziyai.com

آدم (قابیل) کو بھی ملے گا کیونکہ وہ پہلا شخص تھا جس نے قتل کرنے کی رسم اور گناہ ایجاد کیا۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۳۳۳۵)

۹-ولایت فی الثواب:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص نفلی صدقہ کرے اور اس کو اپنے والدین کی طرف سے کر دے تو اس کے والدین کو اس کا اجر ملتا ہے اور اس کے اجر سے کچھ کمی نہیں ہوتی۔

(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۳۹، مطبوعہ بیروت)

قاعدہ نمبر 66:

ان الاصل فی المطاعم والملابس و انواع التجملات الاباحة ۔ (انوار التنزیل واسرار التاویل للبیضاوی جزء ۸)

کھانے پینے کے برتنوں، لباس اور خوبصورتی کی تمام اشیاء میں اصل اباحت ہے۔

اس قاعدہ کا ثبوت اس آیت سے ہے۔

قل من حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ ۔ (الاعراف ۳۲)

(اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہے۔

۱-لباس کے متعلق شرعی احکام

۱-فرض:

لباس کی جتنی مقدار شرم گاہ چھپانے کے لئے ضروری ہو اتنی مقدار کا لباس پہننا فرض ہے (مرد کی شرم گاہ ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے جبکہ عورت کی شرمگاہ تمام بدن ہے سوائے، ہاتھ اور پاؤں کے، ان کا محارم کے سامنے ظاہر کرنا جائز ہے جبکہ غیر محارم

www.waseemziyai.com

مردوں کے سامنے بلاضرورت شرعی ان کا ظاہر کرنا منع ہے)۔

۲-واجب:

سردی اور گرمی کے اثرات سے جسم کو محفوظ کرنے کے لئے جس قدر لباس پہننا ضروری ہو، اس کا پہننا واجب ہے۔

۳-مستحب:

اظہار زینت کے لئے قدر زائد اور خوبصورت لباس پہننا مستحب ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتا ہے کہ اس بندے کے اوپر اس کی نعمت کے آثار دیکھائی دیں۔ اسی طرح سفید، سیاہ، اور سبز رنگ کا لباس پہننا مستحب ہے۔

۴-مباح:

جمعہ اور عیدین کے موقع پر اور تقریبات اور محافل میں قیمتی لباس اور نفیس لباس پہننا مباح ہے۔ اسی طرح رنگنے کے بعد حیوانوں کی کھالوں کا لباس پہننا بھی مباح ہے۔

۵-مکروہ:

ہر وقت قیمتی اور نفیس پوشاک پہننا مکروہ ہے کیونکہ اس سے ضرورت مندوں کے دلوں میں بغض پیدا ہوتا ہے اور اس میں اسراف ہے اور تکبر کا خطرہ ہے تکبر یہ ہے کہ وہ قیمتی اور فاخرانہ لباس پہن کر معمولی لباس پہننے والوں کو کمتر اور حقیر سمجھے۔

۶-حرام:

ریشم کا لباس مردوں کے لئے حرام ہے البتہ اگر کسی کپڑے پر چار انگل مقدار ریشم کے بیل بوٹے بنے ہوئے ہوں تو پھر جائز ہے اسی طرح اگر چار انگل کی مقدار سونے کا کام کیا ہوا ہے تو پھر بھی جائز ہے اور اسکا ثبوت اس حدیث سے ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ کا خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اللہ کے نبی

www.waseemziyai.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم کے پہننے سے منع فرمایا سوائے دو یا چار انگلیوں کی مقدار کے۔
(مسلم رقم الحدیث ۲۰۶۹) (ردالمحتار ج ۵ ص ۲۲۴، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۱-عمدہ لباس پہننے کی اباحت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے دل میں ایک ذرہ بھر بھی تکبر ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ایک شخص نے کہا: ایک آدمی یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتی اچھی ہو۔ آپ نے فرمایا: اللہ جمیل (حسین) ہے اور جمال سے محبت کرتا ہے تکبر حق کا انکار کرنا اور دوسروں کو حقیر جاننا ہے۔ (مسلم رقم الحدیث ۹۱)

۲-سفید رنگ کے لباس کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سفید لباس پہنو وہ تمہارا بہترین لباس ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو اور بہترین سرمہ اثمد ہے یہ نظر تیز کرتا ہے اور بال اگاتا ہے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۴۰۶۱)

۳-سرخ لباس کی اباحت:

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم متوسط قامت تھے میں نے آپ کو سرخ حلہ (ایک قسم کی دو چادریں، ایک بطور تہبند باندھی جائے اور ایک بالائی بدن پر لپیٹ لی جائے) میں دیکھا میں نے آپ سے زیادہ کوئی چیز حسین نہیں دیکھی۔ (بخاری ۵۸۴۲)

۴-تہبند و شلوار پہننے کی روایت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو تہبند میسر نہ ہو وہ شلوار پہنے اور جس شخص کو جوتے میسر نہ ہوں وہ موزے پہنے۔ (صحیح بخاری ج ۲، ص ۸۶۳، وزارت تعلیم اسلام آباد)

www.waseemziyai.com

۵-عمامہ پہننے کی سنت:

جعفر بن عمرو بن امیہ کے والد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ فرما تھے اور آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا اور عمامہ کی ایک طرف (شملہ) کو دو کندھوں کے درمیان ڈالا ہوا تھا۔ (سنن نسائی ج ۲ ص ۲۹۹، امدادیہ ملتان)

حضرت سلیمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مہاجرین اولین کو دیکھا ہے وہ سیاہ، سفید، سرخ، سبز اور زرد رنگ کا عمامہ سر کے اوپر رکھتے اور اس کے اوپر ٹوپی پہنتے تھے پھر ٹوپی کے گرد عمامہ لپیٹ دیتے تھے۔

(مصنف ابن ابیہ شیبہ ج ۸ ص ۲۴۱، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

۶-شیروانی پہننے کی روایت:

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیروانیاں تقسیم کیں اور مخرمہ کو کچھ نہیں دیا، مخرمہ نے کہا: اے بیٹے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو، میں ان کو لے گیا، پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے لئے بلاؤ، میں نے آپ کو بلایا، آپ تشریف لائے، اس حال میں کہ آپ کے پاس ان شیروانیوں میں سے ایک شیروانی تھی۔ آپ نے فرمایا: میں نے تمہارے لئے اس کو چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ (بخاری رقم الحدیث ۵۸۰۰)

۷-سبز لباس کی روایت:

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سبز کپڑے پہنے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے۔

(سنن نسائی ج ۲ ص ۲۵۸، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

۸-سیاہ رنگ کا جبہ:

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.waseemziyai.com

نے نماز استسقاء پڑھائی، اس حال میں کہ آپ نے سیاہ جبہ پہنا ہوا تھا۔
(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۴ مجتبائی پاکستان لاہور)

۹-سفید رنگ کی ٹوپی پہننا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی پہنتے تھے جو آپ کے سر پر جمی رہتی تھی۔ (کنز العمال ج ۷ ص ۱۲۱ مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت)

۱۰-کفار کے مشابہ لباس کی ممانعت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار اسی قوم سے ہوگا۔
(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۳ مجتبائی پاکستان لاہور)

انتباہ:

عورتوں کو مردوں کی طرح لباس پہننا اور مردوں کو عورتوں جیسا لباس پہننا منع ہے۔

قاعدہ نمبر 67:

ولا تکسب کل نفس الا علیھا ۔(الانعام ۱۶۴)

ہر شخص جو کچھ بھی کرتا ہے اس کا وہی ذمہ دار ہے۔

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس نے جو کسب کیا چاہے اس کا تعلق بھلائی سے ہو یا برائی سے ہو اصل کے اعتبار اس کی جزاء وسزا کا وہی مستحق ہے تاہم کئی ذرائع واسباب ایسے بھی ہیں جن کی وجہ سے دوسرے افراد بھی جزاء وسزا پاتے ہیں۔

دوسروں کی وجہ سے سزائی اسباب:

ترجمہ:۱-اور وہ ضرور اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور کئی بوجھ اٹھائیں گے۔ (العنکبوت ۱۳)

www.waseemziyai.com

۲-تا کہ وہ (متکبر کافر) قیامت کے دن اپنے (گناہوں کے) پورے بوجھ اٹھائیں اور کچھ بوجھ ان لوگوں کے اٹھائیں جنہیں وہ اپنی جہالت سے گمراہ کرتے تھے سنو؛ وہ کیسا برا بوجھ ہے جسے وہ اٹھاتے ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو بھی ظلماً قتل کیا جائے گا اس کے خون کی سزا سے ایک حصہ پہلے ابن آدم (قابیل) کو بھی ملے گا کیونکہ وہ پہلا شخص تھا جس نے قتل کرنے کی رسم اور گناہ ایجاد کیا۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۳۳۳۵)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنی سوکن کو خیمہ کی ایک چوب سے مارا۔ حالانکہ وہ اس وقت حاملہ تھی اور اس ضرب سے اس کو ہلاک کر دیا۔ ان میں سے ایک عورت بنولحیان کی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتلہ کے عصبات (باپ کی طرف سے رشتہ داروں) پر مقتولہ کی دیت لازم کی، اس اس کے پیٹ کے بچہ کے تاوان میں ایک باندی یا ایک غلام کا دینا لازم کیا۔

(صحیح مسلم ج ۲، ص ۵۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انصار کا ایک آدمی یہود کی رہٹ والی زمین میں مقتول پایا گیا، انہوں نے اس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے یہود کے پچاس چنے ہوئے لوگوں کو بلایا اور ہر ایک سے یہ قسم لی؛ نہ میں نے اس کو قتل کیا اور نہ مجھے اس کے قتل کا علم ہے پھر ان پر دیت لازم کر دی۔ یہود نے کہا: بہ خدا یہ وہی فیصلہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں تھا۔ (سنن دار قطنی ج ۴، رقم الحدیث ۲۱۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ہدایت کی دعوت دی تو اس کی ہدایت پر تمام عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا اور ان اتباع کرنے والوں کے اجروں میں سے کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اور جس نے کسی گمراہی کی دعوت دی تو اس کو اس گمراہی پر تمام عمل کرنے والوں کے برابر سزا

www.waseemziyai.com

ملے گی اوران اتباع کرنے والوں کی سزاؤں میں سے کمی نہیں ہوگی۔

(موطاامام مالک رقم الحدیث ۵۰۷)

دوسروں کی وجہ سے بھلائی کے اسباب:

محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوشخص اپنے والدین یاان میں سے کسی ایک کی قبر زیارت ہر جمعہ کو کرے گا اسے بخش دیا جاتا ہے اوراس کے حق میں نیکی لکھ دی جاتی ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ص ۱۵۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

قاعدہ نمبر 68:

شہادت خلاف ظاہر کو ثابت کرتی ہے جبکہ قسم اصل کو باقی رکھنے کے لئے ہوتی ہے۔(الاشباہ)

اس قاعدہ کا ثبوت یہ ہے۔

ترجمہ: آورآپ سے پوچھتے ہیں کیاواقعی وہ دائمی عذاب برحق ہے آپ کہہ دیجئے ہاں؛ میرے رب کی قسم؛ وہ برحق ہے اورتم میرے رب کو عاجز کرنے والے نہیں ہو۔(یونس ۵۳)

قسم کے متعلق احکام شرعیہ

۱-واجب:

اگر کسی بے قصور مسلمان کو قتل یا ہلاکت سے بچانا قسم کھانے پر موقوف ہوتو قسم کھانا واجب ہے۔

حضرت سوید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (ملاقات) کے ارادہ سے نکلے، ہمارے ساتھ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بھی تھے ساتھیوں نے قسم کھانے میں ناگواری محسوس کی اور میں نے قسم کھالی، کہ یہ میرے

www.waseemziyai.com

بھائی ہیں تو دشمن نے ان کو چھوڑ دیا، پس ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، میں نے بتایا کہ ساتھیوں نے قسم کھانے میں ناگواری محسوس کی تھی اور میں نے قسم کھالی کہ یہ میرے بھائی ہیں۔آپ نے فرمایا: تو نے سچ کہا؛ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔

(سنن ابوداؤد، باب الایمان

۲-مستحب:

جب دو مسلمانوں میں رنجش ہو اور ان میں صلح کرانا قسم پر موقوف ہو یا کسی مسلمان کے دل سے کینہ زائل کرنا قسم پر موقوف ہو یا کسی شر کو رفع کرنا قسم پر موقوف ہو تو ان تمام صورتوں میں قسم کھانا مستحب ہے اسی طرح کسی عبادت کے کرنے اور کسی گناہ کو ترک کرنے کی قسم کھانا مستحب ہے۔

۳-مباح:

ہر وہ کام جو مباح ہو اس کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھانا مباح ہے اور جس بات کے سچا ہونے کا یقین ہو یا غالب گمان ہو، اس پر قسم کھانا مباح ہے۔

۴-مکروہ:

کسی مکروہ کام کرنے یا کسی مستحب کام کو ترک کرنے کی قسم کھانا مکروہ ہے۔

۵-حرام:

جھوٹی اور خلاف واقع قسم کھانا مکروہ ہے

ترجمہ: اور منافق جان بوجھ کر جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بے شک وہ بہت برا کام کرتے تھے۔

(المجادلہ ۱۴،۱۳)

۶-اپنے حق کے لئے قسم کھانا:

محمد بن کعب القرظی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے تھے اور

www.waseemziyai.com

آپ کے ہاتھ میں عصا تھا آپ نے فرمایا: اے لوگو؛ قسم کھانے کی وجہ سے اپنے حقوق نہ چھوڑو۔ (المغنی ج۹ص۳۸۹، مطبوعہ دارالفکر بیروت)

قسم کی مشروعیت:

والنجم اذا هوٰی. (النجم۱)۔ روشن ستارے کی قسم؛ جب وہ غروب ہوا۔

۱-ثبوت اعتقاد کے لئے قسم:

ترجمہ: کافروں نے اپنے فاسد گمان سے کہا؛ وہ مرنے کے بعد ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے۔ آپ فرمائیں کیوں نہیں، میرے رب کی قسم؛ تم ضرور اٹھائے جاؤ گے۔ (التغابن ۷)

۲-احکام شرعیہ اور تقوی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ترک کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: سنو؛ خدا کی قسم، میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سے زیادہ متقی ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۵۰۶۳)

۳-مخالفین اسلام کی مخالفت کی قسم:

عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم؛ میں ضرور قریش سے جنگ کروں گا، اللہ کی قسم، میں ضرور قریش سے جنگ کروں گا، اللہ کی قسم؛ میں ضرور قریش سے جنگ کروں گا۔ پھر فرمایا، ان شاء اللہ۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۳۲۸۵)

۴-غیر اللہ کی قسم کھانے کی ممانعت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سواروں کی ایک جماعت میں اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا کر فرمایا: سنو؛ اللہ تمہارے آباء کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے سو جس نے قسم

www.waseemziyai.com

کھانی ہو وہ اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔ (صحیح بخاری باب الایمان)

قسم کا کفارہ:

ان کا کفارہ دس مسکینوں کو درمیانی کھانا کھلانا ہے جیسا تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان مسکینوں کو کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے جو ان میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہو تو وہ تین دن کے روزے رکھے، یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاؤ (اور توڑ دو) اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ (المائدہ ۸۹)

قاعدہ نمبر 69۔

اذا فات الشرط فات المشروط ۔(الاشباہ)

جب شرط فوت ہو جائے تو مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ ہے۔

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر وقت مقررہ پر فرض ہے۔ (النساء)

آیت سے معلوم ہوا کہ نماز کی ادائیگی کے لئے وقت شرط ہے۔ اور اسی طرح وضو شرط ہے

شرط کی اقسام:

شرط کی تین اقسام ہیں۔ ۱-شرط جائز ۲-شرط فاسد ۳-شرط لغو

۱-شرط جائز کی تعریف:

ہر وہ شرط جو عقد کا تقاضہ کرتی ہو اور وہ اسی عقد کے مناسب بھی ہو یا وہ شرط معاشرے میں جاری ہو یا اس کے جواز پر حکم شرعی موجود ہو، اسے شرط جائز کہتے ہیں۔ اس کی مثال خیار شرط کے مسائل سے ملتی ہے۔ اور اس کے جواز کا ثبوت یہ حدیث مبارکہ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو کسی سے بیع کرے تو یہ کہہ کہ میرے

www.waseemziyai.com

اور تمہارے درمیان کوئی فتنہ نہیں اور میرے لئے تین دن تک اختیار ہے۔

۲-شرط فاسد کی تعریف:

ہر وہ شرط جس کا تقاضہ نہ عقد کرتا ہو اور نہ ہی وہ عقد کے مناسب ہو اور اس میں متعاقدین میں سے کسی ایک کا نفع ہو۔

۳-شرط لغو کی تعریف:

ہر وہ شرط جو شرط جائز اور شرط فاسد کے سوا ہو وہ شرط لغو کہلاتی ہے۔

انتباہ:

خیار شرط کا اختیار ورثاء کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ اگر کسی شخص کے لئے خیار تھا اور وہ مر گیا تو خیار باطل ہوگا۔ (قدوری)

قاعدہ نمبر 70:

کون الشیء سببا للحکم بنسبة الحکم الیه و تعلقه به فا لمنسوب الیه والمتعلق به یکون سببا .

(نور الانوار ص ۱۷۵، مکتبہ اکرمیہ پشاور)

کسی چیز کا حکم کے لئے سبب بننے کی پہچان یہ ہے کہ وہ حکم اسی چیز کی طرف منسوب ہو اور اس کے متعلق ہو لہٰذا منسوب الیہ اور متعلق بہ سبب ہوگا۔

اس کی توضیح یہ ہے کہ کسی بھی شرعی مسئلہ کا اگر سبب معلوم کرنا ہو تو اس مسئلہ کے حکم کی معرفت ضروری ہے اور اس کے بعد ایک فقیہ یہ دیکھے گا کہ اس حکم کو کس چیز کی طرف منسوب یعنی نسبت کی جارہی ہے اور جب وہ اس نسبت کو دیکھ یا پہچان لے گا تو اس سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ یہی اس کا سبب ہے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو: تم پر مقتولین کے خون (ناحق) کا بدلہ لینا فرض کیا گیا ہے

www.waseemziyai.com

آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلہ میں عورت۔ (البقرہ ۱۷۸)

سبب کی تعریف:

اگر کسی شیء کا متعلق اس میں داخل نہ ہو بلکہ فی الجملہ اس تک پہنچانے والا ہو تو اسے سبب کہتے ہیں۔ (درمختار)

احکام شرعیہ کے اسباب:

احکام کی تفصیل اسباب کی تفصیل

۱- ایمان عالم حادث

۲- نماز وقت

۳- روزہ وجود ماہ رمضان

۴- زکوۃ صاحب نصاب، حولان حول من مال نامی وھو زائد الضرورت۔

۵- حج بیت اللہ ووقت

۶- عشر زمین نامیہ جس میں حقیقتاً پیداوار ہو۔ سبب عشر ہے۔

۷- خراج وہ زمین نامیہ جو تقدیراً پیداوار دے۔

۸- طہارت مشروعیۃ الصلوٰۃ۔

۹- معاملات لوگوں کا آپس میں مل جل کر رہنا اور آپس میں لین دین کرنا، نکاح، بیوع وغیرہ تمام معاملات۔ کیونکہ عالم قیامت تک باقی رہنے والا ہے

۱۰- قصاص قتل عمد

۱۱- حد زنا، قذف، سرقہ، شرب شراب،

۱۲- کفارات افطار صوم بغیر عذر، ظہار، انقطاع قسم،

۱۳- صدقہ فطر مالی حیثیت اور ان افراد کا جو اس کی کفالت میں ہیں اور اصاغر ہیں نہ کہ اکابر،

www.waseemziyai.com

۱۴- جزیہ ذمی ہونا۔ (نورالانوار ص ۱۷۴، مکتبہ اکرمیہ پشاور)

قاعدہ نمبر 71:

شیء اپنے مضاف اور مضاف الیہ کے لئے سبب ہوتی ہے۔

(المنار ص ۱۷۵، مکتبہ اکرمیہ پشاور)

اس کی تشریح یہ ہے کہ جس طرح ''غلام زید'' زید کا غلام۔ اس مثال میں غلام مضاف اور زید مضاف الیہ ہے اور ان دونوں کے درمیان مالک اور غلامی کا تعلق پیدا کرنے والا سبب غلامیت ہے جو کہ غلام کے اندر موجود ہے اور اسی وجہ سے زید اس کا مالک بنا ہے اور جیسے ہی غلام غلامیت سے آزاد ہوگا تو ویسے ہی زید کی ملکیت مرتفع ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ شیء جو مضاف اور مضاف الیہ کے لئے سبب بنی تھی وہ معدوم ہو چکی ہے۔

اس کا استدلال اس روایت سے ہے۔

حضرت ابو جمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مجھے اپنے ساتھ اپنے تخت پر بٹھاتے تھے انہوں نے کہا: تم میرے ساتھ قیام کرو حتیٰ کہ میں اپنے مال سے کچھ تمہیں دوں، میں ان کے ساتھ دو مہینے رہا پھر انہوں نے کہا کہ جب عبدالقیس کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا یہ کون سی قوم ہے؟ یا یہ کون سا وفد ہے انہوں نے کہا: ربیعہ؛ آپ نے فرمایا: اس قوم کو یا اس وفد کو خوش آمدید، تم لوگ شرمندہ ہو گے نہ نادم، انہوں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کے پاس صرف حرمت والے مہینوں میں آسکتے ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان کفار کا قبیلہ مضر ہے آپ ہمیں کوئی فیصلہ کن حکم بتائیں جس کی خبر ہم اپنے پیچھے چھوڑے ہوئے لوگوں کو دیں اور اس پر عمل کر کے جنت میں داخل ہوں انہوں نے آپ سے مشروبات کے برتنوں کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے انہیں چار برتنوں میں پینے کی اجازت دی اور چار برتنوں میں پینے سے منع کیا۔ آپ نے فرمایا: تم یہ گواہی دو کہ اللہ ایک ہے اس کے

www.waseemziyai.com

سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے اور (سیّدنا) محمد اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اور نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے، رمضان کے روزے رکھنے اور مال غنیمت کے پانچویں حصہ کو ادا کرنے کا حکم دیا اور ان چار قسم کے برتنوں میں پینے سے منع فرمایا: سبز رنگ کے گھڑے، کھوکھلا کدو، کھوکھلی لکڑی، اور تارکول ملا ہوا برتن۔ تم ان کو یاد کرلو اور اپنے پیچھے رہنے والے لوگوں کو ان کی خبر دو۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں احکام شرعیہ پر عمل کرنا کا حکم بھی ایمان کے ساتھ ہی دیا گیا ہے کہ کلمہ توحید و رسالت پر ایمان لاؤ اور اس کے بعد ہی نماز، زکوٰۃ اور صیام رمضان کا حکم دیا کیونکہ احکام شرعیہ کا مکلّف ہونے کا سبب ایمان ہے۔ اگرچہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ احکام شرعیہ کا مکلّف ہونے کے لئے ایمان کا ہونا ضروری ہے یا نہیں۔ تاہم اس قاعدہ کی رو سے تو یہی ثابت ہو رہا ہے کہ احکام شرعیہ کا مکلّف ہونے کے لئے ایمان ضروری ہے۔ کیونکہ شیء اپنے مضاف اور مضاف الیہ کے لئے سبب ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے آپ نے فرمایا: جب تم اس (چاند) کو دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم اس کو دیکھو تو افطار کرو اور اگر تم پر (مطلع صاف نہ ہونے کی وجہ اس کی رویئت) مجہول ہو تو تعداد پوری کرو۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں رویئت ہلال کو وجود رمضان کا سبب اور روزے کا سبب قرار دیا گیا ہے لہٰذا جب رویئت ہلال متحقق ہوگی تب رمضان کا روزہ رکھنا ضروری ہوگا ورنہ نہیں کیونکہ شیء اپنے مضاف اور مضاف الیہ کا سبب ہوتی ہے۔

حرام کاموں کی طرف لے جانے والے اسباب بھی منع ہیں ایسے ہی وہ سماع جو حرام کی طرف لے جانے والا ہو منع ہے۔

سبب اوّل:

سماع لڑکے یا عورت سے سنے یہ دونوں موجب شہوت ہیں یہ سماع حرام ہے

www.waseemziyai.com

عورتوں کی آواز کا بھی یہی حکم ہے کہ اسے سننا منع ہے یاد رہے حالات کے بدلنے کی وجہ سے حکم بدل جاتا ہے۔

سبب دوئم:

گانے بجانے کے تمام آلات جو کہ شہوت کو ابھارتے ہیں ان سب کا سماع منع ہے کیونکہ یہ خواہشات کو تازہ کرتے ہیں۔

سبب سوئم:

گانے بجانے میں فحش کلام کا ہونا اور اہل دین کی مذمت اور ان پر طعن و تشنیع ہو اور ایسے ہی اس طرح کے اشعار جن میں زلف، خدوخال اور صورت و جمال کی باتیں ہوں ان کا سماع بھی منع ہے۔

سبب چہارم:

سننے والا جوان ہو اور اس پر شہوت کا بھی غلبہ ہو اور وہ خدا تعالیٰ کی محبت کو جانتا ہی نہ ہو تو غالب گمان یہی ہے کہ وہ صورت و جمال کا ذکر سنے گا تو اس پر شیطانی خیالات ہی سوار ہوں گے۔

سبب پنجم:

عوام کھیل کود اور عیش و عشرت کے طور پر سماع کے عادی ہوتے ہیں اس قسم کا سماع اس شرط پر مباح ہے کہ اسے پیشہ نہ بنالیں اور ہمیشہ اسی کو اپنا مشغلہ نہ بنالیں۔ کیونکہ بعض گناہ جو صغیرہ ہوتے ہیں جب آدمی ان کا عادی ہو جائے تو کبیرہ بن جاتے ہیں اسی طرح بعض چیزیں اگر تھوڑی مقدار میں کبھی کبھار اختیار کی جائیں تو مباح ہوتی ہیں اور جب ان کی کثرت ہو جائے تو حرام ہو جاتی ہیں اس مباح کی دلیل یہ ہے کہ اگر کھیل کود کبھی ہو تو مباح اور اگر اس طرح کثرت کہ دینی اور دنیاوی معاملات میں حرج ہو تو منع ہے۔

(کیمیائے سعادت ص ۳۵۸، لاہور)

www.waseemziyai.com

قاعدہ نمبر 72:

ہر وہ حقیقت جس پر عمل کرنا متعذر رہو اسے چھوڑ کر مجاز کو اختیار کیا جائے گا۔

(اصول شاشی)

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ جب کسی لفظ یا کلام کے حقیقی معنی پر عمل کرنا ناممکن ہو یا مشکل ہو تو ایسی صورت میں اس لفظ یا کلام کے مجازی معانی پر عمل کیا جائے گا۔

اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ اس درخت سے نہ کھائے گا تو اگر وہ اس درخت کا پھل کھاتا ہے تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی کیونکہ نفس درخت کا کھانا تو متعذر ہے اور اس کا مجازی معنی اسی درخت کا پھل ہے۔

ہمارے دور میں گیارھویں شریف حضور سیّدنا غوث اعظم قدس سرہ کے ایصال ثواب سے موسوم کی جاتی ہے اور کئی بدعقیدہ لوگ جو بزرگوں اور اولیاء کرام کے عرس کے منکر ہیں وہ ان مواقع پر پکائی گئی دیگیں کھا جاتے ہیں یہی حال ختم، تیجہ اور چالیسواں کا ہے کہ یہ لوگ ایک طرف تو حرام حرام کی رٹ لگاتے ہیں لیکن موقع پر کئی کئی دیگیں کھا جاتے ہیں۔ اس مثال میں دیگیں کھا جانا ایک عام لفظ استعمال ہوتا ہے حالانکہ حقیقت میں دیگیں نہیں کھائی جاتیں بلکہ جو کچھ ان دیگوں میں موجود ہوتا ہے وہ کھایا جاتا ہے۔

حقیقت کی تعریف:

ہر وہ لفظ جس کو بنانے والے نے جس چیز کے لئے بنایا اگر اس کا استعمال اسی چیز میں ہو تو وہ حقیقت ہے اور اگر اس کے علاوہ دوسرے معانی میں اس کا استعمال ہو تو اسے مجاز کہتے ہیں۔ (اصول شاشی)

جبکہ مناطقہ کہتے ہیں کہ ہر وہ لفظ جو اپنے موضوع لہ میں استعمال ہو اسے حقیقی معنی کہتے ہیں

قاعدہ نمبر 73:

النعمة بقدر النقمة و ا لنقمة بقدر ا لنعمة ۔(الاشباہ)

www.waseemziyai.com

فوائد مشقت کی مقدار کے مطابق ہوتے ہیں اور مشقت بھی فوائد کی مقدار کے مطابق ہوتی ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک انسان عبادات و ریاضات میں جس قدر محنت و مشقت اٹھاتا ہے اسے ثواب و درجہ بھی اسی کے مطابق حاصل ہوتا ہے اور اسی طرح محنت و جہد بھی مسلمانوں پر اسی قدر ہے۔ جس کی وہ صلاحیت رکھتے ہیں۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حدیث مبارکہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث سنی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹھ کر نماز کا آدھا اجر ہوتا ہے ایک دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سر اقدس پر رکھا آپ نے فرمایا: اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کا آدھا اجر ہوتا ہے حالانکہ آپ خود بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں آپ نے فرمایا: ہاں لیکن تم مجھ جیسے کب ہو؟ (مسلم ج ا ص ۲۵۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۱- لیلۃ القدر کے قیام پر عنائیت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان میں ایمان و احتساب کے ساتھ روزہ رکھا اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے گئے اور جس نے قدر کی رات ایمان و احتساب کے ساتھ قیام کیا اس کے بھی سابقہ گناہ بخش دیئے گئے۔ (بخاری ج ا ص ۲۷۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۲- جہاد میں بقدر مشقت فوائد:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو لحیان کی طرف لشکر بھیجا اور فرمایا: ہر دو آدمیوں میں سے ایک جائے اور فرمایا: تم

www.waseemziyai.com

میں سے جو شخص بھی (جہاد پر) جانے والے کے اہل وعیال کی دیکھ بھال کے لئے اور اس کے گھر اور اس کے مال کی نگہبانی کے لئے بیٹھے گا اس کو جہاد پر جانے والے شخص کا آدھا اجر ملے گا۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۳۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

قاعدہ نمبر 74:

المطلق محمول علی المقید ۔(المنار ص ۱۵۸، اکرمیہ پشاور)

مطلق مقید پر محمول ہوتا ہے۔

اس کا ثبوت ان احادیث سے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ قیامت کے دن اس شخص پر نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا جس نے اپنا کپڑا تکبر کی وجہ (ٹخنوں سے نیچے) لٹکایا۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۵۷۸۳)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

پائچوں کا کعبین (ٹخنوں) سے نیچے ہونا جسے عربی میں اسبال کہتے ہیں اگر براہ عجب وتکبر ہے تو قطعاً ممنوع وحرام ہے اور اس پر وعید شدید وارد۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمہ اپنی صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے تکبر کی وجہ سے اپنی چادر کو لٹکایا قیامت کے دن اللہ عزوجل اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا۔ امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ، امام نسائی اور امام ترمذی نے بھی الفاظ متقاربہ کے ساتھ اسی طرح روایت کیا ہے اور اگر بوجہ تکبر نہیں تو بحکم ظاہر حدیث مردوں کو بھی جائز ہے جیسے کہ تکبر کی قید سے تم کو خود معلوم ہوگا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؛ میری ازار ایک جانب سے لٹک جاتی ہے فرمایا تو ان میں سے نہیں ہے جو ایسا تکبر کرتا ہو، احادیث میں جو اس پر وعید ہے اس سے یہی صورت مراد ہے کہ بہ تکبر اسبال کرتا ہو ورنہ ہرگز یہ وعید شدید اس پر وارد نہیں مگر علماء در صورت عدم تکبر حکم کراہت تنزیہی

www.waseemziyai.com

دیتے ہیں۔فتاویٰ عالمگیری میں ہے اگر اسبال تکبر سے نہ ہوتو مکروہ تنزیہی ہے۔اسی طرح غرائب میں ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ص ۱۲۵،ادارہ تصنیفات امام احمد رضا کراچی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا تکبر کے ساتھ مقید ہے۔اور جن احادیث میں یہ مذکور ہے کہ جو کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہوگا وہ دوزخ میں ہو گا۔یہ حکم مطلق ہے اور اس مطلق حکم کو مقید پر محمول کیا جائے گا۔

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی صاحب مدظلہ العالی اس مسئلہ کی ایک تفریع بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے لٹک رہا ہوگا وہ دوزخ میں ہوگا۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث ۵۷۸۷)

اس کا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات کسی حکم یا کسی فعل کی کوئی شرط یا اس کا سبب بطور قید بیان فرماتے ہیں اور پھر اس حکم یا فعل کو اس قید کے بغیر بھی بیان فرماتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اب وہ قید معتبر نہیں ہے وہ قید اب بھی معتبر ہوتی ہے اور اس کے اعتبار کرنے پر وہ حدیث دلیل ہوتی ہے جس میں اس قید کا ذکر فرمایا ہوتا ہے۔مثلا یہ حدیث ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک سال نہ گزر جائے کسی مال میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔(سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۱۷۵۳)

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وجوب زکوٰۃ کے لئے سال گزرنے کی شرط کا ذکر فرمایا ہے حالانکہ بے شمار احادیث ہیں جن میں اس شرط کا ذکر نہیں ہے اس کے باوجود وجوب زکوٰۃ میں اس شرط کا اعتبار کیا جاتا ہے کیونکہ اس حدیث میں اس شرط کا ذکر ہے ہم صرف ایک حدیث کا ذکر کر رہے ہیں جس میں وجوب زکوٰۃ کے لئے اس شرط کا ذکر نہیں ہے حالانکہ ایسی بے شمار احادیث ہیں۔

www.waseemziyai.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے گھوڑوں اور غلاموں سے زکوٰۃ معاف کردی۔ تم ہر چالیس درہم سے ایک درہم چاندی زکوٰۃ دو اور ایک سو نوے درہم میں بالکل زکوٰۃ نہیں ہے اور جب دو سو درہم ہو جائیں تو اس میں پانچ درہم زکوٰۃ ہے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۱۵۷۴)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں تہبند گھسیٹنے یا ٹخنوں سے نیچے لٹکانے پر وعید بیان فرمائی اور اس کو تکبر پر معلق فرمایا اور بعض احادیث میں اس قید کا ذکر نہیں فرمایا تو جہاں اس قید کا ذکر نہیں ہے۔

وہاں بھی اس قید کا اعتبار کیا جائے گا اور اس کے اعتبار کرنے پر وہ احادیث دلیل ہیں جن میں آپ نے اس قید کا ذکر فرمایا ہے جس طرح ہم زکوٰۃ میں سال گزرنے کی شرط کے متعلق بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے ہی حمد ہے جس نے مجھے اس مسئلہ کو حل کرنے کی توفیق دی اور شاید قارئین کو کسی اور جگہ یہ تفصیل اور اس مسئلہ کا حل نہ مل سکے۔

(تبیان القرآن ج ۴ ص ۳۲۸، فرید بک سٹال لاہور)

قاعدہ نمبر 75۔

قریبی وارث کے ہوتے ہوئے بعیدی وارث وراثت سے محروم رہے گا۔ (الاشباہ)

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ میت کا ترکہ ان ورثاء کا حق ہے جو اس کے قریبی وارث ہیں اگر کسی میت کے اہل فرائض نہ ہوں تو پھر اس کا ترکہ عصبات کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور ایسے ہی دور کے رشتہ داروں کو بھی تب وراثت سے ملتا ہے جب قریبی وارث نہ ہوں لیکن اگر قریبی وارث ہوں تو پھر دور کے ورثاء وراثت سے محروم رہیں گے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ ہے۔

www.waseemziyai.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرائض اہل فرائض کو دے دو۔ ان کے بعد جو ترکہ بچے وہ میت کے سب سے قریب مرد کو دے دو۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۹۷، وزارت تعلیم اسلام آباد)

مقرر کردہ شرعی حصوں کی تفصیل

۱- بیٹے کا حصہ:

ایک بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔

۲- دو یا دو سے زیادہ بیٹیوں کا حصہ:

اگر دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہوں تو ان کا حصہ کل ترکہ کا دو تہائی ہے۔

۳- صرف اکیلی بیٹی کا حصہ:

اگر صرف اکیلی بیٹی ہو تو اس کا حصہ کل ترکہ سے نصف ہے۔

۴- والدین کا حصہ:

اگر میت کی اولاد ہو تو اس کے ترکہ میں سے والدین میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے اور اگر میت کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ ہی وارث ہوں تو ماں کا تیسرا حصہ ہے (اور باقی باپ کا ہے)

اگر میت کے بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے۔

۵- بیوی کی وراثت سے حصہ:

تمہاری بیویوں کے ترکہ میں سے تمہارے لئے آدھا حصہ ہے بشرطیکہ ان کی اولاد نہ ہو اور اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہارے لئے چوتھائی حصہ ہے

۶- خاوند کی وراثت سے حصہ:

اور اگر تمہاری اولاد ہو تو تمہارے ترکہ میں سے ان کا (بیویوں) آٹھواں حصہ ہے

www.waseemziyai.com

۷-کلالہ کی وراثت:

اگر کسی مرد یا عورت کا ترکہ تقسیم کرنا ہو جس کے نہ ماں باپ ہوں اور نہ اولاد اور اس کا (ماں کی طرف سے) بھائی یا بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اور اگر وہ (بھائی یا بہن) ایک سے زیادہ ہوں تو ان سب کا ایک تہائی حصہ ہے۔

(ماخوذ من النساء ۱۱، ۱۲، ۱۳)

عصبہ کی تعریف:

عصبہ اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو اصحاب فرائض سے بچا ہوا ترکہ حاصل کرے۔

وہ اسباب جو وارث کو وراثت سے محروم کر دیتے ہیں۔

۱-قتل:

اس کا بیان حدیث مبارکہ میں ہے۔ کہ قاتل وراثت سے حصہ نہیں پائے گا۔

(جامع ترمذی ج ۱ ص کتاب الفرائض)

۲-مملوک:

کیونکہ میراث ملکیت کی نوع ہے۔ جبکہ غلام ملکیت ہی نہیں رکھتا کیونکہ ملکیت تو اس کے آقا کی ہے اور آقا اور میت کے درمیان کوئی قرابت ہیں۔

۳-مرتد:

مسلمان کا وارث مرتد اور ذمی نہیں ہو سکتا۔

۴-اہل ملتین:

اس کا بیان بھی حدیث مبارکہ میں ہے کہ دو ملتوں والے وارث نہیں ہوں گے۔

(جوہرہ نیرہ ج ۲ ص ۶۵۶، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

۵-اختلاف دین و دارین:

دین کا اختلاف اور ملک کا مختلف ہونا بھی وراثت سے محروم کرنے والا حجاب ہے۔

www.waseemziyai.com

۶-باپ ہوتے ہوئے دادااوردادی اسی طرح ماں کے ہوتے ہوئے نان اورنانی

حجب کی تعریف:

ایک خاص شخص دوسرے کے ہونے کی وجہ سے میراث سے محروم ہوجائے اگرکل میراث سے محروم ہوتواس کا نام حجب حرمان ہےاوراگرمیراث کے کسی حصہ محروم ہوجیسے کسی کوتہائی کی جگہ چھٹا حصہ ملےتواسے حجب نقصان کہتے ہیں۔

وراثت کے اسباب:

وراثت کے اسباب تین ہیں۔ ا-قرابت ۲-زوجیت ۳-ولاء (آزاد کرنے کاحق۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان فوت ہوجاتا ہےتواس کے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں لیکن تین عمل منقطع نہیں ہوتے،صدقہ جاریہ،علم نافع اورنیک اولاد جواس کے لئے دعا کرتی رہتی ہے۔(صحیح مسلم ج۲ص باب مایلحق الانسان)

اس حدیث میں نیک اولاد کی بھلائی کووالدین کی طرف منسوب کیا گیا ہےاوریہی وارثین میت کی وراثت سے دنیاوی ودینی فوائدحاصل کرتے ہیں۔

قاعدہ نمبر76۔

جب ایسے حقوق میں تعارض آجائے کہ ان میں سے ایک کا وقت تنگ ہو جبکہ دوسرے کاوقت وسیع ہو یاایک میں جلدی ضروری ہوجبکہ دوسرے میں تاخیر یاایک فرض عین ہواوردوسرافرض کفایہ ہوتوان تمام صورتوں میں تنگ وقت والےکووسیع وقت والے پراورجلدی والےکوتاخیر پراورفرض عین کو فرض کفایہ پرتقدم حاصل ہوگا۔(الاشباہ والنظائر)

اس قاعدہ کاثبوت یہ ہے۔

www.waseemziyai.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت نماز میں بھی دو سیاہوں سانپ اور بچھو کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔

(جامع ترمذی ج ا ص ۵۱، فاروقی کتب خانہ ملتان)

اگر حالت نماز میں کسی نے نابینا کو کنویں میں گرتے ہوئے دیکھا یا کسی کو آگ میں جلتے ہوئے دیکھا یا کسی کو دریا میں ڈوبتے ہوئے پایا اور اسی طرح سانپ یا بچھو کو دیکھا تو ان تمام صورتوں میں اس نمازی پر ضروری ہے کہ وہ نماز توڑ کر ان افراد کی جان بچائے اور سانپ اور بچھو کو بھی مارے کیونکہ ہوسکتا ہے وہ کسی انسانی جان کو نقصان پہنچائیں۔ کیونکہ ان اوقات میں جان بچانا ایسا فریضہ ہے جس کا وقت تنگ ہے جبکہ نماز کا وقت تو وسیع ہے لہٰذا وسیع وقت والے فرائض کو چھوڑ کر تنگ وقت والے فرائض کو بجا لایا جائے۔ کیونکہ انہیں ہی تقدم حاصل ہے۔

اسلامی شریعت اور تحفظ انسانی حقوق:

اسی قاعدہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انسانی حقوق کا جس قدر اسلام محافظ ہے اس طرح دنیائے مذاہب میں کوئی بھی مذہب حفاظت یا تحفظ فراہم نہیں کرسکتا۔ اس کے باوجود نام نہاد روشن خیالی کے دعویدار جن کی زبانیں اسلام کی مخالفت کرتی تھکتی ہی نہیں جن کی ساری زندگی اسلام اور اس کی تعلیمات کو بدنام کرتے گزر جاتی ہے۔ جن کے اجسام کا انگ انگ اسلام کی غداری سے بھرا ہوا ہے اور وہ لوگ اسلام کی تعلیمات کو پرانی اور بوسیدہ روایات سے متعارف کراتے ہیں۔ اور اسلامی تہذیب پر روشن خیالی کی کھال چڑھانے کے درپے رہتے ہیں اور اہل اسلام اور سچے مسلمانوں کو انتہاء پسندی کے قید خانہ میں ڈالنے کی تہمت ان کے رگ وپے میں پیوست ہے۔ اپنے آپ کو پکا مسلمان بتا کر اسلامی تہذیب کا قتل عام کررہے ہیں یہود و ہنود کی روایات کو انسانی آزادی کے نام پر مسلمانوں میں پھیلانے کی ناپاک سازش ان کے کردار اور ان کی گفتار میں ہر وقت چھلکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ان کی نگاہیں اہل اسلام کو حقارت کی نظر دیکھتی ہیں اور مغربیت

www.waseemziyai.com

کے بے غیرت ماحول کو دیکھ کر ان کی شیطانی سوچ کو سرور ملتا ہے۔ اسلامی تعلیمات پر عمل انہیں سخت و دشوار لگتا ہے۔ تو وہ عوام کو یہ باور کراتے ہیں کہ انسانی حقوق کی خیرات تو صرف مغربی تہذیب و قانون میں ہے ایسے نابینا لوگ جو تقلید مغربیت کے کنوئیں میں گر رہے ہیں وہ اپنی عقل و سماعت کے سپیکر on کر کے سن لیں اور یہ قاعدہ ان کی بے دینی طاغوتی سازشوں کو تار تار کر کے بتا رہا ہے کہ دنیائے انصاف میں جو تحفظ و حقوق کا نظام اسلام نے پیش کیا ہے وہ شجر اسلام کے سائے کے سوا کہیں بھی نہ ملے گا۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے مسلمانو؛ تمہاری داستاں تک نہ رہے داستانوں میں

خواتین پر اسلام کے احسانات:

تاریخ انسانیت کا ہر لمحہ گواہ ہے کہ ابتدائے آفرینش سے لے کر اسلام کے طلوع آفتاب تک خواتین کو وہ حقوق نہ ملے جو اسلام نے دیئے ہیں۔

۱-حق مہر اور خواتین:

دور جاہلیت اور اس سے بھی سابقہ ادوار میں حق مہر کی تعیین نہ تھی بلکہ عورت کو محض ایک خدمت گار ہی سمجھا جاتا تھا لیکن اسلام نے عورتوں کو حق مہر کا حق دیا ہے کہ ایک عورت باعزت طریقے سے ازواجی زندگی گزارے اور شوہر کو اس کے مہر کی ادائیگی کا پابند کیا ہے کہ شوہر اگر انصاف فراہم نہ کرے تو عورت دعویٰ دائر کر کے اپنا حق مہر طلب کر سکتی ہے۔

۲-حقوق وراثت اور خواتین:

اسلام سے پہلے عورتوں کو وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا کہ عورتوں کو میت کے ترکہ سے کچھ بھی حصہ نہ ملتا تھا لیکن اسلام کا یہ عظیم احسان کہ اس نے عورت کو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کی صورت میں نہ صرف حقدار ٹھہرایا بلکہ ان کے حصے مقرر کر دیئے ہیں کہ اس قدر انہیں وراثت دی جائے۔

www.waseemziyai.com

۳-طلاق اور خواتین:

دور جاہلیت میں عورتوں کو اس طرح بھی تذلیل کا سامنا کرنا پڑتا تھا کہ اگر اس کی شادی کسی مرد سے ہوگئی ہے تو وہ ساری زندگی اسی کی غلام رہتی تھی خواہ وہ حقوق ادا کرے یا نہ کرے وہ حقوق ادا کرنے کے قابل ہو یا نہ ہو وہ زندہ رہے یا مرجائے وہ طلاق دے یا نہ دے اس کی منکوحہ کو عورت ہر طرح سے عذاب کا سامنا کرنا پڑتا تھا حتیٰ کہ وہ مر کر اس عذاب سے چھٹکارہ حاصل کرسکتی تھی۔ جبکہ اسلام نے طلاق کا وہ اصول فراہم کیا ہے کہ اگر عورت اور بندے کا نبھا نہ ہو سکے اور وہ حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں تو شوہر اپنی بیوی کو طلاق رجعی و بائنہ دے کر یا مستحسن طریقے سے طلاق دے کر اسے اپنی ملکیت سے آزاد کردے تا کہ وہ کسی دوسرے آدمی سے نکاح کر کے اپنی زندگی باعزت طریقے سے بسر کر سکے۔ جبکہ دور جاہلیت میں صرف ایک بار حقوق زوجیت میں آجانے والی عورت تا حیات زندگی و موت کی کشمکش میں اپنے سانس گن گن کر پورے کرتی تھی۔

۴-حق خلع اور خواتین:

نکاح کی قید میں آ کر عورت کی عزت پامال، حقوق پامال ہوتے رہتے تھے لیکن اس نکاح کی قید سے کبھی آزاد ہونے کا عورت سوچ بھی نہیں سکتی تھی لیکن اسلام کا عورتوں پر یہ احسان اور انہیں یہ حق دیا ہے کہ اگر شوہر اپنی بیوی کے حقوق پورے نہ کرے تو بیوی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عدالت میں خلع کا دعویٰ دائر کر کے اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔ اور بعد از خلع وعدت وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے اور بقیہ زندگی باعزت طریقے سے گزار سکتی ہے۔

۵-حالت حیض ونفاس اور خواتین:

قبل از اسلام حیض و نفاس کے ایام میں مرد عورتوں سے نفرت کرتے تھے اور یہ نفرت اس قدر عروج پر تھی کہ عورتوں کو شہر سے باہر کسی بستی میں رہنے پر مجبور کیا جاتا تھا اور

www.waseemziyai.com

ان کے ساتھ کھانا کھانا یا ان سے کھانا پکوانا حرام سمجھا جاتا تھا۔لیکن اسلام نے عورتوں کو ایام حیض ونفاس میں عزت واحترام دیا ہے کہ انہیں اپنے گھروں میں ٹھہراؤ اور انہیں ایک عزت والی زندگی کے پورے حقوق ادا کرو۔

۶-زندہ تدفین اور خواتین:

دور جاہلیت کا مشہور زمانہ انتہائی منحوس گناہ یہ تھا کہ بچیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا کیونکہ وہ لوگ بچیوں کو باعث عذاب سمجھتے تھے۔

۷-بچیوں کی ولادت پر اظہار غم:

اگر کسی کے ہاں بچی پیدا ہوتی تو باپ مارے شرم کے اپنا منہ چھپاتا تھا اور اس گھر میں صف ماتم بچھ جاتی تھی اور پھر اسی بچی کا باپ اپنے ہی ہاتھوں سے اسے زندہ دفن کر دیتا تھا۔جبکہ اسلام نے بیٹی کی پیدائش کو گھر والوں کے لئے باعث رحمت ہونے کی تعلیم دی ہے اور بلکہ یہ کہا کہ اگر کسی نے ایک بھی بیٹی کو اچھی تعلیم وادب سکھا کر اس کا نکاح کر دیا تو وہ باپ کے لئے باعث جنت ہوگی۔

۸-پردہ اور تحفظ ناموس خواتین:

اسلام نے عورتوں کو عزت دینے کے لئے پردے کا حکم دیا ہے۔کیونکہ بے پردگی کی وجہ سے جب عورتوں کو غیر محرم دیکھتے ہیں تو ان کے دلوں میں برائی کی خواہش پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے اغواء کے بے شمار واقعات جنم لیتے ہیں اور نتیجے کے طور پر ایک خاندان کی عزت خاک میں ملا دی جاتی ہے۔اور اس کے بعد بھی کئی فساد جنم لیتے ہیں۔یہ بے پردگی مغربی تہذیب کا منحوس نظام ہے جبکہ اسلام نے پاکیزہ نظام فراہم کیا ہے۔تاکہ عورتوں کی عزت وناموس محفوظ ہو۔

۹-امور خانہ داری اور خواتین:

اسلامی تہذیب وتمدن کے مطابق عورتیں امور خانہ داری کی ذمہ داری اٹھالیتی ہیں

www.waseemziyai.com

اور وہ گھر کی چار دیواری میں گھریلو کام کاج کرتی ہیں اپنی اولاد کی پرورش کرتی ہیں اور ایک گھر کو جنت کی نظیر بنا دیتی ہیں۔ جبکہ مغربی تہذیب کی عورتیں گھروں سے باہر ہوٹلوں، کلبوں، سیر گاہوں اور پارکوں میں آوارہ پھرتی ہیں جس کی وجہ سے کئی فساد جنم لیتے ہیں حتیٰ کہ ایک عورت کے متعدد خاوند بن جاتے ہیں جس کے بعد یہ فیصلہ مشکل ہو جاتا ہے کہ اس کی اولاد کس شوہر سے ہے۔

۱۰-عبادات اور خواتین:

نماز اور کئی روزمرہ کے احکام جن میں عورتوں کو مردوں سے اختلاط کی ممانعت ہے حالانکہ عبادات کے مقاصد عظیم ہیں تاہم اسلامی اصول وقوانین کے مطابق انہیں گھروں میں رہنے اور اور باپردہ عبادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ انہیں یہ فضیلت دی گئی ہے کہ وہ عبادت گھر میں رہ کر کریں اور ثواب سفر کر کے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کے برابر دیا جائے گا۔

۱۱-نکاح اور حقوق رضا:

اسلامی قانون کے مطابق عورتوں کو یہ حق حاصل ہے کہ جب ان کا نکاح کیا جائے تو ان سے ان کی رضامندی حاصل کی جائے۔ اگر کسی عورت کا زبردستی نکاح کیا جائے تو ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں۔

۱۲-طلاق ثلاثہ اور خواتین:

ازواجی زندگی کے حقوق میں سے اسلام نے عورتوں کو یہ بھی حق دیا ہے کہ نکاح کے بعد بھی ان سے زیادتی نہ کی جائے حتیٰ کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا منع ہے کیونکہ اس طرح عورت کا استحصال ہوتا ہے۔

۱۳-نان ونفقہ اور خواتین:

جب عورت کا نکاح ہو جاتا ہے تو اس کا نان ونفقہ مرد کے ذمہ ہو جاتا ہے کہ رخصتی

www.waseemziyai.com

کے بعد وہ لباس وطعام اور رہنے کی جگہ کا ذمہ دار ہے۔ جبکہ مغربی تہذیب نے عورتوں پر معیشت کا بوجھ بھی ڈال دیا ہے پھر تہذیب مغرب عورتوں کو اچھی لگے ''انا للہ وانا الیہ راجعون''۔

۱۴-اولاد صغیر کا نفقہ:

اگر کسی عورت کی شادی کے بعد اولاد ہو تو اس کا نان ونفقہ بھی شوہر کے ذمہ ہوتا ہے کیونکہ ان کے نان ونفقہ کا عورتوں کو مکلّف نہیں کیا گیا ہے۔

۱۵-حدود میں عورتوں کی گواہی:

حدود کا نفاذ ایک بڑا اور اہم قانونی حکم ہے جس پر گواہی انتہائی مضبوط اور پختہ ارادوں کے ساتھ مربوط ہوتی ہے کیونکہ اگر گواہی غلط ثابت ہو جائے تو گواہوں کو حد قذف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا اس قدر سخت معاملہ کا عورتوں کو مکلّف نہیں کیا گیا کیونکہ یہ ناقص العقل ہیں اور ان سے بہ کثرت گواہی کے ناقص ہونے کے چانس ہوتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اسے آئے دن حد قذف کا سامنا کرنا پڑے۔

۱۶-حد قذف اور خواتین:

اگر کوئی شخص ایک پاک دامن عورت پر جھوٹی تہمت لگائے تو اگر اس عورت کی پاک دامنی کے خلاف گواہی ثابت نہ ہو تو پھر قاذف پر حد جاری کی جائے گی۔ کیونکہ اسلامی قانون نے عورتوں کو اس قدر مقام عزت فراہم کیا ہے کہ ان پر جھوٹی تہمت لگانے والوں کے لئے ۸۰ کوڑے کی سزا ہے۔

۱۷-ایام حیض ونفاس میں نماز وروزے کا حکم:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ یا عید الفطر میں عید گاہ کی طرف نکلے آپ خواتین کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا: اے عورتوں کی جماعت؛ تم صدقہ کیا کرو کیونکہ مجھے دیکھایا گیا ہے کہ تم اکثر

www.waseemziyai.com

اہل دوزخ ہوانہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کس وجہ سے؟ آپ نے فرمایا: تم لعنت بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے کوئی ناقص عقل اور ناقص دین والی ایسی نہ دیکھی جو کسی محتاط مرد کی عقل کو ضائع کرنے والی ہو۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دین اور عقل کا نقصان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا ایسا نہیں ہے کہ عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے نصف کی مثل ہے انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ عورتوں کی عقل کا نقصان ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ عورت کو جب حیض آتا ہے تو وہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ ان کے دین کا نقصان ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۱۸- معاملات میں نصف گواہی اور عورتیں:

حدود اور قصاص کے معاملات میں جن کی گواہی دینے میں زیادہ خطرہ اور مشقت ہے اس میں بالکل عورتوں کو اس کا مکلف ہی نہیں کیا اور مالی معاملات میں اس سے بوجھ کم کر دیا ہے کہ گواہی کا جو بوجھ ایک مرد پر ڈالا جاتا ہے اس کو دو عورتوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

۱۹- جہاد اور خواتین:

جہاد پر جانے والوں کی عورتوں کی حفاظت کرنے والا اجر کا مستحق قرار دیا جاتا ہے جہاد میں مرد شہید ہو رہے ہیں لیکن اس وقت بھی عورتوں کی عزتوں کا محفوظ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنولحیان کی طرف لشکر بھیجا اور فرمایا: ہر دو آدمیوں میں سے ایک جائے اور فرمایا: تم میں سے جو شخص بھی (جہاد پر) جانے والے کے اہل وعیال کی دیکھ بھال کے لئے اور اس کے گھر اور اس کے مال کی نگہبانی کے لئے بیٹھے گا اس کو جہاد پر جانے والے شخص کا

www.waseemziyai.com

آدھا اجر ملے گا۔ (مسلم ج۲ص ۱۳۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۲۰- ناپاک حیوان:

تاریخ اس پر شاہد ہے کہ روم میں ایک بہت بڑے اجتماع عام میں یہ کہا گیا تھا کہ عورت ایک ناپاک حیوان ہے لہٰذا اس کو صرف خدمت کے لئے رکھا جائے گا۔ لیکن اسلام نے عورتوں کو نہ صرف مردوں کے برابر بلکہ عزت کے معاملات میں مردوں سے بھی بڑھ کر عزت کا مقام دیا ہے۔

قاعدہ نمبر 77:

کل مسبب متصل بسببه ۔ (نورالانوار ص ۵۳، اکرمیہ پشاور)

ہر مسبب اپنے سبب کے ساتھ متصل ہوتا ہے۔

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ احکام شرعیہ میں کئی احکام ایسے ہیں کہ جن کی ادائیگی وجود سبب پر موقوف ہوتی ہے یعنی جب سبب پایا جائے گا تو ان کی ادائیگی ہو سکے گی ورنہ نہیں لہٰذا اس طرح کے تمام احکام اپنے سبب کے ساتھ متصل ہوتے ہیں۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ ہے:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی؛ تین کاموں میں تاخیر نہ کرو، نماز جب اس کا وقت آجائے، جنازہ جب حاضر ہو جائے اور لڑکی (کی شادی) جب اس کا کفو مل جائے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۶۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں اور دیگر کئی احادیث میں نماز کے وقت آجانے پر اس کی ادائیگی کا حکم ہے کیونکہ نماز کی ادائیگی کا سبب اسکا وقت ہے۔ اور جب نماز ادا ہو جائے تو اس سبب "ترتب علی المسبب" مکمل ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد کی تعلیم دی اور اس کے بعد فرمایا: جب تم نے تشہد پڑھ لیا یا یہ کر لیا تو تمہاری

www.waseemziyai.com

نماز مکمل ہوگئی۔اب تم کھڑے ہونا چاہتے ہوتو کھڑے ہو جاؤ اور اگر بیٹھنا چاہتے ہوتو بیٹھ جاؤ۔(سنن ابوداؤد ج ا ص ۱۳۹، دارالحدیث ملتان)

اس حدیث میں نماز کے مکمل ہونے کے بعد نمازی کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ احکام جو نماز کے اندر رہتے ہوئے اس پر لازم تھے اب وہ ان تمام احکام سے بری الذمہ ہوگیا ہے اب وہ جو چاہے اپنی مرضی سے تصرف کرسکتا ہے کیونکہ نماز کی ادائیگی کا سبب نماز کے ادا کرنے کے بعد مکمل ہوگیا اور اسی پر مسبب کا ترتب تھا۔

ان احادیث اور اس قاعدہ سے معلوم ہوا کہ نماز کی ادائیگی کے بعد اگر چہ اسی نماز کا وقت تین گھنٹے ہی کیوں نہ باقی ہو اس شخص پر وہی نماز فرض نہیں ہے کیونکہ وہ ساقط ہو چکی اگر چہ وقت جو کہ سبب تھا وہ موجود ہے لیکن یہ وقت اپنے مسبب کے ساتھ متصل ہوتا ہے جیسے ہی اس کا مسبب یعنی ادائیگی ساقط ہوئی یہ سبب بھی حکم کے اعتبار سے ساقط ہو چکا ہے

وقت ادا ہی سبب ہے:

اگر چہ ابتدائی طور پر پورا وقت سبب ادا ہے لیکن جیسے ہی نماز شروع کی تو حکم ادائیگی کے مطابق سبب جس کے لئے مشروع ہوا تھا جس کی ابتداء کی جز نہیں وہ شروع ہو چکا اور اختتام نماز کے بعد سبب مکمل ہوگیا لہٰذا مسبب (فرضیت ادائیگی) کے ساقط ہوتے ہی سبب بھی ساقط ہو جائے گا۔اسی طرح اگر کسی نے آخر وقت میں نماز ادا کی تو تب بھی وہی وقت سبب ہوگا کیونکہ اس طرح سبب کے ابتدائی اجزاء انتہائی اوقات کی طرف منتقل ہو جائیں گے۔

مقیم ومسافر کے احکام:

اگر کوئی شخص پہلے وقت میں مقیم تھا اور آخر وقت میں مسافر ہوگیا تو وہ دو رکعت پڑھے گا کیونکہ سبب وقت اوّل والا سبب وقت آخر کی طرف منتقل ہوگیا اور دوسری دلیل یہ ہے کہ جب اس نے اوّل وقت میں نماز ادا نہیں کی تو کل وقت اس کے لئے سبب کامل

www.waseemziyai.com

ہے اور اسی طرح اگر کوئی شخص اوّل وقت میں مسافر تھا اور آخر وقت میں مقیم ہو گیا تو ہو چار رکعت پڑھے گا کیونکہ اس کی دوسری حالت جو کہ اقامت کی حالت ہے یہی ادائیگی کی حالت ہے اور دلیل یہ ہے کہ نماز کے لئے کل وقت سبب ہوتا ہے لیکن جب ادائیگی نماز کے لئے جو وقت متعین ہوا تو وہ کل وقت کے سبب ہونے کو اپنی سمت سمیٹ لیتا ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ سبب کی اصل مشروعیت ادائے صلوٰۃ ہے جو ادائیگی کے وقت سے حاصل ہو چکی ہے۔

نماز فجر اور نماز عصر کا آخری وقت:

اگر کسی شخص نے نماز فجر شروع کی اور ایک رکعت ادا کی کہ اتنے میں سورج طلوع ہو گیا اور وقت فاسد ہو گیا جو ادائے نماز کے لئے سبب تھا۔اور طلوع سورج کے بعد وقت منع اور اس کے بعد وہ وقت آیا جو نماز کی قضاء کا وقت ہو سکتا ہے ادا کے لئے سبب بننے کی ہرگز صلاحیت نہیں رکھتا۔

اسی طرح نماز عصر کا آخری وقت جس میں نماز کی ادائیگی مکروہ ہوتی ہے کہ سورج کا رنگ سرخ ہونے کی وجہ سے اور قریب غروب ہونے کی وجہ سے حکم کراہت شریعت نے بیان کیا ہے اگر کسی شخص نے وقت مکروہ میں نماز عصر کو شروع کیا حتیٰ کہ اس نے دو رکعت پڑھی تھیں کہ سورج غروب ہو گیا اور وقت مکروہ جس میں وہ نماز ادا کر رہا تھا وہ وقت جاتا رہا اور وقت ممانعت شروع ہو گیا تو ایسے شخص کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ان دونوں مسائل میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ جو نماز جس صفت پر ادا کی جا رہی تھی اسے اس کی ادائیگی پر ہی رکھا گیا تو وہ نماز ہو جائے گی اور اگر صفت تبدیل ہو گئی تو نماز فاسد ہو جائے گی اور فجر کی نماز اسی وجہ سے فاسد ہو گی کیونکہ اس کی ابتدائی رکعت صفت ادا کے ساتھ ہوئی جبکہ دوسری رکعت صفت قضاء کے ساتھ ہوئی جبکہ ان دونوں رکعات میں صفت کے اعتبار سے اتحاد ہونا چاہیے تھا۔اور ایسا بالکل جائز ہی نہیں کہ ایک رکعت ادائیگی کے صفت کے ساتھ متصف ہو اور دوسری رکعت صفت قضاء کے

www.waseemziyai.com

ساتھ متصف ہو۔

جبکہ نماز عصر کے جس کی پہلی دو رکعتیں ہی صفت قضاء یعنی وقت مکروہ میں شروع ہونے کی وجہ سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ وقت کامل اور صفت ادا کے ساتھ ہے بلکہ وقت مکروہ میں شروع ہو کر اس کی ابتداء ہی وقت ناقص میں ہوئی ہے لہٰذا غروب آفتاب کی وجہ سے وہ نماز فاسد نہ ہوگی۔

البتہ سورج کے غروب ہونے کی وجہ سے وقت ممانعت ضرور اس میں داخل ہوا ہے

(اصول شاشی بتصرف)

قاعدہ نمبر 78:

المطلق یجری علی اطلاقه والمقید علی تقییده (اصول شاشی)

مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے اور مقید اپنی قید کے ساتھ ہوتا ہے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ وہ شرعی احکام جن کا حکم نصوص شرعیہ سے مطلقا وارد ہوا ہے وہ اپنے اطلاق پر جاری رہیں گے اور جن جن احکام کی تقیید نصوص شرعیہ سے وارد ہوئی وہ اس کے مطابق جاری رہیں گے۔اس کا ثبوت یہ ہے:

ترجمہ: اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر لیں پھر عمل زوجیت کی طرف لوٹنا چاہیں جس کے متعلق وہ اتنی سخت بات کہہ چکے ہیں تو ان پر عمل زوجیت سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے یہ وہ جس کی تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں کی خوب خبر رکھنے والا ہے پس جو غلام کو نہ پائے تو اس پر عمل زوجیت سے پہلے دو ماہ کے لگاتار روزے رکھنا ہے پس جو روزوں کی طاقت نہ رکھے تو اس پر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے یہ حکم اس لئے ہے کہ تم اللہ (جل جلالہ) اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان برقرار رکھ سکو اور یہ اللہ کی حدود ہیں اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(المجادلہ ۳-۴)

www.waseemziyai.com

اس آیت میں کفارہ ظہار ادا کرنے کا حکم بیان کیا گیا ہے اور اس کی ادائیگی کے لئے تین اشیاء کا ذکر کیا گیا ہے کہ کفارہ ظہار ادا کرنے والا ان تینوں میں سے جسے چاہے اختیار کر لے۔

۱- غلام آزاد کرنا

۲- دو ماہ کے لگاتار روزے

۳- ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔

اس آیت میں غلام آزاد کرنے اور دو ماہ کے لگاتار روزوں کو عمل زوجیت سے پہلے ادا کرنے کے ساتھ مقید کیا گیا ہے کہ ان دونوں میں کسی ایک ادائیگی عمل زوجیت سے پہلے ضروری ہے۔ جبکہ ساٹھ مسکینوں کے کھانے کو مطلق بیان کیا گیا ہے لہٰذا وہاں عمل زوجیت سے پہلے مکمل ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ضروری نہ ہوگا کیونکہ یہ مطلق ہے جو اپنے اطلاق پر جاری رہے گا اور عتاق وصیام کا حکم مقید ہے جو اپنی قید کے ساتھ جاری ہوگا۔

صاحب نصب الرایہ لکھتے ہیں:

اور کھانا کھلانے میں یہ قید نہیں لگائی گئی کہ جماع کرنے سے پہلے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں اس لئے یہ کفارہ اپنے اطلاق پر رہے گا اور کھانا کھلانے کے دوران وہ جماع کر سکتا ہے۔ (نصب الرایہ ج ۳ ص ۲۵۱، ادارۃ القرآن کراچی)

ظہار کی تعریف:

جو اپنی منکوحہ کو یا اس کے کسی ایسے جزء کو جس کو بول کر کل مراد لیا جا سکتا ہو، اپنی محرم عورت کے ساتھ تشبیہ دے، ظہار کہلاتا ہے جس کی مثال یہ ہے۔

جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے؛ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے تو وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے اور اب اس سے جماع کرنا جائز نہیں اور نہ اسکو چھونا اور نہ بوسہ لینا جائز ہے حتیٰ کہ وہ اس ظہار کا کفارہ ادا کرے۔

(ہدایہ اولین ج ۳ ص ۳۸۹، مجتبائی دہلی)

www.waseemziyai.com

قاعدہ:

جب مطلق اور مقید ایک واقعہ اور ایک ہی حکم میں جمع ہو جائیں تو اس صورت میں مطلق کو مقید پر محمول کرنا واجب ہے۔ (فتح القدیر)

اس قاعدہ کا ثبوت یہ ہے۔

فمن لم یجد فصیام ثلا ثة ایام .(المائدہ۸۹)

(یعنی اگر کوئی شخص قسم کے کفارے میں غلام آزاد کرنے کی طاقت نہ رکھے تو) ترجمہ: تو وہ تین دن کے روزے رکھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب قرأت کرتے تھے ''فصیام ثلاثة ایام متتابعات'' پھر لگاتار تین روزے رکھے۔ اور مجاہد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت بھی اسی طرح تھی۔

(جامع البیان رقم الحدیث ۹۷۵۰، ۹۷۵۱)

اس صورت میں مطلق کو مقید پر محمول کرنا واجب ہے کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک چیز کو مطلقا بھی وجود میں داخل کرنا مطلوب ہو اور اسی چیز کو مقید بھی وجود میں داخل کرنا مطلوب ہو۔ کیونکہ کفارہ قسم کے تین روزوں کو بغیر کسی قید کے مطلقا رکھنے کا حکم ہے اور لگاتار کی قید کے ساتھ رکھنے کا بھی حکم ہے اور یہاں پر ایک ہی واقعہ اور ایک ہی حکم ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہاں پر مطلق کو مقید پر محمول کرنا واجب ہے۔

(فتح القدیر ج۴ ص۲۳۲، بیروت)

قاعدہ نمبر 79:

اذا بطل الاصل یصار الی البدل .(الاشباہ)

جب اصل باطل ہو جائے تو اسے بدل کی طرف پھیر دیا جاتا ہے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ کے بہت سے احکام ایسے بھی ہیں کہ جب وہ کسی عذر کی وجہ سے اصلا ساقط ہو جائیں تو پھر انہیں بدل کی طرف یعنی اصل کے

www.waseemziyai.com

قائم مقام کی طرف پھیر دیا جاتا ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

من کان منکم مریضا او علی سفر فعدة من ایام اخر (البقرہ۱۸۵)

جو بیمار ہو یا سفر پر ہو پس وہ دوسرے دنوں میں (روزوں کی) مدت پوری کرے۔

جب کوئی شخص بیماری یا سفر کی وجہ سے رمضان المبارک کے ایام میں شرعی عذر کے تحت روزے نہ رکھ سکے اور رمضان المبارک کے ایام گزر جائیں تو اس کے لئے حکم ہے کہ وہ دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کرے کیونکہ جب اصل یعنی رمضان المبارک کے ایام فوت ہو گئے تو اس کو دوسرے ایام کی طرف پھیر دیا جائے گا۔

۱-وضو سے تیمّم کی طرف:

ترجمہ: پس اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرو۔ (النساء)

جب کوئی شخص پانی کے ذریعے وضو کرنے پر قادر نہ ہو یا وہ کسی وجہ سے پانی نہ پا سکے تو اس کے لئے شریعت نے اجازت دی ہے کہ وہ پاک مٹی سے یا جنس مٹی سے تیمّم کرے کیونکہ جب اس سے اصل یعنی پانی فوت ہو گیا تو اس کو اس کے قائم مقام یعنی بدل کی طرف پھیر دیا جائے گا۔

۲-نماز جمعہ سے نماز ظہر کی طرف:

اگر کسی شخص سے نماز جمعہ فوت ہو جائے تو اس کے لئے حکم ہے کہ وہ نماز ظہر ادا کرے کیونکہ جب جمعہ کی ادائیگی جو اس کے لئے اصل تھی فوت ہوئی تو اس کو اس کے بدل یعنی قائم مقام کی طرف پھیر دیا جائے گا۔

۳-نماز قضاء کا حکم:

حدیث مبارکہ ہے جب تم (وقت یا امام کے ساتھ نماز) پاؤ تو نماز پڑھو اور جب تم سے فوت ہو جائے تو اس کی قضاء کرو۔ (ہدایہ اولین ص ۱۵۰، مجتبائی دہلی)

www.waseemziyai.com

قاعدہ نمبر 80:

اذا جاء الاحتمال بطل الاستد لا ل .(الاشباہ)

جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہوجاتا ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

ترجمہ: جولوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں پھر اس پر چار گواہ کیوں نہیں لاتے، ان ۸۰ کوڑے مارو۔ (النور۴)

اس آیت میں حد زنا کا نصاب بیان کیا گیا ہے لہٰذا استدلال کا تقاضہ یہ ہے کہ چار مرد جو شرعاً گواہی کے قابل ہوں ان کا گواہی دینا ضروری ہے لیکن اگر ان چاروں میں سے کسی ایک کی گواہی زمان و مکان یا کیفیت میں مختلف ہوگئی تو یہ اس استدلال میں احتمال ہوگا اور اس طرح حد نافذ نہ ہوگی، بلکہ کسی ایک کے احتمال کی وجہ سے گواہوں پر حد قذف لگائی جائے گی۔

حضرت ابوعثمان نہدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر مغیرہ کے خلاف زنا کی شہادت دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا، پھر دوسرے نے آکر شہادت دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا، پھر تیسرے نے آکر شہادت دی، یہ گواہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بہت گراں گذری، پھر چوتھا شخص ہاتھ آگے پیچھے کرتا ہوا آیا تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زور سے چیخ مار کر کہا اے جھلسانے والی آگ؛ تیرے پاس کیا ہے۔ حضرت ابوعثمان نہدی کہتے ہیں کہ وہ اتنے زور کی چیخ تھی کہ میں بے ہوش ہونے کے قریب تھا۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین! میں نے ایک برا کام دیکھا ہے (یعنی چوتھے گواہ نے زنا کی شہادت کو صراحت کے ساتھ بیان نہ کیا) تو اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کا شکر ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو شیطان برے راستہ پر چلانے میں کامیاب نہ ہوا۔ پھر آپ نے ان تینوں کو

www.waseemziyai.com

حدقذف لگائی۔ (المغنی مع الشرح ج ۱۰ص ۱۷۶، دارالفکر بیروت)

۱-حدسرقہ کانصاب:

چوری کی حد کا نصاب بمطابق مسلک احناف دس درہم ہے اگر نصاب سے کم قیمت کی چوری ہوئی تو اس پر حد جاری نہ ہوگی، کیونکہ احتمال سے استدلال باطل ہو جاتا ہے۔

حضرت قاسم بن عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے کپڑا چرایا تھا آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا اس کی قیمت لگاؤ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی آٹھ درہم قیمت لگائی، تو آپ نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا۔ (المصنف از عبدالرزاق ج ۱۰ص ۲۳۴، مکتب اسلامی بیروت)

۲-حدقذف:

حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کو اپنی باندی ہبہ کردی وہ اس کے ساتھ ایک سفر میں گیا اس سے جماع کیا اور وہ حاملہ ہوگئی اور اس کی بیوی کو بھی اس کے حمل کی اطلاع پہنچ گئی وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور کہا میں نے اپنے خاوند کے ساتھ ایک باندی خدمت اور کام کاج کے لئے بھیجی تھی اور مجھے خبر ملی ہے کہ وہ حاملہ ہوگئی۔ جب وہ شخص آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بلوایا اور فرمایا: تم نے فلاں لونڈی کے ساتھ کیا کیا؟ کیا اس کو حاملہ کردیا۔ اس نے کہا: ہاں، فرمایا: کیا تم نے اس کو خرید لیا تھا؟ اس نے کہا: نہیں، فرمایا: کیا تمہاری بیوی نے اس کو ہبہ کردیا تھا اس نے کہا: ہاں آپ نے فرمایا: تم اس ہبہ پر گواہ لاؤ، ورنہ میں تم کو اس پر رجم کردوں گا پھر اس عورت کو بتایا گیا کہ اس کا خاوند رجم کردیا جائے گا تو اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر اقرار کرلیا کہ اس نے وہ باندی خاوند کو ہبہ کردی تھی پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس عورت پر حدقذف لگادی۔

(سنن کبریٰ ج ۸ص ۲۴۱، مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

www.waseemziyai.com

انتباہ:

وجود احتمال کے لئے بھی دلیل کا ہونا ضروری ہے یاد رہے احتمال سے مراد محض یہ نہیں ہے کہ خیالات ووسواسات پیدا ہو جائیں تو اسے احتمال کہہ دیا جائے، ایسا ہرگز نہیں بلکہ ثبوت احتمال کے لئے بھی دلیل شرعی مع القرائن کا ہونا ضروری ہے۔

قاعدہ نمبر 81:

المطلق یجری علی اطلاقه ۔(اصول شاشی)

مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے حتیٰ کہ اس کی تقیید پر نص آجائے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

ترجمہ: اور تم رکوع کرو، رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔ (البقرہ)

یہ حکم رکوع کے حکم میں مطلق ہے لہٰذا تعدیل ارکان کا وجوب حدیث سے ثابت کر کے اس پر زیادتی نہ کی جائے گی بلکہ تعدیل ارکان پر عمل اس لئے کیا جائے گا کہ اس کی وجہ سے مطلق پر نہ تو زیادتی ہو رہی ہے اور نہ مطلق کی کوئی تبدیلی ہو رہی ہے۔ پس مطلق رکوع فرض ہوگا کیونکہ قرآن مجید کے صیغہ امر کا تقاضہ یہی ہے اور حدیث کے مطابق تعدیل ارکان واجب ہوں گے۔

مطلق کی تعریف:

مطلق وہ ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے، جس میں اوصاف کا لحاظ نہ کیا جائے۔

مقید کی تعریف:

مقید وہ ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے، جس میں صفات کا لحاظ کیا جائے۔

مطلق کا حکم:

جب اس پر اطلاق کے ساتھ عمل کرنا ممکن ہو تو اس پر خبر واحد یا قیاس کے ذریعے

www.waseemziyai.com

زیادتی جائز نہیں۔

مطلق میں تقیید و تخصیص کا فرق:

ہر وہ قید جو فضیلت کو بیان کرنے کے لئے ذکر کی جائے وہ اسے وقت کی تخصیص کا فائدہ دیتی ہے نہ کہ وہ مطلق کو مقید کرتی ہے۔

یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیمًا ۔ (الاحزاب)

اے ایمان والو؛ تم اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر خوب صلوٰۃ وسلام بھیجا کرو۔

اس آیت میں درود اور سلام کا حکم علی الاطلاق وارد ہوا ہے۔ اور اسے مطلق حکم پر رکھنا چاہیے۔ ہمارے دور کے ایک بدعقیدہ عالم نے ہم سے مباحثہ کرتے ہوئے کہا کہ تم لوگ صلوٰۃ وسلام کو اذان سے پہلے مسلسل پڑھ کر مقید کرتے ہو حالانکہ مطلق پر جب عمل کرنا ممکن ہو تو اسے خبر واحد یا قیاس کے ذریعے بھی مقید نہیں کیا جا سکتا۔

ہم نے کہا کہ اگر ایک شخص ہر جمعہ کے روز تسلسل سے صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود بھیجا کرو کیونکہ یہ ایسا مبارک دن ہے کہ فرشتے اس میں حاضر ہوتے ہیں اور جب کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ درود اس کے فارغ ہوتے ہی مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ میں نے عرض یا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے وصال کے بعد بھی، فرمایا: ہاں؛ بے شک اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھائے۔ (جبکہ صاحب مشکوٰۃ کی روایت کے یہ بھی ہے) پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ج ا ص ۷۶، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اسی طرح کئی احادیث میں بہت سے اوقات مخصوصہ میں صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے حتیٰ کہ شب و روز صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا ثبوت بھی موجود ہے اور

www.waseemziyai.com

امام سخاوی علیہ الرحمہ نے القول البدیع میں 75 مقامات شمار کئے ہیں جن میں صلوٰۃ وسلام پڑھنا چاہیئے۔

تو کیا امام سخاوی علیہ الرحمہ نے ایک مطلق حکم کو 75 قیود کے ساتھ مقید کر دیا ہے۔ایسا ہرگز نہیں اور نہ ہی احادیث نے مقید کیا ہے بلکہ یہاں پر خاص اوقات میں فضیلت کا بیان کیا گیا ہے لہٰذا اوقات مخصوصہ میں صلوٰۃ وسلام کو پڑھنے کے احکام کو فضیلت کی طرف منسوب کریں گے نہ کہ مطلق پر مقید کا الزام لگائیں گے۔اور یاد رہے کسی بھی مباح کام کے بار بار کرنے سے اس کے مقید ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا تو پھر اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پر مقید ہونے کا حکم لگانا بھی جائز نہیں۔

نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد نفلی نماز پڑھنا مباح ہے اگر کوئی شخص اس وقت میں ہمیشگی کے ساتھ نفل پڑھے تو کیا اس پر مقید کا الزام لگاتے ہوئے اسے نماز سے منع کرو گے۔حا شاللہ

اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام کا ثبوت

صلوٰۃ وسلام کا مطلب:

یاد رہے یہاں پر ہم تفصیل میں جائے بغیر یہ بیان کر رہے ہیں کہ یہ بات تمام فقہاء اسلام اور جمہور علمائے اسلام کے نزدیک متفق ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے صلوٰۃ وسلام کا مطلب دعا ہے۔علامہ ابن قیم لکھتے ہیں کہ جب ہم صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں تو اس کا معنی یہ ہے کہ ہم دعا کرتے ہیں اللہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نزول رحمت فرمائے۔(جلاء الافہام ص ۸۷، دار الکتاب العربی بیروت)

تو اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا کرنا اذان سے پہلے جائز ہے یا نہیں تو اس کا ثبوت ہم فراہم کر رہے ہیں۔کیونکہ قاعدہ کلیہ کے طور پر تو حکم نص سے ثابت ہے تاہم تسلی کے لئے ہم اس کی جزی کا بیان بھی کر دیتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بنی نجار کی ایک عورت سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میرا گھر اونچے گھروں میں سے تھا اور مسجد کے گرد و نواح میں تھا، پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ فجر کی اذان کے لئے سحری کے وقت آتے اور میرے مکان پر بیٹھ جاتے اور فجر کا انتظار کرتے تھے اور جب وہ دیکھ لیتے تو وہ یہ کہتے، اے اللہ میں تیری حمد کرتا ہوں اور تجھ سے مدد مانگتا ہوں اس بات کی کہ قریش آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین پر قائم رہیں انہوں نے کہا: پھر وہ اذان پڑھتے۔ (بنی نجار کی اس عورت نے کہا) خدا کی قسم میں نہیں جانتی کہ کسی بھی رات میں آپ نے یہ کلمات پڑھنے ترک کئے ہوں۔ (ہر رات کو اذان سے پہلے پڑھتے تھے)۔

(سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۷۷، مطبوعہ، دارالحدیث ملتان)

انتباہ:

اذان سے پہلے دعا بروایت ثابت ہے اور صلوٰۃ وسلام دعا ہے لہٰذا اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام ثابت ہوا۔ کیونکہ وہ دعا ہے۔ اور جمہور مدثین کے نزدیک روایت بالمعنی جائز ہے۔

نوٹ:

جمہور علماء کے نزدیک فضائل اعمال میں ضعیف حدیث بھی نہ صرف قبول بلکہ قابل عمل ہوتی ہے۔

قاعدہ:

جب امر عموم کی تصریح کے ساتھ ہو، تو تمام ازمنہ تحت امر داخل ہوتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۹، ص ۲۴۳، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اس قاعدہ کے مطابق کہ جب امر کا صیغہ عموم کی تصریح کے ساتھ ہو اور یہاں صلوٰۃ وسلام میں جو امر کا صیغہ استعمال ہوا ہے اس کا عموم کسی سے مخفی نہیں اور جب عموم ہے تو اس میں تمام اوقات داخل ہیں لہٰذا نماز و اذان سے قبل و بعد کا وقت لامحالہ داخل حکم امر ہو

www.waseemziyai.com

گا یعنی جو شخص ان اوقات میں صلوٰۃ وسلام پڑھے گا تو یہ قرآن کے اس حکم پر عمل ہوگا۔

دعا مانگنے کے بارے میں بھی یہی حکم ہے کہ قرآن نے اسے عمومی الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ تم جب بھی اللہ کو پکارو اور اس کی بارگاہ میں دعا کرو تو وہ تمہاری دعا سنتا ہے اور اس کا جواب ارشاد فرماتا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں آیا ہے۔

اذا ساء لك عبادی عنی فانی قریب، اذا دعان ۔(البقرہ)

اس آیت میں لفظ ''اذا'' جس کا عموم واضح ہے لہٰذا منکرین کو چاہیے کہ نماز جنازہ کے بعد دعا سے منع نہ کریں کیونکہ اتنے قوی دلائل کو سمجھنے کی کوشش کریں اور قوانین کے خلاف غلط فتاوٰی جاری کرنے سے باز رہیں۔ اسی طرح تمام وہ احکام جن میں امر کسی وقت کے ساتھ مقید نہ ہو وہاں ضروری ہے کہ عموم کے جواز کو اپنے مقام پر قائم رکھا جائے۔

قاعدہ نمبر 82:

آسانی فراہم کی جائے اور تنگی کو دور کیا جائے۔ (الاشباہ، الفروق)

ولا تمسکوا هن ضرارا لتعتدوا ۔(البقرہ ۲۳۱)

اور تم انہیں نقصان پہنچانے کے لئے نہ روکو، تاکہ تم ان پر ظلم کرو۔

امام ابن جریر، امام بن المنذر وغیرہ نے سدی سے روایت کیا ہے کہ ثابت بن یسار انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور جب اس کی عدت ختم ہونے میں دو یا تین دن رہ گئے تو اس سے رجوع کر لیا اور پھر اس کو طلاق دے دی اور جب اس کی عدت میں دو یا تین دن رہ گئے تو اس سے پھر رجوع کر لیا اور تین بار اسی طرح کیا حتیٰ کہ اس عورت کی عدت ۹ ماہ ہوگئی تب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنی عورتوں کو ضرر پہنچانے کے لئے (عدت میں) نہ روکے رکھو۔ (روح المعانی ج ۲ ص ۱۴۲، التراث العربی بیروت)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی بھی طرح دوسروں کو نقصان پہنچانے کی منصوبہ بندی نہ کی جائے اور ذاتی اختیار یا شرعی اختیار کو بھی دوسروں کے نقصان کے لئے استعمال نہ کیا

www.waseemziyai.com

جائے۔

۱- حالت حیض میں طلاق کی ممانعت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا: اس سے کہو وہ اپنی بیوی سے رجوع کر لے اور اس کو اپنے پاس روکے حتیٰ کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے، پھر اس کو دوسرا حیض آئے، پھر جب وہ پاک ہو جائے تو اس کے ساتھ جماع کرنے سے پہلے اس سے الگ ہو جائے یا اس کا نکاح روک لے، پس بے شک یہ وہ عدت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔ (بخاری رقم الحدیث ۵۲۲۱)

۲- بیک وقت تین طلاقوں کی ممانعت:

محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلال میں آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: میں تمہارے درمیان موجود ہوں اور اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جاتا ہے۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا؛ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کو قتل نہ کر دوں۔ (سنن نسائی رقم الحدیث ۳۳۹۸)

قاعدہ نمبر 83:

عام لوگوں کے نقصان کو دور کرنے کے لئے خاص آدمی کے نقصان کو برداشت کیا جاسکتا ہے۔ (الفروق واشباہ)

اس کا ثبوت یہ ہے: حضرت معمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ذخیرہ اندوزی کی وہ گناہگار ہے۔

(مسلم ج ۲ ص باب تحریم الاحتکار)

www.waseemziyai.com

اگر کوئی شخص دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لئے گندم یا دیگر اجناس کی اشیاء کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے تا کہ جب قیمتیں بڑھ جائیں تو وہ زیادہ نفع حاصل کر سکے، اس طرح عام لوگوں کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ جبکہ اسلام نے اجتماعی نقصان کا ازالہ کرتے ہوئے خلیفہ وقت یا حکومت کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ ایسے افراد پر پابندی عائد کریں کہ وہ ذخیرہ اندوزی سے باز آئے ورنہ اس سے وہ مال یا اجناس کو ضبط کیا جاسکتا ہے۔

قومی فوائد پر انفرادی نقصانات کو برداشت کیا جائے گا:

اس قاعدہ کے تحت بہت زیادہ مسائل جمع ہو جاتے ہیں جہاں قومی فوائد کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک جاہل طبیب کو علاج معالجہ سے روک دیا جائے گا کیونکہ اس کے انفرادی فوائد کی وجہ سے کئی ہلاکتیں ہوسکتی ہیں۔ اسی طرح ایک جاہل مفتی کو فتوی دینے سے روک دیا جائے گا، ایک نہ تجربہ کار ڈرائیور کو روک دیا جائے گا کہ وہ مستقل روٹ پر چلنے والی گاڑی کو نہیں چلا سکتا، عوام اور پبلک کو نقصان پہنچانے والی فیکٹریز اور کمپنی وغیرہ کو روک دیا جائے گا، نااہل آدمی کو عہدہ قضاء سے، اور دنیا کے تمام وہ عہدے جن پر نااہل لوگ ہوں ان کے اس قاعدہ کے مطابق ان کے عہدوں سے ہٹا دیا جائے گا۔ کیونکہ اس طرح قوم کو نقصانات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اسی طرح پولیس اور ہسپتال میں ڈاکٹروں کا حال ہے کہ اگر وہ نااہل ہوں تو ان کو بھی دوسروں کی طرح فوری طور پر ہٹا دیا جائے۔ ایسے ہی وہ مدرس یا سکول و مدرسے کا استاذ جو نااہل ہے اسے بھی ہٹا دیا جائے گا۔

اور ایسے ہی یتیم اور بے وقوف کے مال پر پابندی لگائی جائے گی کہ وہ فروخت نہیں کرسکتا کیونکہ اس سے اسکا نقصان ہو جائے گا۔ اور ایسے ہی مقروض کا مال فروخت کر کے اس کے قرض کو ادا کیا جائے گا۔

www.waseemziyai.com

قاعدہ نمبر 84:

اگر ناجائز کمائی ہو اور اسے حقدار تک واپس نہ کیا جا سکتا ہو تو اسے صدقہ کر دینا چاہیے۔ (الفروق واشباہ)

اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لقطہ حلال نہیں ہے جس شخص نے کسی چیز کو اٹھایا وہ اس کا اعلان کرے، اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو واپس کر دے اور اگر نہ آئے تو اس چیز کو صدقہ کرے، پھر اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو (صدقہ کرنے) کے اجر اور اس چیز کے (تاوان لینے میں) اختیار دے۔ (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۱۶۸، بیروت)

اس حدیث میں آیا ہے کہ لقطہ حلال نہیں لہٰذا اسے اس کے مالک تک پہنچایا جائے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر اسے صدقہ کر دیا جائے۔ اگرچہ لقطہ میں یہ صراحت نہیں کہ اسے اٹھانا حرام ہے لیکن اس قاعدہ کے ثبوت میں ہم استدلال یہ کر رہے ہیں کہ بعد از اٹھانے کے کیا اسے تصرف میں لایا جا سکتا ہے تو اس میں علمائے احناف کا اتفاق ہے کہ نہیں اسے بعد از عدم الحاق مالک صدقہ کر دیا جائے۔ اس کے لئے اسکا کھانا حلال نہیں۔ لہٰذا جب لقطہ جس کا ابتدائی سبب بھی ناجائز نہیں اسے حقدار تک نہ پہنچانے پر صدقہ کا حکم ہے تو پھر حرام کمائی والے میں بدرجہ اولی صدقہ کر دینا چاہیئے جو اس قاعدے کا تقاضہ ہے۔

لقطہ کی تعریف:

لقطہ اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی کو راستہ میں گری ہوئی مل جائے اور اس شخص کو بھی لقطہ کہتے ہیں جو گری پڑی چیز کو اٹھانے والا ہو اور اگر راستے میں کوئی بچہ پڑا ہوا مل جائے تو اسے لقیط کہتے ہیں۔ (تاج العروس ج ۵ ص ۲۱۶، مطبوعہ خیریہ مصر)

www.waseemziyai.com

۱-وراثتی رشوت یا سودی کمائی:

اس طرح کی کمائی اگر اصل مالک تک پہنچانی ناممکن ہو جائے تو پھر اسے صدقہ کر دینا چاہیئے۔

قاعدہ نمبر 85:

ہر وہ عمل جس کی نیکی اس کے بار بار کرنے سے بڑھتی رہتی ہو وہ حکم عین ہوتا ہے اور جس کی نیکی اس کے بار بار کرنے سے نہ بڑھے تو وہ حکم کنایہ ہوتا ہے۔ (الفروق)

اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے ارشاد فرمایا: بتاؤ اگر کسی شخص کے دروازہ پر ایک نہر ہو جس میں وہ پانچ مرتبہ روزانہ غسل کرتا ہو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ کچھ بھی باقی نہیں رہے گا، تو آپ نے فرمایا: یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے گناہوں کو مٹاتا ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرض نماز ہو یا کسی بھی نماز کو بار بار پڑھنے سے اس کا ثواب بڑھتا ہے لہٰذا یہ حکم عین ہوا۔

۱-فرائض عینیہ:

اس میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر کئی احکام شامل ہیں کہ ان کا ثواب بڑھتا رہتا ہے جس طرح ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک، ایک رمضان سے لے کر دوسرے رمضان تک اور اسی طرح ایک نماز سے لے کر دوسری نماز تک درمیانی اوقات کے صغیرہ یا کئی اور گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

۲-مستحبات عینیہ:

اس میں صدقہ وخیرات اور کئی نفلی عبادات شامل ہیں۔

www.waseemziyai.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ: جولوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے کی سی ہے جس نے سات خوشے اگائے ہر خوشہ میں سو دانے ہیں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ؛ میری امت کے اجر میں اضافہ فرما، تب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ: وہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے اللہ تعالیٰ اس کے اجر کو بڑھا چڑھا دے گا۔) آپ نے فرمایا: اے اللہ؛ میری امت کے اجر میں اضافہ فرما، تب یہ آیت نازل ہوئی، ترجمہ صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔

(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۱۲، بیروت)

انتباہ:

صدقات و خیرات کرنے سے نیکیوں کا ثواب بڑھتا رہتا ہے اسی طرح سات گنا سے لے کر سات سو گنا تک یا اس سے بھی زیادہ اجر نیکی کرنے والے کے خلوص وللہیت پر مبنی ہوتا ہے

حکم کنایہ:

وہ فعل جس کے تکرار پر ثواب نہ بڑھے اس کی مثال یہ ہے جس طرح کوئی شخص کسی کو ڈوبتے ہوئے بچاتا ہے۔ تو اس سے اصل مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ یعنی سمندر میں ڈوبتے ہوئے کو بچالیا۔ لیکن اگر کوئی اس کے بعد سمندر میں کود کر تیرے تو اسے کوئی بھلائی یا نیکی نہیں ملے گی۔ اس لئے شریعت نے اس کو حکم کنایہ میں شامل کیا ہے۔ اسی طرح برہنہ کو کپڑے پہنانا اور بھوکے کو کھانا کھلانا ہے اور سنن و مستحبات میں بعض اقسام ایسی ہیں جیسے اذان ہے۔ (الفروق)

www.waseemziyai.com

قاعدہ نمبر 86:

وکالت ان چیزوں میں جائز ہے جہاں اصل موکل کے بغیر اس کام کا مقصد پورا ہوسکتا ہے۔ (الفروق)

اس کی وضاحت یہ ہے۔ کہ کئی عبادات یا معاملات میں ایسے بھی احکام ہیں جہاں اصل آدمی کے سوا اگر اس کا وکیل اختیار کو اصل آدمی کی طرف سے عطا کردہ طاقت کے مطابق استعمال کرے، تو شریعت کے مطابق اس کے لئے جائز ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

ولا یضار کاتب ولا شهید (الخ)

کسی کاتب اور گواہ کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ جس سے کتابت کرا رہے ہیں اس کو اپنی دستاویزات کا گواہ اور وکیل بنا رہے ہیں لہٰذا اُسے تکلیف نہ پہنچائی جائے۔

جس طرح کسی کو دولہا کی طرف سے وکیل بنایا جاتا ہے اور وہ دولہا کی جگہ پر اقرارِ نکاح کرتا ہے تاہم اس کا اختیار صرف اقرار تک ہوتا ہے نہ کہ پورے دولہا کے احکام اسے سپرد کئے جاتے ہیں۔

قاعدہ:

ہر وہ فعل جس کا مقصد اصل شخص یعنی موکل کے بغیر پورا نہ ہو سکے، اس میں وکالت جائز نہیں۔ (الفروق)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ جس طرح نماز میں کسی شخص کو وکیل نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ اس طرح تو اصل مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے کہ نماز کا مقصد بندگی اور کمال خشوع وخضوع کا اظہار کیا جائے، لیکن وکیل کے خشوع وخضوع سے موکل میں وہ کیفیت پیدا نہیں ہوسکتی۔

www.waseemziyai.com

اسی طرح قسم کھانے کا معاملہ ہے کیونکہ قسم کھانے کا اصل منشاء ومقصد یہ ہے کہ قسم کھانے والا اپنے دعوے کی صداقت کا اظہار کرے لیکن دوسرے شخص کی قسم کھانے سے پہلے شخص کی صداقت کا ثبوت نہیں مل سکتا۔

اسی طرح اشد ضرورت کے بغیر شہادت کے لئے بھی کسی دوسرے شخص کو وکیل نہیں بنایا جاسکتا، البتہ بعض خاص حالات وواقعات اور ضرورت کے موقع پر بعض علماء اس کے لئے بھی وکیل بنانے کے قائل ہیں اور اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ گواہ کی صداقت کا اعتبار نہیں ہوسکتا، گناہ اور معصیت کی بھی وکالت نہیں ہوسکتی ہے، کیونکہ شریعت ہمیں گناہوں سے روکتی ہے۔ اور جبکہ ان میں وکیل بنانے کا مطلب یہ ہے کہ شرعی طور پر انہیں ثابت کیا جائے۔ جو اس کے بنیادی مقصد کے خلاف ہے۔ (الفروق)

انتباہ:

چوری، زنا اور کئی حدود وقصاص کے بہت زیادہ مسائل ہیں جہاں کسی کو وکیل نہیں بنایا جاسکتا۔ اور نہ ہی حدود کا نفاذ وکیل کی وجہ سے اصل پر جاری کیا جاسکتا ہے۔

قاعدہ نمبر 87۔

ہر وہ خیال جس کی غلطی ظاہر ہو جائے وہ قابل اعتبار نہیں ہوتا۔

(الفروق)(الاصول)

اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص روزے میں بھول سے کچھ کھا پی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔ (مسلم ج ۱ ص باب ان اکل الناسی)

اگر کسی روزہ دار نے بھول کر کھا پی لیا اور بعد میں اسے یاد آیا کہ وہ تو روزہ دار تھا تو اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا کیونکہ بعد میں ظاہر ہونے والی غلطی قابل اعتبار نہ ہوگی۔

حضرت سیدنا امام اعظم اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے کسی

www.waseemziyai.com

کو یہ سمجھتے ہوئے زکوٰۃ دی کہ وہ فقیر ہے بعد میں پتہ چلا کہ وہ تو غنی ہے یا ہاشمی ہے یا کافر ہے یا اس نے اندھیرے میں زکوٰۃ دی پھر اس پر ظاہر ہوا کہ وہ اسکا باپ ہے یا اسکا بیٹا ہے تو ان صورتوں میں اس پر اعادہ واجب نہیں ہے۔ (الجوہرۃ النیرہ ج ۱ ص ۳۱۸، رحمانیہ لاہور)

قاعدہ نمبر 88:

کسی چیز کی ضمانت ان تین اسباب میں سے کسی ایک پر موقوف ہوتی ہے۔

(الفروق)

(۱) براہ راست مال کو ضائع کرنا (۲) زبردستی قبضہ کرنا (۳) تباہ کرنے کا ذریعہ یا سبب بننا۔

اس کا ثبوت یہ روایت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے غلام خریدا (جو مدت تک اس کے پاس رہا) پھر اس نے اس میں کوئی عیب دیکھا اور وہ لوٹانے لگا فروخت کرنے والے نے یہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیش کیا۔ تو آپ نے اس غلام کو لوٹا دیا۔ پس اس شخص نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے میرے غلام کو استعمال کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: پیداواری کا نفع ذمہ داری کی وجہ سے ملتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۶۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں یہ حکم ہے کہ پیداواری کا نفع ذمہ داری کی وجہ سے ہوتا ہے تو لہٰذا نقصان کی ضمانت بھی ذمہ داری کی وجہ سے ہوگی۔

۱- براہ راست کسی چیز کو ضائع کرنا:

اگر کسی شخص نے براہ راست کسی کی کوئی چیز کو ضائع کر دیا تو وہ اس کا ضامن ہوگا، جیسے کھانے کو کھا لیا جائے یا جانور کو قتل کر دیا جائے یا کپڑے کو جلا دیا جائے۔

۲- زبردستی قبضہ کیا جائے:

اگر کسی نے کسی چیز پر قبضہ کر لیا تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔ اگرچہ قبضہ کرنے والے

www.waseemziyai.com

نے کسی کی امانت ہی کو کیوں نہ چھین لیا ہو۔

۳-تباہ کرنے کا ذریعہ بننا:

ہر وہ عمل جو کسی کے مال کا ضیاع بنے تو سبب بننے والے پر ضمانت ہوگی۔اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کھیت کے قریب آگ جلائی اور کھانے میں زہر ملا دیا یا کنواں کھودا یا نامناسب جگہ پر تکلیف پہنچانے والی چیز رکھ دی جائے تو ان تمام صورتوں میں ذمہ داری اس وقت ہوتی ہے جبکہ اس کے سبب سے کوئی چیز ہلاک ہو جائے مثلاً کسی کنواں کھودا اور اس میں جانور گر کر ہلاک ہو گیا تو کنواں کھودنے والا اس کا ذمہ دار ہو گا۔لیکن اگر جانور کو کسی اور نے گرایا ہو تو اصل مجرم پر ذمہ داری ہے کنواں کھودنے والے پر نہیں، کیونکہ اصل فاعل کو اس کے مددگار پر مقدم رکھا جاتا ہے۔اگر کنوئیں کا کھودنا عرف وعادت کے رواج کے مطابق مناسب جگہ پر ہے تو پھر کھودنے والا ضامن نہیں ہوگا۔

اسی طرح اگر کوئی مالک کی جازت کے بغیر پنجرہ کھول دے اور اس میں سے پرندے اڑ جائیں تو کھولنے والا اس کا ذمہ دار ہوتا ہے۔کیونکہ مالک پرندوں کو واپس نہیں لاسکتا۔اسی طرح جو شخص کسی بندھے ہوئے جانور کو کھول دے اور وہ جانور بھاگ جائے ایسے لوگ اپنے ساتھی کے مال کو ضائع کرنے کے ذمہ دار ہیں امام مالک انہیں ہر صورت میں ذمہ دار ٹھہراتے ہیں خواہ وہ کھولنے سے پہلے بھاگ جائیں یا بعد میں بھاگ جائیں۔

اسی طرح اگر کسی نے کاٹنے والے کتے کو کھول دیا اور اس نے کسی کو کاٹ لیا تو بھی کھولنے والا ذمہ دار ہوگا۔(الفروق ۳/۲۷۳،خیریہ مصر)

قاعدہ نمبر 89۔

والنكرة فی موضع النفی تعم ۔ (نورالانوار)

نکرہ تحت نفی عموم کا فائدہ دیتا ہے۔

www.waseemziyai.com

اس کا ثبوت یہ ہے:

لا الہ الا اللہ ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔اس کلمہ توحید میں لفظ ''الہ'' نکرہ ہے جس پر نفی کا ''لا'' داخل ہوا ہے جس کی وجہ سے اس لفظ ''الہ'' نے تمام معبودان باطلہ کا استغراق کیا ہوا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں ہوسکتا اور جتنے بھی باطل معبود جو دعویٰ خدائی کریں وہ سب جھوٹے ہیں۔کیونکہ اس ''الہ'' پر نفی کے ''لا'' نے تمام کی تردید کردی ہے۔اور یہ نفی تمام معبودان باطلہ پر محیط ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

ترجمہ: جب کفار نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔آپ فرمادیجئے کہ وہ کتاب جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے۔اس کو کس نے نازل کیا تھا؟ (الآیہ)

ایجاب جزی بھی مفید عموم:

اس آیت میں یہود کے اعتراض کو بیان کیا گیا ہے جس میں بشر سے مطلقا قبول وحی یا اس پر نزول کتاب کی نفی کی گئی ہے،ان کے اعتراض کو جو کہ سلب کلی ہے اس کو سلب جزی سے توڑ دیا گیا ہے کیونکہ یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا دعویٰ کرتے تھے اسی لئے ان کے اپنے دعویٰ کے ساتھ ان کے اعتراض کو توڑا گیا ہے، حالانکہ یہاں بھی ''من'' تحت سلب کلی عموم کا فائدہ دے رہا ہے۔کہ ہر وہ کتاب جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی وہ تمام کسی نہ کسی بشر پر نازل ہوئی ہیں کیونکہ اس میں اگرچہ موجبہ جزئیہ سے جواب دیا گیا ہے تاہم افادیت کلی اس طرح حاصل ہوئی کہ عام کا ہر ہر فرد اس میں شامل ہے۔لہٰذا ثابت ہوا کہ ایجاب جزی اگر تحت نکرہ سلب کلی ہو تو وہ عموم کا فائدہ دیتا ہے۔

(نورالانوار بتصرف)

قاعدہ نمبر 90:

النھی لایکون الا بعد الاباحۃ ۔

www.waseemziyai.com

حکم نہی اباحت شئی کے بعد آتا ہے۔ (شرح معانی الاثار ج ۱ ص ۲۲۰، مکتبہ حقانیہ ملتان)

اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ جو حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے فرماتے ہیں میں مسجد میں آیا تو دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیٹھے ہیں اور لوگ نماز پڑھ رہے ہیں میں نے کہا: کیا آپ لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھیں گے تو انہوں نے کہا کہ میں نے سفر میں اپنی نماز پڑھ لی ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی دن میں فرض نماز کو دو مرتبہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

ابتدائے اسلام میں مسلمان اسی طرح کرتے تھے کہ وہ نماز اپنے گھروں میں پڑھ لیتے تھے پھر مسجد میں آتے اور دوبارہ اسی نماز کو پاتے تو پڑھ لیتے تھے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا ہے۔ (شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۲۲۰، مکتبہ حقانیہ ملتان)

۱- تین دن کے بعد قربانی کے گوشت کا حکم:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے پہلے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا لیکن اب تم زیارت کیا کرو، اور میں نے پہلے تم کو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا اب تمہارا جب تک جی چاہے قربانی کا گوشت رکھ لیا کرو، اور میں نے تم کو مشک کے علاوہ تمام برتنوں میں نبیذ کے استعمال سے منع کیا تھا اب تم تمام برتنوں میں نبیذ کو استعمال کرو، البتہ نشہ آور چیز کو نہ پینا۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۵۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں قبروں کی زیارت اور قربانی کا گوشت کھانا تین دن سے زائد کی اجازت ہے جو کہ ابتدائے اسلام میں منع تھی۔

قاعدہ نمبر 91:

توقف اوّل الکلام علی اخرہ فلا جرم یقتر نان (نورالانوار)

www.waseemziyai.com

کلام کا اوّل حصہ آخری حصہ پر موقوف ہوتا ہے لہٰذا دونوں حصے اوّل و آخر زمانے میں مقترن ہو گئے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

ولا یجمع بین الا ختین ۔(النساء)

اگر کسی شخص کے وکیل نے دو حقیقی بہنوں کو اس کے نکاح میں جمع کر دیا اور نکاح پڑھا دیا تو اس پر نکاح کرنے والے نے کہا: ''اجزت نکاح ھذہ و ھذہ ''میں نے اس اور اُس کے نکاح کی اجازت دی۔ تو دونوں سے نکاح باطل ہو جائے گا۔ کیونکہ پہلی بہن کے نکاح کا اقرار کلام کے آخری حصہ پر موقوف تھا اور آخری حصہ میں اس کی دوسری بہن کا نکاح کا اقرار ہے جبکہ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے لہٰذا ایک زمانہ میں دو حقیقی بہنوں سے اقرار نکاح کی وجہ سے دونوں سے نکاح باطل ہو گیا۔ پہلی بہن سے نکاح کے باطل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا نکاح تو کلام کے آخری حصہ پر موقوف تھا اور آخری حصے کا اقرار شرعاً باطل تھا وہ تو موقوف علیہ ہونے کی وجہ سے باطل ہو گیا۔ اور دوسری بہن کا نکاح بھی پہلے اقرار کو ثابت کرنے کے لئے تھا جبکہ اس اقرار کو اس طرح ثابت کرنا شرعاً باطل تھا لہٰذا دونوں کا نکاح باطل ہو گیا۔ اور یہ قاعدہ بھی ثابت ہو گیا۔ (نورالانوار)

اس قاعدہ کے تحت بے شمار استثنائی مسائل ہیں جن کا احاطہ مشکل ہے جن میں فقہی اور غیر فقہی مسائل بھی شامل ہیں تاہم افادیت کے پیش نظر ہم چند ایک مسائل قرآن و سنت سے ترجمہ کے ساتھ پیش کر رہے ہیں لیکن ان میں استثناء کا اندازہ پڑھنے والے کو خود کرنا ہوگا۔ اور اس سے اس قاعدے کے ثبوت اور اسلوب کلام کے بھی طرق ثابت ہو جائیں گے۔

۱- برابر، برابر بیع کی اباحت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

www.waseemziyai.com

فرمایا: سونے کے بدلے میں سونا تول کر برابر، برابر اور چاندی کے بدلے میں چاندی تول کر برابر، برابر فروخت کرو، جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا تو وہ زیادتی سود ہے۔
(مسلم ج۲ص۲۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس طرح کی متعدد روایات ہیں جن سے حکم شرعی کا کلام کے آخر حصہ کو سمجھنے سے پتہ چلتا ہے جس سے سود یا عدم سود کے احکام معلوم ہوتے ہیں۔

۲-غیر اللہ کی قسم سے ممانعت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو قسم کھانا چاہے تو وہ قسم نہ کھائے مگر صرف اللہ کی، الخ۔
(مسلم ج۲ص۴۶، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۳-کافروں کے لئے عذاب کی بشارت:

ترجمہ: تم انہیں دردناک عذاب کی بشارت دو، مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے وہ ثواب ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ (البروج ۲۴، ۲۵)

۴-منافقین حالت عذاب میں:

ترجمہ: وہ منافق مسلمانوں کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں، مگر تم نے اپنی جانیں فتنہ میں ڈالیں اور مسلمانوں کے لئے برا سوچتے اور شک رکھتے، جھوٹے لالچ نے تمہیں دھوکا دیا حتیٰ کہ اللہ کا حکم آ گیا۔ (الآیہ)

۵-تجارت کی اباحت:

ترجمہ: اے ایمان والو؛ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضامندی کا ہو اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔
(النساء ۲۹)

www.waseemziyai.com

۶- باندیوں سے اباحت جماع:

ترجمہ: اور حرام ہیں شوہر والی عورتیں مگر کافروں کی وہ عورتیں (باندیاں ہوکر) تمہاری ملک میں آجائیں۔ (النساء ۲۴)

۷- یہودیوں کا باطل عقیدہ:

ترجمہ: وہ کہتے ہیں ہرگز ہمیں آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے (چند) دن۔
(ال عمران ۲۴)

۸- ایک مرد کی گواہی کے برابر دو عورتوں کی گواہی:

ترجمہ: اور دو گواہ کرلو اپنے مردوں میں سے، پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہ جن کو تم پسند کرتے ہو کہ کہیں ایک عورت بھولے تو دوسری اسے یاد دلائے۔ (البقرہ ۲۸۲)

اگر دو مرد گواہ نہ ہوں تو معاملات میں ایک مرد کے برابر دو عورتوں کی گواہی طلب کی گئی ہے کیونکہ حدود میں تو عورتوں کی گواہی معتبر ہی نہیں اور معاملات میں بھی وہ مرد کی نسبت نصف ہے۔

۹- حالت سفر اور اثبات رہن:

ترجمہ: اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو رہن قبضہ میں دیا ہوا ہو اور اگر تم میں ایک کو دوسرے پر اطمینان ہو تو جسے اس نے امین سمجھا تھا وہ اپنی امانت ادا کرے۔
(البقرہ ۲۸۳)

رہن کی تعریف:

رہن کا لغوی معنی ہے ''گروی رکھنا'' اور شریعت میں رہن اسے کہتے ہیں کہ دوسرے کے مال کو اپنے حق میں اس لئے روکنا کہ وہ اس کے ذریعے سے اپنے حق کو کلی طور پر یا جزوی طور پر وصول کر سکے۔ رہن میں رکھی ہوئی چیز کو مرہون، رہن رکھنے والے

www.waseemziyai.com

کورا ہن اور جس کے پاس رہن رکھی جائے اسے مرتہن کہا جاتا ہے۔عقد رہن بالا جماع جائز ہے۔(ہدایہ اخیرین ص ۵۱۶ مجتبائی دہلی)

۱۰-نبیوں اور رسولوں کو غیب کا علم ہے:

ترجمہ: وہ غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔(الجن ۲۶،۲۷)

۱۱-سود یا حرام کھانے والوں کی حالت:

ترجمہ: وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن کھڑے نہ ہوسکیں گے مگر جسے شیطان نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔(البقرہ ۲۷۵)

قاعدہ نمبر 92:

ما ثبت با لشرع مقدم علی ما ثبت با لشرط ۔(الاصول)

ہر وہ عمل جو شریعت سے ثابت ہو وہ اس عمل سے مقدم ہوگا جس کا ثبوت شرط سے ہو۔(الاشباہ)

اس کا ثبوت یہ ہے:

فمن شهد منكم الشهر فليصمه ۔(البقرہ ۱۸۵)

تم میں سے جو شخص اس مہینہ میں موجود ہو وہ ضرور اس ماہ کے روزے رکھے۔

رمضان المبارک کا وجود فرض روزوں کا سبب ہے اور اس سبب کے پائے جاتے ہی فرض روزوں کی ادائیگی فرض ہو جاتی ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ ماہ رمضان میں روزوں کی فرضیت شریعت سے ثابت ہے اگر کسی شخص نے نذر مانی کہ وہ تندرستی پر رمضان المبارک میں دس روزے رکھے گا۔تو اگر وہ رمضان المبارک میں روزے رکھے گا تو وہ رمضان المبارک ہی کے روزے ہوں گے۔کیونکہ ان روزوں کا سبب یہی ماہ مبارک ہے۔اور یہ رمضان المبارک کے روزے اس مہینے میں شریعت سے ثابت ہیں

www.waseemziyai.com

جبکہ نذر کے روزے اس مہینے میں شرط سے ثابت ہوئے اور جو حکم شریعت سے ثابت ہو اسے شرط والے حکم پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

اسی طرح اس قاعدہ کے ثبوت میں حدیث بھی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب شعبان کا مہینہ گزر جائے تو صرف رمضان کا روزہ ہے۔

(نورالانوار ص ۵۶، اکرمیہ پشاور)

۱- حالت سفر میں روزے کا حکم:

صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے رمضان المبارک میں سفر کیا اور شرعی طور پر وہ قابل رخصت ہوا کہ وہ ان ایام سفر میں رمضان کا روزہ نہ رکھے، لیکن سفر کے آرام دہ ہونے کی وجہ سے اگر وہ روزہ رکھ لیتا ہے تو اس کا وہ روزہ نہ تو نفلی ہوسکتا ہے اور نہ ہی نذر کا روزہ ہوسکتا ہے بلکہ وہ صرف رمضان کا روزہ ہوگا کیونکہ سفر کی وجہ سے اسکو رخصت ملی تھی جو کہ اس نے خود ترک کی، اور جب اس نے رخصت کو ترک کیا تو حکم اصل کی طرف لوٹ گیا یعنی رمضان المبارک کی طرف اور وہ روزہ صرف رمضان کا روزہ ہوگا۔

(نورالانوار)

۲- فرضیت والا حج ہوگا:

اگر کسی ایسے شخص نے نفلی حج کیا جس پر حج فرض تھا تو اس کا فرضیت والا حج ہو گا۔ اور اسی طرح نذر کا حج کرنے والے کا بھی نذری حج ادا نہ ہوگا بلکہ فرضی حج ادا ہوگا، کیونکہ نذر تو اس کے اپنے لزوم سے ثابت ہوئی ہے جبکہ فرض حج اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازم ہوا ہے اور ہر وہ عمل جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازم ہو وہ ہر اس عمل سے مقدم ہوتا ہے جو بندے نے خود اپنے پر لازم کیا ہو۔

اسی قاعدہ کی تفریع:

ترجمہ: اے نبی مکرم (صلی اللہ علیہ وسلم)؛ آپ اس چیز کو کیوں حرام فرما رہے ہیں جس کو اللہ نے آپ کے لئے حلال فرمایا ہے آپ اپنی بیویوں کی

www.waseemziyai.com

رضا طلب کرتے ہیں اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

(التحریم،۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے کسی حکم کو حرام وحلال کرنا جائز نہیں ہے اور اگر کسی نے اپنی طرف سے کسی حکم کو لازم کیا تو پھر بھی شریعت کے حکم کو تقدم حاصل ہوگا اور وہی حکم مانا اور قابل عمل ہوگا جس کے بارے میں جسطرح شریعت کا حکم ہے۔

عدم حرمت کی توجیہ:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حرام نہیں فرمایا ہے آپ بھی اسے حرام نہ فرمائیں۔اس آیت سے بد مذہب اور بدعقیدہ لوگ یہ باور کراتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زجر کیا ہے یا ڈانٹا ہے۔حالانکہ ان کی گستاخانہ توجیہ بالکل من گھڑت ہے۔اور یہاں تو ایک بہت بڑا راز بیان کیا گیا ہے۔کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی بیویوں کی رضا حاصل کرنے کے لئے شہد کو اپنے اوپر حرام کر رہے ہیں حالانکہ آپ کا مقام تو یہ ہے کہ خود خدا آپ کی رضا چاہتا ہے اور جو مقام رضا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اسکا اہل تو کوئی بھی نہیں ہوسکتا حتیٰ کہ آپ کی ازواج مطہرات بھی اس مقام سے قاصر ہیں۔اور یہ مقام رضا صرف آپ کے لئے خاص ہے

رمضان المبارک میں نفلی روزے کا حکم:

اسی طرح اگر کوئی شخص رمضان المبارک کے ماہ میں نفلی روزہ رکھے تو وہ رمضان کا ہی روزہ ہی ہوگا۔کیونکہ وہی اسکا سبب ہے اور قوی ہے۔

قاعدہ نمبر 93:

احکام شرعیہ میں جائز ہے کہ کسی آیت کا اوّل حصہ کسی مسئلہ کے عموم کو بیان کرے اور آخر حصہ اس کی تخصیص کردے اور اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ

www.waseemziyai.com

اوّل حصہ تخصیص کردے جبکہ دوسرا عموم کو بیان کرے۔

(الاصول از امام کرخی علیہ الرحمہ)

اس کا ثبوت یہ ہے:

من قتل مومنا خطاء فتحریر رقبة مومنة و دیة مسلمة الی اهله الخ ۔ (النساء۹۲)

ترجمہ: اور کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے مومن کو قتل کردے ماسوا خطا کے (نا جانتے ہوئے) اور جس نے کسی کو خطاء قتل کردیا تو اس پر ایک مومن غلام آزاد کرنا لازم ہے اور اس کے وارثوں کو دیت ادا کی جائے ماسوا اس کے کہ وہ معاف کر دیں، پھر اگر وہ مقتول اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے اور وہ (مقتول) مسلمان ہو تو صرف ایک غلام کا آزاد کرنا لازم ہے، اگر وہ (مقتول) اس قوم سے ہو جس کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہے تو اس کے وارثوں کو دیت ادا کی جائے اور ایک مسلمان غلام آزاد کیا جائے پس جو شخص (غلام یا باندی) نہ پائے تو وہ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے یہ اللہ کی طرف سے (اسکی) توبہ ہے اور اللہ بہت علم والا بڑی حکمت والا ہے۔ (النساء۹۲)

اس آیت مبارکہ میں دیت کے حکم کو تین جہتوں سے بیان کیا گیا ہے۔ (۱) عمومی قتل خطاء کی دیت یہ ہے کہ ایک مومن غلام کو آزاد کرنا اور دیت ادا کرنا ہے۔ (۲) اگر دارالحرب میں کسی اسلام لانے والے کو قتل کردیا تو صرف ایک مومن غلام آزاد کرنا لازم ہے۔ (۳) اگر ذمی کافر کو یا جس قوم سے تمہارا معاہدہ ہو اس سے کسی شخص کو قتل کردیا تو بھی ایک مومن غلام آزاد کرنا اور دیت کا وارثوں کو ادا کرنا ضروری ہے اور اگر غلام یا باندی نہ ہو تو کفارے کے طور پر دو ماہ کے مسلسل روزے ہیں۔

اس غور طلب اور جس امر سے قاعدے کا ثبوت ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ پہلی شق میں بھی تحریر رقبہ کے ساتھ دیت کا حکم ہے اور تیسری شق میں بھی تحریر رقبہ کے ساتھ دیت کی تخصیص ہے جبکہ دوسری شق کہ جب کوئی دارالحرب میں قتل خطاء ہو تو اس صورت میں

www.waseemziyai.com

صرف مومن غلام آزاد کرنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ میں تخصیص وتعمیم کا اعتبار کیا جائے گا، کیونکہ بہت سے احکام ایسے ہیں جن میں تخصیص کی جاتی ہے اور کئی مقامات پر ان کے عموم کو بیان کیا جاتا ہے۔

دارالحرب میں کسی مسلمان کو خطاء قتل ہونے کی صورت میں دیت کے لازم نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دیت ورثاء کو بطور وراثت دی جاتی ہے اور احکام وراثت کا یہ قانون ہے کہ دارالحرب اور دارالاسلام میں رہنے والے لوگ ایک دوسرے کی وراثت سے حصہ حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ یہ حجب ہے۔

قاعدہ نمبر 94۔

تبدیل حالت کی صورت میں انکار ثابت ہو جاتا ہے۔ (الطرق الحکمیہ ص ۸۶)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ جب مدعی ثبوت پیش کرنے سے عاجز ہو جائے اور اپنا دعوٰی ثابت نہ کر سکے تو مدعی علیہ اس بات کا حلف اٹھائے گا کہ وہ دعوٰی غلط ہے لیکن اگر مدعی علیہ بھی حلف اٹھانے سے انکار کر دے تو فیصلہ اس کے خلاف ہوگا کیونکہ حلف اٹھانا اس کی اصل حالت تھی اور جب اس حلف سے انکار کیا تو اس کی اصل حالت برقرار نہ رہی، جس نے اسے بری الذمہ کرانا تھا لہٰذا حالت براءت کے ارتفاع سے حالت لزوم لازم ہوگئی، جس کی وجہ سے فیصلہ اس کے خلاف کر دیا جائے گا۔

اس کا ثبوت یہ اثر ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک غلام کسی کے ہاتھ آٹھ سو درہم میں فروخت کر دیا، فروخت کرتے وقت انہوں نے غلام کے بے عیب ہونے کی ضمانت دی۔ اس کے بعد جس شخص نے اسے خریدا تھا اس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: غلام کو ایک مرض لاحق ہے جس کا آپ نے ذکر نہیں کیا تھا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کو فروخت کرتے وقت میں اس سے بالکل بری الذمہ ہو گیا تھا مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ حکم دیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما قسم کھا کر یہ کہیں

www.waseemziyai.com

کہ جب انہوں نے فروخت کیا تھا تو ان کے علم کے مطابق اسے کوئی بیماری نہ تھی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے قسم کھانے سے انکار کر دیا اسی وجہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فیصلہ ان کے خلاف کر دیا اور ان کا غلام انہیں لوٹا دیا پھر بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے فیصلہ کو ناپسند نہیں فرمایا۔ (اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اس طرح خلیفہ کے حکم کو ماننے کی اطاعت پر ان کے درجات بلند فرمائے، امین) (الطرق الحکمیہ ص ۱۱۵، دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور)

نوٹ:

اس مسئلہ میں دیگر مذہب کے فقہاء کا بہت اختلاف ہے اور یہ کئی فقہاء کے درمیان معرکۃ الاراء مسئلہ ہے اس لئے ہم نے صرف فقہاء احناف کا مسلک اور اس کی دلیل ذکر کرنے کے بعد ہی اس سے رخصت چاہی ہے۔

اتمام قسم یا انقاض قسم کے احکام:

امام ابن نجیم المصری الحنفی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ جس چیز کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائی گئی ہے وہ فی نفسہ حرام ہوگی یا مکروہ ہوگی یا مستحب ہوگی یا مباح ہوگی یا فرض ہوگی۔ اس اعتبار سے قسم کو توڑنے یا پورا کرنے کی چند اقسام ہیں:

۱۔ جس کی قسم کھائی ہو اس کا کرنا یا نہ کرنا حرام ہو جس طرح کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں شخص کو قتل کرے گا یا نماز نہیں پڑھے گا یا اپنے باپ سے بات نہیں کرے گا تو ایسی قسم کو توڑنا فرض ہے اور اس کا پورا کرنا حرام ہے کیونکہ صحیح بخاری میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی کام کی قسم کھاؤ اور کام کے خلاف بہتر ہو تو تم اس کے خلاف کرو اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرو۔

۲۔ جس کی قسم کھائی ہے اس کا کرنا یا نہ کرنا مکروہ ہو جیسے کوئی شخص یہ قسم کھائے کہ وہ اپنے غلام کو اس کے قصور پر مارے گا یہ اس لئے مکروہ ہے کہ معاف کرنا افضل ہے یا قسم

www.waseemziyai.com

کھائے کہ اگر مقروض نے وقت پر قرض ادا نہ کیا تو اس کی شکایت کرے گا یہ اس لئے مکروہ ہے کہ مقروض کو مہلت دینا افضل ہے بلکہ واجب ہے یا قسم کھائے کہ ایک ماہ تک اپنی بیوی سے عمل تزویج نہ کرے گا تو ان تمام صورتوں میں قسم کو پورا کرنا مکروہ ہے اور قسم کو توڑنا واجب یا مستحب ہے۔

۳۔جس کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائی ہے وہ مباح ہو جیسے وہ قسم کھائے کہ وہ کپڑا نہیں پہنے گا یا وہ روٹی نہیں کھائے گا اس صورت میں قسم کا پورا کرنا واجب ہے اور توڑنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اپنی قسموں کی حفاظت کرو یعنی ان کو پورا کرو۔

۴۔جس کام کی قسم کھائی ہو اس کا کرنا یا نہ کرنا فرض ہو جیسے اس نے قسم کھائی کہ وہ پانچوں وقت کی نماز پڑھے گا یا قسم کھائی کہ وہ زنا نہ کرے گا تو اس قسم کو پورا کرنا فرض اور توڑنا حرام ہے۔(بحرالرائق ج۴ص۲۹۲،مطبوعہ علمیہ مصر)

قاعدہ نمبر 95۔

دیت کو برداشت کرنے میں عصبات میراث کی طرح ہیں۔(التشریع الجنائی)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ جس طرح میراث میں قریبی سے قریبی رشتہ دار زیادہ حقدار ہوتے ہیں اسی طرح دیت کو برداشت کرنے میں بھی عصبات کو حکم دیا جائے کیونکہ دیت میراث کی طرح ہے۔علامہ ابن اثیر جذری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں عاقلہ عصبات کو کہتے ہیں یعنی باپ کی طرف سے رشتہ دار جو قتل خطاء میں قاتل کی جانب سے دیت ادا کرتے ہیں اور اسی معنی میں حدیث ہے کہ ''دیت عاقلہ پر ہے''۔

(التشریع الجنائی ج۲ص۱۹۸،بیروت)

اس کا ثبوت یہ حکم ہے:

سعيد قال : حدثنا هشيم قال : أخبرنا أبو إسحاق الشيبانى قال قلت للشعبى، الإخوة من الأم أيرثون من الدية شيئا؟

www.waseemziyai.com

فقال: أما أنت فقد نظرت المصحف، يرث من الدية كل وارث. (سنن سعید بن منصور، ج ۱، کتاب الفرائض، بیروت)

ہر وہ شخص جو وارث ہے اس سے دیت لی جائے گی۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ دیت تین سال میں لی جائے گی ہر سال میں تہائی حصہ وصول کیا جائے گی اور قتل خطاء کی دیت عاقلہ پر ہے باپ کی طرف سے جو رشتہ دار ہیں وہ عاقلہ ہیں یہ امام مالک اور امام شافعی کا قول ہے بعض ائمہ نے کہا ہے دیت صرف مردوں پر ہے عورتوں اور بچوں پر دیت نہیں ہے اور ہر شخص پر چوتھائی درہم لازم کی جائے گی اور بعض ائمہ نے کہا کہ نصف دینار تک لازم کی جائے گی، اگر ان رشتہ داروں سے پوری کی جائے تو بہتر ہے ورنہ جو قریب ترین قبیلہ کے لوگ ہیں ان پر دیت لازم ہوگی۔ (جامع ترمذی باب الدیات)

دیت کی تعریف:

کسی مسلمان یا ذمی کو ناحق قتل کرنے یا اس کے کسی عضو کو ناحق تلف کرنے کی وجہ سے جو شرعی طور پر مالی تاوان لازم آتا ہے اس کو دیت کہتے ہیں اور بعض اوقات جان کے تاوان کو دیت اور عضو کے تاوان کو ارش کہتے ہیں۔

ا۔ دیت:

قاتل کی طرف سے مقتول کے ورثاء کو سو اونٹ اس طرح دیئے جائیں کہ اس میں تیس حقہ تیس جذعہ اور چالیس خلفہ یعنی حاملہ اونٹنیاں ہوں۔

اس کا حکم یہ ہے کہ دیت مغلظہ تب لازم ہوتی ہے کہ قتل عمد میں جب مقتول کے وراثین معاف کردیں اور دیت لینے پر راضی ہو جائیں تو یہ دیت مغلظہ قاتل فورا اپنے مال سے ادا کرے گا۔

www.waseemziyai.com

اسی طرح قتل خطاء میں بھی یہی دیت ہوگی مگر یہ دیت قاتل کے عصبہ وارثوں پر واجب ہوگی کہ وہ تین سال میں ادا کریں۔

قاعدہ نمبر 96۔

تبدل الملك يوجب تبد لافي العين ۔(نورالانوار)

سبب ملکیت کی تبدیلی ذات میں تبدیلی کوواجب کرتی ہے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کسی چیز کے سبب ملکیت میں تبدیلی آجائے یعنی وہ سبب جس کی وجہ سے ملکیت تھی وہ سبب بھی تبدیل ہو جائے تو اس کی وجہ سے اس کی ذات میں تبدیلی ہو جائے گی اور حکم بھی تبدیل ہو جائے گا۔اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو کچھ گوشت صدقہ دیا گیا تھا انہوں نے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کیا، آپ نے فرمایا: یہ گوشت بریرہ کے لئے صدقہ تھا اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

(صحیح مسلم ج ا ص ۳۴۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

کیونکہ جب تم نے اسے حاصل کیا تو وہ تمہارے لئے صدقہ تھا اور جب تمہاری ملکیت میں آگیا اور پھر تم نے ہمیں دیا تو وہ ہمارے لئے ہدیہ ہوگا کیونکہ ملکیت کی تبدیلی عین یعنی ذات میں تبدیلی کو واجب کرتی ہے۔(نورالانوار)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بیٹا باپ کا حق ادا نہیں کرسکتا مگر یہ کہ وہ اپنے باپ کو کسی کا غلام دیکھے اور پھر اسے خرید کر آزاد کردے۔(مسلم ج ا ص ۴۹۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

فقہاء احناف فرماتے ہیں کہ ہر ذی رحم محرم جب ملکیت میں آئے گا تو وہ آزاد ہو جائے گا اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالعموم فرمایا: جو شخص اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہوگیا تو وہ آزاد ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ج ا، ص ۱۸۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)(ہدایہ اخیرین ج ۴ ص ۴۴۹، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

www.waseemziyai.com

ذی رحم محرم پر ملکیت حاصل ہونے پر وہ سبب جو عام غلاموں میں ہوتا ہے وہ تبدیل ہوگیا کیونکہ سبب غلامیت سے زیادہ قوی سبب ذی رحم محرم ہونا ہے اور قوی سبب کے ہوتے ہوئے ضعیف سبب ساقط ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو ذی رحم محرم ہوں گے وہ اپنے رشتہ دار کی ملکیت میں آتے ہی آزاد ہو جائیں گے۔

قاعدہ نمبر 97۔

لیس لاحد ان یا خذ مال غیرہ بلا سبب شرعی ۔ (الاشباہ)

کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی سبب شرعی کے بغیر کسی غیر کا مال حاصل کرے۔ کیونکہ دوسروں کے اموال کھانے کی حرمت نص سے ثابت ہو چکی ہے تاہم بعض اوقات ایسے شرعی اسباب بھی مہیا ہوتے ہیں جن کو وجہ سے دوسروں کا مال حاصل کرنا جائز ہے لیکن یہ شرعی اسباب ہی مال کی اباحت کو ثابت کرتے ہیں

ان اسباب کے سوا دوسروں کا مال حاصل کرنا یا ان سے چھین لینا یا کسی بھی باطل طریقے سے مال کھانا ہرگز جائز نہیں۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

یا ایھا الذین امنو ا لا تا کلو ا امو الکم بینکم با لباطل (البقرہ)

اے ایمان والو: تم اپنے درمیان باطل طریقے اموال نہ کھاؤ۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ طریقہ جو ناجائز ہو اس کے مطابق مال کھانا حرام ہے اور اسی قاعدہ کے ضمن میں یہ قاعدہ بھی آتا ہے کہ جو مال کسی کی اجازت کے بغیر ہو اس کا کھانا یا تصرف بھی حرام ہوگا کیونکہ وہ بھی باطل طریقے میں داخل ہے۔

☆☆☆☆☆☆

www.waseemziyai.com

مال حاصل کرنے کے باطل طرق وذرائع

۱-سود کا مال:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے پر، سود کھلانے والے پر، اور سود کی گواہی دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا: یہ سب (گناہ) میں برابر ہیں۔

(مسلم ج ۲ ص ۲۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۲-رشوت کا مال:

رشوت کا مال بھی ایسے ذریعے سے کمایا جاتا ہے جو کہ حرام ہے اور اس طریقے سے کسی کام پر مال لینا حلال نہیں ہے۔

۳-دھوکے کا مال:

وہ تمام بیوع جن میں دھوکا ہو ایسی بیوع منع ہیں کیونکہ اس میں کوئی شرعی عذر یا سبب ہرگز نہیں ہے۔

۴-چوری کا مال:

چوری کے مال کی حرمت اور اس پر شرعی حد کا حکم موجود ہے کیونکہ یہ بھی بلا سبب شرعی یا عذر شرعی حاصل کیا جاتا ہے۔

۵-بیت المال اور سرکاری محکمہ میں خورد برد کا مال:

گورنمنٹ ملازمین اپنے اداروں کے اموال کے ذمہ دار ہوتے ہیں ان کا ان اموال سے خورد برد کرنا بھی بالکل جائز نہیں کیونکہ یہ بھی بلا سبب شرعی وعذر شرعی ہوگا اور وہ حرام ہے کہ جس پر کوئی تاوان لازم نہیں ہوتا اس پر تاوان جاری کر کے اپنے خزانے بھرے جائیں۔

www.waseemziyai.com

قاعدہ نمبر 98۔

اذا بطل الشیء بطل ما فی ضمنه ۔ (الاشباہ)

جب اصل شیء باطل ہو جائے تو ہر وہ چیز جو اس کے ضمن میں ہوگی وہ بھی باطل ہو جائے گی۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

فمن عفی له من اخیه شیء فاتباع بالمعروف واداء الیه باحسان ۔ (البقرہ ۱۷۹)

جس (قاتل) کے لئے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معاف کر دیا گیا ہو تو (اس کا) دستور کے مطابق مطالبہ کیا جائے گا اور نیکی کے ساتھ اس کی ادائیگی کی جائے گی یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے۔

اس حکم کے تحت فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر مقتول کے ورثاء میں سے ولی اقرب نے معاف کر دیا تو بالاجماع قصاص معاف ہو جائے گا اور اس طرح مکمل قصاص ساقط ہو جائے گا کیونکہ قصاص میں اجزاء نہیں ہوتے اور دوسرے استدلال سے یہ قاعدہ ثابت ہو رہا ہے کہ قصاص مقتول کے جمیع ورثاء کے مطالبے پر تھا اور ان مطالبہ بھی حق تھا کیونکہ قصاص کا حکم نص سے ثابت ہے۔ اور یہ ان کا اجتماعی حق تھا لیکن ان میں سے جب کسی ایک نے بھی قاتل کو معاف کر دیا تو اجتماعیت ساقط ہوگئی جس کی وجہ سے قصاص ساقط ہو گیا کیونکہ اجتماعیت کے سقوط کی وجہ باقی تمام ورثاء جو مطالبے پر اصرار کر رہے ہیں وہ ضمنی ہو گئے اور قانون یہ ہے کہ جب اصل شیء یعنی اجتماعیت ساقط ہوگئی تو اس کے ضمن میں آنے والے باقی تمام افراد کا مطالبہ قصاص بھی ساقط ہو جائے گا۔

۱- چوتھی رکعت کے فساد سے تمام نماز فاسد:

اگر کسی نمازی نے تین رکعات مکمل طور پر درستگی کے ساتھ ادا کر لیں اور چوتھی

www.waseemziyai.com

رکعت میں کلام کر بیٹھا یا ناقض صلوٰۃ کوئی عمل کر بیٹھا تو اس کی ساری نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ حکم مکمل نماز کے فساد کی وجہ سے ہے کہ وہ پوری نماز اور جو کچھ اس کے ضمن میں آتا تھا وہ سب فاسد ہوگئی۔

قاعدہ نمبر 99:

اذا زال المانع عاد الممنوع ۔(الاشباہ)

جب مانع زائل ہو جائے تو ممنوع واپس لوٹ آتا ہے۔

اس قاعدہ کی توضیح یہ ہے کہ جب کسی حکم کا مانع زائل ہو جائے یعنی جس کی وجہ سے وہ حکم ممنوع لگایا گیا تھا وہ وجہ ختم ہو جائے تو اس وجہ کے ختم ہوتے ہی ممنوع واپس لوٹ آئے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے کسی وقوعہ کا آنکھوں بھرا مشاہدہ کیا اس کے بعد اس واقعہ کو عدالت میں پیش کیا گیا اور جب اس مشاہدہ کرنے والے گواہ کو عدالت نے طلب کیا تو وہ اس وقت نابینا ہو چکا تھا، اس پر عدالت نے اس کی گواہی کو کالعدم قرار دیتے ہوئے کہا کہ نابینا شخص کی گواہی قابل قبول نہیں۔ اور اس کا نابینا ہونا ہی فیصلے اور شہادت کے اندر مانع ومخل پیدا ہو گیا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد وہ نابینا تندرست ہو گیا اور اس کی نظر ٹھیک ہوگئی تو عدالت اس کی شہادت کو قبول کرے گی اور اس کی گواہی اسی طرح کارگر ثابت ہوگی جس طرح گواہوں کی گواہی کا حکم ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کی اہلیت شہادت کا حکم جس نابینا پن ہونے کی وجہ سے مانع تھا اس مانع کے ختم ہوتے ہی حکم ممنوع واپس لوٹ آئے گا اور وہ نابینا شخص گواہی کے قابل سمجھا جائے گا۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اناج کو خریدے تو وہ اس اناج کو وزن کرنے سے پہلے فروخت نہ کرے۔ (صحیح مسلم ج ۲، ص ۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مبیع پر قبضہ سے پہلے اور حتیٰ کہ اس کی مقدار یا

www.waseemziyai.com

اس کا وزن کرنے پہلے اس کی بیع سے منع کر دیا گیا اور اس کا مانع عدم قبضہ ہے اور جیسے ہی اس کا مانع ختم ہوگا ویسے ہی مشتری کی دوسرے کے ہاں بیع کی اباحت کا حکم لوٹ آئے گا۔ کیونکہ اصل تو اباحت تھی۔

خیار بیع:

اگر کسی شخص نے مبیع کے لئے تین دن کا اختیار لیا یا مبیع کے اندر کوئی عیب نکلا تو وہ مبیع بائع کو واپس کر سکتا ہے کیونکہ انعقاد بیع تو مبیع کی سلامتی یا خیار بیع کے حکم سے ساتھ ملصق تھا اور جیسے ہی مبیع میں عیب نکلا تو حکم جو کسی بیع میں انعقاد و قبضہ ہو جانے کے بعد واپسی کے مانع ہوتا ہے وہ زائل ہوا اور مبیع کو واپس کرنے کا حکم لوٹ آیا۔

قاعدہ نمبر 100۔

حقیقت و مجاز کو ایک جگہ جمع نہیں کیا جائے گا۔ (نورالانوار)

اگر کسی لفظ کے حقیقی معنی کا اعتبار کیا جائے گا تو مجازی معنی کا اعتبار ساقط ہو جائے گا اور اگر کسی لفظ کے مجازی معنی کا اعتبار کیا گیا تو حقیقی معنی کا اعتبار ساقط ہو جائے گا۔ کیونکہ ان دونوں کا اجتماع محال عقلی و شرعی ہے۔

حدیث مبارکہ ہے کہ ایک صاع کو دو صاع کے عوض فروخت کرنے کی ممانعت ہے اس مقام پر صاع کا حقیقی معنی مراد نہیں ہوگا کیونکہ صاع کئی قسم کے ہوتے ہیں اگر کسی نے لکڑی کے صاع کی خرید و فروخت کی تو یہ جائز ہے یہاں پر اس حدیث کا مطلب یہ ہے "جمیع ما یحل فیه" یعنی جو کچھ صاع میں ہے اس کی خرید و فروخت منع ہے کیونکہ اگر ایک صاع کھجوروں کی بیع دو صاع کھجوروں سے کی جائے تو زیادتی ہوگی جو کہ سود ہے۔ اور سود حرام ہے۔ اور اگر یہاں صاع کا حقیقی معنی مراد لیا جائے کہ نفس صاع کی خرید و فروخت بھی منع ہے اور اس اجناس کی بیع بھی منع ہے تو اس طرح حقیقت و مجاز کا اجتماع لازم آئے گا جو کہ اس قاعدے کے مطابق محال ہے۔

www.waseemziyai.com

انتباہ:

عبادات کسی قدر بلند مرتبہ اعمال ہیں کہ بندے کو ابدی بھلائیوں کی طرف منتقل کر دیتی ہیں۔ یہی فرق ہے کہ اخروی بھلائیاں ہمیشہ رہنے والی ہیں جبکہ دنیاوی تمام اعمال کا تعلق محض عارضہ کے ساتھ ہے جس کے انتفاء میں کچھ بھی تاخیر نہیں۔

قاعدہ:

کلام میں اصل میں حقیقت ہے۔ (الاشباہ)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ ایک شخص نے کہا: واللہ لا یاکل من ھٰذہ الشاۃ کہ بخدا وہ یہ بکری نہیں کھائے گا۔ تو اس کا اطلاق اس بکری کے گوشت پر ہوگا اگر اس نے بکری کا گوشت کھایا تو وہ حانث ہو جائے گا اور اگر اس نے بکری کا دودھ استعمال کیا تو وہ حانث نہ ہوگا کیونکہ یہاں بکری کا گوشت ہی حقیقت میں بکری کھانے سے مراد لیا جائے گا۔

قاعدہ نمبر 101:

جب تک حقیقت پر عمل کرنا ممکن ہو تو مجاز پر عمل کرنا ساقط ہو جاتا ہے۔ (نورالانوار)

یہ قاعدہ کلیہ ہے اس سے کثیر مسائل کا استنباط ہوتا ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم و لکن یواخذکم بما عقدتم الایمان۔ (المائدہ ۸۹)

ترجمہ: اللہ تمہاری بے مقصد قسموں پر تمہاری گرفت نہیں فرمائے گا لیکن تمہاری پختہ قسموں پر تمہاری گرفت فرمائے گا۔ (المائدہ ۸۹)

اس آیت سے فقہاء احناف استدلال فرماتے ہیں کہ قسم کو کفارہ صرف یمین منعقدہ کے ٹوٹنے پر ہے کیونکہ اس آیت میں لفظ عقد استعمال ہوا ہے۔ جس سے یعقد اور منعقدہ

www.waseemziyai.com

بنا ہے اور یہی اس کا حقیقی معنی ہے کہ انقاض منعقدہ پر گرفت ہوگی یعنی کفارہ ہوگا اور دوسری قسمیں اس سے مجاز ہیں اور قانون یہ ہے کہ جب تک حقیقی معنی پر عمل کرنا ممکن ہو مجازی معنی ساقط ہو جاتا ہے لہٰذا دوسری قسموں پر کفارہ نہ ہوگا جیسا کہ اس کی تائید خود دوسری نص سے ہو رہی ہے۔

لا یواء خذ کم اللہ باللغو ۔(المائدہ۸۹)

یمین لغو میں اللہ تعالیٰ تمہارا مواخذہ نہیں فرمائے گا۔ کیونکہ مجاز تو حقیقت سے مستعار ہوتا ہے یعنی ادھار لیا گیا ہوتا ہے اور کوئی بھی مستعار اپنی اصل کے مقابلے میں نہیں آسکتا اور نہ ہی مستعار کو اصل کے ہوتے ہوئے قابل اعتبار سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا یمین منعقدہ پر کفارہ حقیقی معنی کی وجہ سے ہوگا اور دوسری دونوں قسموں یمین غموس اور یمین لغو میں کفارہ نہ ہوگا کہ یہاں مجاز قابل اعتبار نہیں۔

قاعدہ نمبر 102۔

جب موافق الحکم دو نصوص وارد ہوں اور ان دونوں میں تعارض آجائے تو مفسر کو ترجیح دی جائے گی۔ (الاصول)

فقہی مسائل میں بہت سے ایسے مقامات ہیں جہاں ایک ہی حکم کے لئے کئی نصوص وارد ہوتی ہیں تاہم ان کا مقصد متحد ہوتا ہے لیکن بعض اوقات ایک نص دوسری نص کی تفسیر بیان کرتی ہے اور اس کا تقاضہ یہی ہوتا ہے کہ وہ بیان کردہ پہلی نص کے حکم کی تفسیر بیان کر رہی ہے تو ایسی صورت میں وہ نص جو تفسیر بیان کر رہی ہے اس کو ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ اس سے نہ تو پہلی نص کی مخالفت لازم آتی ہے اور نہ اس پر عمل معدوم ہوتا ہے۔ بلکہ اس پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ دوسری نص پر بھی عمل ہو جاتا ہے۔

اس اصول کا ثبوت یہ ہے:

حدیث مبارکہ ہے۔ کہ استحاضہ والی عورت ہر نماز کے لئے وضو کرے۔ اس حدیث میں اس عورت کے لئے حکم ہے جس کو استحاضہ کا خون آتا ہے کہ وہ ہر نماز کے

www.waseemziyai.com

لئے وضو کرے یعنی اگر ایسی عورت مثال کے طور پر ظہر کی نماز پڑھنا چاہتی ہے تو وہ وضو کرے گی اور ظہر کی نماز پڑھے گی اور جیسے ہی وہ نماز ادا کرلے گی اس کا وضو حکماً ختم ہو جائیگا۔ اب اگر اسی ظہر کے وقت میں وہ قضاء نمازیں یا نوافل وغیرہ پڑھنا چاہے تو نہیں پڑھ سکتی کیونکہ اس کا وضو نماز ظہر کے لئے مباح ہوا تھا اور اس کی ادائیگی کے ساتھ ہی وہ ختم ہو گیا اگر چہ وقت نماز ظہر کا کتنا ہی باقی کیوں نہ ہو۔ کہ حدیث کے حکم کا تقاضہ ہی یہی تھا

جبکہ اس نص کی تفسیر بیان کرتے ہوئے دوسری حدیث مبارکہ میں یہ حکم ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: استحاضہ والی عورت ہر نماز کے وقت (نیا) پر وضو کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسی عورت کا وضو اس نماز کے پورے وقت میں رہے گا اور وہ اس وقت میں اس دن کی فرضی نماز اور جس قدر چاہے قضاء اور نوافل پڑھ سکتی ہے۔ لہٰذا اس دوسری نص میں وارد حکم سے نہ تو پہلے حکم کی مخالفت ہوئی اور نہ ہی وہ عمل معدوم ہوا بلکہ اس پر بھی عمل ہوا اور حکم پر بھی عمل ہوا ہے یہی اس قاعدہ سے مستفاد ہوتا ہے۔

اسی شرعی طور پر معذور کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ ایک وقت کی نماز کے لئے وضو کرے گا اور اسوقت کے اندر جس قدر چاہے نمازیں پڑھ سکتا ہے۔

قاعدہ نمبر 103:

حدود شرعیہ کو قیاس سے ثابت نہیں کیا جاسکتا بلکہ وہ شرعی نصوص سے ثابت ہوتی ہیں۔ (غمز البصائر)

قیاس سے اگر چہ بہت سے احکام شرعیہ کا ثبوت ملتا ہے لیکن حدود کے اثبات کے لئے شریعت اسلامیہ نے کڑی شرائط اور مضبوط شواہد کا اہتمام کیا ہے، جس طرح عورتوں کی گواہی حدود میں قابل اعتبار نہیں حالانکہ معاملات میں ان سے گواہی لی جاتی ہے اور

www.waseemziyai.com

معاملات میں اس کی گواہی میں ایک مرد کے برابر دو عورتوں کا نصاب ہے۔ یہ تمام احکام اس لئے ہیں کہ کسی حکم کے اثبات کے لئے مضبوط اور ٹھوس شواہد کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ احکام شرعیہ محض ایک دستور نہیں ہیں بلکہ عدل و انصاف کے کلی تقاضے اس میں پورے کئے جاتے ہیں۔

اس کا ثبوت یہ احکام ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیانت کرنے والے لٹیرے اور اچکے پر کاٹنے کی حد نہیں ہے، یہ حدیث حسن، صحیح ہے۔

(جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۷۵، فاروقی کتب خانہ ملتان)

حالانکہ قیاس کا تقاضہ یہی ہے کہ جس طرح چور مال چوری کرتا ہے اور مالک مال سے محروم ہو جاتا ہے اسی طرح خیانت کرنے والے کی وجہ سے بھی مالک مال سے محروم ہو جاتا ہے اور وہ خیانت بھی مالک سے چوری چھپے سے کرتا ہے لہٰذا اس پر بھی قطع ید کی حد ہونی چاہیے تو اس حدیث اور قاعدہ سے اس کا جواب دیا جائے گا کہ حدود قیاس سے ثابت نہیں ہوا کرتیں بلکہ ان کے ثبوت کا تعین بھی شریعت نے کر دیا ہے۔

۱- جانور سے جماع پر عدم حد:

اگر کسی شخص نے جانور سے بدکاری کی تو اس پر حد نہیں ہے کیونکہ یہ فعل جنایت میں زناء کی طرح نہیں ہے اور نہ تحریک میں زناء کے حکم میں ہے کیونکہ طبیعت سلیمہ اس فعل سے متنفر ہوتی ہے اور اس کا سبب انتہائی جہالت یا انتہائی شہوت ہے اسی وجہ سے جانور کی فرج کو چھپانا واجب نہیں ہے البتہ اس پر تعزیر لگائی جائے گی، اور جس روایت میں ہے کہ اس جانور کو ذبح کر دیا جائے گا یا جلایا جائے گا تو اس کی وجہ ایک بری بات کو ختم کرنا ہے لیکن یہ واجب نہیں ہے۔ (ہدایہ اولین ج ۲ ص ۴۹۷، مجتبائی دہلی)

۲- مساحقت پر عدم حد:

اگر دو عورتیں ایک دوسرے کے ساتھ جسم کو رگڑیں تو وہ زانیہ اور ملعون ہیں کیونکہ

www.waseemziyai.com

روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب عورت کسی عورت سے مباشرت کرے تو دونوں ملعون ہیں لیکن ان پر حد نہیں ہے تعزیر ہے کیونکہ دخول نہیں ہے۔ (شرح کبیر جلد ۱۰ ص ۱۷۴، بیروت)

۷-میڈیکل ٹیسٹ پر ثبوت کے باوجود عدم حد:

اگر چہ آج کل کے دور میں سائنس کی حیرت انگیز ترقی نے اپنا لوہا منوالیا ہے تاہم اس کا پورا دارو مدار قیاس وظن ہے اور کوئی حد بھی قیاس وظن سے ثابت نہیں ہوسکتی لہٰذا میڈیکل رپورٹ کے مطابق اگر جرم ثابت ہو جائے تو اس کی تعزیری سزا ہوگی، حد نہیں لگائی جائے گی۔

قاعدہ نمبر 104:

ذمہ داری کے افعال میں کسی کی تخصیص نہ کی جائے گی۔ (الفروق)

اسلامی نظام اور فقہی مسائل میں یہ قاعدہ بہت اہم ہے۔ کہ شریعت اسلامیہ کی طرف سے لازم کردہ احکام میں سب اپنے اپنے حق کے مطابق ذمہ دار ہیں اور ان پر ذمہ داری اسی قدر ضروری ہے جس قدر شریعت نے ان پر ڈالی ہے۔ اس قاعدہ کا اگر چہ بہت زیادہ انحصار اخلاقیات سے بھی ہے لیکن فقہ میں بھی اس کا وہی حال ہے جو اخلاقیات میں ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ قریش اس بات پر پریشان تھے کہ ایک مخزومی عورت نے چوری کی تھی انہوں نے کہا: اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سفارش کرے گا؟ لوگوں نے کہا کہ اس کی جرات سوائے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے اور کون کرسکتا ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لاڈلے ہیں حتیٰ کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی سفارش کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود میں سفارش کر رہے ہو؟ پھر

www.waseemziyai.com

آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو: تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہو گئے۔ کہ ان میں سے جب کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور جب ان میں سے کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو وہ اس پر حد قائم کرتے اور بخدا اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کرے گی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دوں گا۔

(مسلم، ۲، ۶۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے اس قاعدہ کے ثبوت کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ میں تمام مکلف لوگ برابر کے شریک ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ربیع بن نضر نے ایک باندی کا دانت توڑ دیا، اس پر مجرمہ کے گھر والوں نے اس لڑکی کے گھر والوں سے معافی مانگی مگر انہوں نے معافی نہ دی۔ اسکے بعد انہوں نے دیت کی پیشکش کی تو وہ بھی انہوں نے قبول نہ کی۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے لیکن وہ قصاص پر اصرار کرتے رہے، لہٰذا آپ نے قصاص لینے کا حکم دے دیا، حضرت انس نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ربیع کے دانت توڑے جائیں گے؟ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو صداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس کے دانت نہیں ٹوٹیں گے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس؛ اللہ کی کتاب میں قصاص کا حکم ہے۔ آخر کار وہ لوگ رضا مند ہو گئے اور انہوں نے اسے معاف کر دیا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ قسم کھائیں تو اللہ ان کی قسم پوری کرتا ہے۔

(صحاح ستہ الاترمذی)

فائدہ:

اس حدیث سے یہ بھی ایک فائدہ مستنبط ہوتا ہے کہ اولیائے کرام اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب لوگ جو بھی بات زبان سے کہہ دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی عزت وعظمت کے پیش نظر اس بات کو پورا فرما دیتا ہے۔

www.waseemziyai.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مصر کے حاکم تھے تو ان کے صاحبزادے محمد (ان کا نام تھا) وہ گھوڑوں کو دوڑایا کرتے تھے ایک دفعہ ایک مصری نے گھوڑ دوڑ میں ان سے آگے بڑھنے میں اختلاف کرلیا اس پر وہ غضب ناک ہو گئے اور مصری کو کوڑا لے کر مارنے لگے، اور کہنے لگے شریف ترین انسان کے فرزند کی طرف سے یہ ضرب حاصل کرو، وہ مصری خلیفہ اعظم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس اس واقعہ کی شکایت لے کر آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اتنا ہی کہا کہ بیٹھ جاؤ۔

اس کے بعد مصر سے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو اور ان کے بیٹے کو بلوایا گیا جب وہ دونوں آئے تو انہیں قصاص کی عدالت میں کھڑا کیا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا؛ مصری کہاں ہے؟ تم کوڑا لے کر شریف ترین انسان کے فرزند کو مارو، چنانچہ اس مصری نے انہیں اتنا مارا کہ لہولہان کر دیا، راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم بھی یہی چاہتے تھے کہ وہ انہیں مارتا رہے حتیٰ کہ اس نے انہیں اتنا مارا کہ اب ہم بھی چاہنے لگے کہ وہ مارنے سے باز آجائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابھی اس سے یہ فرمارہے تھے شریف ترین شخص کے فرزند کو مارو، اس کے بعد آپ نے فرمایا: عمرو بن عاص کی بھی خبر لو کیونکہ ان کے فرزند نے ان کی حکومت کے غرور میں آکر تمہیں مارا تھا، اس پر حضرت عمرو بن عاص گھبرا کر کہنے لگے؛ اے امیر المومنین؛ آپ نے پورا بدلہ لے کر تسکین حاصل کرلی ہے، تب مصری بھی معذرت کرتے ہوئے کہنے لگا میں نے اسے مار لیا ہے جس نے مجھے مارا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم؛ اگر تم انہیں بھی مارتے تو ہم تمہارے اور ان کے درمیان حائل نہ ہوتے یہاں تک کہ تم خود باز آجاتے، اس کے بعد حضرت عمرو بن عاص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا؛ اے عمرو؛ تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنایا ہوا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا ہے۔

اسی طرح غسانی خاندان کا آخری بادشاہ جبلہ بن ایہم نے مسلمان ہو کر ایک دفعہ

www.waseemziyai.com

حج کیا وہ اپنی پوشاک کو زمین پر گھسیٹتے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ اچانک قبیلہ فزارہ کے ایک شخص نے اس کی پوشاک کو پاؤں کے نیچے روند دیا۔ اس پر جبلہ نے اس زور سے طمانچہ مارا، کہ اس کی ناک اور دانت توڑ دیئے، اس فزاری شخص نے اس زیادتی کی شکایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کی تو آپ نے جبلہ سے فرمایا: یا تو فزاری تم کو معاف کردے ورنہ تمہیں قصاص دینا ہوگا، اس پر جبلہ کہنے لگا؛ کیا وہ مجھ سے قصاص لے سکتا ہے حالانکہ میں بادشاہ ہوں اور وہ رعیت ہے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسلام لانے کے بعد تم اور وہ برابر ہیں تمہیں اس پر تقوٰی اور پرہیز گاری کے سوا کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔

جبلہ کہنے لگا کہ میں تو یہ خیال کرتا تھا کہ اسلام لانے کے بعد مجھے دور جاہلیت سے زیادہ عزت ملے گی، آپ نے فرمایا: تم یہ خیال اپنے دل سے نکال دو۔ جب جبلہ نے یہ دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو قصاص لینے کا اصرار کر رہے ہیں تو اس نے کہا: میں صرف ایک رات کی مہلت چاہتا ہوں، اس کے بعد وہ راتوں رات اپنا ساز وسامان اور گھوڑے لے کر نکل گیا اور شام چلا گیا وہاں سے وہ قسطنطنیہ پہنچ کر عیسائی ہو گیا اور قیصر روم کے پاس رہنے لگا، بعد میں وہ اپنے فعل پر بہت شرمندہ اور نادم ہوتا رہا (حتیٰ کہ مر گیا)۔ (الطرق الحکمیہ)

قاعدہ نمبر 105:

تعزیری سزا قریبی حد کی سزا سے کم ہوگی۔ (الفروق)

وہ سزائیں جو مخصوص جرائم پر اللہ کی طرف سے لازم ہوئی ہیں وہ تو حدود اللہ ہیں اور اگر ایسا جرم جو قابل حد نہ ہو یا اس جرم کے بارے میں کسی شرعی سزا کا نصاب متعین نہ ہو تو ایسی سزا کو تعزیر کہتے ہیں یعنی جس طرح دس دراہم کی چوری پر ہاتھ کاٹ دیا جائے گا لیکن اگر چوری شدہ چیز اس سے کم قیمت کی ہو تو چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ حد جاری نہیں ہوتی تو اس چور کے لئے جو سزا ہوتی ہے اسے تعزیر کہیں گے، اور اس تعزیری

www.waseemziyai.com

سزا کے بارے میں یہ قانون ہے کہ وہ حد کی سزا سے کم ہو کیونکہ اگر وہ قابل حد یا حد کے برابر والا گناہ ہوتا تو ضرور اس کے باوے میں کوئی حد یا حد جیسا حکم نازل ہوتا۔ اور جب شارع علیہ السلام کی طرف سے ایسے جرم پر حد نہیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ جرم حد کے جرم سے کم سزا والا ہے اور اس کی نوعیت کم درجہ کے گناہ کی سی ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد کے سوا کسی کو دس کوڑے سے زیادہ سزا نہ دی جائے۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۱۲، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد)

۱-تعزیری جرائم اور ان کی سزائیں:

۱-اگر کسی شخص کو غیر محرم کے ساتھ جماع کے سوا باقی تمام حرام کاموں کے ساتھ پکڑا جائے تو انہیں تعزیری طور چالیس کوڑے مارے جائیں گے۔ کیونکہ حد زناء تو جاری نہیں کی جاسکتی کیونکہ اس کا ارتکاب نہیں کیا گیا اور تعزیر کی سزا حد کی سزا سے کم ہوگی۔

۲-شراب بیچنے والے پر تعزیر:

اگر کسی گھر میں شراب ہو اور وہ شخص فاسق ہو یا کچھ لوگ شراب کی مجلس لگائے بیٹھے ہیں تو ان پر تعزیر لگائی جائے گی کیونکہ شبہات سے حد ساقط ہو جاتی ہے جبکہ تعزیر ساقط نہیں ہوتی۔ (المبسوط ج ۲۴، ص ۳۵، بیروت)

۳-تعزیری قتل کی اباحت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے محرم سے جماع کیا اس کو قتل کردو۔ (جامع ترمذی ص ۱۷۷ فاروقی ملتان)

انتباہ:

اگر تعزیری جرم بڑی نوعیت کا ہو اور قرآن وسنت سے قتل جیسی سزا یا اس کے برابر کی

www.waseemziyai.com

سزا کی کوئی نص مل جائے تو اس کو بیان کردہ نص کے مطابق سزا دی جائے گی۔

۴-اسلحہ تان لینے پر تعزیر:

اگر کسی شخص نے کسی مسلمان پر تلوار یا چھری تان لی یا چاقو نکالے یا لاٹھی لائے تو خواہ اس نے وار نہ کیا ہو اس پر تعزیر واجب ہے کیونکہ اس نے مسلمان کو ڈرایا ہے اور اس کے قتل کرنے کا قصد کیا ہے جو ناجائز ہے۔

۵-دفاعی قتال کی اباحت:

اگر ڈاکو راستہ میں کسی قوم پر ڈاکہ ڈالیں تو ان کے لئے اپنی جانوں اور اپنے اموال کے دفاع میں ان سے قتال کرنا جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ اگر ڈاکو مسلمانوں سے مدد طلب کریں تو مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ ان ڈاکوؤں کی مدد کریں بلکہ ان پر ڈاکوؤں سے قتال لازم ہے۔ کیونکہ برائی کو روکنا فرض ہے اللہ تعالیٰ نے اس امت کی اسی بناء پر تعریف فرمائی ہے۔ (المبسوط ج ۲۴ ص ۳۷، بیروت)

۶-مشترکہ باندی سے جماع پر تعزیر:

حضرت سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص مشترکہ باندی سے جماع کرے اسکو حد سے ایک کوڑا کم کی تعزیر لگائی جائے

(شرح کبیر جلد ۱۰ ص ۳۴۷، دار الفکر بیروت)

۷-جدید تہذیب اور تعزیرات:

دور حاضر میں بہت سے جرائم ایسے ہیں جو حرام کا سبب بنتے ہیں اور کئی فسادات اس سے پھیلتے ہیں جس میں نوجوان طلباء اور طالبات کے تفریحی دورے اور سیر گاہوں اور پارکوں کی طرف سیر سپاٹے ہیں کیونکہ اسی وجہ سے لڑکیوں کے اغواء اور قتل و غارت کے کئی بڑے جرائم جنم لیتے ہیں لہٰذا اس پر تعزیری سزا ہونی چاہیے تا کہ ان بڑے جرائم کا

www.waseemziyai.com

سدباب کیا جاسکے۔

انتباہ:

تعزیر امام وقت کے اجتہاد پر موقوف ہوتی ہے اور وہ قاضی یا جو کسی ریاست وحکومت کی طرف سے ذمہ دار ہوں ان کی طرف سے اجتہادی قوت علمی کے ساتھ اس کا تعین کیا جائے گا نہ کہ جہال اور گمراہ کن لوگ یا تعصب کرنے والے لوگوں کو اس کا اختیار دیا جائے گا۔

حدود اور تعزیرات میں فرق:

۱-حد صرف گناہوں کی سزا ہے جبکہ تعزیر انسانوں، جانوروں اور پاگلوں کو بھی لگائی جاتی ہے۔

۲-تعزیر توبہ سے ساقط ہو جاتی ہے لیکن حد توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

۳-قیام حد امام کے تعین پر موقوف ہوتی ہے جبکہ حد اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کردہ سزا ہوتی ہے۔

۴-تعزیر میں جرم کو معاف کرنا اور اس میں سفارش کرنا جائز ہے جبکہ حدود میں سفارش کرنا جائز نہیں۔

۵-حد خواہ غیر موثر ہو اس کو قائم کیا جاتا ہے لیکن تعزیر اگر غیر موثر ہو تو وہ ساقط ہو جاتی ہے اور اگر زیادہ موثر ہو تو تب بھی ساقط ہو جاتی ہے۔

(اکمال اکمال المعلم ج۴ص۴۷۷، بیروت)

قاعدہ نمبر 106:

الحق لا یسقط با لتقادم ۔(ردالمحتار)

زمانہ گزرنے کی وجہ سے کوئی حق ساقط نہیں ہوتا۔

بہت سے احکام شرعیہ ایسے ہیں کہ وقت گزرنے سے وہ ساقط نہیں ہوتے، جس

www.waseemziyai.com

طرح عبادت فرضیہ یا وہ قرض جس کی ادائیگی واجب ہو وہ کبھی بھی ادائیگی کے بغیر ساقط نہ ہوں گے اگر چہ ان پر ایک زمانہ گزر جائے۔ جبکہ بعض احکام امضائے زمانہ کے ساتھ ساقط ہو جاتے ہیں جس طرح بیع خیار میں مشتری کو تین دن کے بعد فسخ بیع کا اختیار ساقط ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کثیر مسائل ہیں جو اس قاعدہ کو دونوں طرف سے لاحق ہیں کہ کہیں ان کا سقوط معتبر اور کہیں ان کا عدم سقوط معتبر ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں قتل کیا جانا قرض کے سوا تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

(مسلم ج ۲ ص ۱۳۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

قرض کی ادائیگی جس کا تعلق حقوق العباد سے ہے وہ زمانہ تو کیا گزرتا حتیٰ کہ مقام شہادت والے سے بعد از موت بھی ساقط نہ ہوگا۔

اسی طرح حقوق اللہ کے بارے میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بندے کا قیامت کے دن اس کے اعمال میں سے سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب ہوگا، پس اگر وہ صحیح ہوئی تو وہ کامیاب ہوا اور نجات پا گیا اور وہ فاسد ہوئی تو وہ ناکام ہوا اور نقصان اٹھانے والا ہوگا۔

(جامع ترمذی ج ۱ ص ۵۵، فاروقی کتب خانہ کراچی)

اسی طرح روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر فرائض کا حکم ہے کہ وہ بغیر ادائیگی کے بندے کے حق سے ساقط نہیں ہوتے حتیٰ کہ اسے آخرت میں ان کا حساب دینا پڑے گا۔

www.waseemziyai.com

حقوق العباد میں سے ساقط ہونے والے احکام

۱-حق رجعت:

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی تو وہ عدت کے اندر اس سے رجوع کرنے کا حق رکھتا ہے جبکہ وقت گذرنے کے ساتھ اس کا یہ حق ساقط ہو جائے گا یعنی بعد از عدت اسے حق رجوع نہ ہوگا۔

۲-فسخ بیع کا اختیار:

اگر کسی نے بیع خیار کی تو ان میں سے ہر ایک کو یا کسی ایک کو تین دن کے اندر اندر یہ اختیار ہے کہ وہ بیع کو فاسخ قرار دیں۔ ورنہ یہ مدت گذرنے کے یہ حق خود بخود ساقط ہو جائے گا۔

۳-حق شفعہ:

امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر شفیع نے شہادت کے بعد ایک ماہ تک بغیر کسی عذر کے تاخیر کی تو اس حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

(المختصر القدوری ص ۹۶، مکتبہ حقانیہ ملتان)

اور اگر کسی عذر کی وجہ سے تاخیر ہوئی تو پھر حق شفعہ ساقط نہ ہوگا کیونکہ اس کے حق میں تفریط نہیں ہے۔ (جوہرہ نیرہ ج ۱ ص ۶۰۴، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

۴-عدت میں وصال شوہر:

اگر کسی شخص کا وصال اس حالت میں ہوا کہ اس کی بیوی ابھی طلاق بائنہ یا طلاق مغلظہ کی عدت میں ہے تو وہ بیوی اس کی وراثت سے حصہ دار ہوگی، کیونکہ اس کا حق وراثت تو مدت عدت گذرنے کے بعد ساقط ہونا تھا اور ابھی جبکہ وہ مدت نہیں گذری لہٰذا اس کا حق ساقط نہ ہوگا۔

www.waseemziyai.com

قاعدہ نمبر 107۔

جب اصل اور فرع میں علت متحد ہو تو ان دونوں کے حکم کا اتحاد واجب ہوگا۔

(اصول شاشی)

ہر وہ فرعی مسئلہ جو قیاس سے ثابت ہو اور اس میں وہی علت پائی جارہی ہو جو اس کے اصل میں پائی جارہی ہے تو اس صورت میں اس فرعی مسئلہ کا حکم بھی وہی ہوگا جو اصل کا حکم ہے۔

اس قاعدے کا تعلق مآخذ شرعیہ کے چوتھے مآخذ قیاس سے ہے اس لئے ہم قیاس کا مختصر ذکر کررہے ہیں۔

قیاس کی تعریف:

قیاس کا لغوی معنی ہے ''اندازہ'' دو چیزوں کے درمیان کوئی اندازہ کرنا، کہ وہ دونوں ایک جیسی ہیں۔ جبکہ اس کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ فرع کو اصل کے ساتھ اس کے حکم کی علت کے مشابہ کرنا قیاس کہلاتا ہے اور اسی طرح یہ بھی اس کی تعریف ہے کہ فرع میں اصل کی طرح حکم کو ثابت کرنا قیاس ہے۔

قیاس کا ثبوت قرآن وسنت کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فاعتبروا یا اولی الابصار ۔ (القرآن)

اعتبار کا مطلب:

اعتبار کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز پر وہی حکم لگانا جو اس کی مثل چیز پر لگایا گیا ہے۔

(قمر الاقمار ص ۲۲۴، مکتبہ اکرمیہ پشاور)

اس آیت میں قیاس کرنے کا ثبوت ہے جس سے جمہور فقہاء نے استدلال کیا ہے۔

www.waseemziyai.com

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا اور پوچھا تم کس طرح فیصلہ کرو گے۔انہوں نے کہا: میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔آپ نے فرمایا: اگر کتاب اللہ میں تصریح نہ ہو؟ انہوں نے کہا: پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے فیصلہ کروں گا۔آپ نے فرمایا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں تصریح نہ ہو؟ انہوں نے کہا: پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندہ کو توفیق دی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حاکم اجتہاد سے کوئی فیصلہ کرے اور وہ صحیح ہو تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور جب وہ فیصلہ کرنے میں خطاء کرے تو اس کو ایک اجر ملتا ہے۔

(جامع ترمذی ج ا ص ۵۹، ۱۵۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

قیاس کے صحیح ہونے کی شرائط و امثلہ:

۱- وہ قیاس کسی نص کے مقابلے میں نہ ہو؛

اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے امام محمد علیہ الرحمہ سے سوال کیا کہ کسی شخص نے نماز میں قہقہ لگایا تو کیا اسکا وضو ٹوٹ جائیگا یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا؛ اس کا وضو اور نماز دونوں ٹوٹ جائیں گے، اس پر سائل نے کہا کہ اگر کسی شخص نے حالت نماز میں کسی پاک دامن عورت پر تہمت لگائی اور اسے گالی دی تو اس صورت میں اس کی صرف نماز ٹوٹتی ہے حالانکہ پاک دامن عورت پر تہمت لگانا تو اس قدر سخت گناہ ہے کہ اس پر حد لگائی جاتی ہے۔اور قہقہ لگانا اس سے کئی درجے کم گناہ ہے، تو سائل کے قیاس کو نص کے مقابلے میں آنے کی وجہ سے غیر معتبر قرار دیا جائے گا۔کیونکہ ایک اعرابی جن کی آنکھ میں کچھ خرابی تھی وہ نماز پڑھنے کا ارادہ کرتا تھا ایک مرتبہ وہ کنوئیں میں گر گیا، تو وہ لوگ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے ان کو ہنسی (قہقہ) آ گئی۔جس وقت آپ فارغ

www.waseemziyai.com

ہوئے تو فرمایا: جس نے نماز میں قہقہ لگایا ہے وہ نماز اور وضو دونوں کو لوٹائے۔ لہٰذا اس نص کی وجہ سے حالت نماز میں قہقہ لگانے کی وجہ سے نماز کے ساتھ ساتھ اس کا وضو بھی ٹوٹ جائے گا

۲-وہ قیاس احکام نص میں سے کسی حکم میں تغیر کا سبب نہ بنے:

اس کی مثال یہ ہے کہ وضو کو تیمّم پر اگر کوئی شخص قیاس کر کے یہ کہے کہ جس طرح تیمّم میں نیت شرط ہے اسی طرح وضو میں بھی نیت شرط ہونی چاہیے تو اس کا یہ قیاس درست نہ ہوگا کیونکہ وضو میں **فاغسلوا وجوھکم**، الخ (پارہ ۶، مائدہ) کا حکم مطلق ہے اور اگر اس میں وضو کی شرط لازم کریں گے تو یہ مقید ہو جائے گا حالانکہ قانون یہ ہے کہ مطلق، مطلق رہتا ہے اور مقید، مقید رہتا ہے اور اس قیاس سے قید ثابت کرنا بھی درست نہیں ہے۔ لہٰذا یہ قیاس حکم نص میں تغیر کا سبب بن رہا ہے لہٰذا یہ فاسد ہوگا۔

۳-وہ علت جو ایک مسئلہ میں جاری کی جارہی ہو وہ ایسی نہ ہو کہ عقل اس کا ادراک نہ کر سکے: اس کی مثال یہ ہے کہ جس طرح کوئی شخص کو بھول کر کھالیتا ہے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا

۴-حکم شرعی کے لئے علت کو پیدا کیا جائے نہ کہ حکم لغوی کے لئے:

اس کی وضاحت یہ ہے کہ قیاس میں امر شرعی کو ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے نہ کہ امر لغوی اور اگر امر لغوی ثابت کرنا مقصود ہو تو وہ فرع کی طرف متعدی نہ ہوگا۔ حالانکہ اس کا مقصود تو یہی ہوتا ہے۔

۵-فرع کے لئے کتاب وسنت اور اجماع میں نص موجود نہ ہو۔ اس کی دو صورتیں ہیں کہ اگر قیاس کے مقابلے میں نص موجود ہے یا تو وہ نص قیاس کے مخالف ہوگی اور یا اس کے موافق ہوگی اگر قیاس کے موافق ہے تو پھر قیاس سے حکم جاری کرنا ہی فضول ہے کیونکہ نص قیاس سے بے پرواہ کر دیتی ہے۔ اگر نص قیاس کے مخالف تو پھر بھی قیاس کو ترک کر کے نص پر عمل کیا جائے گا۔

www.waseemziyai.com

قاعدہ نمبر 108۔

قیاس اگر چہ صحیح ثابت ہو جائے لیکن بعض مسائل میں قیاس کو ترک کر کے استحسان پر عمل کیا جائے گا۔ (ماخوذ من نور الانوار)

مآخذ شرعیہ کا چوتھا مآخذ قیاس اگر چہ بشرائط ثابت ہو بھی جائے تو تب بھی بعض مسائل ایسے ہیں کہ جہاں اس قیاس جلی کو چھوڑ کر استحسان کو اختیار کر لیا جاتا ہے۔

استحسان کی تعریف:

قیاس جلی کو چھوڑ کر قیاس خفی کا اختیار کرنا استحسان کہلاتا ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور لوگ بیع سلم کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: جو شخص بیع سلم کرے وہ صرف معین وزن اور معین ماپ میں کرے۔

(مسلم ج ۲ ص ۳۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)

شمس الائمہ امام محمد علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

یہ عقد چونکہ اپنے وقت سے پہلے منعقد ہوتا ہے اس لئے اس کو بیع سلم کہتے ہیں۔ قیاس یہ چاہتا ہے کہ یہ بیع ناجائز ہو کیونکہ بیع المعدوم جائز نہیں ہے۔ لیکن ہم نے قرآن و سنت کی وجہ سے قیاس کو ترک کر دیا ہے کیونکہ قرآن میں ہے۔

ترجمہ: اے ایمان والو؛ جب تم مدت معینہ کے لئے ادھار بیع کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں شہادت دیتا ہوں کہ کتاب اللہ میں بیع سلم کا ذکر موجود ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

(المبسوط ج ۱۲، بیروت)

www.waseemziyai.com

استحسان

استحسان کی اقسام:

استحسان کی دو اقسام ہیں۔ ۱- استحسان القیاس ۲- استحسان خلاف القیاس

۱- استحسان القیاس:

وہ قیاس خفی ہے جس کے اثرات اس قدر زبردست ہوں کہ وہ اپنے مخالف قیاس جلی پر غالب آجائیں تاہم وہ قابل ترجیح قیاس کے دائرہ سے خارج نہیں ہوتا اس کی صورت یوں ہوتی ہے کہ کبھی کسی فرعی مسئلہ کی دو اصول کے ساتھ کش مکش ہوتی ہے اور ہر ایک سے اس کا کچھ نہ کچھ تعلق ہوتا ہے آخر کار کسی سبب کی بناء پر اسے ایک اصول کے ساتھ شامل کرنا پڑتا ہے۔ استحسان کا یہ طریقہ بہت پیچیدہ ہے اور دشوار بن جاتا ہے کیونکہ اس صورت میں مجتہد کو بہت غور وفکر اور دقت سے کام لینا پڑتا ہے۔ اس کے بعد ہی وہ کسی ایک اصول کو ترجیح دے کر فرعی مسئلہ کو اس کے ساتھ شامل کرتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جس طرح شکاری پرندوں کے جوٹھا ہونے کا مسئلہ ہے کہ اسے درندے حیوانات کے جوٹھا پر قیاس کرتے ہوئے ناپاک اور نجس قرار دیا جائے کیونکہ جوٹھے کا دارومدار گوشت پر ہوتا ہے کہ جس جانور کا گوشت پاک اس کا جوٹھا پاک اور جس کا گوشت ناپاک اس کا جوٹھا بھی ناپاک، کیونکہ جوٹھا یعنی لعاب بھی گوشت سے بنتا ہے۔

جبکہ دوسرے قیاس خفی یعنی استحسان کا تقاضہ یہ ہے کہ اسے آدمی کے جوٹھے پر قیاس کیا گیا ہے۔ درندوں کے جوٹھے کو نجس اسلئے کہتے ہیں کہ وہ اپنی زبان سے پانی پیتے ہیں اس طرح ان کا لعاب پانی کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے مگر شکاری پرندے اپنی چونچ سے پانی پیتے ہیں جو پاک ہے اور خشک ہے اس میں کسی قسم کی رطوبت نہیں ہوتی۔ اس لئے چونچ کے ذریعے پانی پینے سے پانی نجس نہیں ہوتا۔ جس طرح آدمی کے لعاب سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ کیونکہ دونوں چیزیں طاہر اور پاک ہیں اس لئے قیاس خفی کے

www.waseemziyai.com

مطابق شکاری پرندوں کا جوٹھا پاک ہے کیونکہ قیاس جلی کا سبب کمزور ہے وہ یہ ہے کہ نجس لعاب پانی کے ساتھ شامل ہو جائے، یہ سب درندوں میں موجود ہے مگر شکاری پرندوں میں نہیں ہے کیونکہ وہ اپنی چونچ سے پانی پیتے ہیں۔

۲-استحسان خلاف القیاس؛

اس کی تین اقسام ہیں: ۱-استحسان النص ۲-استحسان الاجماع ۳-استحسان الضرورہ۔

۱-استحسان النص:

وہ استحسان جو نص شرعی کے ذریعے ثابت ہوا سے استحسان النص کہتے ہیں۔اس کی مثال یہ ہے کہ جس طرح بیع سلم ہے کہ وہ استحسان النص سے ثابت ہے۔اسی طرح روزہ دار کا بھول کر کھانا ہے کہ اس صورت میں قیاس جلی کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اس کا روزہ ٹوٹ جانا چاہیے کیونکہ اس نے کھانا کھایا ہے۔لیکن استحسان النص یعنی حدیث کی نص سے ثابت ہوگیا کہ بھول کر کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے فرمایا؛تم روزہ پورا کرو کیونکہ تم کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا پلایا ہے۔

۲-استحسان الاجماع:

وہ استحسان جو کسی اجماعی مسئلہ سے ثابت ہوا سے استحسان الاجماع کہتے ہیں۔اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کاری گر سے کوئی چیز بنوائی جائے جو عام لوگوں کے ہاں رواج میں موجود ہو تو وہ کاریگر سے یہ کہے کہ میرے لئے موزے یا برتن بناؤ، وہ کام کی نوعیت، مقدار اور اس کی صفات سب اسے اچھی طرح سمجھاتے ہیں لہٰذا قیاس اور قاعدے کے مطابق یہ بیع جائز نہیں ہونی چاہیے کیونکہ معدوم چیز کی بیع جائز نہیں۔اور قبل از وقت خرید و فروخت جائز نہیں ہونی چاہیے، لیکن چونکہ لوگوں کی ضروریات اس کے بغیر مکمل نہیں ہوتیں اس لئے اجماع امت سے یہ فیصلہ جائز رکھا گیا ہے کہ ایسے احکام میں

www.waseemziyai.com

استحسان الاجماع کے طور پر بیع جائز ہو، اور یہی استحسان الاجماع ہے

۳-استحسان الضرورۃ:

وہ استحسان جو ضرورت کے تحت اباحت کو ثابت کرے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب حوض اور کنوئیں ناپاک ہو جائیں تو اس کے پانی کا کچھ حصہ نکال کر انہیں پاک کرلیا جاتا ہے جس طرح کتب فقہ میں موجود ہے حالانکہ قاعدہ اور قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ جب یہ ناپاک ہو جائیں تو وہ پاک نہیں ہو سکتے کیونکہ پانی ڈال کر نہ تو انہیں پاک وصاف کیا جا سکتا ہے اور نہ پورا پانی نچوڑ کر انہیں صاف کیا جا سکتا ہے تا کہ اس کی پوری نجاست دور ہو جائے، بلکہ کنوؤں کے لوٹوں سے جو پانی آتا ہے وہ بھی نجس پانی سے مل کر ناپاک ہو جاتا ہے، اس لئے پانی کا کچھ حصہ نکالنے سے باقی پانی صاف نہیں ہوتا، تاہم عوام الناس کی ضرورت کے پیش نظر اور استحسان کے پیش نظر یہ قانون بنایا گیا ہے کہ کچھ حصہ پانی کا نکال کر کنوئیں کو پاک کرلیا جاتا ہے۔

قاعدہ:

کسی بھی قسم کے پانی کے پاک یا ناپاک ہونے کا قانون یہ ہے کہ اس کے رنگ، بو اور ذائقہ کو دیکھا جائے گا۔ اور اس کے مطابق حکم لگایا جائے گا اگر ان تینوں میں سے کسی وصف کا اظہار ہوتا ہے۔ تو اس کے مطابق حکم دیا جائے گا۔

قاعدہ نمبر 109۔

جب کسی یقینی عمل کی مقدار قلت و کثرت میں شک ہو جائے تو اسے قلیل پر محمول کیا جاتا ہے کیونکہ وہی مقدار یقینی ہے۔ (الاشباہ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی ایک کو نماز میں شک ہو جائے اور اس کو معلوم نہ ہو کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار رکعات پڑھی ہیں تو وہ اپنے شک کو چھوڑ دے اور ان

www.waseemziyai.com

رکعات پر بناء کرے جو یقینی ہیں، پھر سلام پھیرنے کے بعد دو سہو کے سجدے کرے۔

(سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۴۷، دار الحدیث ملتان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یقینی مقدار پر عمل کیا جائے گا۔ کیونکہ جب تین یا چار میں شک ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ تین رکعات تو یقینی ہیں اور چار میں شک ہے۔

قاعدہ نمبر 110:

جب کوئی معین شرعی قاعدہ نہ ہو تو مصالح مرسلہ سے شرعی مقاصد کی حفاظت کی جاتی ہے۔ (الفروق بتصرف)

علامہ قرافی لکھتے ہیں کہ مصالح مرسلہ کے اصول کے بارے میں اگر تحقیق کی جائے تو یہ اصول فقہاء کے تمام مکاتب فکر میں موجود ہے اور وہ اسے مناسب مواقع پر استعمال کرتے ہیں بہر حال اس کے استعمال کے وقت بہت زیادہ غور وفکر کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ مجتہد شرعی راستے سے ہٹ نہ سکے۔ اور مصالح مرسلہ اس وقت معتبر سمجھے جاتے ہیں جب وہ کسی نص شرعی کے خلاف نہ ہوں۔

مصالح مرسلہ کی تعریف:

مصالح مرسلہ وہ ہیں جن کی بنیاد عقل سلیم کے مطابق مناسب حکم پر ہو اور اس کے ثبوت کے لئے کوئی متفقہ اصول نہ ہو۔

(اصول فقہ بحوالہ مستصفی فی اصول الفقہ از امام غزالی علیہ الرحمہ)

اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، شب خون مارتے وقت ہمارے ہاتھوں مشرکین کے بچے بھی مارے جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ بھی انہیں میں سے ہیں۔

(مسلم ج ۲ ص ۸۴ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ ڈھال کے طور پر یا کسی طرح بھی اگر خود مشرکین

www.waseemziyai.com

کے بچے مسلمانوں کے سامنے آجائیں اور وہ بھی مارے جائیں جن کو مارنے کی ممانعت ہے تو یہ جائز ہے منع نہیں اسی طرح اگر کافر اپنی جنگ میں مسلمانوں کو ڈھال بنائیں تا کہ وہ مسلمانوں پر فتح حاصل کر سکیں تو ایسی صورت میں بھی ان کی ڈھال بننے والے مسلمانوں پر تیر اندازی جائز ہے کیونکہ اس کی اجازت ثابت ہے۔ اور اس کی وجہ مصالح مرسلہ ہیں کہ وہاں جب جہاد کے مقاصد کو حاصل کرنا مقصود ہو تو مصالح مرسلہ کو مناسب مواقع پر استعمال میں لایا جاتا ہے۔

مصالح مرسلہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ نے زنا کاری کے جرم میں جلاوطنی کی سزا کو ترک کر دیا تھا جب ایک جلاوطن نے رومی علاقے میں جا کر عیسائیت کو قبول کر لیا تھا اور انہوں نے تین طلاقیں اکٹھی دینے والوں کے اس عمل کو تین ہی قرار دیا۔ اسی طرح انہوں نے نماز تراویح کا اہتمام باجماعت بیس رکعت کے ساتھ کیا ہے۔

انتباہ:

مصالح مرسلہ کا قانون مجتہد اور بڑے درجے کے فقہاء کے لئے ہے۔ جبکہ ہمارے دور میں بہت زیادہ نااہل لوگ علماء کے روپ میں آ کر اجتہاد کرتے ہیں حتیٰ کہ انہیں اجتہادی احکام کے متعلق کچھ بھی علم نہیں ہوتا، اسی طرح کئی نام نہاد لوگ اور عوام الناس بھی مصالح مرسلہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر اپنی ایک پوری علیحدہ شریعت تیار کر لیتے ہیں اسی وجہ سے علماء نے اجتہاد کے لئے ایک خاص طبقہ کے علماء کو اجازت دی ہے کہ وہ اجتہاد کر سکتے ہیں نہ کہ ہر لکیر کا فقیر اجتہاد کرتا پھرے۔

قاعدہ نمبر 111۔

لازمات واجبیہ میں نصاب متعین ہوتا ہے۔

وہ تمام فرائض اور واجبات جو مکلفین پر لازم ہوتے ہیں ان کا نصاب متعین ہوتا

www.waseemziyai.com

ہے

اس کا ثبوت یہ ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چالیسواں حصہ ادا کرو، ہر چالیس درہم پر ایک درہم، اور تم پر اس وقت تک زکوٰۃ نہیں جب تک دوسو درہم نہ جائیں اور جب دوسو درہم ہو جائیں تو اس میں سے پانچ درہم ادا کرو، اور جو مقدار زائد ہو اس کو اسی حساب سے ادا کرو۔

(سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۲۰ مجتبائی پاکستان لاہور)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقات فرائضیہ یا واجبیہ میں نصاب کا تعین شریعت کی طرف سے ہو چکا ہے۔ لہٰذا احادیث میں مختلف اجناس سے مختلف نصاب کا تعین کیا گیا ہے۔ ہم افادیت کے پیش نظر ان کا نصابی نقشہ بیان کر دیتے ہیں۔

جانور کا نام اور تعداد	شرح زکوٰۃ	جانور کا نام شرح زکوٰۃ
۵ سے ۹ اونٹ	ایک بکری	۶۰ سے ۶۹ تک دو، دوسالہ بچھڑیاں
۱۰ سے ۱۴ اونٹ	دو بکریاں	۷۰ سے ۷۹ تک ایک دوسالہ، ایک، ایک سالہ بچھڑی
۱۵ سے ۱۹ اونٹ	تین بکریاں	۸۰ سے ۸۹ تک دو، دوسالہ بچھڑیاں
۲۰ سے ۲۴ اونٹ	چار بکریاں	۹۰ سے ۹۹ تک تین ایک سالہ بچھڑیاں
۲۵ سے ۳۵ اونٹ	ایک سالہ اونٹ کی بچی	۱۰۰ سے دو ایک سالہ اور ایک دوسالہ بچھڑیاں
۳۶ سے ۴۵ تک	دوسالہ اونٹنی	۴۰ سے ۱۱۹ بکریاں ایک بکری
۴۶ سے ۶۰ تک	تین سالہ اونٹنی	۱۲۰ سے ۲۰۰ تک دو بکریاں
۶۱ سے ۷۵ تک	چار اونٹنی	۲۰۱ سے ۳۹۹ تک تین بکریاں
۷۶ سے ۹۰ تک	۲، دوسالہ اونٹنیاں	۴۰۰ سے ۴۹۹ تک چار بکریاں

www.waseemziyai.com

۹۱ سے ۱۲۰ تک	۲، تین سالہ اونٹنیاں	پھر ہر سو پر ایک بکری کا اضافہ کیا جائے گا
۳۰ سے ۳۹ تک گائے یا بھینس	ایک سالہ بچھڑی	سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے پر چالیسواں حصہ ہے۔
۴۰ سے ۹۵ تک گائے یا بھینس	دوسالہ بچھڑی یا بچھڑا	چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے پر چالیسواں حصہ ہے۔

(شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۸۸۱، فرید بک سٹال لاہور)

۲-فطرانے کا نصاب:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے سبب سے مسلمانوں پر ایک صاع (ساڑھے چار سیر) کھجور یا ایک صاع جو صدقہ فطر مقرر کیا، خواہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت۔

(مسلم ج ۱ ص ۳۱۷ قدیمی کتب خانہ کراچی)

۳-حق مہر:

حق مہر شریعت اسلامیہ کے مطابق واجب ہے کیونکہ یہ حق شرعی ہے اور اس کی مقدار کم از کم دس دراہم ہے کیونکہ حدیث مبارکہ ہے کہ کہ مہر دس سے کم نہیں۔

(ہدایہ اولین ج ۲ ص ۳۰۴، مجتبائی دہلی)

۴-وجوب عشر:

مسلمان سے ربع من العشر، ذمی سے نصف من العشر اور حربی کافروں سے عشر وصول کیا جاتا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہی حکم دیا کرتے تھے۔

(ہدایہ اولین ج ۱ ص ۱۷۷، مجتبائی دہلی)

قاعدہ نمبر 112:

التاسیس خیر من ا لتاکید ۔(الاشباہ)

تاکید سے تاسیس بہتر ہوتی ہے۔

www.waseemziyai.com

تاسیس کی تعریف:

کلام میں وہ الفاظ جو تکرار کے ساتھ واقع ہوں ان سے ایک نیا معنی مراد لیا جائے تو اسے تاسیس کہتے ہیں۔

تاکید کی تعریف:

کلام میں وہ الفاظ جو مکرر ذکر کئے گئے ہوں اور لفظ کا تکرار پہلے لفظ کی تاکید کے لئے ہو اسے تاکید کہتے ہیں۔

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ ایسا کلام جس میں ایسے الفاظ ہوں جو مکرر واقع ہوں اور ان کا تقاضہ دو مختلف پہلوؤں کی طرف ہو یعنی یہ احتمال ہو کہ تکرار سے مراد تاسیس لی جائے اور یہ احتمال بھی ہو کہ تکرار سے تاکید مراد لی جائے تاکہ پہلے مذکور لفظ کے مفہوم کو پختہ کیا جائے، تو ایسی صورت میں اصول فقہ یہ ہے کہ وہاں تکرار لفظ سے تاکید مراد نہ لی جائے بلکہ نیا معنی مراد لیا جائے، کیونکہ تاسیس تاکید سے اولی ہوتی ہے۔

طلاق ثلاثہ:

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''تو طلاق، طلاق، طلاق والی ہے'' تو اس کے اس قول کے مطابق اس کو تین طلاقیں ہو جائیں گی کیونکہ لفظ طلاق کا تکرار یہاں پر تاسیس کے معنی میں ہے کہ اس سے اس کی مراد طلاق ثلاثہ ہے اگرچہ خاوند یہ دعویٰ کرے کہ تکرار سے اس کی مراد تاکید تھی نہ کہ طلاق ثلاثہ تھی، اور بڑی دیانت داری کا اظہار کرے تو اس کا قول دیانت کے طور پر تو قبول کیا جا سکتا ہے لیکن قضاء یعنی فیصلہ کن یہی حکم ہوگا کہ طلاق ثلاثہ ہو چکی۔

اقسام میں تعدد:

اگر کسی شخص نے کئی قسمیں کھائی ہوں اور پھر کہے کہ میری نیت میں تو صرف ایک ہی قسم تھی بقیہ تو میں نے ان کو پختہ کرنے کے لئے کھائیں یا بعد والی ان کی اتباع میں

www.waseemziyai.com

قسمیں کھاتا رہا تو اس کے قول کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ ہر قسم پر اسے کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔ (ماخوذ من الاشباہ)

قاعدہ نمبر 113:

ان للحا لة من ا لدلا لة كما للمقالة .(الاصول)

بے شک حال اسی طرح دلالت کرتا ہے جس طرح قول دلالت کرتا ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر شادی شدہ لڑکی سے مشورہ کئے بغیر اس کا نکاح نہ کیا جائے اور کنواری کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری کی اجازت کس طرح ہے؟ فرمایا: اس کی خاموشی۔

(مسلم ج ا ص ۴۵۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حال بھی ایسی ہی دلالت کرتا ہے جس طرح قول دلالت کرتا ہے، اسی وجہ سے کنواری لڑکی کے سکوت کو اجازت کے قائم مقام کیا گیا ہے کہ وہ شادی بیاہ کے تمام معاملات کو دیکھتے ہوئے اور گھر میں اس بیاہ سے پہلے گھر والوں اور والدین کے مشوروں کے سننے کے باوجود اس نے انکار نہیں کیا حتیٰ کہ وہ تمام شادی کے ابتدائی معاملات کو خوشی سے نمٹاتی رہی اور ابتدائی تمام مراحل و مراسم میں اس کا سکوت اس بات کی دلیل ہے کہ وہ تمام معاملات پر راضی ہے اور اس کی یہی حالت اسی طرح دلیل ہے جس طرح کسی سے نکاح کے بارے میں اس کا قول معتبر ہوتا ہے۔

قاعدہ نمبر 114:

ان القول قول الا مين مع اليمين من غير بينة .(الاصول)

امین کے قول کو قسم کے ساتھ قبول کر لیا جائے گا اور اس سے گواہ طلب نہیں کیے جائیں گے۔

www.waseemziyai.com

اس کا ثبوت یہ ہے:

ترجمہ: پس اگر تم میں سے ایک کو دوسرے پر اعتبار ہو تو جس پر اعتبار کیا گیا ہے اسے چاہیے کہ وہ اس کی امانت کو ادا کر دے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے۔ (البقرہ ۲۸۳)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ امانت رکھنے والے امین کے لئے حتی الامکان ضروری ہے کہ وہ اس امانت کی حفاظت کرے، پھر اسے اس کے اہل تک پہنچا دے۔

لیکن اگر خدانخواستہ امانت ضائع ہو جائے کہ جس میں امین کا کوئی قصور نہ ہو تو پھر امین اس کا ضامن نہ ہوگا اور اگر مالک کو امین پر شک ہو یا وہ اس سے مطمئن نہ ہو تو امین سے حلف لے کر اس کی بات پر اعتماد کیا جائے گا۔

امانت پر عدم ضمانت کا سبب:

امانت کے ضائع ہونے پر ضمانت کے واجب نہ ہونے کی علت یہ ہے کہ ضمانت و تاوان وہاں ہوتا ہے جہاں کسی کے حق کا نقصان اس طرح ہو کہ اس کا سبب دوسرا بنے جو ضامن تھا جبکہ امین ضامن نہیں ہوتا، اس لئے اصلی حقدار کا امین پر التزام تاوان کرنا درست نہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اپنے بھائی کو پھل فروخت کر دو، پھر ان پھلوں کو کوئی آفت لاحق ہو جائے، تو تمہارے لئے اس سے کوئی عوض لینا جائز نہیں، تم بغیر کسی حق کے اپنے بھائی کا مال کس چیز کے عوض لو گے۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۶ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے جبکہ امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ پھل خریدار کے ذمہ ہیں۔ (عمدۃ القاری ج ۱۲، ص ۷، منیریہ مصر)

وہ معاملات جن میں انکار کرنے والے سے قسم لینا جائز نہیں:

www.waseemziyai.com

۱-نکاح:

اگر کسی شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ اس کا فلاں عورت سے نکاح ہے اور اس عورت نے انکار کر دیا یا اس کا عکس ہو۔

۲-نسب:

کسی مجہول النسب کے بارے میں کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ وہ تو اس کا بیٹا ہے یا اس کا والد ہے اور وہ شخص انکار کرے، یا اس کے برعکس ہو۔

۳-لعان:

اگر عورت اپنے شوہر پر یہ دعویٰ کرے کہ اس کے شوہر اس کو ایسی تہمت لگائی ہے جس سے لعان واجب ہوتا ہے اور شوہر نے اس کا انکار کرے۔

۴-رجعت:

طلاق کی عدت گذرنے کے بعد کوئی مرد یہ دعویٰ کرے کہ اس نے عدت گذرنے سے پہلے رجوع کر لیا تھا۔ اور اب اس کا عورت سے نکاح ہے اور عورت انکار کرے یا اس کے برعکس ہو۔

۵-ایلاء:

اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ وہ چار ماہ تک عورت کے قریب نہ جائے گا، اگر مرد یہ قسم پوری کر لے تو چار ماہ بعد عورت بائنہ ہو جائے گی اس ایلاء کی مدت کے گذرنے کے بعد شوہر نے دعویٰ کیا کہ اس نے چار ماہ کی مدت کے اندر اپنی بیوی سے جماع کیا تھا اور عورت اس کا انکار کرے یا اسکا برعکس ہو۔

۶-غلام ہونے کا دعویٰ:

کوئی شخص کسی مجہول النسب کے بارے میں یہ دعویٰ کرے کہ وہ میرا غلام ہے اور

www.waseemziyai.com

وہ شخص انکار کرے یا اس کے برعکس ہو۔

۷-ام ولد ہونے کا دعویٰ:

اگر کوئی عورت اپنے مولی پر یہ دعویٰ کرے کہ وہ اس کی ام ولد ہے۔ لاعکس لہ،

۸-ولاء:

اگر کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص اس کا مولی ہے اور اس نے اس کو آزاد کیا تھا اور وہ شخص منکر ہو یا اس کے برعکس ہو۔

۹-حدود:

اگر کوئی شخص دوسرے پر ایسے جرم کا دعویٰ کرے جس میں حدود میں سے کوئی حد لازم آتی ہو اور وہ شخص منکر ہو۔ (ہدایہ اخیرین ص ۲۰۴ مکتبہ علمیہ ملتان)

۱۰-معتدہ کے قول کا اعتبار:

اگر معتدہ نے یہ کہا کہ اس کی عدت ختم ہوگئی اور اس کے شوہر نے جھٹلایا تو معتدہ کے قول کو قسم کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔ کیونکہ وہ اس معاملہ میں امینہ ہے، اور امین کا قول مع الیمین معتبر ہوتا ہے۔ (ہدایہ اولین ج ۲ ص ۴۰۶ مجتبائی دہلی)

قاعدہ نمبر 115:

اگر عدت دو طرح کی جمع ہو جائے تو زیادہ مدت والی عدت کا اعتبار کیا جائے گا۔ (الفروق)

عدت کی تعریف:

عدت یہ ہے کہ زوال نکاح کے سبب عورت کو روکا جاتا ہے۔

(جوہرہ نیرہ ج ۲۴۲، رحمانیہ لاہور)

جبکہ اصطلاح شریعت میں کسی عورت کے وہ ایام جن میں اسے زوال نکاح کی وجہ سے روکا جاتا ہے اور ان دنوں میں اس کا نان ونفقہ اس کے شوہر کے ذمے لازم ہوتا ہے

www.waseemziyai.com

اوراسی مدت کے دوران اگر اسکا شوہر فوت ہو جائے تو وہ وراثت سے حصہ بھی حاصل کرے گی۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ ہے:

ترجمہ: اور وہ لوگ جو تم میں سے وفات پا جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ (بیویاں) چار ماہ دس دن تک اپنے آپ کو روک رکھیں۔ (البقرہ)

اس آیت میں عدت وفات کو بیان کیا گیا ہے کہ شوہر کے فوت ہو جانے کے بعد اس کی بیوی کو چار ماہ دس دن کی عدت گذارنے کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ یہ عدت گذارنے کے بعد جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

اسی طرح یہ حکم ہے:

ترجمہ: حمل والی عورتوں کی عدت یہ ہے جبکہ وہ حمل سے فارغ ہو جائیں۔

(الطلاق پارہ ۲۸)

اس آیت میں حاملہ عورتوں کی عدت کو بیان کیا گیا ہے کہ ان کی عدت وضع حمل ہے اگر حاملہ عورت کا شوہر فوت ہو گیا تو اس عورت میں دو عدتیں جمع ہو گئیں، یعنی عدت وفات اور عدت حمل، تو اس قاعدہ کے مطابق ہر وہ عدت جس کی مدت زیادہ ہو گی اس کا اعتبار کیا جائے گا، کیونکہ تھوڑی مدت تو زیادہ مدت کے اندر موجود ہوتی ہے جبکہ زیادہ مدت کو کم مدت کے اندر منحصر نہیں کیا جا سکتا۔

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

اگر کسی عورت کو طلاق رجعی دی گئی اور وہ عدت میں تھی کہ اس کے شوہر کا وصال ہو گیا تو بالاجماع وہ عدت وفات کو پورا کرے گی۔

انتباہ:

فقہاء فرماتے ہیں کہ عدت میں علت یہ ہوتی ہے کہ استبراء رحم ہو جائے اور اگر کسی حاملہ عورت کا شوہر فوت ہو جائے اور اس کا حمل ایک ماہ بعد از وفات یا اس کی وفات کے

www.waseemziyai.com

چند دن بعد اگر وضع ہو جائے، یعنی اس نے اگر بچہ جن لیا تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی، کیونکہ عدت حمل کا اعتبار تھا اور وہ مکمل ہو گئی اور عدت استبرائے رحم تھی وہ تو ہو چکی لہٰذا حاملہ عورت کی عدت ہر حال میں وضع حمل ہے اور اس کے ختم ہوتے ہی اس کی عدت مکمل ہو جائے گی۔

عدت کی اقسام

۱-عدت مطلقہ:

ہر وہ شادی شدہ عورت جو حاملہ نہ ہو اور آزاد ہو اور اسے طلاق دے دی گئی تو اس کی عدت تین حیض ہے جس طرح قرآن پاک میں آیا ہے کہ حیض والی عورتیں اپنے آپ کو تین قروء یعنی حیض روک رکھیں۔

۲-عدت وفات:

جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ اور اگر وہ باندی ہے تو اس کی عدت دو ماہ پانچ دن ہے کیونکہ آزاد کی عدت کا نصف یہی ہے۔

۳-عدت حمل:

ہر وہ عورت جو حاملہ ہو اس کی عدت وضع حمل ہے چاہے اسے طلاق دی گئی یا فسخ نکاح ہوا یا اس کا شوہر فوت ہو گیا۔

۴-عدت ائسہ:

وہ عورت جس کو حیض نہ آتا ہو اور اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی تو اس کی عدت تین ماہ ہے جس طرح قرآن میں آیا ہے، ''اور تمہاری عورتوں میں سے جن کو حیض نہ آئے تو ان کی عدت تین ماہ ہے۔

www.waseemziyai.com

۵-باندی کی عدت:

باندی کی عدت دو حیض ہے کیونکہ حدیث مبارکہ ہے کہ باندی کے لئے دو طلاقیں ہیں اور عدت بھی دو حیض ہے۔

۶-انتقال عدت:

اگر کسی شخص نے باندی کو طلاق رجعی کی عدت میں اسے آزاد کر دیا تو اس کی عدت آزاد عورتوں کی عدت کی طرف لوٹ جائے گی اور اب وہ آزاد عورتوں کے نصاب عدت کے مطابق ایام پورے کرے گی۔ (ہدایہ اولین ج ۲ ص ۴۰۳ مجتبائی دہلی)

۷-منکوحہ فاسدہ اور موطوءہ مشتبہا بہ کی عدت:

اگر کسی عورت کا نکاح بھی نکاح فاسد تھا یا کسی شخص نے کسی عورت سے اشتباہ کی وجہ سے جماع کر لیا تو اس کی عدت تین حیض ہو گی کیونکہ استبرائے رحم کے لئے وہی عدت معروف ہے۔

۸-مفقود الشوہر عورت کی عدت:

وہ عورت جس کا شوہر غائب ہو جائے اور اس کی زندگی یا موت کا بالکل پتہ نہ چلے تو اس عورت کی عدت فقہاء مالکیہ کے نزدیک چار سال ہے۔ کہ وہ چار سال تک اپنے شوہر کا انتظار کرے اور اس کے بعد وہ کسی دوسرے آدمی سے نکاح کر سکتی ہے۔

۹-ذمیہ عورت کی عدت:

امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک وہ عورت جو ذمیہ ہو اور اس کے ذمی شوہر نے اگر اسے طلاق دے دی تو اس ذمیہ پر کوئی عدت نہیں ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک اس کی عدت ہے۔ (ہدایہ اولین ج ۲ ص ۴۰۶ مجتبائی دہلی)

قاعدہ نمبر 116:

اذا عدمت صفة الوجوب .(المنار)

www.waseemziyai.com

جب مامور بہ سے وجوب کی صفت معدوم ہو جائے تو اس میں موجود صفت جواز بھی باقی نہیں رہتی۔

فقہاء احناف کے موقف کے مطابق اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ ہر وہ عمل جس کو بجالانے کا حکم واجب ہو تو اسی عمل کے اندر جواز بھی ہوگا کیونکہ جواز تحت الوجوب بھی پایا جاتا ہے اور جیسے ہی اس عمل پر حکم وجوب ختم ہوا ویسے ہی اس عمل کا حکم جواز بھی ختم ہو جائے گا۔ اس کا ثبوت یہ ہے:

ترجمہ: اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی امت سے کہا؛ اے میری قوم بے شک تم نے بچھڑے کو (معبود) بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے پس تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف توبہ کرو، لہٰذا تم ایک دوسرے کو قتل کرو، تمہارے خالق کے نزدیک یہی تمہارے لئے بہتر ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول فرمائی، بے شک وہی توبہ قبول فرمانے والا، رحم فرمانے والا ہے۔ (البقرہ ۵۴)

پھر انہوں نے دو صفیں بنائیں ایک صف میں بچھڑے کی عبادت کرنے والے کھڑے ہو گئے اور دوسری صف میں وہ کھڑے ہوئے جنہوں نے بچھڑے کی پرستش نہیں کی تھی اور انہوں نے بچھڑا پرستوں کو قتل کر دیا اور ستر ہزار افراد قتل کر دیئے گئے۔

(جامع البیان ج ۱ ص ۲۲۷، دار المعرفہ بیروت)

توبہ کا یہ طریقہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو بیان کیا اور جس کے مطابق توبہ کی گئی، اب اس کا وجوب منسوخ ہو چکا ہے لہٰذا اس کا جواز بھی منسوخ مانا جائے گا اور شریعت اسلامیہ میں کسی کو اجازت نہیں کہ وہ توبہ کی قبولیت حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو قتل کر دے۔ کیونکہ صفت وجوب کے زوال کے ساتھ ہی صفت جواز بھی زائل ہو جاتی ہے۔

اعضاء جسمانیہ کو کاٹنے کی منسوخیت:

سابقہ شریعتوں میں سے یہ بھی تھا کہ خطاء کرنے والے اعضاء کو کاٹا جاتا تھا جبکہ

www.waseemziyai.com

اب اسکا وجوب منسوخ ہوگیا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کا جواز بھی منسوخ ہو جائے گا۔ لہٰذا اعضاء جسمانیہ کو کاٹنا منع ہے۔ جبکہ حد سرقہ کا حکم حدود کی وجہ سے اس حکم سے خارج ہے۔

قاعدہ نمبر 117:

جب کسی نفلی عمل کو شروع کرلیا جائے تو اس کی تکمیل واجب ہو جاتی ہے۔

بہت سے احکام شرعیہ ایسے ہیں کہ جن کی شرعی حیثیت نفل ہوتی ہے لیکن جب عملی طور پر ان کو شروع کرلیا جائے تو پھر انہیں توڑنا جائز نہیں بلکہ ان کو پورا کرنا واجب ہوتا ہے

اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا (نفلی) روزے سے تھیں، ہمارے پاس کھانا آیا جسے کھانے کو جی چاہا، ہم نے اس سے کچھ کھالیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو یہ واقعہ بیان کرنے میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا مجھ سے سبقت لے گئیں آخر وہ اپنے باپ کی بیٹی تھیں، کہنے لگیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونوں روزے سے تھیں، ہمارے پاس کھانا آیا اسے کھانے کے لئے ہمارا جی چاہا اور اس سے کچھ ہم نے کھالیا، آپ نے فرمایا: تم دونوں اس کے بدلے میں ایک روزہ رکھو۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۳۳، دار الحدیث ملتان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نفلی روزہ کی قضاء کا حکم اسی لئے دیا تھا کہ نفل جب شروع کرلیا تو اس کو پورا کرنا ضروری ہے۔ اور یہی حکم قضاء اس کے پورا کرنے کے وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

۱۔ نفلی نماز کو پورا کرنا:

جس نے نفل نماز شروع کی اور پھر اس کو توڑ دیا تو وہ اس کی قضاء کرے جبکہ امام

www.waseemziyai.com

شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس پر قضاء نہیں کہ نفل حصول برکت کے لئے تھا نہ کہ لزوم کے لئے۔اور احناف فرماتے ہیں کہ نوافل کی ادائیگی قربت کے لئے اور ضرورت کے طور پر اسے پورا کرنا ضروری ہے۔

۲-نوافل کی تمام رکعتوں میں وجوب قراءت:

نوافل کی تمام رکعتوں میں قراءت واجب ہے اور وتر کی بھی تمام رکعتوں میں بھی واجب ہے نوافل کی تمام رکعات میں وجوب قرأت کی وجہ یہ ہے کہ اس کا ہر شفعہ الگ نماز کا حکم رکھتا ہے اور تیسری رکعت کی طرف قیام اسی طرح ضروری ہے جس طرح تکبیر تحریمہ کا ابتداء میں ہونا ضروری ہوتا ہے۔(ہدایہ اولین ج۱ص ۱۲۸ مجتبائی دہلی)

ہدایہ اور قدوری کی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مسلک احناف کے نزدیک یہی موقف ودلائل ہیں کہ نفل شروع ہو جانے کے بعد اتمام کا تقاضہ کرتا ہے جسے پورا کرنا ضروری ہے

۳-ابطال اعمال کی ممانعت:

ولا تبطلوا اعما لکم، (محمد،۳۳)

اور تم اپنے اعمال کو باطل نہ کرو۔

اس آیت میں بالعموم اعمال صالحہ کو باطل ہونے سے بچانے کا حکم دیا گیا ہے،لہٰذا اس عموم میں کسی نفل و واجب کی تخصیص نہیں کی گئی اور یہ اپنے اطلاق پر جاری رہتے ہوئے تمام اعمال صالحہ کے ابطال کی ممانعت کو ثابت کر رہا ہے۔

قاعدہ نمبر 118:

وہ عبادات جن کا تعلق عبادات بدنیہ سے ہوتا ہے ان میں بدل ونیابت جائز نہیں۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کوئی نماز،روزہ وغیرہ جیسی عبادات میں کسی کی نیابت

www.waseemziyai.com

کرنا چاہے تو یہ جائز نہیں بلکہ جب تک کوئی شخص خود نماز نہیں پڑھے گا اس وقت تک وہ نماز اس کے ذمہ سے ادا نہ ہوگی۔ اور اسی طرح روزہ کی نیابت کا حکم ہے کہ جب تک کوئی شخص خود روزہ نہیں رکھ لے گا اس وقت تک وہ روزہ کا فرض اس کے ذمہ سے ادا نہیں ہوگا۔

جبکہ بعض احکام ایسے بھی ہیں جن میں نیابت یعنی اگر کوئی دوسرا شخص ادا کرے تو اصل کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔ ہم اس کا ثبوت لکھ کر اس قاعدے کو ثابت کر رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہما سواری پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اچانک قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھنے لگی، حضرت فضیل اس عورت کو دیکھنے لگے اور وہ عورت حضرت فضیل کو دیکھنے لگی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضیل کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ بہت بوڑھا شخص ہے سواری پر نہیں بیٹھ سکتا، کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں، آپ نے فرمایا: ہاں۔ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

(مسلم ج ۱ ص ۴۳۱ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج جو کہ عبادت بدنیہ اور مالیہ کا مجموعہ ہے اس میں بدل جائز ہے کہ اگر کسی شخص کی طرف سے حج کیا جائے جو حج نہ کر سکتا ہو تو وہ حج اس کی طرف سے ہو جائے گا اور وہ اپنے فرض سے بری الذمہ ہو جائے گا۔

وہ عبادات جو دوسروں کی طرف سے ادا ہو جاتی ہیں یا ان کا ثواب انہیں پہنچایا جا سکتا ہے۔

ایصال ثواب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

www.waseemziyai.com

فرمایا: جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں لیکن تین عمل منقطع نہیں ہوتے، صدقہ جاریہ، علم نافع اور نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہتی ہے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۱ قدیمی کتب خانہ کراچی)

قرض کی ادائیگی:

اگر کسی شخص نے کسی غریب سے ہمدردی کرتے ہوئے اس کی طرف سے اسکا قرض اُتار دیا تو اس طرح وہ قرض سے بری الذمہ ہو جائے گا۔

قاعدہ نمبر 119:

الایمان مبنیة علی الالفاظ لا علی الاغراض ۔ (الاشباہ)

قسموں کا دارومدار الفاظ پر ہوتا ہے اغراض پر نہیں ہوتا۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ جب بھی کوئی شخص کسی چیز کی قسم کھاتا ہے تو اس کی زبان سے ادا کردہ الفاظ کا ہی اعتبار کیا جائے گا، ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ الفاظ کچھ اور ادا کرے اور پھر کہے کہ میری نیت یہ نہ تھی یا میری غرض ایسی نہ تھی تو اس کی یہ تاویل باطل ہوگی۔ اس کا ثبوت احکام نکاح وطلاق اور کتاب البیوع کے ابواب میں عام ہے۔ اور اسی طرح کتاب النذور میں بھی بہت سے احکام اسی سے مرتب ہوتے ہیں۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ابلیس نے راستہ میں ایک تابوت بچھایا اور اس پر بیٹھ گیا اور بیماروں کا علاج کرنے لگا، حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی وہاں سے گزری، تو اس نے پوچھا، کیا تم بیماری میں مبتلاء اس شخص کا بھی علاج کردو گے۔ اس نے کہا: ہاں، اس شرط کے ساتھ کہ جب اس کو شفا دے دوں گا تو تم یہ کہنا کہ تم نے شفا دی ہے اس کے سوا میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی نے حضرت ایوب علیہ السلام سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: تم پر افسوس

www.waseemziyai.com

ہے یہ تو شیطان ہے اور اللہ کے لئے مجھ پر یہ نذر ہے کہ اگر اللہ نے مجھے صحت دے دی تو میں تمہیں سو کوڑے ماروں گا اور جب وہ رتندرست ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ: اور اپنے ہاتھ سے (سو) تنکوں کا ایک مٹھا (جھاڑو) پکڑ لیں اور اس سے ماریں اور اپنی قسم نہ توڑیں، بے شک ہم نے ان کو صابر پایا، وہ کیا ہی خوب بندے تھے بہت زیادہ رجوع کرنے والے۔ (ص آ، ۴۴)

لہٰذا حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیوی کو جھاڑو مار کر اپنی قسم پوری کر لی۔

(مختصر دمشق ج ۵ ص ۱۰۸، دار الفکر بیروت)

اس حکم سے معلوم ہوا کہ قسموں میں الفاظ کا اعتبار کیا جاتا ہے یہ مسئلہ اگر چہ سابقہ شریعت کا ہے، اور اب اس طرح نہیں ہے لیکن ہمارا استدلال صرف یہاں پر الفاظ کا ہے

قاعدہ نمبر 120:

وا لثابت به لا يحتمل ا لتخصيص لا نه لا عموم له .(المنار)

ہر وہ حکم جو دلالت سے ثابت ہو وہ تخصیص کا احتمال نہیں رکھتا۔ کیونکہ اس کے لئے عموم نہیں۔

احکام شرعیہ میں بہت سے مستحکم اصول قوانین ہیں جن سے ایسے مسائل کا ثبوت ملتا ہے کہ ان کی دلالت کے بعد وہ کسی قسم کی تخصیص کا احتمال نہیں رکھتے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

ترجمہ: تو انہیں اف تک نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے ادب سے بات کرنا۔ (بنی اسرائیل ۲۳)

اس آیت میں والدین کو اف تک کہنے سے منع کر دیا کیونکہ اف اور جھڑکنا یہ دونوں عمل والدین کے لئے باعث تکلیف ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ اس حکم کی علت تکلیف ہے پس جہاں پر بھی علت پائی جائے گی یعنی ہر وہ عمل جس کی وجہ سے والدین کو تکلیف پہنچے اس عمل کے ساتھ والدین کے ساتھ رویہ اختیار کرنا حرام ہے۔

www.waseemziyai.com

اس آیت میں اس حکم کی دلالت بالکل واضح ہے کہ ہر وہ چیز جس سے والدین کو تکلیف ہو وہ منع ہے، اگر کسی شخص نے کسی طرح بھی والدین کی دل آزاری کی اور بعد میں کسی احتمال کا سہارا لیتے ہوئے کہا کہ یہ عمل تو فلاں قسم کے لوگوں کے ساتھ خاص ہے، یا یہ جملہ اس نے فلاں قسم کے لوگوں کے لئے استعمال کیا ہے یا اس نے کسی خاص طبقہ کے لوگوں کو مخصوص کرنے کی کوشش کی تو اس کے اس قول کو باطل قرار دیتے ہوئے اسے والدین کا گستاخ اور بے ادب ہی کہیں گے۔ کیونکہ جب ان کی بے ادبی پر اس جملہ سے دلالت آ چکی تو اب اس سے کسی قسم کی تخصیص نہ ہو سکے گی۔

قاعدہ نمبر 121:

الاصل فی الکلام الصریح ففی کنایۃ ضرب قصور، (المنار)

کلام میں اصل صراحت ہے جبکہ کنایہ میں کمی و نقص ہوتا ہے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ کسی بھی کلام میں اصل صراحت ہوتی ہے کیونکہ جب صراحت مل جائے تو وہ کلام محتاج احتمال نہیں ہوتا، جبکہ کلام اگر کنایہ ہو تو وہ محتاج نیت ہوتا ہے یا محتاج دلالت ہوتا ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

ترجمہ: تو انہیں اف تک نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے ادب سے بات کرنا۔

(بنی اسرائیل ۲۳)

ہر وہ قول یا عمل جس میں علت اذیت پائی جائے وہی صریح ہے جس کی ممانعت اس نص میں وارد ہوئی ہے۔

قاعدہ نمبر 122:

وہ صدقہ جس کی ملکیت حاصل نہ ہو وہ ساقط ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اسے لوٹانا بھی جائز نہیں رہتا۔ (نورالانوار)

اس کا ثبوت یہ ہے:

www.waseemziyai.com

فمن عفی له من اخیه شئی فاتباع بالمعروف واداء الیه باحسان (البقرہ۱۷۹)

ترجمہ: پس جس (قاتل) کے لئے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معاف کردیا گیا تو اس (دستور) کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔ اور نیکی کے ساتھ۔

اس آیت میں قصاص کو معاف کرنے کا بیان ہے اور دیت کی ادائیگی کا حکم ہے اگر کسی شخص نے دیت ادا کردی تو وہ بعد از ادائیگی اسی دیت کی واپسی کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ دیت واپس لے کر قصاص کے حق میں اپنا فیصلہ چاہتا ہے اور اسی طرح قصاص کو معاف کر کے دیت طلب کرنے والا بھی بعد میں قصاص کا مطالبہ نہیں کر سکتا پہلا شخص تو اس لئے واپسی دیت کا مطالبہ نہیں کرسکتا کیونکہ دیت اس کی ملکیت سے نکل چکی اور ملکیت سے نکلتے ہی حق تصرف اس سے زائل ہو چکا لہٰذا اب وہ دیت کی واپسی کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

اسی طرح وہ شخص جس نے قصاص کو معاف کیا ہے وہ بھی بعد از معافی قصاص کا مطالبہ نہیں کرسکتا کیونکہ قصاص معاف کرنا ایک طرح کا صدقہ تھا جو اس کی ملکیت سے نکل چکا اور جب صدقہ ملکیت سے نکل جائے تو ساقط ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اسے لوٹانا بھی جائز نہیں رہتا۔

۱-صدقہ سے زوال ملکیت:

حضرت اسلم کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا دیا پھر انہوں نے دیکھا کہ اس کے مالک نے اس کو ضائع کردیا تھا وہ شخص تنگ دست تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ اس سے گھوڑا خرید لوں، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا: اس کو نہ خریدو؛ خواہ وہ تمہیں ایک درہم کا دیا جائے کیونکہ صدقہ میں رجوع کرنے والا شخص اس کتے کی طرح ہے جو قئے کر کے کھالے۔ (صحیح مسلم ج۲ص کتاب الہبات۔ قدیمی کتب خانہ کراچی)

www.waseemziyai.com

صدقہ میں رجوع کرنا اسی لئے اس قدر سخت وعید کے ساتھ منع کیا گیا ہے کیونکہ اس سے ملکیت زائل ہو چکی اور اس میں حق ملکیت ساقط ہو چکا ہے اور اسے خریدنے کی ممانعت فی نفسہ اگر چہ موجود نہیں تاہم استحسان کا تقاضہ یہی ہے کہ اسے خریدا بھی نہ جائے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ بائع مشتری کا کچھ لحاظ کرے، کہ اس نے تو یہی چیز مجھے مفت صدقہ کی تھی اور میں اس سے قیمت وصول کر رہا ہوں تو لہٰذا کچھ کمی کرلوں۔

۲-زکوٰۃ کی واپسی کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا:

اگر کسی شخص نے زکوٰۃ ادا کردی اور بعد میں فقیر سے واپسی کا مطالبہ کرے تو اس کے لئے زکوٰۃ کی واپسی کا مطالبہ کرنا جائز نہیں کیونکہ زکوٰۃ اس کی ملکیت سے نکل چکی لہٰذا اب وہ اسکا مالک نہیں رہا اور حق ملکیت اس سے ساقط ہو چکا ہے۔

۳ خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ:

حضرت عمرو بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر (اس کے مال سے) عطیہ دے۔ (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۵۰۰ دار الحدیث ملتان)

۴ غیر ملکیت سے قربانی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس امت کے لئے (یوم الاضحیٰ کو) عید کا دن قرار دوں، ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجھ کو منیحہ (ادھار لی ہوئی بکری) کے سوا اور کوئی بکری نہ ملے تو کیا میں اسی کو ذبح کردوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، لیکن تم اپنے بالوں کو اور ناخنوں کو کاٹ لینا اور مونچھوں کو تراش لینا اور زیر ناف بال مونڈھ لینا، تو اللہ کے نزدیک تمہاری پوری قربانی ہو جائے گی۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۲۷۸۹)

www.waseemziyai.com

قاعدہ123:

تمام احکام میں اصل کو فرع پر فضیلت حاصل ہے جبکہ قربانی میں فرع کو اصل پر فضیلت حاصل ہے۔

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ تمام عبادات میں اصل کو فرع پر فضیلت حاصل ہے یعنی جس طرح نماز جماعت کے ساتھ مشروع ہوئی ہے اور اسے جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہی اصل ہے لہٰذا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے کو منفرد نماز پڑھنے والے پر فضیلت حاصل ہے یا قضاء نماز پڑھنے والے پر اداء نماز پڑھنے والے کو فضیلت حاصل ہے لیکن قربانی ایسی عبادت مالیہ ہے کہ جس میں اصل کی بہ جائے فرع کو فضیلت حاصل ہے کیونکہ عبادات مالیہ میں اصل مال کو خرچ کرنا ہے جبکہ قربانی میں مال کو تلف کیا جاتا ہے اور قربانی کو ایام نحر کے ساتھ مقید کیا گیا ہے اور ایام نحر میں سب سے افضل عمل اسی کو بتایا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ کے دن فرمایا: اس دن اللہ کے نزدیک کوئی عمل اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے کہ قربانی کے جانور کا خون بہایا جائے، ماسوا اس کے کہ کوئی شخص کٹے ہوئے رشتہ کو جوڑے (مجمع الزوائد ج۴ ص۱۸ بیروت) اسی کے قریب ترین یہ قاعدہ ہے

قاعدہ:

عبادات مالیہ میں اصل صدقات ہیں اور فرع اتلاف ہیں۔

صدقہ کرنے سے مال بڑھتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر روز صبح دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ایک کہتا ہے اے اللہ: خرچ کرنے والے کو اور مال عطا فرما، اور دوسرا کہتا ہے الٰہی: بخیل کا مال تباہ کر دے۔

(مسلم ج۱ ص۳۲۳ قدیمی کتب خانہ کراچی)

www.waseemziyai.com

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خرچ کرو اور گن گن کر مت رکھو، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر دے گا اور جمع مت کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے معاملے میں جمع کر کے رکھے گا۔

(مسلم ج ۱ ص ۳۲۳ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات لوگ اس دن اللہ تعالیٰ (کی رحمت) کے سائے تلے ہوں جس دن اللہ تعالیٰ (کی رحمت) کے سوا کسی کا سایہ نہ ہوگا، (۱) امام عادل (۲) وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو، (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہے، (۴) وہ دو شخص جو اللہ کی محبت میں ملیں اور اللہ کی محبت میں جدا ہوں (۵) وہ شخص جس کو مقتدر اور حسین عورت دعوت (گناہ) دے اور وہ شخص یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں (۶) وہ شخص جو چھپا کر صدقہ کرے حتیٰ کہ بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ (۷) وہ شخص جو تنہائی میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۳۱ قدیمی کتب خانہ کراچی)

انتباہ:

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ وصدقات سے مال تلف نہیں ہوتا بلکہ ایک ملکیت سے دوسری ملکیت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور دوسرے شخص کی حوائج اصلیہ کے کام آتا ہے اسی طرح صدقات وزکوٰۃ وعطیات میں مال تلف نہیں ہوتا جبکہ قربانی میں مال کا تلف ہونا آتا ہے جو کہ اس اصل کی فرع ہے۔ تمام اصولوں میں اصل کو فرع پر فضیلت حاصل ہوتی ہے لیکن یہاں ایام نحر کی قید کی وجہ سے فرع کو اصل پر فضیلت حاصل ہوگئی۔ اس سے قربانی کے عمل کے علو ثواب کا پتہ چلتا ہے۔

قاعدہ:

صدقات وزکوٰۃ کے زیادہ حقدار وہ مصارف ہیں جو مزکی سے تعلق میں

www.waseemziyai.com

اقرب ہوتے ہیں۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ جس طرح ایک شخص جو فقیر ہے اور زکوٰۃ دینے والے کا قریبی رشتہ دار ہے اور پھر اس کا تیسرا تعلق یہ ہے کہ وہ مزکی کا ہمسایہ بھی ہے تو وہ صدقات وزکوٰۃ کا سب سے زیادہ حقدار ہے کیونکہ وہ زکوٰۃ دینے سے تین طرح کا تعلق رکھتا ہے۔ (۱) نسبی تعلق (۲) ہمسائیگی کا تعلق (۳) فقیر ہونے کی حیثیت سے زکوٰۃ کا حقدار ہے۔ لہٰذا اس کے واسطے مصرف زکوٰۃ ہونے کے ساتھ ساتھ اقرب ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ کو زیادہ اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں اور زکوٰۃ دینے والے کے ثواب میں بھی اضافہ ہوگا۔ یاد رہے یہ تعلقات محض فضیلت کے لئے ہیں۔ نہ کہ اس سے وجوب کی کوئی قید ثابت ہوتی ہے۔

قاعدہ نمبر 124:

احکام شرعیہ میں صغر سنی موثر ہوتی ہے۔ (ماخوذ من الحسامی ص ۱۰۲، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ بہت سے فقہی احکام جن میں صغر سنی یعنی کم عمر موثر ہوتی ہے جس کی وجہ سے احکام میں تغیر وتبدل ہو جاتا ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

یتیم کے مال میں تصرف:

حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا؛ میں فقیر ہوں میرے پاس کچھ بھی نہیں، یتیم کا ولی ہوں، تو آپ نے فرمایا: اپنے یتیم کے مال سے بغیر اسراف وتبذیر اور واثلہ کے کھا۔ (سنن نسائی ج ۲ ص ۱۳۴، مکتبہ امدادیہ ملتان)

یتیم کے مال سے ظلما تصرف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

www.waseemziyai.com

فرمایا: سات بڑی ہلاکتوں سے بچو، عرض کیا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا: (۱) اللہ کے ساتھ شریک (۲) جادو (۳) اس جان کو قتل کرنا جسے اللہ نے حرام کیا مگر حق کے ساتھ (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) میدان جنگ میں پیٹھ پھیر کر بھاگنا (۷) پاک دامن مومن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانا۔

(سنن نسائی ج ۲ ص ۱۳۴، امدادیہ ملتان)

صغیر و صغیرہ کا نکاح:

صغیر اور صغیرہ کا نکاح جائز ہے جب ان کا نکاح ان کے ولی کر دیں، صغیرہ خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ۔ (ہدایہ اولین ج ۲ ص ۲۹۶، مجتبائی دہلی)

قاعدہ نمبر 125:

تابع اصل کو باطل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ (الحسامی ص ۱۲۰، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اس کا ثبوت یہ حکم ہے۔

فمن شهد منكم الشهر فليصمه، (البقرہ ۱۸۵)

پس تم میں جو رمضان کو پائے تو وہ اس کے روزے رکھے۔

اگر کسی شخص نے رمضان المبارک کے مہینے میں روزوں کی نذر مانی اور پھر اس نے ماہ رمضان میں روزے رکھے تو وہ رمضان المبارک کے فرض روزے ہی ادا ہوں گے نہ کہ نذر کے روزے ہوں گے۔ کیونکہ رمضان المبارک میں فرض روزے اصل ہیں اور نذر یا نفلی روزوں کی اگر کوئی شخص نیت کرے گا تو یہ روزے تابع ہوں گے اور تابع روزوں میں یہ صلاحیت نہیں کہ وہ اصل روزوں کو فاسد کریں کیونکہ تابع اصل کو باطل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اسی کے قریب ترین یہ قاعدہ ہے

قاعدہ:

ترجیح بالذات ترجیح بالحالت سے افضل ہوتی ہے۔ (النظامی ص ۱۲۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

www.waseemziyai.com

اگر کسی نے رمضان المبارک کے روزے کی شروع میں نیت نہ کی بلکہ کچھ وقت گزر جانے کے بعد یا نصف النہار سے پہلے پہلے اس نے نیت کر لی تو ائمہ احناف کے نزدیک اس کا روزہ درست ہوگا جبکہ فقہاء شوافع کے نزدیک درست نہ ہوگا انہوں نے عبادت میں احتیاط پر عمل کرتے ہوئے فاسد کو ترجیح دی ہے۔ جبکہ احناف فرماتے ہیں کہ روزہ یعنی اکل شرب اور جماع سے رکنا یہ وصف عارضی ہے کیونکہ محض رکنا کوئی عبادت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے عبادت قرار دیا ہے اس لئے یہ عبادت ہے اس سے معلوم ہوا کہ روزہ کا عبادت ہونا وصف عارضی ہے اور تمام اجزاء کی کثرت جو ہے وہ کل کا وصف ذاتی ہے کیونکہ کثرت امر وجودی ہے اس لئے اسے وصف ذاتی کہیں گے جو کہ کثیر کے ساتھ اپنے اجزاء کے اعتبار سے قائم ہوگا اور جب وصف ذاتی کو وصف عارضی پر ترجیح حاصل ہے تو ایسے صائم کا روزہ درست ہوگا۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ عبادت ہونے کی وجہ وہ وصف جو فساد پر دلالت کرتا ہے اسے ترجیح نہیں دی جائے گی کیونکہ عبادات میں وصف عارضی کی وجہ ترجیح معدوم ہوتی ہے۔

قاعدہ نمبر 126:۔

الحرمان یثبت بطریق العقوبة ۔(النظامی ص ۱۴۴، رشیدیہ کوئٹہ)

حرمان عقوبت کے طریقے پر ثابت ہوتا ہے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ شرعی سزاؤں کا ثبوت عقوبت کے طریقے یعنی جسے سزا دی جارہی ہے اگر وہ دلائل شرعیہ کے مطابق قابل سزا ہے تو اس پر سزا ثابت ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ اس کا ثبوت یہ حکم ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین اشخاص سے قلم اٹھالیا گیا ہے۔ سونے والے سے حتیٰ کہ وہ بیدار ہو جائے، بچے سے حتیٰ کہ وہ جوان ہو جائے اور معتوہ سے حتیٰ کہ وہ عقلمند ہو جائے۔

(جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۷۰، فاروقی کتب خانہ ملتان)

www.waseemziyai.com

۱-اجبار پر عدم حد:

اگر کسی شخص نے جبراً کسی عورت سے بدکاری کی تو اس عورت پر حد نہیں لگائی جائے گی کیونکہ جبر کی وجہ سے وہ عورت حد کی اہل نہ ہوئی۔ اور وطی میں حد نافذ ہونے کے لئے اختیار ضروری ہے، اور عدم اختیار پر حد نافذ نہ ہونے پر یہ حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت سے خطاء، نسیان اور جس کام پر جبر کیا گیا ہو (کا گناہ) اٹھالیا گیا ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۶ ص ۲۵۰ مطبوعہ بیروت)

۲-دارالحرب میں حد نافذ نہ ہوگی:

دارالحرب میں قاضی حد نافذ نہیں کرسکتا کیونکہ وہ دارالکفر ہے، یہ گناہ ضرور قابل حد ہے اور گناہ کرنے والا سزا کا مستحق ہے لیکن دارالکفر ہونے کی وجہ سے حد نافذ نہ ہوگی۔

۳-نابالغ پر عدم حد:

اگر کسی نابالغ بچے پر حد لازم آتی ہو تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی، کیونکہ وہ حد کے قابل نہیں ہے اسی طرح اگر کسی شخص پر حد ثابت ہوئی اور وہ شخص عنین تھا تو اس پر بھی حد نافذ نہ ہوگی، کیونکہ وہ اجرائے حد کے اہل نہیں ہے۔

۴-شبہ ملک کی وجہ سے عدم حد:

جب ملک یا نکاح میں شبہ ہو جائے تو حد نہیں ہے کیونکہ حدیث مبارکہ ہے کہ شبہات کی وجہ سے حدود کو ساقط کردو، اسی طرح اگر کسی شخص نے بیٹے کی باندی سے وطی کرلی، تو اس پر حد نہیں ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس کو یہ شبہ ہو کہ بیٹے کے مال کا میں مالک ہوں۔ اس پر یہ حدیث ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؛ میرا مال بھی ہے اور اولاد بھی، میرا مال میرا باپ ہڑپ کرنا چاہتا ہے تو آپ نے فرمایا: تو اور تیرا مال تیرے باپ کی ملکیت ہے۔

(سنن ابن ماجہ ص ۱۶۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

www.waseemziyai.com

۵-عدم قصاص کے مواقع:

اسی قاعدہ کے مطابق اوراس کا ثبوت اس حدیث مبارکہ سے بھی ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یعلی بن منیہ یا یعلی بن امیہ کی ایک شخص سے لڑائی ہوئی، تو ایک نے دوسرے کے ہاتھ کو دانتوں سے کاٹ لیا، دوسرے شخص نے اس کے منہ سے اپنا ہاتھ کھینچا، تو اس کے سامنے کے دانت نکل گئے، ابن مثنی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان دونوں نے مقدمہ پیش کیا، آپ نے فرمایا: تم ایک دوسرے کو اس طرح کاٹتے ہو جس طرح اونٹ کاٹتا ہے اس کی دیت نہیں ہے۔ (صحیح مسلم ج۲ص۵۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

قتل بالسبب یہ ہے کہ جس طرح کوئی شخص راستہ میں کنواں کھودے یا راستہ میں پتھر رکھے اور کوئی شخص کنوئیں میں گر کر ہلاک ہو جائے یا پتھر سے ٹھوکر کھا کر گر جائے اور مر جائے یہ شخص قتل کرنے کا مرتکب نہیں ہے کیونکہ اس نے مقتول پر کوئی فعل واقع نہیں کیا اس کا فعل زمین کے ساتھ متصل تھا اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ یہ عمد، شبہ عمد، خطاء یا قائم مقام خطاء قتل کی کسی قسم کا مرتکب نہیں ہے بلکہ اس کے ایک سبب سے قتل ہوا ہے جو سبب متعدی ہے پس ہم اس کے عصبات پر دیت واجب کرتے ہیں تا کہ انسانی جان رائیگاں جانے سے بچ جائے اور اس شخص پر نہ کفارہ واجب ہوگا اور نہ وہ مقتول کی وراثت سے محروم ہوگا۔ (المبسوط ج۲۶ص۶۸، بیروت)

قاعدہ نمبر 127:

المجاز خليفة الحقيقه (ماخوذ من المنار)

مجاز حقیقت کا خلیفہ ہوتا ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک مجاز تکلم میں حقیقت کا خلیفہ ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک مجاز حکم کے اعتبار سے حقیقت کا خلیفہ ہے۔

www.waseemziyai.com

وہ مواقع جہاں حقیقت کو ترک کر دیا جاتا ہے۔

۱-محل کلام کی دلالت:

جب محل کلام کی دلالت اس بات کا تقاضہ کرے کہ یہاں اس لفظ کا حقیقی معنی مراد نہ لیا جائے بلکہ اس کا مجازی معنی مراد لیا جائے گا اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے حدیث میں آیا ہے ''انما الاعمال بالنیات'' بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے حالانکہ بے شمار ایسے اعمال ہیں جن کا وجود نیت کے بغیر نہ صرف ممکن بلکہ ایسا واقعتاً ہے لہٰذا یہاں محل کلام اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ اعمال کا دارومدار نہیں بلکہ ان کے ثواب کا دارومدار ثبت پر ہوتا ہے۔

۲-عادت کی دلالت:

جب کسی کلام کے مجازی معنی پر عرف وعادت کی دلالت ہو تو وہاں پر بھی حقیقی معنی کو ترک کر دیا جاتا ہے اور مجازی معنی مراد لیا جاتا ہے۔ اسکی مثال یہ ہے اگر کسی نے شخص نے کہا کہ ''علی ان اصلی'' کہ مجھ پر صلوٰۃ واجب ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس پر نماز واجب ہے اگر چہ صلوٰۃ کا حقیقی معنی دعا ہے لیکن عرف وعادت میں اس کا معنی نماز رائج ہو چکا ہے اس لئے عرف وعادت کی دلالت کا اعتبار کرتے ہوئے یہاں صلوٰۃ کا حقیقی معنی ترک کرتے ہوئے عرفی معنی مراد لیا جائے گا۔

۳-معنی راجع الی المتکلم کی دلالت:

کلام کا وہ محل جہاں متکلم کا حال اور اس کا خود کسی معنی کی طرف رجوع کرنا اس بات پر دلالت کرے کہ خود متکلم ہی یہاں حقیقی معنی مراد نہیں لے رہا۔ تو ایسی صورت میں حقیقی معنی کو ترک کر دیا جائے گا۔ اسکی مثال یمین فور ہے کہ کسی شخص نے حالت غصہ میں قسم کھائی کہ اگر اس کی بیوی گھر سے باہر نکلی تو اسے طلاق۔ اس کے اس کلام پر اس کی بیوی گھر سے باہر جانے سے باز رہی لیکن جیسے ہی اس کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو وہ گھر سے باہر چلی گئی

www.waseemziyai.com

تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

۴-سیاق نظم کی دلالت:

جب کسی کلام کا سیاق وسباق اس بات پر دلالت کرے کہ یہاں معنی حقیقی کو ترک کیا جائے اور مجازی معنی مراد لیا جائے تب بھی حقیقی معنی متروک ہو جاتا ہے اس کی مثال یہ ہے۔

من شاء فلیؤمن ومن شاء فیلکفر (القرآن)

جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کو اختیار کرے۔

اس آیت مبارکہ سے یہ مفہوم واضح ہو رہا ہے کہ کلام میں مکلّف کو اختیار دیا گیا ہے کہ اگر وہ ایمان لانا چاہتا ہے تو لائے اور اگر وہ کافر رہنا چاہتا ہے تو کافر رہے۔ حالانکہ یہاں پر کلام کے حقیقی معنی مراد نہیں ہے بلکہ قرینہ کی وجہ سے مجازی معنی مراد لیا جائے گا اور وہ قرینہ یہ ہے: ''انا اعتدنا لظالمین نارًا''۔

ترجمہ: بے شک ہم نے ظالموں کے آگ کو تیار کیا ہے۔

یہ قرینہ اس بات کی وضاحت کر رہا ہے کہ کفر کرنا ظلم ہے اور جو کفر کرے گا وہ ظالم ہوگا اور ظالموں کے لئے اللہ تعالیٰ نے آگ کا عذاب تیار کیا ہے لہٰذا اگر کسی نے کفر اختیار کرنا ہے تو اسے آگ کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

۵-فی نفسہ لفظ کی دلالت:

اگر لفظ خود اس بات پر دلالت کرے کہ حقیقی معنی کو ترک کر کے بلکہ ایک خاص معنی کو مراد لیا جائے تو وہاں پر حقیقی معنی کو ترک کرتے ہوئے مجازی معنی کو اختیار کیا جاتا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے حلف اٹھایا ''لا یا کل لحما'' کہ وہ گوشت نہیں کھائے گا اور اس نے مچھلی کا گوشت کھا لیا تو وہ حانث (قسم توڑنے والا) نہ ہوگا اگرچہ قرآن نے مچھلی کے گوشت کو گوشت کہا ہے لیکن یہاں لفظ فی نفسہ ایسے گوشت پر دلالت کر رہا ہے جس میں مچھلی کے گوشت کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ (الحسامی)

www.waseemziyai.com

قاعدہ نمبر 128:

جب ضرورت اُٹھ جائے تو سبب وقتِ کل سے وقتِ جزء کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ (النظامی ص ۳۲ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ ضرورت داعیہ انتقال کی وجہ سے کلیت سے جزئیت کی طرف منتقل ہو جاتی ہے جس طرح وہ شخص جس پر حج فرض ہو گیا لیکن اس نے ادا نہیں کیا تو یہ حج اس کی پوری زندگی ایام حج میں اس کی فرضیت کی ادائیگی اس پر رہے گی یعنی اگر اس نے 20 سال حج ادا نہ کیا تو 20 سال میں سے ہر ایک سال حج اس کی فرضیت کا مقتضی رہا ہے اسی طرح اگر اس نے ۷۰ سال یا ۱۰۰ سال کی عمر پائی تو ہر سال اس کے لئے حج فرضیت ادائیگی کا مقتضی ہے لیکن جب وہ حج ادا کر لیتا ہے تو پھر ادائیگی کے بعد بقیہ عمر کے تمام سالوں میں حج فرض ادائیگی کا مقتضی نہ ہوگا کیونکہ ضرورت داعیہ الی الوقت الکل اٹھ چکی اور سبب وقت کل سے وقت جزء کی طرف منتقل ہو چکا ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

ترجمہ: اور تم اپنی نذروں کو پورا کرو۔ (الایہ) (حج)

۱- قضاء نمازیں:

اگر کسی شخص سے نمازیں قضاء ہو جائیں تو اوقات ممنوعہ کے سوا تمام اوقات میں ان کی قضائی کے لئے سبب ہیں اور یہ تمام اوقات اگرچہ بہت طویل ہیں ہیں تاہم قضاء نمازوں کو پڑھنے کی طرف داعی ہیں اور قضاء نمازیں جیسے ہی ساری کی ساری پڑھی جائیں گی ویسے ہی ان کی داعیت ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ سبب کلیت سے جزئیت کی طرف منتقل ہو چکا ہے

۲- قضاء روزے:

اگر حائضہ سے یا کسی سے بھی روزے قضاء ہوں تو ان کا بھی یہی حکم ہے کہ ایام

www.waseemziyai.com

ممنوعہ کے سوا تمام ایام سبب بننے کی اہلیت رکھتے ہیں۔

قاعدہ نمبر 129:

انفصال کی وجہ سے قضاء کا وجوب سبب اصلی کے ساتھ ہوتا ہے۔

(الحسامی ص ۳۷ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے نذر مانی کہ وہ ماہ رمضان میں اعتکاف کرے گا اور جب رمضان کا مہینہ آیا تو اس نے صرف روزے رکھے مگر اس نے اعتکاف نہ کیا۔ تو اس صورت میں اس پر لازم ہوگا کہ وہ اس نذر کی قضاء اس طرح کرے گا کہ روزے بھی رکھے اور اعتکاف بھی کرے کیونکہ اگرچہ وہ ماہ رمضان میں روزے رکھ چکا ہے لیکن اس نے اعتکاف نہیں کیا اور جب اس نے اعتکاف نہیں کیا۔ تو اس اعتکاف کی قضاء واجب ہے اور قاعدہ یہ ہے قضاء سبب اصلی کے مطابق ہوتی ہے اور سبب اصلی میں روزہ و اعتکاف دونوں تھے لہٰذا وہ روزہ و اعتکاف دونوں کے ساتھ اس نذر کی قضاء کرے گا۔

یہ نہیں کہا جائے گا کہ قضاء تو صرف اعتکاف کی ہوئی ہے نہ کہ روزوں کی قضاء، کیونکہ روزے تو وہ رکھ چکا اور قضاء اس سے اعتکاف ہوا ہے، یہ اس لئے نہیں کہا جائے گا کیونکہ وجوب قضاء کی وجہ سے شرط کمال اصلی (اعتکاف مع روزے) کی طرف لوٹ آئی۔

اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ قضاء اعتکاف کا کوئی دوسرا سبب ہے تو اس کی تردید کر دی جائے گی کیونکہ اعادہ سبب بھی اصل اور کل کی طرف ہوا کرتا ہے نہ کہ جزء وغیرہ کی طرف اعادہ ہوتا ہے۔

قاعدہ نمبر 130:

احکام شرعیہ میں عزیمت و رخصت کے علیحدہ علیحدہ حقوق ہیں۔

(ماخوذ من الحسامی ص ۵۹)

عزیمت کی تعریف:

وہ حکم ہے جو اصل ہو اور عوارض کے ساتھ متعلق نہ ہو۔

www.waseemziyai.com

رخصت کی تعریف:

اصطلاح شریعت میں رخصت وہ حکم ہے جس کی مشروعیت بندوں کے اعتبار سے ہو جیسے ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی مشروعیت عذر سفر و مرض پر مبنی ہے۔

عزیمت و رخصت کی دونوں تعریفوں کا خلاصہ یہ ہوا کہ اصل میں شریعت نے جس کام کے کرنے کا حکم دیا ہے اس کو کرنا عزیمت ہے اور جو بندوں پر کسی عذر کی بناء پر تخفیف کی جائے یعنی کسی عمل کو نہ کرنے کی تخفیف ہو، وہ رخصت ہے۔

عزیمت کا ثبوت:

کتب علیکم ا لقتال و ھو کرہ لکم .(البقرہ۲۱۵)

ترجمہ: تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے اور وہ تم پر دشوار ہے۔

احکام شرعیہ کی ادائیگی آسان ہو یا دشوار ہو بہر حال ان کی فرضیت ان کی ادائیگی کا تقاضہ کرتی ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ کی ادائیگی میں عزیمت ہے اگر چہ ان کی ادائیگی مشکل لگتی ہو۔

رخصت کا ثبوت:

ترجمہ: اور جب تم زمین میں سفر کرو تو کوئی مضائقہ نہیں کہ تم نماز میں قصر کر لو۔ (النساء،۱۰۱)

تکلیف کے باوجود عزیمت پر عمل کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم کو ایسی عبادت نہ بتاؤں، جس سے تمہارے گناہ مٹ جائیں اور جس سے تمہارے درجات بلند ہوں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے فرمایا: تکلیف کے وقت مکمل وضو کرنا، زیادہ قدم چل کر مسجد کی طرف جانا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اور تمہارے لئے یہی رباط ہے

www.waseemziyai.com

(یعنی اپنے آپ کو عبادت کے لئے پابند کر لینا)۔(صحیح مسلم ج ا ص ۱۲۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

قاعدہ نمبر 131:

ان القبح یثبت اقتضاء ا ۔(المنار)

قباحت تقاضہ کرنے سے ثابت ہو جاتی ہے۔

وہ تمام امور جن کو عقل اور پاکیزہ طبائع برا جانتی ہیں اور اسی طرح وہ تمام امور جن سے شریعت نے منع کیا ہے۔ لہٰذا دلائل شرعیہ، عقل سلیم اور طبائع لطیفہ کا تقاضہ یہی ہے کہ وہ افعال منع ہوں اور انہی ذرائع کے تقاضہ سے شریعت اسلامیہ نے ان تمام برے کاموں سے منع کر دیا ہے جن کی ممانعت کا تقاضہ کیا گیا ہے۔

عمومی طور پر علمائے اصول نے قبیح کی دو اقسام بیان کی ہیں۔

۱-قبیح لعینہ ۲-قبیح لغیرہ

۱-قبیح لعینہ کی تعریف:

وہ برے افعال جو رذیل ہوں اور ان کی ممانعت کے حکم کا احساس شریعت کے ساتھ ساتھ پاکیزہ طبیعتیں بھی کرتی ہوں جیسے زنا، شرب خمر، جھوٹ، ظلم وغیرہ۔

۲-قبیح لغیرہ کی تعریف:

وہ افعال جو ذات کے اعتبار سے برے نہ ہوں بلکہ غیر کی وجہ سے منع قرار دیئے جائیں جیسے ایام نحر میں روزے کی ممانعت وغیرہ یا جس طرح تصرفات شرعیہ سے ممانعت کا حکم جو کہ غیر کی وجہ سے ہوتا ہے۔

قاعدہ نمبر 132:

حقوق اللہ میں احتیاط جائز ہے جبکہ حقوق العباد میں احتیاط جائز نہیں ہے۔

(الاصول از امام کرخی علیہ الرحمہ)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ جس طرح اگر کسی شخص نے نماز پڑھی اور فرض ادا کرنے

www.waseemziyai.com

کے بعد نوافل کی ادائیگی کثرت سے کرتا ہے تا کہ اگر فرض نماز میں کوئی کمی یا کوتاہی ہوئی ہے تو وہ اس کی نفلی عبادت کی وجہ سے پوری ہو جائے تو یہ احتیاط جائز ہے کیونکہ اس کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔اور ایسے ہی اگر کوئی شخص قرض ادا کرنے کے ساتھ مقررہ رقم کے علاوہ احتیاط کے طور پر رقم ادا کرے تو یہ جائز نہیں ہوگا کیونکہ یہ زیادتی سود ہوگی جس کی حرمت نص شرعی سے ثابت ہو چکی ہے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تفصیل:

حقوق اللہ آٹھ ہیں

۱-خالص عبادات:

وہ عبادات جن میں عقوبت اور موءنت کے معنی کی آمیزش نہ ہو، جیسے ایمان نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ ہیں ایمان تو تمام عبادات کی اصل ہے کیونکہ کوئی عبادت ایمان کے بغیر معتبر نہیں ہے البتہ ایمان ان کے بغیر بھی معتبر ہے اور باقی فروع ایمان ہیں۔

۲-عقوبات کاملہ:

وہ سزائیں جو مکمل طور پر زاجر ہیں اور ان کے بعد کوئی شخص بالعموم گناہ اور جرم کرنے کی ہمت نہیں کرتا ہے جیسے حدود ہیں۔

۳-عقوبات قاصرہ:

جن کا دوسرا نام جزائیں ہیں عقوبت قاصرہ کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے مورث کو عمداً قتل کر دیا تو اس سے قاتل کو وراثت سے محروم کر دیا جائے گا۔

۴-ایسے حقوق جو عبادات اور عقوبات کے درمیان دائر ہوں جیسے کفارات ہیں۔

۵-ایسی عبادت جس میں موءنت اور ذمہ داری کے معنی پائے جائیں، اسی وجہ سے اس عبادت کے لئے کامل اہلیت کا ہونا شرط نہیں جیسے صدقۃ الفطر ہے یعنی انسان جن

www.waseemziyai.com

کی کفالت کرتا ہے جیسے چھوٹے بچے اور مملوک غلام ان کا صدقہ فطر بھی اس پر واجب ہوتا ہے۔لہٰذا خرچ برداشت کرنے اور کفالت کا بوجھ اٹھانے کی وجہ سے صدقہ فطر کا واجب ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ صدقہ فطر میں موٴنت کا معنی بھی موجود ہے۔

۶-ایسی موٴنت جس میں عبادت اور قرابت کے معنی موجود ہوں جیسے عشر ہے عشر در حقیقت اس زمین کی بناء پر جس میں وہ زراعت کرتا ہے ایک زائد ذمہ داری ہے کہ اگر یہ عشر ادا نہیں کرے گا تو حاکم وقت اس سے یہ زمین واپس لے کر دوسرے کو دے گا۔

۷-ایسی موٴنت جس میں عقوبت کے معنی پائے جاتے ہوں جیسے خراج ہے۔

۸-ایسا حق جو بذات خود قائم ہو یعنی وہ حق اپنی ذات سے ثابت ہو بندے کے ذمہ سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوتا کہ بندے پر اس کا ادا کرنا واجب ہو، بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کو اپنے لئے باقی رکھا ہو، اور دنیا میں اپنے خلیفہ کو حکم دیا ہے جیسے غنیمتوں اور معدنیات کا خمس۔(الحسامی بتصرف مکتبہ کوئٹہ)

قاعدہ نمبر 133:

جب کلام مطلق ہو اور قرائن سے خالی ہو اور نکرہ کو معرفہ کی صورت میں لوٹایا جائے تو وہ نکرہ بعینہ پہلا ہوگا۔(نورالانوار)

اس قاعدہ کے ضمن میں نکرہ سے متعلق چند قواعد ہیں اور ان تمام قواعد کا انحصار اس اصل پر ہے کہ کلام جب مطلق ہو اور ہر طرح کے قرائن سے خالی ہو تو ان قواعد میں سے پہلا قاعدہ یہ ہے کہ اگر اس نکرہ کو دوبارہ معرفہ کی صورت میں ذکر کیا جائے تو اس دوبارہ ذکر کئے ہوئے نکرہ جو بصورت معرفہ ہے اس سے بالکل وہی پہلے والا نکرہ مراد ہوگا۔

قاعدہ نمبر ۱:

انا ارسلنا الیکم رسولا، شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا .(مزمل۱۵) فعصی فرعون الرسول .(مزمل۱۶)

www.waseemziyai.com

بے شک ہم نے تمہاری طرف بھیجا ایک رسول تم پر گواہ بنا کر جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ پس نافرمانی کی فرعون نے رسول کی۔ تو ہم نے اس کو بڑی سختی سے پکڑ لیا۔

اس آیت میں پہلے رسول کو لفظ نکرہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جو تمام قرائن سے خالی ہے اور لفظ رسول اطلاق کے حوالے سے بالکل مطلق ہے جبکہ دوبارہ جب لفظ رسول کو معرفہ ذکر کیا تو اس قاعدہ کے مطابق معلوم ہوا کہ اس سے پہلے جو لفظ رسول ذکر کیا گیا ہے اس سے بھی وہی رسول علیہ السلام مراد ہیں جو بعد میں ذکر کئے گئے لفظ رسول علیہ السلام سے مراد ہیں۔

قاعدہ نمبر۲:

جب نکرہ کو دوبارہ نکرہ کی صورت میں لایا جائے تو دوسرا نکرہ پہلے نکرہ کا غیر ہوگا

اس کی مثال یہ ہے:

فان مع العسر یسر، ان مع العسر یسرا ۔(نشرح)

پس بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے لہٰذا تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

قاعدہ نمبر۳:

جب معرفہ کو دوبارہ بھی معرفہ ذکر کیا جائے تو دوسرے معرفہ سے پہلا معرفہ ہی مراد ہوگا۔

قاعدہ نمبر۴:

جب معرفہ کو دوبارہ نکرہ کی صورت میں لایا جائے تو دوسرا معرفہ بصورت نکرہ والا پہلے معرفہ کا غیر ہوگا۔

اس کی مثال یہ ہے کہ زید نے ایک مجلس میں دو گواہوں کی موجودگی میں ایک ہزار روپے کا اقرار کیا اور اس ہزار روپے کو چیک کے ساتھ مقید کر دیا مثلاً زید نے دو گواہوں

www.waseemziyai.com

کے سامنے ایک مجلس میں کہا کہ فلاں شخص کے میرے ذمے ایک ہزار روپیہ ہے جو چیک میں موجود ہے پھر زید نے دوسری مجلس میں دوسرے دو گواہوں کے سامنے ایک ہزار روپے کا اقرار کیا لیکن اس ہزار روپے کو اس نے چیک کے ساتھ مقید نہیں کیا، تو ایسی صورت میں دوسرا اقرار پہلے اقرار کے سوا ایک نیا اقرار سمجھا جائے گا اور زید پر دو ہزار روپے واجب ہوں گے۔ (نورالانوار)

قاعدہ نمبر 134:

ان الظاھر یرفع لا الا ستحقاق .(الاشباہ)

ظاہری حالت حق کا دفاع کرتی ہے لیکن حق کو ثابت نہیں کرتی۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس کوئی بھی چیز موجود ہے تو وہ موجود چیز جس کے پاس موجود ہے اس کے حقدار ہونے کا دفاع کر سکتی ہے لیکن اس کے حق کو ثابت نہیں کر سکتی یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ چیز واقع اور اصل میں بھی اسی کی ہو کیونکہ وہ دلیل سے ہی ثابت ہوگا کہ اس کا اصل حقدار کون ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مدعی پر گواہ لازم ہے اور مدعی علیہ پر قسم لازم ہے۔

(جامع ترمذی، ج۱، ص۱۶۰، فاروقی کتب خانہ ملتان)

اس حدیث میں اسی لئے مدعی علیہ پر قسم کو لازم کیا گیا کیونکہ اگرچہ ظاہری طور اور ظاہری حالت کے مطابق وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے لیکن یہ ظاہری حالت صرف اس کا دفاع کر سکتی ہے اس کا حق ثابت نہیں کر سکتی لہٰذا اسے قسم کے ساتھ اپنے حق کو ثابت کرنا ہوگا۔

سبب صالح کی طرف حکم کی نسبت:

اگر کسی آدمی کی زمین میں پرندے نے بچے دیئے یا انڈے دیئے یا ہرن نے اس

www.waseemziyai.com

کی زمین میں اپنی پناہ گاہ بنالی، اس کے بعد جس شخص نے انہیں اٹھالیا وہ اسی کے ہوں گے، بشرطیکہ وہ زمین اسی کام کے لئے تیار نہ کی گئی ہو۔ اور اگر وہ زمین مالک نے وقف ہی شکار کے لئے کر رکھی تھی تو پھر یہ مالک کے لئے ہوں گے کیونکہ سبب صالح کی طرف حکم کی نسبت بغیر عقد کے نہیں کی جاسکتی۔ (حاشیہ کنز الدقائق ص، ۲۵۹)

قاعدہ نمبر 135:

من الحقوق ما ینتقل الی الوارث او لا ینتقل، (الاشباہ)

وہ حقوق جو ورثاء کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں اور وہ حقوق جو ورثاء کی طرف منتقل نہیں ہوتے۔

۱-انتقالی اسباب:

وہ ذرائع جو میت کے حقوق کو اس کے ورثاء کی طرف منتقل کر دیتے ہیں۔ جیسے حقوق مالیہ ہیں جو میت سے اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں۔

۱-قرض:

اگر میت نے کسی سے قرض لینا ہے یا کسی کا قرض دینا تھا حتیٰ کہ اس کا وصال ہوگیا تو قرض کی وصولی یا ادائیگی اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہوجائے گی کیونکہ یہ وہ حق ہے جو ورثا کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔

۲-غیر انتقالی اسباب:

وہ ذرائع جو میت کے حقوق کو اس کے ورثاء کی طرف منتقل نہیں کرتے ہیں جیسے وہ تمام اسباب جن کا تعلق کسی شخص کی انفرادیت کے ساتھ ہو یا وہ اسی کے ساتھ خاص ہوں۔

۱-دنیاوی و دینی مناصب:

اگر میت دنیا میں مفتی یا بہت بڑا عالم تھا اور عہدہ قضاء کے منصب پر فائز تھا اور اسی

www.waseemziyai.com

طرح اگر وہ دنیا میں کسی ملک یا ریاست کا ولی عہد یا بادشاہ تھا تو ایسی تمام صورتوں میں اس کا بیٹا یا اس کے ورثاء کی طرف یہ مناصب منتقل نہیں ہوں گے کیونکہ یہ انفرادی اور ایک شخصیت کے ساتھ پائے جانے والے خصائص ہیں جن کا اطلاق دوسروں پر نہیں ہوگا اور اس طرح تمام عقلی معیار والے معاملات بھی اسی حکم میں داخل ہیں اور ایسے ہی ضروری نہیں کہ ہر پیر کا بیٹا بھی باپ ہی کی طرح پیر بن جائے اور ایسے ہی ہر دینی مدرسے میں ناظم کا بیٹا بھی ناظم بن جائے، یاد رہے یہ منصب ورثاء کی طرف منتقل نہیں ہو سکتے بلکہ ان میں معیار کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

۲-حق شفعہ:

اگر شفیع نے اپنی زندگی میں حق شفع والی بیع پر شفعہ کرنے کا دعوٰی نہ کیا حتیٰ کہ اس کا وصال ہو گیا تو حق شفعہ اس کے وارثوں کی طرف منتقل نہ ہوگا۔

قاعدہ:

جب شفیع فوت ہو جائے تو اس کا شفعہ باطل ہو جاتا ہے اور اگر مشتری مر جائے تو شفعہ ساقط نہیں ہوتا۔ (قدوری، ص ۹۹، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

قاعدہ نمبر 136:

ذکر بعض ما لا یتجز کذکر کلہ (الاشباہ)

وہ احکام جن کو تقسیم نہیں کیا جا سکتا ان کے بعض کا ذکر اسی طرح ہوتا ہے جس طرح ان کے کل کا ذکر ہوتا ہے۔

اس کا ثبوت یہ حکم ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو، تم پر مقتولین کے خون (ناحق) کا بدلہ لینا فرض کیا گیا ہے، آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے میں عورت، لہٰذا جس (قاتل) کے لئے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ

www.waseemziyai.com

معاف کر دیا گیا تو (اس کا) مطالبہ دستور کے مطابق کیا جائے گا اور نیکی کے ساتھ اس کی ادائیگی کی جائے یہ (حکم) تمہارے رب کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے پھر اس کے بعد جو حد سے بڑھے اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (البقرہ، ۱۷۹)

اس آیت میں قصاص ودیت کا حکم بیان کیا گیا ہے جس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ قصاص اور دیت ان دونوں کا الگ حکم ہے اگر ورثاء میں سے قصاص کا مطالبہ کرنے والے یعنی جو مقتول کے وارث ہیں ان میں سے کسی ایک نے بھی قصاص معاف کر دیا تو قصاص معاف ہو جائے گا، کیونکہ قصاص ایسا حکم ہے کہ جس کے اجزاء نہیں ہوتے اور ایسے ہی قصاص کی معافی کے لئے اگر کسی ایک وارث نے بھی ایسا لفظ ادا کیا جس میں معافی کے مفہوم ادا ہو جائیں یا اس طرح کا کلام کیا اور کہا کہ تمہارے ہاتھ پاؤں سلامت رہیں ہم یہی چاہتے ہیں اور اسی طرح ایسا کلام جس سے کی جزوی یا معنوی سلامتی ظاہر ہوتی ہو اور متکلم یہ کہے کہ میری مراد یہ ہے کہ میری طرف سے اس کو معافی اس حصہ سے دلانی مراد ہے جو میرے حق میں مطالبہ ہے تو اس طرح قصاص معاف ہو جائیگا اور دیت دینا ضروری ہوگی۔

۱- نکاح وطلاق کا حکم:

اگر کسی شخص نے کسی عورت سے کہا کہ میں تجھ سے آدھا نکاح کرتا ہوں یا کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں تجھ کو آدھی طلاق دیتا ہوں تو ایسی صورتوں میں نکاح وطلاق کا اطلاق پورے نکاح یا طلاق پر ہوگا کیونکہ یہ ایسے مسائل ہیں جن کو تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔

۲- قربانی میں عدم تجزی:

اگر کسی شخص نے کہا کہ اس قربانی کے حصے کر لیے جائیں اور آدھا حصہ میری طرف سے ہو اور آدھا حصہ میرے دوسرے بھائی کی طرف سے ہو تو اس طرح دونوں کی طرف

www.waseemziyai.com

سے قربانی نہیں ہوسکتی، کیونکہ اس میں تجزی جائز نہیں۔

۳-وقت روزہ:

اگر کسی شخص نے کہا کہ آج کل ایک دن کے روزے کا وقت ۱۴ گھنٹے ہے اس لئے سات گھنٹے میں آج کے دن روزہ رکھ لیتا ہوں اور سات گھنٹے میں کل روزہ رکھ لوں گا تو اس طرح اس کا روزہ ادا کرنا جائز نہیں ہوگا کیونکہ اس میں تجزی جائز نہیں۔

قاعدہ نمبر 137:

احکام فرعیہ میں بہت سے احکام ایسے ہیں جن میں ائمہ وفقہاء کرام کی تقلید کی جاتی ہے

اس کا ثبوت یہ حکم ہے،

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (النحل ۴۳)

اگر تم لوگ نہیں جانتے ہو تو اہل علم سے پوچھو۔

تقلید کا معنی:

کسی کے گلے میں ہار ڈالنا، حاکموں کا کسی کے ذمہ کوئی کام سپرد کرنا۔

(القاموس ج ۱ ص ۶۲۵، بیروت)

تقلید کی اصطلاحی تعریف:

بغیر دلیل اور حجت کے غیر کے قول کو قبول کرنا تقلید ہے حجت سے مراد یہ ہے، کتاب وسنت، اجماع اور قیاس، ورنہ مجتہد کا قول مقلد کے لئے دلیل کی طرح ہے جیسے عام آدمی مفتی اور مجتہد سے مسئلہ معلوم کرتا ہے۔ (فواتح الرحموت ج ۲ ص ۴۰۰، بولاق مصر)

امام غزالی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

عام آدمی پر لازم ہے کہ وہ اسی شخص سے مسئلہ معلوم کرے جو علم اور پرہیز گاری میں معروف اور مشہور ہو اور جو شخص جہل میں مشہور ہو اس سے بالکل سوال نہ کرے اور جو

www.waseemziyai.com

آدمی فسق وفجور میں معروف ہو اس سے بھی قطعا سوال نہ کرے۔

(مستصفی ج ۲ ص ۳۹۰، بولاق مصر)

تقلید کا ثبوت از روئے قرآن:

ترجمہ: ایسا کیوں نہیں ہوا کہ ہر گروہ میں سے ایک جماعت علم دین کے حصول کے لئے نکلتی تا کہ جب وہ واپس آتی تو اپنے گروہ کو (اللہ تعالیٰ کے عذاب) سے ڈراتی تا کہ وہ گناہوں سے بچے۔ (التوبہ ۱۲۲)

اس آیت مبارکہ میں بعض ان مسلمانوں پر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ وہ علم دین حاصل کریں اور دین میں یہ فقہ دوسروں کو سکھائیں۔

تقلید کا ثبوت از روئے حدیث:

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم سب نوجوان اور ہم عمر تھے ہم آپ کے پاس بیس راتیں ٹھہرے، پھر آپ نے یہ گمان فرمایا کہ ہمیں اپنے گھر والوں کی یاد آرہی ہے۔ آپ نے ہم سے پوچھا کہ ہم اپنے گھروں میں کس کس کو چھوڑ کر آئے ہم نے آپ کو بتایا، آپ بہت رفیق اور رحیم تھے آپ نے فرمایا: اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ اور ان کو تعلیم دو، اور ان کو نیک کاموں کا حکم دو اور تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (بخاری شریف رقم الحدیث ۶۰۰۸)

تقلید اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فتاوی سے استدلال:

حضرت عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ سوال کیا کہ جس عورت نے طواف (زیارت) کر لیا ہو، پھر اس کو حیض آئے تو وہ طواف وداع کئے بغیر واپس جا سکتی ہے) اس پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جا سکتی ہے اہل مدینہ نے کہا:: ہم آپ کے قول کی وجہ سے حضرت زید بن ثابت کے قول کو ترک نہیں کریں گے (کہ ایسی عورت بغیر طواف وداع نہیں جا سکتی) حضرت

www.waseemziyai.com

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب تم مدینہ جاؤ تو اس مسئلہ کی تحقیق کر لینا، جب وہ مدینہ گئے تو انہوں نے اس کی تحقیق کی، اور حضرت ام سلیم سے بھی پوچھا؟ انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی (یہ) حدیث بیان کی، (کہ ایسی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو طواف وداع کئے بغیر جانے کی اجازت دی تھی)۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۱۷۵۱)

صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کے بیان کردہ مسائل

۱- چادر میں بٹن لگانا:

عبدالرحمان بن اعرج بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا محرم اپنی چادر میں بٹن لگا سکتا ہے انہوں نے کہا: نہیں۔

۲- سجدۂ تلاوت:

عمرو بن ھرم بیان کرتے ہیں کہ جابر بن زید سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہے اور دوسرا شخص اس کے قریب کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہے اس نے آیت سجدہ پڑھی تو پہلے شخص نے اس آیت سجدہ کو سن لیا تو کیا وہ سجدہ کرے گا؟ انہوں نے کہا: نہیں۔

۳- خون کا نشان باقی رہے:

عمرو بن ھرم بیان کرتے ہیں کہ جابر بن زید سے سوال کیا گیا کہ حائضہ عورت کے کپڑے پر خون لگ جائے وہ اس کو دھو لے اور اس میں خون کا نشان باقی رہے تو وہ اس میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

۴- تدفین جنازہ:

عمرو بن ھرم بیان کرتے ہیں کہ جابر بن زید سے سوال کیا گیا کہ طلوع آفتاب کے وقت یا غروب آفتاب کے وقت یا جب سورج کچھ غروب ہوا ہو، اس وقت میں جنازہ دفن کیا جا سکتا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔

www.waseemziyai.com

۵-دونمازوں کو جمع کرنا:

حضرت یونس بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن سے سوال کیا گیا کہ کیا سفر میں دو نمازوں کو جمع کیا جاسکتا ہے؟ وہ اس کو بغیر عذر کے مستحسن نہیں سمجھتے تھے۔

۶-عمرہ کرنا:

عبدالمالک بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا عمرہ واجب ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، (فقہاء احناف کے نزدیک عمرہ کرنا سنت ہے)

۷-نفلی روزے:

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم نے کہا: جس شخص پر رمضان کے قضاء روزے ہوں وہ نفلی روزے نہ رکھے۔

۸-مکروہ:

مالک بن انس بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن یسار اور سعید بن مسیّب سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نفلی روزے رکھتا ہے اور اس پر رمضان کے روزوں کی قضاء ہے؟ ان دونوں نے ان کو مکروہ قرار دیا۔

۹-مردہ بھینسوں کی کھال:

عمرو بن الحریث بیان کرتے ہیں کہ مردہ بھینسوں کی کھالوں کی بیع کے متعلق شعبی سے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: دباغت سے پہلے ان کی بیع مکروہ ہے۔

۱۰-نماز میں پانی پینا:

صلت بن راشد بیان کرتے ہیں کہ طاؤس سے نماز میں پانی پینے کے متعلق سوال کیا گیا انہوں نے کہا: نہیں۔

www.waseemziyai.com

۱۱-حالت احرام میں شلوار کا حکم:

عبدالمالک بیان کرتے ہیں کہ عطاء سے سوال کیا گیا کہ کیا محرمہ شلوار پہن سکتی ہے انہوں نے کہا: ہاں۔

۱۲-مردہ عورت کے پیٹ سے بچہ:

ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ عطاء سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں بچہ ہو اور اس کو پیٹ سے نکال لے، انہوں نے کہا: یہ مکروہ ہے۔ (احناف کے نزدیک مردہ عورت سے زندہ بچہ نکالا جائے گا)۔

۱۳-اہل ایلہ پر جمعہ:

حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا اہل ایلہ پر جمعہ ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔

۱۴-بکریوں کی بیع:

سعید بن مسیّب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ فصل اچھی ہونے تک کے ادھار پر ایک بکری کی دو بکریوں کے عوض بیع کی جائے تو جائز ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو مکروہ کہا۔

۱۵-قراءت میں عذر:

سلیمان بن مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حسن سے پوچھا ایک آدمی ''قل ھو اللہ احد'' اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا، کیا وہ اپنی قوم کو نماز پڑھائے اور پھر دہرا لے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ (احناف کے نزدیک صحیح قاری کو امام بنانا ضروری ہے)۔

۱۶-حج کے بعد عمرہ:

حصین بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر سے سوال کیا آیا میں حج کے چھ دن بعد عمرہ کرسکتا ہوں؟ انہوں نے کہا: اگر تم چاہو تو عمرہ کرلو۔

www.waseemziyai.com

۱۷-عجلت میں عمرہ:

جعفر بن نجیح بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے طاؤس سے سوال کیا، میں نے عجلت سے دو دن میں حج کرلیا، کیا میں عمرہ کرسکتا ہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

۱۸-والدین کی اجازت کے بغیر جہاد:

عبیداللہ بن ابی یزید بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عبید بن عمیر سے سوال کیا کہ کوئی شخص جہاد پر جاسکتا ہے جبکہ اس کے ماں باپ یا دونوں میں سے ایک ناپسند کرتے ہوں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔

۱۹- گلے میں تعویز لٹکانا:

یونس بن خباب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر سے سوال کیا کہ آیا بچوں کے گلے میں تعویز لٹکانا جائز ہے انہوں نے اس کی اجازت دے دی۔

۲۰-نرد کھیلنا:

بسام بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر سے سوال کیا کہ آیا نرد (ایک قسم کا کھیل) کھیلنا جائز ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ (جبکہ اس میں ہار جیت شرط لگائی ہو)۔

۲۱-خنزیر کے بالوں کا استعمال:

شعبہ بیان کرتے ہیں کہ اہل واسط کے ایک بوڑھے نے ابوعیاض سے سوال کیا، کہ کیا چوپائے کے زخم پر خنزیر کے بال رکھنا جائز ہے؟ انہوں نے اس کو مکروہ کہا ہے۔

۲۲-تعلیم پر اجرت:

خالد بن حذاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوقلابہ سے بیان کیا کہ ایک معلم تعلیم دیتا ہے اور اس پر اجرت لیتا ہے انہوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔

www.waseemziyai.com

۲۳-دوسجدوں کے درمیان قرأت کی ممانعت:

منصور بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابراہیم سے سوال کیا کہ آیا میں دوسجدوں کے درمیان قرأت کرسکتا ہوں انہوں نے کہا:نہیں۔

۲۴-محرم کے لئے شکار کا گوشت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شام کے ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ وہ محرم ہواور اس کو شکار کا گوشت دیا جائے تو کیا وہ اس کو کھا سکتا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو فتوی دیا کہ تم اس کو کھا سکتے ہو، پھر میری ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی، میں نے ان کو اس کا سوال اور اپنا جواب بتایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا؛ اس ذات کی قسم: جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم اس کے علاوہ کوئی اور فتوی دیتے تو میں تمہیں کوڑے مارتا۔

۲۵-تلوار سے ذبح:

معمر بیان کرتے ہیں کہ زہری سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی تلوار سے ذبح کیا اور اس نے ذبیحہ کا سر کاٹ ڈالا، زہری نے کہا: اس نے برا کام کیا ہے، اس شخص نے پوچھا؟ کہ کیا وہ اس ذبیحہ کو کھالے؟ انہوں نے کہا ہاں۔

(مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث (۱)۱۴۶۶۶ (۲)۴۳۰۸ (۳)۱۰۲۰ (۴)۱۱۳۲۵ (۵)۸۲۴۹ (۶)۱۳۶۵۴ (۷)۹۸۲۶ (۸)۹۲۸۹ (۹)۲۰۳۷۵ (۱۰)۸۳۵۹ (۱۱)۶۱۵۷۱۶ (۱۲)۲۳۷۰۴ (۱۳)۵۰۶۲ (۱۴)۲۰۴۳۸ (۱۵)۸۷۶۶ (۱۶)۱۳۰۱۸ (۱۷)۱۳۰۱۹ (۲۰)۲۶۲۱۴۶ (۲۱)۲۳۶۸۸ (۲۲)۲۰۸۲۴ (۲۳)۸۸۴۳ (۲۴)۸۳۴۲ (۲۵)۸۶۰۰

قاعدہ نمبر 138:

والاصل ان اللعان عندنا شهادة موكدة بالايمان مقرونة باللعن .(ہدایہ اولین ج۲ص۳۹۰مجتبائی دہلی)

لعان میں اصل قسموں کے ساتھ مؤکد گواہیاں ہیں جو لعان سے ملی ہوئی ہوتی ہیں

www.waseemziyai.com

یہی علمائے احناف کا اصول ہے۔

لعان کا ثبوت یہ ہے:

حضرت عویمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتایئے کہ ایک شخص ایک مرد کو اپنی بیوی کے پاس پائے تو آیا وہ اس کو قتل کرے؟ پھر آپ لوگ اس کو قتل کر دیں گے تو پھر وہ شخص کیا کرے؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اور تمہاری بیوی کے متعلق اللہ کا حکم نازل ہو گیا ہے جاؤ اس کو لے کر آؤ۔ پھر ان دونوں نے ایک دوسرے پر لعان (لعنت) کیا میں بھی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا جب وہ ایک دوسرے پر لعنت کر کے فارغ ہو گئے تو حضرت عویمر نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب میں اگر اس عورت کو اپنے نکاح میں رکھوں تو پھر میں جھوٹا ہوں گا پھر انہوں نے اپنی بیوی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دینے سے پہلے تین طلاقیں دے دیں۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۵۳۰۸، صحیح مسلم، رقم الحدیث ۱۴۹۲)

لعان کی تعریف:

اصطلاح شرع میں لعان وہ چار گواہیاں ہیں جن کی قسمیں کھا کر تاکید کی جائے اور اس کے بعد ہر ایک دوسرے پر لعنت کرے، یہ گواہی مرد کے حق میں حد قذف کے قائم مقام ہو جاتی ہے اور عورت کے حق میں حد زنا کے قائم مقام ہوتی ہے۔

(درمختار بتصرف)

قاعدہ نمبر 139:

اذا ظهر كذبه بيقين فبطل الاقرار، (ماخوذ من الہدایہ ج ۲ ص ۴۱۱)

جب کسی کا کذب یقین کے ساتھ ظاہر ہو جائے تو اس کا اقرار باطل ہو جائے گا۔

بہت سے احکام ہیں جہاں اقرار کو شرعاً قبول کر لیا جاتا ہے لیکن جب کسی اقرار کا

www.waseemziyai.com

جھوٹا ہونا یقین کے ساتھ ظاہر ہو جائے تو اس وقت وہ سابقہ اقرار باطل ہو جاتا ہے کیونکہ ظاہر ہونے والا یقینی ثبوت اقرار سے قوی ہوتا ہے۔

اس کا ثبوت اس حکم سے مستنبط ہے۔

ترجمہ: حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔ (الاحقاف، ۱۵)

اس آیت مبارکہ میں حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت کو بیان کیا گیا ہے جو اڑھائی سال ہے جبکہ دوسری آیت میں دودھ پلانے کی مدت ''حولین کاملین'' یعنی دو سال بیان کی گئی ہے۔

ترجمہ: اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ (البقرہ، ۲۳۳)

اس سے فقہاء نے یہ استنباط کیا ہے کہ حمل کی مدت کم از کم چھ ماہ ہے۔

اگر کسی عدت والی عورت نے یہ اقرار کیا کہ اس کی عدت ختم ہو چکی ہے پھر چھ ماہ سے پہلے ہی اس نے بچے کو جنم دیا، تو نسب ثابت ہوگا۔ (ہدایہ، ۴۱۱) اس مسئلہ کی دلیل یہی قاعدہ ہے کہ جب اس کا اقرار ظاہری یقین و دلیل کی وجہ سے باطل ہوا تو اثبات نسب کا حکم بھی ثابت ہو جائے گا۔

اس طرح ولادت بچہ کی وجہ سے عورت پر حد بھی ثابت ہو جائے گی کیونکہ یہ اس قدر قوی قرینہ ہے کہ دلیل نقلی سے بھی بے نیاز کر دیتا ہے۔

قاعدہ نمبر 140:

ولایة الحضانة تستفاد من قبل الامهات، (ہدایہ اولین ج ۲ ص ۴۱۴)

حضانت کی ولایت ماؤں کی طرف سے ہوتی ہے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ جب شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ہو جائے تو اس صورت میں بچے کی پرورش کا زیادہ حقدار اور اس پر شفقت کی زیادہ حقدار اس کی ماں ہے کیونکہ حق حضانت یعنی پرورش کا حق ماں کو دیا گیا ہے اور وہی زیادہ شفقت و رحم کرنے والی ہوتی ہے۔

www.waseemziyai.com

اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؛ یہ میرا بیٹا ہے جس کے لئے میرا بطن ٹھکانہ رہا، میری چھاتی نے اس کو سیراب کیا اور میری گود اسی کے لئے پرورش گاہ رہی، اور اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور وہ مجھ سے چھیننا چاہتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا: تو اس کی زیادہ حقدار ہے جب تک کہ تو کسی دوسرے سے نکاح کر لے۔

(سنن ابوداؤد، ج ا ص ۳۱۰، دارالحدیث ملتان)

ترجمہ: اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ (البقرہ، ۲۳۳)

اس سے بھی یہ استنباط ہوتا ہے کہ پیداواری کا نفع ذمہ داری کی وجہ سے ہوتا ہے لہٰذا اس حکم کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ حضانت کی ولایت ماں کو حاصل ہے۔

بچے کو کب اختیار دیا جائے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ بچے کو اس کے باپ اور اس کی ماں کے درمیان اختیار دیا جائے۔

(جامع ترمذی ج ا ص ۱۶۲، فاروقی کتب خانہ ملتان)

اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ جب بچہ بالغ ہو جائے تو اسے اختیار دیا جائے کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہے یا اپنی ماں کے ساتھ رہنا چاہتا ہے لیکن یہ حدیث باب الحضانۃ سے بالکل نہیں ہے۔ (قوت المغتذی ج ا ص ۱۶۲، فاروقی کتب خانہ ملتان)

قاعدہ نمبر 141:

واجب نفقہ میں اصل عسر و یسر ہے۔ (الہدایہ، ۴۱۷)

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ شوہر پر بیوی کا جو نفقہ واجب ہے اس کی مقدار شوہر کے حال کے مطابق ہوگی اگر شوہر امیر و دولت مند ہے تو نفقہ امراء لوگوں کی طرح ادا کرے اور اگر شوہر غریب مفلس ہے تو نفقہ غرباء و مفلس لوگوں کی طرح ادا کرے، لہٰذا

www.waseemziyai.com

کسی غریب شخص کی بیوی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دولت مند لوگوں کی بیویوں کی طرح نفقہ کا مطالبہ کرے۔اور کسی امیر و دولت مند شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی بیوی کو غریب عورت کی طرح نفقہ دے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

وعلی المولود له رزقهن و کسو تهن بالمعروف لا تکلف نفس الا وسعها (البقرہ۲۳۳)

اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ دستور کے مطابق ان (ماؤں) کا کھانا اور پہننا ہے اور کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں کیا جائے گا۔

نفقہ کی تعریف:

عقد نکاح کے بعد شوہر پر بیوی کے لئے کھانا،لباس اور مکان کا لازم ہونا نفقہ کہلاتا ہے جبکہ عرف و معاشرے میں محض کھانے کو نفقہ کہا جاتا ہے۔

انتباہ:

نفقہ عسر و یسر کے سبب سے مختلف ہوتا رہتا ہے۔

۱-طلاق رجعی و بائنہ کے بعد بھی نفقہ:

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی یا طلاق بائنہ دے دی تو بعد از طلاق بھی عدت میں اس پر نفقہ واجب ہوگا۔

قاعدہ نمبر 142:

اَمان کے بعد ذمیوں کے حقوق قصاص و دیت میں مسلمانوں کے برابر ہیں۔(ہدایہ۵۴۴)

اس کا ثبوت یہ ہے:

ترجمہ: اور جب تک یہ جزیہ نہ دیں اس وقت تک ان سے جنگ کرتے

www.waseemziyai.com

رہو۔(توبہ ۲۹)

اس کی اصل یہ حدیث مبارکہ بھی ہے۔

امان کے بعد قتل کرنا:

حضرت رفاعہ بن شداد قتبانی حضرت عمرو بن الحمق خزاعی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے کسی آدمی کو اس کے خون کی امان دی، پس پھر اسے قتل کر دیا تو پس بے شک قیامت کے دن اسے عہد شکنوں کے جھنڈے تلے رکھا جائے گا۔

(سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۹۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

ذمی کا معنی:

ذمی وہ شخص ہے جس کا معاہدہ ہو، جبکہ جوہری نے کہا ہے کہ اہل ذمہ اہل عقد ہیں یہ وہ مشرکین ہیں جو جزیہ ادا کرتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ جزیہ کا معنی امان ہے اور ذمی کو ذمی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی امان میں داخل ہوتا ہے کیونکہ ذمیوں سے جزیہ لینے کے بعد مسلمان ان کی جان اور مال کے ضامن ہو جاتے ہیں۔

ذمی کی تعریف:

جزیہ کے بدلے میں کفار کو مسلمانوں کے ملک میں رکھنے کا التزام کرنا، ان کی حفاظت کرنا اور ان کی طرف سے مدافعت کرنا اور ان کا مسلمانوں کی اطاعت کرنا، ذمی کا عقد صرف مسلمانوں کا امیر یا نائب کر سکتا ہے کیونکہ ذمی وہ سیاسی مصلحتیں ہیں جن کی صرف امام یا نائب ہی فکر کرتا ہے۔(الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۶ ص ۴۴۶، دار الفکر بیروت)

جزیہ کی مقدار:

جزیہ کی دو اقسام ہیں ایک قسم یہ ہے کہ جس کی مقدار صلح کرنے کے بعد باہمی رضا مندی کے ساتھ مقرر کی جائے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران سے ایک

www.waseemziyai.com

ہزار دوسوحلوں پر صلح کی اور دوسری قسم یہ ہے کہ امیر اپنی صوابدید کے مطابق جزیہ دینے والوں پر مقرر کرتا ہے اس میں ان کی مرضی کا دخل نہیں ہوتا۔

جزیہ کی دوسری قسم کے تین مراتب ہیں کیونکہ اہل ذمہ تین طرح کے ہوتے ہیں۔۱۔غنی ۲۔متوسط۔۳۔فقیر۔لہٰذا غنی پر ایک سال میں اڑتالیس درہم سالانہ ہیں۔اور متوسط پر چوبیس درہم سالانہ ہیں اور محنت ومزدوری کرنے والے غریب لوگوں پر سالانہ بارہ درہم جزیہ ہے۔(بدائع الصنائع، ج۷،ص۱۱۱،HMS کمپنی کراچی)

قاعدہ نمبر 143:

احکام شرعیہ میں عوارض معتبر ہوتے ہیں لیکن ان میں اصل حظر واباحت ہے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ شرعی احکام میں بعض مقامات پر عوارض کا اعتبار کیا جاتا ہے جبکہ بعض مقامات پر بعض عوارض بالکل معتبر نہیں ہوتے۔(الحسامی)

جہل کی اقسام اربعہ

۱۔غیر مصلح الی العذر جہل:

وہ جہل جو باطل اور کفر ہے یہ آخرت میں بالکل عذر بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا، کیونکہ کفر مکابرہ ہے اور وہ دلیل واضح ہونے کے بعد انکار ہے ایسے جہل یعنی کفر پر آخرت میں دائمی عذاب ہے۔

۲۔جہل الباغی:

اس سے مراد جہالت کی وہ قسم ہے جو آخرت میں عذر بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا، اس میں اگرچہ پہلی قسم سے کم تر جہل ہے تاہم یہ بھی اخروی عذاب کا باعث ہے۔اس میں اصحاب ہوٰی کا جہل ہے جو اللہ تعالیٰ کہ صفات میں اور احکام آخرت میں تاویل کرتے ہیں کیونکہ باغی اس واضح دلیل کا مخالف ہے جس میں کوئی شبہ نہیں ہے لیکن یہ

www.waseemziyai.com

دونوں قرآن سے تاویل کرتے ہیں۔ان میں چونکہ ہرایک مسلمانوں میں سے ہے یا ان لوگوں میں سے ہیں جو اسلام کی طرف منسوب ہیں تو ہمارے لئے حکم یہ ہے کہ ہم ان سے مناظرہ کریں اوران کوالزام دیں اور ہم ان کی فاسد تاویلات پر عمل نہیں کریں گے۔ (الحسامی)

انتباہ:

یہاں سے صاحب حسامی کی عبارت سے یہ ثابت ہورہا ہے کہ بدعقیدہ لوگوں سے مناظرہ کیا جائے اوران کی فاسد تاویلات کا ابطال کیا جائے تا کہ ان پر حق واضح ہو جائے اوران پر واضح ہو جائے کہ ان کی تاویلات فاسد ہیں لہٰذا وہ ان سے اجتناب کریں۔

۲-غیر معتبر جہل:

وہ جہالت جو کسی نے اپنے اجتہاد سے کتاب یا سنت مشہورہ کی مخالفت کی یا کتاب یا سنت مشہورہ کے خلاف حدیث غریب پر عمل کیا ہو تو وہ مردود، باطل ہے۔ایسے جہل کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔جیسے ام ولد کی بیع، جان بوجھ کر بسم اللہ کو ترک کرنے والے کے مذبح کی حلت،قسامت کی وجہ سے قصاص اور ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ دینا۔

۳-جہل مشتبہ باصلاحیت:

جہالت کی تیسری قسم وہ ہے جو شبہ کی صلاحیت رکھتا ہے اور وہ اجتہاد صحیح کی جگہ میں یا اشتباہ والی جگہ میں جہالت ہے۔اس کی مثال یہ ہے کہ جس طرح پچھنے لگوانے والا افطار کرے اس گمان پر کہ حجامت نے اس کا روزہ توڑ دیا ہے تو اس پر کفارہ لازم نہ آئے گا کیونکہ یہ اجتہاد کی جگہ میں جہل ہے اور اسی طرح جس نے اپنے باپ کی باندی سے وطی کی،گمان پر کہ وہ اس پر حلال ہے تو اس پر حد لازم نہ ہوگی اس لئے کہ یہ موضع شبہ میں جہل ہے۔

www.waseemziyai.com

انتباہ:

جہل کی اس قسم سے حدود و کفارات ساقط ہو جاتے ہیں اس کے بعد اس جہل کی خود دو اقسام ہیں:

۱- وہ جہالت اجتہاد صحیح کی جگہ ہو یعنی وہ جگہ مجتہدین کے اجتہاد کی جگہ ہو، منصوص علیہ نہ ہو اور وہ اجتہاد کتاب وسنت اور اجماع کے خلاف نہ ہو۔ تو ایسی جگہ میں جہل عذر شمار ہوگا۔ کیونکہ وہ کتاب وسنت اور اجماع کے خلاف نہیں ہے۔

۲- وہ جہل ایسی جگہ ہو جو مشتبہ ہو یعنی وہاں اجتہاد نہ پایا جائے لیکن موضع مشتبہ ہو تو اس صورت میں بھی جہل عذر ہوگا اس کی مثال باپ کی باندی کے ساتھ وطی کرنے کا اشتباہ ہے۔

۴- قابل عذر جہل:

وہ جہل جو عذر بننے کی صلاحیت رکھتا ہے جیسے دار الحرب میں مسلمان ہونے والا جبکہ وہ دار الاسلام کی طرف ہجرت نہ کر سکا تو احکام شرعیہ کے سلسلے میں اس کا جہل قابل عذر ہے۔ (الحسامی)

عوارض کی تفصیل:

عوارض کی دو اقسام ہیں: ۱- عوارض سماویہ ۲- عوارض کسبیہ

۱- عوارض سماویہ کی تعریف:

وہ عوارض جو اللہ کی طرف سے ہوں اور بندے کے اختیار کو اس میں کوئی دخل نہ ہو اور یہ 11 ہیں۔

(۱) صغر (۲) جنون (۳) عتہ (۴) بھول (۵) نیند (۶) بے ہوشی (۷) رقیت (۸) بیمار (۹) حیض (۱۰) نفاس (۱۱) موت۔

www.waseemziyai.com

عوارض کسبیہ کی تعریف:

وہ عوارض جو خود مکلّف کی طرف سے ہوں پھر ان کی دو اقسام ہیں، ۱، خود مکلّف کی طرف سے ہوں، ۲، مکلّف کے غیر کی طرف سے ہوں۔

وہ عوارض جو خود مکلّف کی طرف سے ہوں وہ 6 ہیں۔ (۱) جہل (۲) خفتِ عقل (۳) سکر و نشہ (۴) ہزل (۵) خطاء (۶) نسیان۔

وہ عوارض جو مکلّف کے غیر کی طرف سے ہوں وہ صرف اکراہ (مجبور) ہے۔

انتباہ:

ان عوارض کی تفصیل مختلف قواعد فقہیہ میں بیان ہو چکی ہے جہاں ان کی مثالیں اور احکام بھی بیان کر دیئے ہیں۔

قاعدہ نمبر 144:

وہ تمام امور جو خیار شرط کا احتمال نہیں رکھتے ان میں ہذل باطل اور عقد لازم ہوگا۔ (ماخوذ من الحسامی)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ جس طرح نکاح و طلاق وغیرہ ہیں ان میں مذاق و ہزل کا اعتبار نہیں کیا جائے گا یعنی اگر کسی شخص نے کسی عورت سے مذاق کے طور پر لوگوں اور گواہوں کے روبرو نکاح کیا یا اپنی بیوی کو طلاق دی اور کہا کہ یہ تو مذاق کے طور پر تھا تو اس کا یہ قول باطل سمجھا جائے گا اور نکاح منعقد ہو جائے گا اور اسی طرح طلاق بھی ہو جائے گی کیونکہ ان امور میں ہزل باطل ہو جاتا ہے اور عقد لازم ہو جاتا ہے

اس قاعدہ کا ثبوت یہ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جن میں سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے اور ان میں مذاق بھی سنجیدگی ہے، نکاح، طلاق، رجعت۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۹۸، دار الحدیث ملتان)

www.waseemziyai.com

مسند امام احمد اور دار قطنی کی روایات میں یمین، نذر عتاق اور عفو عن القصاص کا بھی ذکر ہے۔ (رضوی عفی عنہ)

۱۔فلموں اور ڈراموں میں نکاح وطلاق کا حکم:

دور جدید میں کئی فلمی اداکار وفنکار فلموں اور ڈراموں میں نکاح کرنے یا طلاق دینے کا کردار ادا کرتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ اسطرح نکاح بھی ہو جاتا ہے اور طلاق بھی ہو جاتی ہے۔لہٰذا ان احکام شرعیہ کا مذاق نہ اُڑائیں اور نہ انہیں محض کھلونا بنانا چاہیے۔

قاعدہ نمبر 145:

غلامی خون کی عصمت میں موثر نہیں جبکہ اس کی قیمت میں موثر ہوتی ہے۔

(الحسامی)

فقہائے احناف کے نزدیک یہی قاعدہ ہے کہ اگر کسی شخص نے غلام کو قتل کر دیا تو غلام کے قصاص میں اس آزاد کو قتل کر دیا جائے گا کیونکہ خون کی عصمت میں ایسی مساوات ہیں جس میں غلامیت کا کوئی اثر نہیں لہٰذا جس طرح آزاد شخص کے قصاص ہے اسی طرح غلام کے خون پر بھی قصاص ہوگا جبکہ غلامی کا اثر دیت میں ضرور ہوتا ہے کہ غلام کی دیت دس دراہم ہوگی۔اس کا ثبوت یہ ہے:

ترجمہ:اور قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے۔(البقرہ،۱۷۹)

اس آیت میں عمومی حکم بیان کیا گیا ہے جس میں ہر آزاد وغلام ہر مرد وعورت سب داخل ہیں۔حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ جب کوئی آزاد کسی غلام کو قتل کر دے تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج۹،ص ۳۰۷،ادارۃ القرآن کراچی)

غلامیت کی اثر آفرینی:

غلامی ایک ایسی اثر آفریں حالت ہے جس کی وجہ سے انسانی حقوق میں قدرے

www.waseemziyai.com

تبدل وتغیر ہوتا ہے۔

جہاد، فریضہ حج، مال غنیمت سے عطیہ وغیرہ وہ تمام احوال ہیں کہ جہاں غلام کے حقوق اور آزاد کے حقوق کے درمیان واضح فرق نظر آتا ہے بلکہ شادی بیاہ کے جو فطری تقاضے ہیں وہاں بھی حالت غلامیت میں بہت سے حقوق جو آزاد لوگوں سے مختلف ہیں غلاموں کے اس قدر احوال کی وجہ سے اسلام نے انہیں آج پوری دنیا میں آزادی دلائی ہے کہ وہ بھی دوسرے آزاد انسانوں کی طرح اپنی زندگی بسر کریں۔

قاعدہ نمبر 146:

وانقطعت الولايات كلها بالرق، (الحسامی)

غلامیت کی وجہ سے تمام ولایات ختم ہو جاتی ہیں۔

شرعی حکم کے مطابق غلام اپنے تمام تصرفات سے عاجز ہوتا ہے کیونکہ وہ ہر حکم میں اپنے مالک کے حکم کے تابع ہوتا ہے اور جب اسے اپنے اوپر ولایت حاصل نہیں ہے تو دوسروں پر بھی ولایت حاصل نہ ہوگی، اس لئے کہ آدمی کی ولایت سب سے پہلے خود اس کی ذات پر ثابت ہوتی ہے پھر دوسروں کے لئے ثابت ہوتی ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ فرمایا کہ ایک باندی کو خرید کو آزاد کر دوں، جبکہ باندی کے مالکوں نے کہا کہ ہم باندی کو اس شرط پر فروخت کریں گے کہ اس کی ولاء ہمارے لئے ہوگی، (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: تم اس کو خریدنے سے مت رکو، ولاء صرف آزاد کرنے والے کا حق ہے۔ (مسلم ج ۱ ص ۴۹۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

www.waseemziyai.com

قاعدہ نمبر 147:

جب نفی ایسی چیز کی جنس سے ہو جسے اس کی دلیل سے پہچانا جائے یا ایسی چیز سے ہو جس کا حال مشتبہ ہو لیکن یہ معلوم ہو کہ راوی نے دلیل معرفت پر اعتماد کیا ہے تو نفی اثبات کی طرح ہوگی ورنہ نہیں۔ (الحسامی)

اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مُحرم اپنا نکاح کرسکتا ہے نہ کسی اور کا، نہ نکاح کا پیغام دے سکتا ہے۔

(صحیح مسلم ج ا ص ۴۵۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حالت احرام میں نکاح نہ کیا جائے، تو یہاں ایسی نفی بیان ہوئی ہے جس کی دوسری دلیل سے حال مشتبہ ہے لہٰذا یہ نفی اثبات کی طرح ہو گی اور وہ دوسری روایت یہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔

(صحیح مسلم ج ا، ۴۵۳ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس روایت سے پہلی نفی والی روایت کا حال مشتبہ جبکہ ایک تیسری روایت میں ایک ا یزید بن اصم بیان کرتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حلال ہونے کی حالت میں نکاح کیا، حضرت میمونہ میری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں۔

(صحیح مسلم ج ا، کتاب النکاح، قدیمی کتب خانہ کراچی)

قاعدہ نمبر 148:

جب دو قیاس آپس میں متعارض ہو جائیں تو تعارض کی وجہ سے انہیں ساقط نہیں کیا جائے گا بلکہ مجتہد کو اختیار دیا جائے گا۔ (الحسامی)

www.waseemziyai.com

ائمہ کرام کے مختلفہ اقوال کے اسباب

(۱) اختلاف زمانہ:

زمانے کے مختلف ہونے کی وجہ سے جیسے کسی مسئلہ کی صورت حال کا مختلف ہو جانا بالکل مشاہدات سے ہے اسی طرح اقوال ائمہ بھی مسئلہ کی نوعیت کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف مذکور ہیں۔

(۲) اختلاف محل:

کوئی ایک جب مسئلہ کا دوسرے محل میں تبدیل ہو جائے تو اسی مسئلہ پر امام کا دوسرا قول ذکر کیا جاتا ہے۔

(۳) اختلاف قرائن:

جس طرح ثبوت مسئلہ کے قرائن مختلف ہوتے رہتے ہیں اسی طرح ائمہ دین کے اقوال بھی مختلف مذکور ہوئے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ وہ ایک شخص حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مسئلہ پوچھنے لگا کہ قتل کرنے والے کی بخشش ہے آپ نے فرمایا :ہاں اگر وہ توبہ کرلے، اتنے میں ایک اور شخص آیا اس نے بھی یہی مسئلہ پوچھا کہ قتل کرنے والے کی بخشش ہے آپ نے فرمایا: نہیں، تو لوگوں نے اس پر تعجب کیا کہ ایک سوال کے دو جواب تو آپ نے فرمایا کہ پہلا سوال کرنے والا شخص قتل کر کے آیا تھا اس لئے اس کے لئے ہم نے یہی فتویٰ دیا کہ وہ توبہ کر لے شاید اللہ اسے بخش دے، جبکہ دوسرے شخص نے اس غرض سے سوال کیا تھا کہ اگر قاتل کی بخشش ہو سکتی ہے تو میں بھی قتل کر دوں گا اور بعد میں توبہ کرلوں گا

(۴) اختلاف دلائل:

یہ بات علمائے اصول کے نزدیک متحقق ہے کہ کسی بھی مسئلہ کو مختلف دلائل سے ثابت کیا جا سکتا ہے لہٰذا اختلاف دلائل کی بناء پر بھی اقوال میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

www.waseemziyai.com

گدھے کے جوٹھے پر معرکۃ الآراء اختلافی دلائل:

گدھے کے جوٹھے پر اختلاف کی وجہ یہی ہے کہ اس میں دلائل قوت استدلال کے اعتبار سے کئی رخ اختیار کئے ہوئے ہیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف کی کئی وجوہ میں ایک وجہ سے اختلاف دلائل بھی ہے۔

استدلال نقل کی وجہ سے اختلاف:

۱-حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے بچے ہوئے پانی کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا اس سے وضو کیا جا سکتا ہے تو آپ نے فرمایا: ہاں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گدھے کا جوٹھا پاک ہو۔

۲-حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت سے منع کیا ہے اور فرمایا کہ وہ نجس ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گدھے کا جوٹھا ناپاک ہونا چاہیے کیونکہ جوٹھا ہونے کا حکم گوشت کے تابع ہوتا ہے اور جب اس کا گوشت ناپاک ہے تو اس کا جوٹھا بھی ناپاک ہونا چاہیے۔

استدلال آثار کی وجہ سے اختلاف:

۳-اسی طرح آثار بھی مختلف ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ گدھے کا جوٹھا ناپاک ہے۔

۴-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ گدھا اگر چارہ کھاتا ہو اور بھوسہ کھاتا ہو تو اس کا جوٹھا پاک ہے اور اس سے وضو کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

استدلال قیاس کی وجہ سے اختلاف:

۵-اگر گدھے کے پسینے کا اعتبار کیا جائے تو قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ گدھے کا جوٹھا

www.waseemziyai.com

پاک ہونا چاہیے جیسا کہ ظاہر الروایہ سے معلوم ہوتا ہے۔

۶- اگر گدھی کے دودھ کا اعتبار کیا جائے تو اصح روایت کے مطابق گدھی کا دودھ ناپاک ہے لہٰذا گدھے کا جوٹھا ناپاک ہونا چاہیے۔

استدلال علت کی وجہ سے اختلاف:

۷- اگر گدھے کے جوٹھے کو کتے کے جوٹھے پر قیاس کیا جائے تو قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ علت حرمت کی وجہ سے یہ بھی کتے کی طرح حرام اور اس کا گوشت کھانا حرام ہے لہٰذا اس کا جوٹھا حرام ہے۔

۸- اگر گدھے کے جوٹھے کو بلی کے جوٹھے پر قیاس کیا جائے تو چونکہ بلی کا جوٹھا پاک ہے لہٰذا سور حمار بھی پاک ہونا چاہیے۔

لیکن ان دونوں یعنی کتے پر قیاس اور بلی کے جوٹھے پر قیاس یہ دونوں درست نہیں ہوں گے۔ کیونکہ قیاس کا یہ اثبات علت مشترکہ کے بغیر ہوگا حالانکہ علت کے بغیر تو کوئی قیاسی حکم ثابت بھی نہیں ہوسکتا۔

تصرف الی الاشتباہ:

اسی وجہ سے فقہاء کرام نے دلائل کے تعارض کی وجہ سے گدھے کو جوٹھے کو مشکوک کہا ہے کہ اگر پانی نہ ملے تو ان کے جوٹھے پانی سے وضو کرنے کے بعد تیمّم کرلیا جائے گا۔ (نورالایضاح)

قاعدہ نمبر 149:

جب رخصت اور عزیمت دونوں میں آسانی پائی جائے تو ان دونوں کے درمیان اختیار دیا جائے گا کہ عامل جسے چاہے اس پر عمل کرے۔

(ماخذ من الحسامی)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں گھر میں داخل ہوا تو مجھ پر ایک

www.waseemziyai.com

سال کے روزے لازم ہوں گے، اس کا مقصد یہ تھا کہ میں گھر میں داخل نہیں ہوں گا لیکن وہ اپنی قسم توڑتا ہوا گھر میں داخل ہو گیا اور حانث ہو گیا، اب اس پر دو طرح سے عقوبت لازم ہو رہی ہے (۱) ایک سال کے روزے جنہیں اس نے دخول دار سے معلق کیا تھا۔

(۲) قسم کا کفارہ ادا کرے، اگر وہ ایک غلام کے آزاد کرنے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانے یا کپڑے پہنانے پر قادر نہیں ہے تو تین دن کے روزے رکھے۔

اب یہ شخص عتق رقبہ، اطعام مساکین یا الباس مساکین پر قادر نہیں ہے تو باقی اس کے لئے دو صورتیں ہیں کہ وہ قسم کو پورا کرنے کے لئے ایک سال کے روزے رکھے یا اس کا کفارہ ادا کرتے ہوئے تین دن کے روزے رکھے۔ ایک سال کے روزے رکھنا اس کے لئے عزیمت ہے جبکہ تین دن کے روزے رکھنا رخصت ہے فقہاء احناف کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جب رخصت اور عزیمت دونوں میں آسانی پائی جائے تو اختیار دیا جائے لہٰذا اگر روزے رکھنے والا سال بھر کے روزوں اور تین دن کے روزوں میں سے ہر ایک کو آسان سمجھتا ہے تو اسے اختیار ہے کہ وہ جس پر چاہے عمل کرے۔

قاعدہ:

مغایرت کے وقت عدد کے اعتبار سے قلیل میں رفق متعین نہ ہوگا۔ (الحسامی)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ نماز جمعہ اور نماز ظہر یہ دونوں ایک دوسرے کا غیر ہیں لہٰذا ان دونوں میں سے اگر کسی جمعہ پڑھنے والے نے ظہر پڑھنے والے کی اقتداء یا ظہر پڑھنے والے نے جمعہ پڑھنے والے کی اقتداء کی تو یہ اقتداء جائز نہیں، کیونکہ مغایرت کے وقت عدد کے اعتبار سے قلیل میں رفق و آسانی کا تعین نہ ہوگا۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

قاعدہ نمبر 150:

وجوب اداء کے لئے قدرت ممکنہ شرط ہے۔ (الحسامی) اس کا ثبوت یہ ہے:

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا، (البقرہ، ۲۸۶)

www.waseemziyai.com

اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت کے مطابق۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالاضحیٰ یا عیدالفطر میں عیدگاہ کی طرف نکلے آپ خواتین کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا: اے عورتوں کی جماعت؛ تم صدقہ کیا کرو کیونکہ مجھے دیکھایا گیا ہے کہ تم اکثر اہل دوزخ ہو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کس وجہ سے؟ آپ نے فرمایا: تم لعنت بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے کوئی ناقص عقل اور ناقص دین والی ایسی نہ دیکھی جو کسی محتاط مرد کی عقل کو ضائع کرنے والی ہو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دین اور عقل کا نقصان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا ایسا نہیں ہے کہ عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے نصف کی مثل ہے انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ عورتوں کی عقل کا نقصان ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ عورت کو جب حیض آتا ہے تو وہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ ان کے دین کا نقصان ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

عورتوں پر حیض کی حالت میں نمازوں کا معاف ہونا اور روزوں کا قضاء کا حکم اسی لئے ہے کہ ان اوقات و احوال میں ان میں قدرت ممکنہ نہیں ہوتی اور اسلام و فقہ کا یہ قانون ہے کہ احکام شرعیہ ان پر لازم ہیں جو قدرت ممکنہ رکھتے ہیں یعنی ان احکام کو بجا لانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح نابالغین پر احکام شرعیہ کا لازم ہونا حدود وغیرہ کا اجراء اسی لئے نہیں ہے کہ وہ ان احکام کی ادائیگی کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

اسی کے قریب تر یہ قاعدہ ہے کہ تکلیف مالا یطاق باطل ہے۔

قاعدہ:

واجبِ واحد میں وجوب مکرر نہیں ہوتا۔ (الحسامی)

اس کی توضیح یہ ہے کہ اگر کسی پر احکام شرعیہ کی ادائیگی کا وجوب لازم ہو جائے تو انہیں ادا کرنے سے ان کی ادائیگی ہو جاتی ہے اور وجوب واحد میں صرف ایک ہی ادائیگی

www.waseemziyai.com

کافی ہوتی ہے ایسا نہیں ہوتا کہ ایک آدمی نے نماز پڑھ لی تو اسے دوبارہ نماز کا حکم دیا جائے اور اس کی ادائیگی کے بعد جب اقامت صلوٰۃ کا حکم لوگوں کو سنایا جائے تو جس نے ادا کر لی ہے اس پر وجوب نہ ہوگا کیونکہ وہ ادا کر چکا ہے۔

قاعدہ نمبر 151:

الامر بعد الحظر و الاباحة سواء، (الحسامی)

امر ممانعت کے بعد اور ممانعت سے پہلے حکم میں برابر ہے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ وہ حکم جو صیغہ امر سے لازم ہو وہ اگر چہ ممانعت سے پہلے ہو یا اس کے بعد ہو تو اس صیغہ کی وہی حیثیت ہوگی جو عام صیغہ امر کی حیثیت ہوتی ہے یعنی اس کا اصلی معنی تو وجوب کے لئے آتا ہے اور جب دوسرے قرآئن ہوں تو پھر اس کا اطلاق دوسرے کئی معانی پر ہوتا ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

ممانعت کے بعد امر کا استعمال:

فاذا قضیت الصلوٰة فانتشروا فی الارض (الجمعہ ۱۰)

پھر جب نماز پڑھ لی جائے تو تم زمین میں پھیل جاؤ۔

اس آیت میں نماز جمعہ کا ادا کرنے کے لئے جب اذان دی جائے تو خرید و فروخت کو منع کر دیا گیا تھا لیکن اس حکم ممانعت کے بعد یعنی جب نماز جمعہ ادا کر لی تو اس کے بعد خرید و فروخت کی اباحت کا حکم بیان فرما دیا گیا ہے۔ تو یہاں امر حکم ممانعت کے بعد واقع ہوا ہے لہٰذا اپنے معنی کے لئے ہوگا جبکہ اباحت کا معنی تو دوسرے دلائل سے متعین کریں گے۔

اباحت کے بعد امر کا استعمال:

و اشهدوا اذا تبایعتم (البقرہ ۲۸۳)

www.waseemziyai.com

اور جب تم آپس میں خرید وفروخت کرو تو گواہ بنالو۔

وہ خرید وفروخت جو مباح ہے اس کی اباحت کے بعد یہ حکم دیا گیا ہے کہ تم اس پر گواہ بنالو، یہاں امر ایک حکم اباحت کے بعد واقع ہوا ہے کیونکہ بائع اور مشتری کے درمیان بیع مباح ہو چکی ہے۔ لہٰذا یہاں جو فقہاء نے ارشاد کا معنی بیان کیا ہے اس کا تعین بھی دلیل آخر سے ہے۔

قاعدہ:

جب امر کی صراحت شریعت میں عموم کے ساتھ ہو تو تمام اوقات اس امر کے تحت داخل ہوتے ہیں حتیٰ کہ کسی دلیل شرعی سے استثناء ہو جائے۔

(فتاوٰی رضویہ، ج ۹، ص ۲۴۲، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اس کا ثبوت یہ حکم ہے۔

وقولو قولًا سديدًا، وقولو قولًا معروفًا ۔ اور تم سیدھی بات کہو، اور تم اچھی بات کہو۔ اسی طرح وہ تمام امر کے صیغے جن کو کسی وقت کے ساتھ تعین نہیں ہے لہٰذا ہر وقت یا تمام اوقات میں اچھی بات کہنا اور سچی بات کرنا اور سچ بولنا اور اسی طرح تمام اوقات میں برائی سے بچنے کا حکم یہ ایسے امر کے صیغے ہیں کہ جن کا طلاق تمام اوقات میں ہوتا ہے۔ کیونکہ ان پر عمل کرنے میں عموم ہے۔

اسی طرح یہ حکم جس میں امر کا صیغہ بیان ہوا ہے۔

يا ايها الذين امنو ا صلو اعليه وسلموا تسليما ۔ (الاحزاب)

اے ایمان والو: تم خوب درود وسلام بھیجا کرو۔

یہاں صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم بھی ایسے امر کے صیغے کے ساتھ ہے جس میں وقت کا عموم ہے کہ اوقات، ممنوعہ کے سوا باقی تمام اوقات میں آپ جس قدر چاہیں صلوٰۃ وسلام پڑھیں۔

www.waseemziyai.com

قاعدہ نمبر 152:

جب صاحبِ فضیلت کا ذکر کیا جائے تو اس کا ذکر عام اوصاف سے نہ کیا جائے بلکہ اوصاف مخصوصہ کے ساتھ کیا جائے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ اور اس کے رسول علیہم السلام اور ملائکہ اور وہ تمام مقربین بارگاہ الٰہی جن کو اللہ کی طرف بلند مقام حاصل ہے جب بھی ان کا ذکر کیا جائے تو عام انسانوں کی طرح ان کے عام اوصاف کو نہ بیان کیا جائے بلکہ اوصاف مخصوصہ کے ساتھ ان کی شان کو بیان کیا جائے۔

اس کا ثبوت یہ احکام ہیں:

ترجمہ: تمام خوبیاں اس اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کو پالنے والا، نہایت مہربان رحم فرمانے والا ہے۔ (فاتحہ)

ان آیات اور قرآن مجید کی بہت سی آیات میں جہاں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کی حمد بیان کا بیان ہے وہاں خاص اسلوب کے تحت بڑے اوصاف کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

عظمت توحید باری تعالیٰ:

ترجمہ: وہی ذات ہے جس نے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا فرمایا۔ (القرآن)

عظمت انبیاء کرام علیہم السلام:

تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض (البقرہ ۲۵۳)

ترجمہ: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔

اسی طرح کسی مقام پر یوں مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمایا:

وما ارسلناك الا رحمة اللعالمين (الانبیاء، ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

www.waseemziyai.com

عظمت صحابہ کرام واہل بیت رضی اللہ عنہم:

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم و رضوا عنه ۔(توبہ،۱۰۰)

ترجمہ: اورمہاجرین اورانصار میں سے سبقت کرنے والے اورجنہوں نے اچھائی کے ساتھ ان کی پیروی کی ،اللہ ان سے راضی ہوا،اوروہ اللہ سے راضی ہوئے۔

عظمت ائمہ مجتہدین واولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم:

صحیح بخاری کی حدیث کے مطابق کہ ''من عاد لی ولیا فقد اذنته بالحرب'' کہ جس نے میرے ولی سے عداوت کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔گویا اللہ کی طرف وہ بدبخت اعلان جنگ کا چیلنج قبول کرتا ہے جواولیاء کرام اورائمہ مجتہدین کی بے ادبی وگستاخی کرتا ہے۔

قاعدہ نمبر 153:

قرآن مجید کے عام کوخبر واحد اور قیاس سے خاص نہیں کیا جائے گا۔(اصول شاشی)

اس کا ثبوت یہ ہے:

ترجمہ: بے شک ایمان والوں پرنماز (ایک) وقت مقرر میں فرض ہے۔

(النساء،۱۰۳)

اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نماز کواس کے وقت میں پڑھا جائے لیکن سنت متواترہ سے ایک دوسرا حکم ثابت ہے جس میں یہ شرعی حکم ہے کہ میدان عرفات میں عصر کو خاص کیا گیا ہے کیونکہ وہ میدان عرفات میں اپنے وقت سے پہلے ظہر کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اوراسی طرح مزدلفہ میں نماز مغرب کوخاص کرلیا گیا ہے کیونکہ وہ اپنے وقت کے بعد نماز عشاء کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

www.waseemziyai.com

وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ملا کر پڑھی۔
(صحیح مسلم، ج۱،ص۴۱۶،قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حکم کے مفہوم مخالف کا اعتبار کرتے ہوئے اس قاعدے کا استنباط ہو رہا ہے تاہم ایسے دلائل بھی ہیں جن سے اس قاعدہ کی صراحت ملتی ہے کہ قرآن کے عام حکم کو خبر واحد یا قیاس سے خاص نہیں کیا جا سکتا۔

قاعدہ نمبر 154:

ہر وہ عبادت جو عبادتِ مقصودہ کے لئے وسیلہ بنے اس میں واجبات نہیں ہوتے۔ (ماخوذ من نورالانوار ص۱۷)

اس کا ثبوت یہ ہے:

اس کی دلیل یہ ہے کہ واجبات عمل کے اعتبار سے فرض کے حکم میں ہوتے ہیں کیونکہ جس طرح ترک فرض پر سزا مرتب ہوتی ہے اسی طرح ترک واجب پر بھی سزا مرتب ہوتی ہے اور سزا کا ترتب عبادات مقصودہ کے ترک کی وجہ ہوتا ہے نہ کہ غیر مقصودہ عبادات کے ترک کی وجہ سے سزا کا ترتب ہو، اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ترک وضو پر تو کوئی سزا مرتب نہیں ہے۔ البتہ عبادات مقصودہ کے لئے اسے شرط قرار دیا گیا ہے جبکہ وہ خود یا عمومی احکام کہ جو عبادات مقصودہ میں ہیں ان کی طرح اس میں کوئی ایسا حکم نہیں ہے کہ اس کے ترک پر کوئی شرعی وعید آئی ہو۔

قاعدہ نمبر 155:

ان ما لا مثل له لا يضمن ۔(نورالانوار)

جس چیز کی مثل نہیں اس کا تاوان بھی نہیں ہوگا۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ ایک شخص نے کسی کو قتل کر دیا اور مقتول کے وارث قاتل سے قصاص لیتے لیکن ان کے حق قصاص سے پہلے کسی اجنبی نے قاتل کو قتل کر دیا تو اب مقتول اوّل کے ورثاء کسی سے قصاص کا مطالبہ نہیں کر سکتے کیونکہ جس شخص سے انہوں

www.waseemziyai.com

نے قصاص کا مطالبہ کرنا تھا وہ تو خود قتل ہو چکا ہے لہٰذا عدم مماثلت کی وجہ سے قصاص کا حکم ساقط ہو جائے گا۔ اور رہا قاتل کو قتل کرنے والا اجنبی تو اس کے درمیان اور مقتول اوّل کے ورثاء کے درمیان حق قصاص میں کوئی مثل نہیں ہے۔ جبکہ اجنبی قاتل کے وارثوں پر ضروری ہو گا کہ وہ مقتول ثانی کے ورثاء کو تاوان دیں، وہ قصاص ہو یا دیت۔ (نورالانوار)

قاعدہ نمبر 156:

ہر خاص بیان کا احتمال نہیں رکھتا۔ (اصول شاشی)

اس کی توضیح یہ ہے کہ جس طرح صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔

والغسل المسح هما خاصان کہ وضو میں دھونا اور مسح کرنا یہ دونوں خاص ہیں کہ وہ اعضاء جن کو دھونا اور وہ اعضاء جن پر مسح کرنا ہے وہ اپنے بیان میں خاص ہیں اور کسی نئے بیان کا احتمال نہیں رکھتے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

ترجمہ: اور طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین قروء روک رکھیں۔ (البقرہ، ۲۲۸)

اس آیت میں لفظ ''تین'' خاص ہے جو کسی قسم کا احتمال نہیں رکھتا، لہٰذا حکم شرعی یہ ہے کہ قروء کا احصار جو تین کی صورت میں بیان ہوا ہے اسے تین ہی کے ساتھ پورا کیا جائے۔ اسی وجہ سے فقہاء احناف کی تفسیر مضبوط ہے کیونکہ وہ عدد ''تین'' کی تکمیل کے لئے دلائل فراہم کرتے ہیں اور تین کا اکمال بھی حیض سے ہوتا ہے۔

قاعدہ:

احکام میں ظاہر پر عمل کیا جاتا ہے اور باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔

اس کا ثبوت یہ اصل ہے:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا ہم صبح سویرے ہی قبیلہ جہینہ کی بستیوں میں پہنچ گئے

www.waseemziyai.com

میں نے ایک آدمی پر حملہ کیا اس نے کہا: ''لا الہ الا اللہ'' لیکن میں نے اس کو قتل کر دیا، پھر مجھے اس فعل کے بارے میں کچھ تردد ہوا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اس شخص کے کلمہ پڑھنے کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے اپنی جان کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہیں دیکھا؟ جس سے تم کو پتہ چل جاتا کہ اس نے دل سے کلمہ پڑھا تھا یا نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہی کلمات دہراتے رہے حتیٰ کہ میں نے تمنا کی کاش! میں اس وقت اسلام لایا ہوتا۔ (الخ) (صحیح مسلم، ج۱، ص ۶۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس قاعدہ سے بہت سے مسائل کا استنباط ہوتا ہے۔ مثلاً خاص کر حدود کے بارے میں کہ جب گواہوں کی شہادت پوری نہ ہو، حالانکہ اگر تین گواہوں نے قسم کھا کر بھی کہا کہ ہم نے زنا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے تو حد ثابت نہ ہوگی اگرچہ ان کے نزدیک حقیقت یہی ہے کہ زنا ہوا ہے لیکن چونکہ گواہی کا نصاب چار گواہوں کا ہے اس لئے حکم حد ثابت نہ ہوگا بلکہ حد کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا جائے گا۔

قاعدہ نمبر 157:

نہی افعال شرعیہ سے ان کے برقرار رہنے کو چاہتی ہے۔ (اصول شاشی)

فقہاء احناف فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے ایام تشریق میں نذر مانی کہ میں ان دنوں میں روزہ رکھوں گا تو اس کی یہ نذر درست ہوگی۔ کیونکہ یہ دن اصل کے اعتبار سے محل روزہ ہیں اور اصل کے اعتبار سے ان میں روزہ کی کوئی ممانعت نہیں ہے اور جو ممانعت وارد ہوئی ہے وہ تو غیر کی قباحت کی وجہ سے آئی ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت نُبیشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایام تشریق کھانے پینے کے ایام ہیں۔ (صحیح مسلم، ج۱، ص ۳۶۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

www.waseemziyai.com

ایام تشریق میں روزے رکھنے کی ممانعت جو ہے وہ شرعی ہے اسی لئے فقہاء احناف نے کہا کہ اگر کوئی شخص ان ایام کے روزوں کی نذر مانتا ہے تو اس کی یہ نذر جائز ہے اگر چہ ان ایام میں روزے رکھنا جائز نہیں۔ لیکن نذر کا تعلق اعتقاد کے ساتھ ہوتا ہے اور اعتقاد یہی ہے کہ یہ دن برکت والے ہیں اور ان میں روزوں کی نہی شرعی ہے نہ کہ کسی قباحت کی وجہ سے آئی ہے کیونکہ ان کے اندر بذات خود کوئی قباحت نہیں ہے بلکہ یہ ایام موجب برکت ہیں۔

قاعدہ نمبر 158:

جب حکم دو موثر وصفوں کے ساتھ متعلق ہو، تو ان میں سے جو وجود کے اعتبار سے موخر ہوگا وہی حکم کے اعتبار سے علت ہوگا، کیونکہ حکم ترجیح کی وجہ سے موخر کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ (الحسامی) اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بیٹا باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا مگر یہ کہ وہ اپنے باپ کو کسی کا غلام دیکھے اور پھر اس کو خرید کر آزاد کر دے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۹۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اسی طرح سنن اربعہ کی حدیث ہم با حوالہ ذکر کر چکے ہیں کہ جو کسی ذی رحم محرم کا مالک ہوا تو وہ آزاد ہو جائے گا، لہٰذا جب کسی محرم کا کوئی شخص مالک ہو تو حکم یہ ہے کہ وہ آزاد ہو جاتا ہے اس حکم میں دو علتیں ہیں ایک علت قرابت ہے اور دوسری علت ملکیت ہے اور یہ دونوں علتیں حکم میں موثر بھی ہیں اور حکم اگر چہ ان دونوں علتوں کے مجموعے کی وجہ سے وارد ہوا ہے۔ اور حکم عتق علت ملکیت کے بعد ثابت ہوا ہے اور ملکیت ہی ایسی علت ہے جو موخر ہے۔ اور یہاں حکم دوسری علت یعنی ملکیت کی طرف مضاف ہے۔ یعنی جیسے ہی علت ملکیت پائی جائے گی تو ذی رحم محرم آزاد ہو جائے گا۔

www.waseemziyai.com

قاعدہ نمبر 159:

غیر مقصود عمل میں مصروف ہونا اس طرح ہے جیسے مقصود عمل سے اعراض ہے۔ (الاصول)

اس کی وضاحت یہ ہے اگر ایک شخص مسجد میں بیٹھ کر ہر وقت قرآن کی تلاوت میں مشغول ہو گیا حتیٰ کہ جماعت نماز کا وقت ہو گیا اور اسی طرح تلاوت میں رہے حتیٰ کہ نماز کی جماعت مکمل ہو جائے اور اسی طرح پانچ نمازیں مکمل ہو گئیں اور وہ مسلسل تلاوت میں مصروف رہتا ہے، اگرچہ تلاوت ایک بابرکت عمل ہے لیکن جب جماعت کا وقت آجائے تو اس وقت اس کا عمل تلاوت غیر مقصود عمل کی طرح باعتبار حکم ہو جائے گا۔ لہٰذا جب ایک عبادت وثواب والا عمل مقصود کو ترک کرنے کی وجہ سے غیر مقصود قرار دیا جا سکتا ہے۔ تو اسی طرح وہ تمام احکام جو مکلفین کے ذمہ ضروری ہیں انہیں ترک کر کے کسی کام میں مشغول ہونا مقصود کام سے اعراض کی طرح ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے:

واذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ،

ترجمہ: اور جب جمعہ کے دن (اذان) جمعہ کے لئے تم کو بلایا جائے تو تم فورا اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو۔

قاعدہ نمبر 160:

حالت اقوی کے تابع حالت ادنی ہوتی ہے جبکہ حالت اقوی حالت ادنی کے تابع نہیں ہوتی۔ (ماخوذ من الحسامی)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ وہ شرعی احکام جن میں اتباع معتبر ہوتی ہے تو وہاں اس امر کا خاص اہتمام ہے کہ جو مضبوط حالت اور اعلی حالت والا ہے اس کی اتباع کی جائے گی اور جو شرعی احکام کے مطابق معذور اور کمزور حالت والا ہے اس کی اتباع نہیں کی جائے گی۔

www.waseemziyai.com

اس کا ثبوت یہ ہے:

اس قاعدے سے امام اور مقتدی کے متعلق بہت سے مسائل اخذ ہوتے ہیں کہ امام کا حال مقتدی کے حال سے اقوی ہونا چاہیے۔ کیونکہ مقتدی کے لئے امام کی اتباع ضروری ہے اور اتباع اسی کی ہوسکتی ہے جو اقوی ہے۔ کیونکہ نماز میں اتباع کا جو حکم ہے اس کا مفاد یہی ہے

۱-ان پڑھ کی اقتداء میں قاری کی نماز:

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں قاری ان پڑھ کی اقتداء نہ کرے اور نہ ہی کپڑے پہننے والا عاری کی اقتداء کرے کیونکہ ان دونوں کا حال مضبوط ہے یعنی قاری اور کپڑے پہننے والے کا حال ان پڑھ اور عاری سے قوی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ اقوی کی اتباع کی جاتی ہے نہ کہ اقوی ادنی کی اتباع کرے۔

۲-معذور کی اقتداء میں نماز:

طاہر کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس کی اتباع و اقتداء میں نماز پڑھے جو شخص خود معذور ہے اسی طرح طاہرہ کے لئے جائز نہیں کہ وہ استحضاضہ والی کے پیچھے نماز پڑھے۔

(ہدایہ اولین، ج۱،ص ۱۰۵، المجتبائی دہلی)

۳-گونگے کی اقتداء میں ان پڑھ کی نماز:

صاحب بنائیہ لکھتے ہیں کہ ان پڑھ کے لئے جائز نہیں کہ وہ نماز میں کسی گونگے کی اقتداء کرے کیونکہ گونگے میں تکبیر تحریمہ کہنے کی صلاحیت نہیں جبکہ ان پڑھ میں تکبیر تحریمہ کی صلاحیت ہے لہٰذا اس ان پڑھ کی حالت اس گونگے سے اقوی ہوئی جو تکبیر کہنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اور قاعدہ یہی ہے کہ اقوی کی اتباع کی جائے گی نہ کہ ادنی کی اتباع کی جائے۔

(البنائیہ، ج۱،ص ۱۰۶، مجتبائی دہلی)

www.waseemziyai.com

۴-متنفل کا مفترض کی اقتداء کرنا:

اگر کسی نفل پڑھنے والے نے فرض ادا کرنے والے کی اقتداء کی تو اس کی نماز جائز ہوگی کیونکہ نفل پڑھنے والے کی اصل ضرورت نماز ہے جس کا وجود مفترض کی اقتداء میں پایا جارہا ہے۔(ہدایہ اولین، ج۱،ص۱۰۶،المجتبائی دہلی)

۵-بدعقیدہ امام کے پیچھے نماز:

اگر کسی صحیح العقیدہ مسلمان نے کسی بدعقیدہ امام کی اقتداء میں نماز پڑھی تو اس کی نماز نہ ہوگی کیونکہ اعتقاد صالح کی وجہ مقتدی کی حالت اقوٰی ہے اور جبکہ بدعقیدگی نہ صرف ادنیٰ بلکہ اعتقاد صالح کے بالکل متضاد ہے لہٰذا بدعقیدہ کی اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز باعتبار شریعت نہ ہوگی۔

قاعدہ کے استثنائی مسائل:

وہ مسائل جو دوسرے قواعد یا دلائل کے پیش نظر اس قاعدہ سے مستثنی ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

۱-ماسح کی اقتداء میں غاسلین کی نماز:

اگر موزوں پر مسح کرنے والا ہو تو اس کی اقتداء میں پاؤں کو دھونے ساتھ وضو کرنے کی نماز جائز ہے(ہدایہ) اگرچہ پاؤں دھونے والوں کی حالت ماسح سے اقوٰی ہے تاہم یہاں دوسرے قاعدے کا اطلاق کیا جارہا ہے کہ جس طرح پاؤں دھونے والے کے لئے افادہ طہارت حاصل ہے اسی طرح موزوں پر مسح کے لئے والے افادہ طہارت عام ہے اور طہارت کی عمومیت کا اعتبار کرتے ہوئے اس کی اقتداء میں نماز کے جواز کی اجازت دی گئی ہے۔

۲-تیمّم والے کی اقتداء میں وضو والے کی نماز:

اگر کسی وضو کرنے والے شخص نے ایسے امام کی اقتداء اختیار کی جو تیمّم کرنے والا

www.waseemziyai.com

ہے تو اس کی نماز جائز ہوگی اس کی دلیل بھی طہارت کا عمومی فائدہ ہے۔

قاعدہ نمبر 161:

جب علت اور سبب دونوں جمع ہو جائیں تو سبب کا حکم ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح جب علت اور شرط جمع ہو جائیں تو شرط کا حکم ساقط ہو جائے گا، جبکہ حکم کا موثر ہونا علت کی وجہ سے ہوگا۔ (الحسامی)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کسی محرم نے کسی دوسرے محرم کو شکار بتایا، جس کو وہ مار ڈالے، تو اس صورت میں حکم سبب کی طرف مضاف ہوگا کیونکہ جس طرح شکار کرنے والے کو ضمان ہوگا اسی طرح بتانے والے پر ضمان ہوگا شکار کرنے والے کا حال تو ظاہر ہے جبکہ بتانے والے پر اس لئے ہوگا کہ اس نے ممانعت کے باوجود شکار بتایا ہے۔ اور بتانے کی وجہ سے وہ شکار کا سبب بنا ہے اور یہاں حکم کی نسبت علت کی طرف متعذر ہے لہٰذا حکم کی اضافت سبب کی طرف کرتے ہوئے شکار بتانے والے پر ضمان کا حکم ہوگا۔

قاعدہ نمبر 162:

تمام مسلمانوں کے غلبہ کی وجہ دارالاسلام میں مال فئی میں ان کی ملکیت ثابت ہو جاتی ہے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ مال کی ملکیت کا اثبات کسی امر مضبوط کی وجہ سے ثابت ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

ترجمہ: اور جو اموال اللہ تعالیٰ نے ان (کافروں) سے (نکال کر) اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر پلٹا دیئے، تم نے تو ان پر اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ ہی اونٹ۔ (حشر، ۶)

www.waseemziyai.com

مال فئی کی تعریف:

وہ مال جس کے حصول کے لئے مسلمانوں نے جنگ نہ کی ہو جیسے وہ مال جو مسلمانوں کے امیر کی طرف سفارت کے لئے بھیجے جاتے ہیں اور اسی طرح وہ اموال جو اہل حرب سے کسی معاہدہ کی بناء پر لئے جاتے ہوں اور اس مال سے خمس نہیں لیا جاتا کیونکہ خمس اس مال سے لیا جاتا ہے جو کفار سے جنگ کے ذریعے حاصل کیا گیا ہو۔

(بدائع صنائع، ج ۷، ص ۱۱۶، HM سعید کمپنی کراچی)

مال غنیمت کی تعریف:

وہ مال ہے جو مسلمان فوج دشمن سے جنگ کر کے اور مقابلہ میں فتح یاب ہو کر دشمن سے حاصل کرتی ہے اور اس وجہ سے اسے فوج میں تقسیم کر دیا جاتا ہے کہ یہ مال محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ فتح حاصل کرنے پر ملا ہے اور خمس نکالنے کے بعد اس کی تقسیم کی جاتی ہے۔

مال فئی اور مال غنیمت میں فرق:

امام ثوری علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ مال فئی اور مال غنیمت دو مختلف چیزیں ہیں غنیمت وہ مال ہے جس کو مسلمان میدان جنگ میں کفار کے قبضہ سے حاصل کرتے ہیں اس مال کا پانچواں حصہ نکال کر امیر کو دیا جائے گا اور وہ اسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر خرچ کرتا ہے اور باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کرتا ہے جبکہ مال فئی وہ مال ہے جو مسلمانوں کے امیر اور کفار کے درمیان صلح کے معاہدہ سے حاصل ہوتا ہے یہ مال کفار کی گردنوں، ان کی زمینوں، ان کے کھیتوں اور دیگر ایسی چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے جن پر صلح ہو جائے اور یہ وہ اموال ہیں جن کو مسلمانوں نے بذریعہ جنگ حاصل نہ کیا ہو حتیٰ کہ ان اموال پر صلح ہو گئی ہو، یہ صلح امام کی رائے پر موقوف ہوتی ہے۔ اور وہ ان اموال کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق خرچ کرے گا۔

(مصنف عبدالرزاق، ج ۵، ص ۳۱۰، مکتب اسلامی بیروت)

www.waseemziyai.com

دارالاسلام کی تعریف:

وہ علاقہ جہاں مسلمانوں کی حکومت ہو اس میں شعائر اسلامیہ اور احکام اسلامیہ کا غلبہ ہو

دارالحرب کی تعریف:

وہ علاقہ جہاں کافروں کی حکومت ہو، اور کفر کے احکام کا غلبہ ہو اور کسی مسلمان کو اس کے مسلمان ہونے کی حیثیت سے جان، مال اور عزت کا تحفظ حاصل نہ ہو۔

دارالکفر:

وہ علاقہ جہاں کافروں کی حکومت ہو، اس عہد کے ساتھ مسلمانوں کے سفارتی تعلقات ہوں کہ مسلمان وہاں تجارت کے لئے جائیں تو انہیں جان، مال اور عزت کا تحفظ حاصل ہو۔ (المبسوط بتصرف، ج ۱۰، ص ۱۱۴- بیروت)

قاعدہ نمبر 163:

جس متصل چیز کی بیع شرط کے ساتھ مباح ہو، اس کی بیع علیحدہ بھی ہوسکتی ہے۔ (فتح القدیر)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ جس طرح ایک شخص بکری بیچے، اور اس بکری کے ساتھ اس کا بچہ بھی ہو، تو اگر بائع یہ شرط لگا دے کہ بکری کی بیع میں اسکا بچہ شامل نہ ہوگا تو اس کا یہ شرط لگانا جائز ہے کیونکہ جس طرح بچے کی بیع شرط کے ساتھ جائز ہوسکتی ہے اسی طرح اس کی بیع علیحدہ بھی ہوسکتی ہے۔ اس کا ثبوت یہ حکم ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے پیوند لگی ہوئی کھجوروں کے درخت فروخت کئے تو اس پر لگے ہوئے پھل بائع کے ہیں مگر یہ کہ خریداران کی شرط لگا دے۔

(صحیح مسلم، ج ۲، ص ۶، قدیمی کتب خانہ کراچی)

www.waseemziyai.com

اس حدیث مبارکہ میں یہ حکم بیان ہوا ہے کہ کھجور کے درختوں کو فروخت کیا تو اصل یہی ہے کہ اس کے پھل بھی کھجور کے درختوں کے ساتھ داخل ہوں لیکن بائع کو اختیار ہے کہ اگر وہ شرط لگادے کہ پھل بائع کی ملکیت میں رہیں گے تو شرط لگا سکتا ہے کیونکہ جس طرح کھجور کے پھلوں کی بیع درختوں کے سوا ہوسکتی ہے اسی طرح اب ان کے ساتھ بھی ہوسکتی تھی لیکن وہ پھلوں کا استثناء شرط کے ساتھ کر سکے گا۔اور یہی اس قاعدے کا مفاد ہے۔

قاعدہ نمبر 164:

اصل یہ ہے کہ عورتوں کو ان کاموں کا حکم دیا جائے جو گھر میں رہ کر کئے جا سکتے ہوں،اور ان کاموں سے منع کیا جائے جن کی وجہ سے گھر سے باہر نکلنا پڑے۔(احکام القرآن للجصاص،ج۳،ص۴۴۳،بیروت)

اس کا ثبوت یہ حکم ہے:

ترجمہ:اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور قدیم جاہلیت کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کی نمائش نہ کرو اور نماز پڑھتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو۔(الاحزاب،۳۳)

امام ابن جریر نے الحکم سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان آٹھ سو سال تھے ان کی عورتیں بدصورت اور مرد خوبصورت ہوتے تھے ان کی عورتیں مردوں کو اپنی طرف مائل اور رغبت دلانے کے لئے بناؤ سنگھار کرتی تھیں اور یہی قدیمی جاہلیت ہے۔(جامع البیان،پارہ۲۲،ص۷،دارالفکر بیروت)

اس سے یہ معلوم ہوا کہ عورتوں کا غیر محرموں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے بناؤ سنگھار کرنا منع ہے۔آج کل تہذیب جدید کے نام سے لوگوں کے اندر اور مسلم معاشرے میں بکثرت ایسے مواقع فراہم کئے جارہے ہیں کہ جس کی وجہ سے عورت کے مقام عزت کو پامال کیا گیا ہے اور روشن خیال عورتیں بھی اپنی عزتوں کو خود پامال کرتی نظر آتی ہیں۔

www.waseemziyai.com

اباحتِ خروج کے شرعی وطبعی اسباب

۱-زیارت والدین:

والدین کی زیارت کے لئے عورتوں کا جانا جائز ہے۔

۲-عروس المحارم:

رشتہ داروں کے ہاں شادی بیاہ کے مواقع پر جانے کی اجازت ہے۔

۳-علاج ومعالجہ:

بیماری کی صورت میں علاج ومعالجہ کے لئے خواتین کا گھر سے باہر جانا جائز ہے۔

۴-اموات المحارم:

ذی رحم محرم رشتہ داروں کی اموات کے موقع پر عورتوں کا گھر سے باہر جانا جائز ہے۔

۵-حج وعمرہ:

قابل استطاعت عورتوں کا اپنے محارم میں سے کسی محرم کے ساتھ حج یا عمرہ پر جانا جائز ہے۔

۶-ہجرت الی دارالاسلام:

دارالاسلام کی طرف ہجرت کر کے عورتوں کا جانا جائز ہے۔

۷-دیگر امور شرعیہ:

عدالت میں دعویٰ خلع، شہادت اور دیگر کئی اہم امور جن میں عورت کا جانا ضروری ہو تو ایسی صورت میں بھی عورتوں کا گھر سے باہر جانا جائز ہے۔ اسی طرح کئی دیگر مواقع ہیں جہاں عورت کو اپنا حق حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے مزید نو صورتیں

www.waseemziyai.com

بیان فرمائی ہیں۔

۱-قابلہ: یہ کہ کسی عورت کو دردزہ ہو، یہ دائی ہے۔

۲-غاسلہ: جب کوئی عورت مرے یہ نہلانے والی ہے ان دونوں صورتوں میں اگر شوہردار ہے تو اذن شوہر لازم ہے جبکہ مہر معجّل نہ ہو یا تھا تو پا چکی۔

۳-نازلہ: جب اسے کسی مسئلہ کی ضرورت پیش آئے اور خود عالم کے یہاں جائے بغیر کام نہیں نکل سکتا۔

۴-مریضہ کہ طبیب کو بلا نہیں سکتی نبض کو دیکھانے کی ضرورت ہے اسی طرح زچہ و مریضہ کا علاجاً حمام کو جانا جبکہ وہاں کسی طرف سے کشف عورت اور بند مکان میں گرم پانی سے گھر میں نہانا کفایت نہ ہو۔

۵-مضطرہ کہ مکان میں آگ لگی یا گرا پڑتا ہے یا چور گھس آئے یا درندہ آتا ہے غرض کوئی ایسی حاجت واقع ہوئی کہ حفظ دین یا ناموس یا جان کے لئے گھر چھوڑ کر کسی امن وامان میں جائے بغیر چارہ نہیں اور عضو شق نفس اور مال اس کا شقیق ہے۔

۶-حاجہ: ظاہر ہے اور زائرہ اس میں داخل کہ زیارت اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم تتمہ حج ہے

۷-مجاہدہ: جب ''عیاذ باللہ'' اسلام کو حاجت اور بحکم امام نفیر عام کی نوبت ہو فرض ہے کہ ہر غلام بے اذن مولیٰ، ہر پسر بے اذن والدین، ہر پردہ نشین بے اذن شوہر جہاد کو نکلے جبکہ استطاعت جہاد، سلاح وزاد ہو۔

۸-کاسبہ: عورت بے شوہر ہے یا شوہر بے جو ہر کہ خبر گیری نہیں کرتا، نہ اپنے پاس کچھ کہ دن کاٹے، نہ اقارب کو توفیق یا استطاعت، نہ بیت المال منتظم، نہ گھر بیٹھے دستکاری پر قدرت، نہ محارم کے ہاں ذریعہ خدمت، نہ بحال بے شوہری کسی کو اس سے نکاح کی رغبت تو جائز ہے کہ بشرط تحفظ وتحرز اجانب کے یہاں جائز وسیلہ رزق پیدا کرے، جس میں کسی مرد سے خلوت نہ ہو حتی الامکان وہاں ایسا کام لے جو اپنے گھر آ کر

www.waseemziyai.com

کرلے جیسے سینا پیسنا ورنہ اس گھر میں نوکری کرلے جس میں صرف عورتیں ہوں یا نابالغ بچے، ورنہ جہاں کا مرد متقی پرہیز گار ہو اور ساٹھ ستر برس کی پزال بدشکل کریہہ النظر کو خلوت میں بھی مضائقہ نہیں

۹-مسافرہ: جو عورت سفر جائز کو جائے جیسے والدین مدت سفر میں ہیں یا شوہر نے کہ نوکر دور ہے اپنے پاس بلایا اور محرم ساتھ ہے تو منزلوں پر سراء وغیرہ میں اترنے سے چارہ نہیں۔ (فتاوی رضویہ، ج ۲۲، ص ۲۲۵، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

ممانعت کے مواقع

۱-الیکشن کے لئے ووٹ مانگنا:

دور جدید میں عورتوں نے مردوں کے شانہ بشانہ ہونے کا ٹھیکہ اس قدر وسیع کرلیا ہے کہ وہ ملکی اور ریاستی سرگرمیوں میں بھی کثرت سے شامل ہو رہی ہیں اور ایک کونسلر سے لے کر ملک کی صدارت تک انہوں نے اپنی وسعتوں کا دائرہ کھینچا ہوا ہے۔ تاہم شرعی احکام کے مطابق ایک مسلمان پر جو حکم لازم ہے اس کے مطابق عورتوں کی اس قسم کی تمام سرگرمیاں منع ہیں۔ کیونکہ یہ تمام ذرائع برائی کو پھیلانے کا سبب بنتے ہیں۔ اس کی تفصیل اہل نظر لوگوں سے دور نہیں ہے۔ اور جاہل لوگوں تو اپنی جہالت میں اندھے ہیں وہ کچھ بھی نہیں دیکھ سکتے۔ کیونکہ عورت جب اکیلی یا تنہاء یا غیر محرموں کے ساتھ نکلتی ہے تو وہی شیطان ہے جو اسے تکتا ہے۔

قاعدہ نمبر 165:

جب اجناس مختلف ہوں اور قدر (وزنی ہونے) میں وہ اجناس مختلفہ متحد ہوں تو ان میں تفاضل جائز ہے۔ (کفایہ)

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ جب اجناس مختلف ہو جائیں اور وہ چیزیں جن کی خرید وفروخت ہو رہی ہے وہ وزن میں متحد ہوں یعنی ان کا وزن برابر ہو تو ایسی صورت

www.waseemziyai.com

میں قانون یہ ہے کہ ان اشیاء میں زیادتی جائز ہے جبکہ وہ نقد بہ نقد ہوں۔ اگر چہ نقد بہ نقد ہونا اس کے قاعدہ کے موافق نہیں تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق یہی حکم ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سونے کی بیع، سونے کے عوض، اور چاندی کی بیع چاندی کے عوض اور گندم کی بیع گندم کے عوض اور جَو کی بیع جو کے عوض اور کھجور کی بیع کھجور کے عوض اور نمک کی بیع نمک کے عوض برابر، برابر ہو اور نقد بہ نقد ہو اور جب یہ اقسام مختلف ہو جائیں تو پھر جس طرح چاہو، بیچو بشرطیکہ نقد بہ نقد ہو۔ (مسلم، ج ۲، ص ۲۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

قاعدہ نمبر 166:

نفقہ بیوی کے پابند ہونے کا صلہ ہے۔ (عالم گیری)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ شادی کے بعد بیوی مکمل طور پر شوہر کے حقوق کی ادائیگی کی ذمہ دار ہو جاتی ہے اور عرف کے لحاظ سے بھی بہت کم مواقع ہیں کہ عورت خود اپنے روزگار کا سبب بنے بلکہ اس کے اخراجات اس کے شوہر پر لازم کئے ہیں تاکہ وہ اپنی عصمت کو محفوظ رکھے اور اسے گھر سے باہر جانے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ اور شوہر بھی اسے اپنے حقوق کی ادائیگی کے لئے پابند کرتا ہے کہ وہ اس کے حقوق ادا کرے لہٰذا اسی وجہ سے نفقہ شوہر پر لازم کیا گیا ہے۔ اس کا ثبوت یہ حکم ہے۔

و علی المولود له رزقهن و کسوتهن بالمعروف لا تکلف نفس الا وسعها . (البقرہ ۲۳۳)

اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ دستور کے مطابق ان (ماؤں) کا کھانا اور پہننا ہے اور کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں کیا جائے گا۔

انتباہ: مقرر نفقہ طلاق ہونے کی وجہ سے ساقط نہ ہوگا۔

(فتاوٰی رضویہ، ج ۱۳، ص ۴۵۹، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

www.waseemziyai.com

قاعدہ نمبر 167:

ہر وہ عام جو غیر مخصوص ہو، وہ عمل کے لازم ہونے میں خاص کی طرح ہے۔

(اصول شاشی)

اس کا ثبوت یہ حکم ہے۔

ترجمہ: چوری کرنے والا مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ دو، بدلے اس کے جو انہوں کسب کیا۔

فقہاء احناف فرماتے ہیں کہ اس آیت میں کلمہ ''ما'' عام ہے جو اس جرم کے تمام اجزاء کو شامل ہے جو چوری کے اندر ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح یہاں ''ب'' بدلیت کے معنی میں ہے یعنی ہاتھ کا کاٹنا اس کے عمل چوری کے بدلے میں ہے تو یہ حکم ایسا عام ہے جس سے کسی چیز کو خاص نہیں کیا گیا ہے اور چور کی سزا یہ ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا، اور مال مسروقہ اگر چہ ضائع ہو گیا یا نہیں، اس کا تاوان نہیں ہوگا، کیونکہ حرف ''ب'' میں بدلیت چوری کو صرف ہاتھ کاٹنے پر محمول کریں گے۔

انتباہ:

ہر عام تخصیص کا احتمال نہیں رکھتا۔

قاعدہ نمبر 168:

جب عام کی تخصیص پر دلیل قائم ہو جائے تو پھر اس کی تخصیص خبر واحد یا قیاس سے ہوتی رہے گی۔ (اصول شاشی)

اس کی توضیح یہ ہے کہ جب کسی عام حکم پر دلیل قائم ہو جائے تو پھر اس کی تخصیص خبر واحد یا قیاس سے ہوتی رہے گی کیونکہ بغیر قیام دلیل خبر واحد یا قیاس اس کی صلاحیت نہیں رکھتے کہ وہ کسی حکم عام کو خاص کر دیں۔

اس کا ثبوت اس حکم سے ہے۔

www.waseemziyai.com

ترجمہ: اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا ہے۔ (البقرہ)

اس آیت میں لفظ ''بیع'' عام ہے اور ہر قسم کی بیع کو شامل ہے اور دوسرا لفظ ''ربوا'' استعمال ہوا ہے اس کا لغوی معنی ''زیادتی، بڑھوتی'' ہوتا ہے جو ہر طرح کی بیع کو شامل ہے کہ ہر قسم کی بیع میں زیادتی اور بڑھوتی سود ہے۔ اگر یہاں عام کی تخصیص نہ کی جائے تو ہر قسم کی بیع مطلق طور پر حرام ہو جائے گی، حالانکہ ہر بیع میں خاص کر تجارت میں مقصود ہی اضافہ و زیادتی ہوتی ہے تو اس کی حکم عام کی تخصیص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادی ہے کہ سود والی زیادتی کون سی بیوع کے ساتھ ہوتی ہے وہ یہ ہیں۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سونے کی بیع سونے کے عوض اور چاندی کی بیع چاندی کے عوض اور گندم کی بیع گندم کے عوض اور جو کی بیع جو کے عوض اور کھجور کی بیع کھجور کے عوض اور نمک کی بیع نمک کے عوض برابر برابر ہو اور نقد بہ نقد ہو اور جب یہ اقسام مختلف ہو جائیں تو پھر جس طرح چاہو بیع کرو، بشرطیکہ نقد بہ نقد ہو۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۷۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس کے بعد فقہاء نے اس حکم کی علت قدر جنس قرار دی کہ اس کی وجہ سے سود کا حکم ثابت ہو جائے گا۔

قاعدہ نمبر 169:

مشترک کا عموم نفی میں جائز ہے اثبات میں جائز نہیں۔ (اصول شاشی)

یہ قاعدہ بعض فقہاء کے نزدیک مسلمہ ہے جبکہ بہت سے علماء نے اس سے اختلاف کیا ہے تاہم دلیل کی قوت کے پیش نظر ہم نے اس کو ذکر کر دیا ہے۔ اس کی وضاحت میں ہم مشترک کے عمومی نفی کی مثال بیان کر رہے ہیں کہ اگر کسی شخص نے یہ قسم کھائی کہ وہ مولا سے کلام نہ کرے گا، یہاں لفظ ''مولا' دو معانی کے درمیان مشترک ہے اس کا ایک معنی'' آزاد کرنے والا مالک'' اور دوسرا معنی'' آزاد ہونے والا غلام'' تو قسم کی صورت میں جو اس کلام نفی کے ساتھ کھائی کہ وہ مولا سے کلام نہ کرے گا۔ اگر اس نے اپنے آزاد

www.waseemziyai.com

کردہ غلام سے بات کی یا کسی اپنے غلام سے یا جس نے اُسے آزاد کیا ہے اس سے بات کی تو ان تمام صورتوں میں اس کی قسم ٹوٹ جائے گی۔ کیونکہ مشترک میں عموم پایا گیا اور وہ بھی کلام نفی میں ہے کہ جس سے عموم ثابت ہوتا ہے۔

اثبات میں عدم عموم کی تفریع:

طرفین علیہما الرحمہ نے اس قاعدہ کی ایک اور تفریع بیان فرمائی ہے۔ ایک شخص نے وصیت کی کہ بنی فلاں کے موالی کے لئے یہ وصیت ہے اور فلاں کے قبیلے کے موالی کو میری طرف سے یہ دے دیں، اور اگر اس قبیلے کے موالی دو طرح کے ہوں۔ ایک یہ کہ انہوں نے اپنے غلاموں کو آزاد کیا ہو اور دوسرے اس طرح موالی ہوں کہ وہ خود کسی کے آزاد کردہ غلام ہوں لہٰذا دو طرح جب ان کے اندر موالیت جمع ہوگئی اور یہاں کلام بھی مثبت ہے۔ تو اس تفریع کے مطابق طرفین فرماتے ہیں کہ وہ وصیت کسی کے حق میں نافذ نہ ہوگی کیونکہ اشتراک کی وجہ سے کسی ایک پر عمل کرنا بغیر کسی ترجیح اور دونوں پر عمل کرنا محال کیونکہ مشترک بیک وقت ایک معنی کے مقاصد کے لئے مفید ہوتا ہے۔

اس قاعدہ کے مطابق دلیل یہ ہوگی کہ مشترک کا عموم کلام نفی میں ثابت ہوتا ہے اور یہاں کلام مثبت ہے لہٰذا عموم ثابت نہ ہوگا۔

قاعدہ نمبر 170:

جب مشترک کا ایک معنی مراد لیا جائے تو دوسرے معانی متروک ہو جائیں گے۔ (اصول شاشی)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ جب کسی حکم یا کلام میں ایسا لفظ بیان کیا گیا جس کے مختلف معانی ہوں تو ان میں سے کسی ایک معنی کا تعین کیا جائے گا اور اس قاعدہ کے مطابق جب کسی ایک معنی کا تعین ہو جائے گا تو باقی معانی کو چھوڑ دیا جائے گا۔

اس کا ثبوت یہ حکم ہے:

www.waseemziyai.com

ترجمہ: اے مسلمانو، تم حالت احرام میں شکار نہ کرو، اور جو تم میں سے جان بوجھ کر شکار کرے گا تو جو جانور مارا ہے اس کی مثل بدلہ دینا پڑے گا جو تم میں سے دو منصف ٹھہرا دیں۔ (مائدہ، پ، ۷)

اس آیت میں لفظ ''مثل'' مشترک ہے جو مثل صوری اور مثل معنوی دونوں کے درمیان مشترک ہے۔

مثل صوری کی تعریف:

اس سے مراد وہ مثل ہے جو مثل لہ سے صورت میں مشابہت رکھتی ہو جیسے ہرن بکری کی مثل ہے۔

مثل معنوی کی تعریف:

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کی قیمت جو اس چیز یا اس کے مشابہ چیزوں کی ہو سکتی ہو، تو ایسی قیمت کو مثل معنوی کہتے ہیں۔

مشترک کی تعریف:

مشترک وہ لفظ ہے جس کو دو مختلف معانی کے لئے یا دو سے زائد مختلف معانی کے لئے وضع کیا گیا ہو، جیسے لفظ ''جاریہ'' ہے اس کے مختلف معانی ہیں۔ (۱) باندی (۲) کشتی

مووَل کی تعریف:

جب مشترک کا ایک معنی غالب رائے کی وجہ سے راجح ہو گیا تو اسے مووَل کہیں گے یعنی مجتہد مشترک کے کثیر معانی میں کسی ایک معنی کو اختیار کر کے دوسرے معانی پر اُسے ترجیح دیتا ہے۔

لفظ قروء سے حیض مراد:

فقہاء احناف اور شوافع میں لفظ ''قروء'' پر اختلاف ہوا کہ اس سے مراد حیض لیا جائے گا یا طہر؛ تو فقہاء احناف کے نزدیک اس سے مراد حیض ہے کیونکہ وہ لفظ قروء کی

www.waseemziyai.com

جمعیت کو بحال رکھنا چاہتے ہیں اور خون حیض ہی ہے جو رحم میں جمع ہوتا ہے اور اگر تین طہر کو پورا کیا جائے تو وہ پورے نہیں ہوتے کیونکہ طلاق کا شرعی حکم بھی حالت طہر میں ہے لہٰذا جب مجتہد کے اجتہاد کے مطابق لفظ قروء سے مراد حیض لیا تو طہر کا معنی ساقط ہو جائے گا کیونکہ بیک وقت دونوں معانی کا مراد لینا محال ہے اور اب ہم فقہاء کے موقف کے مطابق یہ کہہ سکتے ہیں کہ لفظ قروء سے مراد حیض ہے اور اسے موؤل کہتے ہیں۔

ا-طلاق یا ظہار:

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا ''تو مجھ پر میری ماں کی مثل یا اس کی طرح ہے تو اس کی نیت کی طرف حکم کو لوٹایا جائے گا۔ تا کہ اس کی مراد کا انکشاف ہو، کیونکہ اگر اس کا ارادہ یہ ہو کہ وہ عزت میں میری ماں کی طرح ہے جیسا کہ اس نے کہا ہے کیونکہ عزت میں بھی مشابہت ہے اور اگر اس نے ظہار کا ارادہ کیا تو اس سے ظہار ہوگا۔ کیونکہ اس میں بھی تشبیہ ہے۔ (ہدایہ اولین ج ۲، ص ۳۹۰، دہلی)

لیکن جب اس نے کسی ایک معنی کی تصریح کر دی یا اس نے اپنی نیت یا ارادے کا اظہار کر دیا تو اسی کے مطابق حکم ہوگا۔

قاعدہ نمبر 171:

حقوق اللہ میں عطا کردہ سہولت کو حقوق العباد پر محمول کر دیا جائے گا۔ (اصول شاشی)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس نصاب زکوٰۃ ہے جو مختلف اجناس کی صورت میں ہے اور اسی طرح مصارف زکوٰۃ بھی مختلف ہوں تو وہ اجناس جو مصارف کے لئے زیادہ فائدہ مند ہوں ان اجناس کو انہی کے قریبی فوائد والے مصارف تک پہنچا دیا جائے گا تا کہ جس مصرف کو جس جنس سے زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ اسے حاصل کرے، کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زکوٰۃ مختلف اجناس پر نصاب زکوٰۃ کے مکمل ہونے پر فرض ہوئی، اسی طرح بندوں کو بھی اسی سہولت کو محمول کرتے ہوئے مختلف مصارف میں اسے تقسیم کر دیا جائے گا۔

www.waseemziyai.com

۱-واجب الاداء قرض:

اگر کسی شخص نے مختلف لوگوں کا قرض دینا ہو اور قرض دینے والے کے پاس ادائیگی کے لئے مختلف اجناس ہوں تو ایسی صورت میں اُسے چاہیے کہ ہر قرض خواہ کو اس جنس سے قرض ادا کرے جو اس کی قرض خواہ کے لئے زیادہ فائدہ مند ہو۔

قاعدہ نمبر 172:

فرع کے لئے یہ اہلیت نہیں کہ اس سے اصل ثابت ہو جبکہ اصل میں یہ اہلیت ہوتی ہے کہ اس سے فرع ثابت ہو جائے۔ (اصول شاشی)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی باندی سے کہا کہ تجھے طلاق ہو اور اس نے اس سے آزادی کا ارادہ کیا تو یہ صحیح نہ ہوگا کیونکہ آزادی اصل ہے اور طلاق اس کی فرع ہے اور فرع میں یہ صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ اصل کو ثابت کرے، جبکہ اصل میں یہ صلاحیت ضرور ہوتی ہے کہ وہ فرع کو ثابت کرے۔

قاعدہ نمبر 173:

اصل اور خلیفہ کے مقاصد میں عموم متحد ہوتا ہے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ ہر وہ عمل جس کی اباحت کسی اصل پر موقوف ہو جیسے نماز اور مس قرآن کے لئے وضو ہے اور وضو کا خلیفہ تیمّم ہے لہٰذا جس طرح وضو کی طہارت عام ہے کہ ایک وضو سے ہر قسم کی نمازیں اور مس قرآن کی اباحت ثابت ہوتی ہے اسی طرح تیمّم سے بھی طہارت عام حاصل ہے لہٰذا ایک تیمّم سے ہر طرح کی نمازیں اور قرآن پاک کو چھونا جائز ہے۔ اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے۔

ترجمہ: اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاکیزہ مٹی سے تیمّم کرلو۔ (النساء)

اس حکم سے معلوم ہوا کہ اگر پانی نہ ہو، تو پاکیزہ مٹی کے ساتھ تیمّم کرنے کا حکم اسی طرح طہارت کے لئے عام ہوگا جس طرح پانی طہارت کے لئے عام ہوتا ہے۔

www.waseemziyai.com

قصاص ودیت کے مقاصد:

اگر مقتول کے ورثاء قاتل کو معاف کرتے ہوئے اس سے دیت لیں تو یہ ان کے لئے جائز ہے کیونکہ قصاص و دیت دونوں کے مقاصد یہ ہیں کہ ورثاء کے سینوں میں موجود غصے کی آگ یا انتقام کے جذبے کو ٹھنڈا کیا جائے۔

مسافر مالک وغلام کے مقاصد:

اگر مسافر مالک کے ساتھ غلام گیا تو غلام اپنے آقا کی نیت کے تابع ہوگا یعنی غلام کو بھی سفر میں احکام سفر واقامت میں اپنے مالک کی اتباع کرنی پڑے گی، کیونکہ وہ ان کے مقاصد متحد ہیں۔

مسافر فوجی افسر وفوج کے مقاصد:

اگر فوج کے افسر نے سفر کیا تو تمام اس کی اتباع میں چلنے والی فوج اپنے افسر کے مطابق احکام سفر واقامت میں متحد ہوگی کیونکہ ان کے مقاصد متحد ہیں۔

مقیم امام ومسافر مقتدی کے مقاصد:

اگر امام مقیم ہے اور مقتدی مسافر ہے تو اسے امام کی اتباع کرتے ہوئے پوری نماز پڑھنا ہوگی کیونکہ اتحاد مقاصد پایا جارہا ہے۔

بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ تعاون کرنے والے:

اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ یہ لوگ شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مواقع پر شرکیہ فتوے دینے والے ہیں اور اسی طرح روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دینے کو شرک بتاتے ہیں اور اولیاء کرام کے اعراس کو بدعت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحیح وارث جماعت اہل سنت و جماعت کو بدعتی و مشرک سمجھتے ہیں۔ اس کے باوجود ان کے مدارس وتنظیمات کو چندہ دیکر اور رفاعی کاموں میں انہیں فنڈ دیکر جس سے وہ اسلحہ خرید کر اہل سنت و جماعت کا قتل عام کریں، تو تعاون کرنے

www.waseemziyai.com

والے لوگ بھی انہیں کے حکم میں ہوں گے کیونکہ اس طرح ان کے مقاصد میں اتحاد معنوی پایا جارہا ہے۔

قاعدہ نمبر 174:

تابع اصل کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے نہ کہ اصل تابع کے ساتھ ملصق ہوتا ہے۔ (الحسامی)

اس کی توضیح یہ ہے کہ خرید وفروخت میں اصل مبیع ہے جبکہ ثمن شرط ہے لہٰذا اگر کسی خرید وفروخت میں مبیع ہلاک ہو جائے تو بیع باقی ہی نہیں رہتی کیونکہ خرید وفروخت کے لئے ضروری تھا کہ اصل یعنی مبیع پائی جاتی۔ اور اسی طرح اگر بیع کی ثمن ہلاک ہو جائے تو اس خرید وفروخت میں کچھ فرق نہ پڑے گا کیونکہ تابع کے لئے ضروری ہے کہ وہ اصل کے ساتھ ملصق ہو، نہ کہ اصل کا تابع کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ثمن آخر کے ساتھ بیع اوّل تعین اول کے ساتھ جائز ہے۔

قاعدہ نمبر 175:

اصلی سبب کے ہوتے ہوئے خلفی سبب کا اختیار مسلوب ہو جاتا ہے۔

(ماخوذ من نور الانوار ص، ۲۹۸)

اس قاعدہ کی توضیح یہ ہے کہ جب کسی حکم کا سبب اصلی موجود ہو، تو وہ سبب جو اس کے بعد خلیفہ بننے والا ہے وہ اصلی سبب کے وقت بالکل معدوم کی طرح ہے جس طرح اگر کوئی شخص زندہ ہے تو اس کے وارثین اس کی وراثت کو تقسیم نہیں کر سکتے کیونکہ جب تک وہ زندہ ہے اس وقت تک وارثین کے لئے وراثت نہیں ہوگی۔ اور جب وہ شخص فوت ہو جاتا ہے تو اس کے مال وجائیداد میں اختیار وارثین کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

۱- قصاص کا حق:

جب کسی شخص نے کسی دوسرے آدمی کو عمداً قتل کر دیا جس کی وجہ سے قصاص کا حکم

www.waseemziyai.com

لازم ہوا ہے، لہٰذا مقتول حصول قصاص کے لئے سبب اصلی ہے کیونکہ قتل وہ ہوا ہے اور مطالبہ قصاص کا صحیح معنوں میں وہی حقدار ہے لیکن وہ قتل ہونے کی وجہ فوت ہو جاتا ہے اور قصاص لینے کی اس میں اہلیت نہیں رہتی، لہٰذا جس میت کی وراثت اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہو جاتی ہے اسی طرح حکم قصاص بھی اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اسی طرح یہ تفریع ہے کہ اگر کوئی شخص زخمی ہوا ہے تو وہ اپنے مدمقابل آدمی کو اگر معاف کردے اور قصاص کا مطالبہ نہ کرے تو وہ معاف کر سکتا ہے اور معاف کرنے والے کے اقارب اس میں دخل انداز نہیں ہو سکتے کیونکہ سبب اصلی کے ہوتے ہوئے سبب خلفی کا اختیار سلب ہو جاتا ہے۔

قاعدہ نمبر 176:

علل کا اَستنباط مجتہد دلائل کے ساتھ کرتا ہے۔ (ماخوذ من نور الانوار ص ۲۷۳)

اس قاعدہ کے ثبوت اصل یہ ہے۔

حضرت ابوسعید بن معلّٰی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا پس میں حاضر نہیں ہوا، (جب میں نے نماز پڑھ لی) تو میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا آپ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بلانے پر (فورا) حاضر ہو جاؤ۔ (الانفال، ۲۴)۔ (بخاری رقم الحدیث ۵۰۰۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس آیت سے مسئلہ بیان فرما کر واضح کیا ہے۔ لہٰذا فقہاء کے استنباط کر کے فقہی مسائل بیان کرنے کے لئے یہ اصل بہت وزنی دلیل کے طور پر ہے۔ اس قاعدہ کے ثبوت میں دوسری اصل یہ ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ذات سلاسل غزوہ میں تھا سردی کی ایک رات میں مجھے احتلام ہو گیا تو مجھے خوف ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو ہلاک ہو جاؤں گا، پس میں نے تیمّم کیا، پھر اپنے اصحاب کے ساتھ صبح نماز پڑھی تو انہوں

www.waseemziyai.com

نے یہ (مسئلہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا: اے عمرو؛ تو نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھی حالانکہ تو جنبی تھا، مجھے بتایئے وہ کیا چیز تھی جس نے تجھے غسل کرنے سے روک لیا، اور میں نے عرض کیا کہ میں نے اللہ کا (حکم) سنا ہے۔

ترجمہ: اور تم اپنی جانوں کو قتل نہ کرو، بے شک اللہ تمہارے ساتھ مہربان ہے۔ (القرآن)

تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور کچھ نہ فرمایا۔

(سنن ابوداؤد، ج ۱، ص ۴۸، دار الحدیث ملتان

انتباہ:

وہ چیز جس کے نام پر علت کا اطلاق ہوتا ہے اس کی سات اقسام ہیں۔

۱- اسمی علت:

اس کی مثال یہ ہے کہ جس طرح ایجاب کو کسی شرط کے ساتھ معلق کیا جائے، ایسی علت حکم میں موثر ہوتی ہے لیکن معلق ہوتی ہے جیسے ''انت طالق، ان دخلت الدار'' تو طلاق والی ہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی، اس مثال میں ''انت طالق'' علت اسمی ہے اور وقوع طلاق کے لئے ہی موضوع ہے لیکن حکم کی اضافت وجود شرط کے وقت اس کی طرف کی جاتی ہے۔

۱، یہاں علت حکمی نہ ہوگی کیونکہ اس کا حکم وجود شرط کی طرف موخر ہے۔

۲، یہاں علت معنوی بھی نہ ہوگی کیونکہ وجود شرط سے پہلے علت موثر نہ ہوگی۔

۲- اسمی و معنوی علت:

اس کی مثال یہ ہے کہ وہ بیع جو خیار شرط کے ساتھ ہو، اس بیع میں ملکیت کا پایا جانا علت اسمی ہے کیونکہ شرعی طور پر بیع کی وضع ملکیت کے لئے ہے اور علت معنوی ہونے میں وجہ سے ہے کیونکہ یہ علت ثبوت حکم میں موثر ہے۔

www.waseemziyai.com

ا، یہاں علت حکمی نہ ہوگی کیونکہ ثبوت ملکیت اسقاط خیار تک موخر ہے۔

۳۔معنوی وحکمی علت:

وہ علت جو حکم میں موثر ہو اور علت کے پائے جانے کی وجہ سے حکم پایا جائے لیکن وہ علت حکم کے لئے موضوع نہ ہو بلکہ اس علت کا مجموعہ حکم کے لئے موضوع ہو جیسے قرابت اور ملکیت کہ ان دونوں کا مجموعہ عتق کی علت ہے لیکن موثر آخری جزء یعنی ملکیت ہے۔اس کی مثال یہ حکم ہے۔

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ذی رحم محرم کا مالک ہوا، تو وہ آزاد ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ج ۲، ص ۱۸۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے کسی ایسے شخص کو خریدا جو ذی رحم محرم ہے تو ایسا غلام خود بخود آزاد ہو جائے گا اس میں قرابت علت معنوی ہے اور ملکیت علت حکمی ہے اور یہ دونوں آزادی کے لئے موثر ہیں۔اگر صرف قرابت پائی گئی اور ملکیت نہ پائی گئی تب بھی آزادی نہ ہوگی اور اگر صرف ملکیت پائی گئی اور قرابت نہ پائی گئی تو تب بھی آزادی نہ ہوگی

۴۔اسمی وحکمی علت:

اس کی مثال یہ ہے کہ جس طرح سفر رخصت کے لئے علت ہے اور نیند وضو کے لئے علت ہے۔

حدث کی مثال:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ وضو کر لے۔الخ۔

(سنن ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۷، دار الحدیث ملتان)

www.waseemziyai.com

۵-اسمی ومعنوی وحکمی علت:

اس کی مثال یہ ہے کہ جس طرح بیع مطلق کے لئے ملکیت علت ہے علت اسمی یہ ہے کہ مطلق بیع میں ملکیت پائی جاتی ہے اور ملکیت کی اضافت بیع کی طرف ہے اور علت معنوی اس طرح ہے کہ بیع مطلق میں ملکیت موثر ہے اور تاثیر ملکیت کی وجہ سے مشروع ہے اور علت حکمی اس طرح ہے کہ ملکیت وجود بیع کے ساتھ بغیر کسی مہلت کے ثابت ہو جاتی ہے۔

۶-حیز الاسباب علت:

اس کی مثال یہ ہے کہ ورثاء کے لئے وراثت کے مال میں اثبات حق کے لئے مرض الموت علت فی حیز الاسباب ہے۔

۷-مشتبہ العلل وصفی علت:

اس کی مثال یہ ہے کہ جس طرح قدر وجنس علت ربوا ہے۔ (نور الانوار ص ۲۷۵)

قاعدہ نمبر 177:

ہر بدعت سیئہ ضلالت ہے اور ہر ضلالت دوزخ میں ہوگی۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ ہر وہ حکم یا عمل جس کی دین میں کوئی اصل نہ ہو، وہ بدعت ہے اس کے بعد اس کی دو صورتیں ہیں کہ وہ بدعت کسی عمل حسن سے متصف ہے یا کسی امر قبیح کے ساتھ متصف ہے لہٰذا جس کے ساتھ اس کا اتصاف ہوگا اسی کے ساتھ اور اسی کے موافق اس کا حکم ہے یعنی جو حکم اس عمل حسن یا عمل قبح کا حکم ہوگا وہی حکم اس بدعت کا ہوگا۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے۔

بدعت حسنہ کا حدیث سے ثبوت:

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

www.waseemziyai.com

جس شخص نے اسلام میں کسی نیک کام کی ابتداء کی اس کو اپنا اجر بھی ملے گا اور بعد میں اس پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی ملے گا اور بعد والوں کے اپنے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی، اور جس شخص نے اسلام میں کسی برے کام کی ابتداء کی اس کو اپنے کام کا گناہ بھی ہوگا اور بعد میں عمل کرنے والوں کے اعمال کا گناہ بھی ہوگا اور ان کے اپنے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (صحیح مسلم، ج ا، کتاب الزکوۃ، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اصول وفروع میں قاعدے کا اطلاق:

اس قاعدے کا اطلاق اصول اور فروع دونوں میں ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص امت مسلمہ کے اجتماعی عقائد کے مقابلے میں کوئی نئے نظریات وعقائد پیش کرتا ہے جن کی قرآن وسنت اور اجماع میں کوئی اصل ہی نہیں ہے وہ بدعت سئیہ کے حکم میں ہوگا۔ اور اسی طرح وہ نئی اعتقادی تفریع جس کی اصل قرآن وسنت واجماع سے ملتی ہو وہ سنت حسنہ کہلائے گی۔

قاعدہ نمبر 178:

تمام دلائل اپنی تمام اقسام کے ساتھ بیان کا احتمال رکھتے ہیں۔ (الحسامی)

بیان کا معنی:

بیان کا لغوی معنی ''اظہار، واضح،

بیان کی اقسام خمسہ:

بیان کی سات اقسام ہیں۔ ا- بیان تقریر ۲- بیان تفسیر ۳- بیان تغییر ۴- بیان ضرورت ۵- بیان حال ۶- بیان عطف ۷- بیان تبدیل۔

ا- بیان تقریر:

وہ بیان جس کے معنی ظاہر ہوں لیکن اس کے معنی میں دوسرے معنی کا احتمال ہو، لہٰذا متکلم اصلی معنی کو زیادہ واضح کرنے کے لئے زیادہ اظہار کرے۔ اسکی مثال قرآن کا یہ

www.waseemziyai.com

بیان ہے

ترجمہ: پس تمام فرشتوں نے مل کر سجدہ کیا (حجر)

اس آیت میں فرشتوں کے سجدہ کرنے کا بیان ہے لفظ ''فرشتوں'' سے یہ معنی سمجھا جارہا تھا کہ اس میں تمام فرشتے شامل ہیں لیکن ''اجمعون'' سے زیادہ واضح کردیا کہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا۔

۲- بیان تفسیر:

اگر کوئی لفظ مبہم ہو تو اس مبہم لفظ کے معنی کو جس بیان سے واضح کیا جائے اسے بیان تفسیر کہتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

ترجمہ: اور تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ (البقرہ)

اس حکم میں نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے لیکن نماز کے فرائض و واجبات اور اسی طرح زکوٰۃ کا نصاب اور حولان حول اور مصارف وغیرہ کے احکام میں ابہام تھا جن کو احادیث میں بیان کیا گیا ہے لہٰذا قرآن کی تفسیر احادیث نے بیان کی ہے جنہیں بیان تفسیر کہا جاتا ہے

۳- بیان تغییر:

وہ بیان جو متکلم کے کلام کے معانی کو تبدیل کرے اسے بیان تغییر کہا جاتا ہے جیسا کہ قرآن میں آیا ہے۔

ترجمہ: اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم آدم کو سجدہ کرو، تو انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ (البقرہ)

اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ تمام فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا لیکن استثناء سے معلوم ہوا کہ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا۔

www.waseemziyai.com

۴-بیان ضرورت:

وہ بیان جو ایسی بات پر دلالت کرے جس کے لئے کوئی لفظ نہ بولا گیا ہو لیکن کلام کے تقاضہ سے وہ بات حاصل ہو جائے اسے بیان ضرورت کہتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے۔

ترجمہ: اگر کوئی شخص مر جائے تو اس کے والدین اس کے مال کے وارث ہیں پس ماں کا حصہ ایک ثلث ہے۔ (النساء)

۵-بیان حال: وہ بیان جس پر متکلم کا ظاہری حال دلالت کرے، اسے بیان حال کہتے ہیں اس کی مثال یہ ہے۔

اجازت نکاح پر سکوت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر شادی شدہ لڑکی سے مشورہ لئے بغیر اس کا نکاح نہ کیا جائے اور کنواری کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح نہ کیا جائے، صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری کی اجازت کس طرح ہے؟ فرمایا اس کی خاموشی۔

(صحیح مسلم، ج ۱، ص ۴۵۵، قدیمی کتب کراچی)

اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ کنواری لڑکی کا وقت نکاح خاموش رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس نکاح پر رضامند ہے اور اس کی اسی ظاہری حالت کا بیان حال کہا جائے گا۔

شفیع کا سکوت:

اگر شفیع نے حق شفعہ والی جائداد کو فروخت ہوتے ہوئے دیکھا اور وہ اس موقع پر خاموش رہا تو اس کی یہ خاموشی بیان حال ہوگی کیونکہ اگر وہ دعویٰ کرنا چاہتا تو اس وقت خاموش نہ رہتا اور اگر اس نے وقت فروخت خاموشی اختیار کی اور بعد میں دعویٰ شفعہ کیا تو

www.waseemziyai.com

اس کا دعویٰ ہرگز نہ سنا جائے گا۔

۶- بیان عطف:

وہ بیان کہ جب کسی وزنی، کیلی یا عددی چیز کو ذکر کر دیا جائے اور اس کے بعد معطوف علیہ کے طور پر کسی وزنی، کیلی یا عددی چیز کو کسی جنس کے ساتھ متعین کرتے ہوئے بیان کیا جائے تو ایسے بیان کو بیان عطف کہتے ہیں۔

اس کی توضیح یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ نعمت علی کے میرے ذمے ایک سو اور ایک روپیہ ہے تو قائل کے اس جملے میں بیان عطف کا استعمال ہوا ہے کہ اس نے معطوف علیہ یعنی ایک روپیہ سے پہلے کو ایک ''سو'' کہا ہے تو اس سے مراد ایک سو روپیہ ہی ہے۔ اسی طرح جب کسی نے کہا کہ میرے ذمے ایک سو اور ایک قفیز گندم ہے تو یہاں بھی ایک 101 قفیز گندم مراد ہوگی۔ کیونکہ عرف میں اسی کا تعارف ہے۔

قاعدہ نمبر 179:

جب صدر کلام غایت کو شامل ہو تو لفظ ''الی'' غایت کے سوا میں اسقاط کا فائدہ دیتا ہے۔ (اصول شاشی)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ کسی نے شخص کوئی چیز تین دن کے خیار شرط سے فروخت کی تو اس صورت میں غایت مغیہ میں داخل رہے گی لیکن اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ مدت جو غایت سے خارج ہوگی اس کے اعتبار کو ساقط کر دیا جائے گا۔ لہٰذا تین دن کے بعد اختیار ختم ہو جائے گا۔

۱- جب ''الی'' کا مابعد اپنے ماقبل کے حکم میں علی الاطلاق داخل ہوگا۔

۲- جب ''الی'' کا مابعد اپنے ماقبل کے حکم میں علی الاطلاق داخل نہیں ہوگا۔

۳- جب ''الی'' کا مابعد اپنے ماقبل کی جنس سے ہوگا تو داخل ہوگا ورنہ نہیں۔

۴- جب ''الی'' کے داخل ہونے یا نہ ہونے پر کوئی خارجی دلیل نہ ہو بلکہ ''الی'' کے

www.waseemziyai.com

مابعد کے داخل ہونے یا نہ ہونے میں کسی خارجی دلیل کی محتاجگی ہو۔

غایت کے مغیا میں داخل ہونے کے قواعد درج ذیل ہیں۔

حروف کے متعلق چند قواعد اس قاعدہ کے ساتھ ذکر دیئے جاتے ہیں۔

۱-واؤ کے متعلق قاعدہ:

۱- واؤ میں اصل یہ ہے کہ وہ علی الاطلاق عطف کے لئے آتی ہے۔اس میں مقارنت وترتیب کا کوئی لحاظ نہیں ہے۔اگر مفرد کا عطف مفرد پر ہوتو شرکت محکوم علیہ اور محکوم بہ دونوں میں ثابت ہوگی اور اگر جملے کا عطف جملے پر ہوتو شرکت صرف وجود اور ثبوت میں ثابت ہوتی ہے۔

۲-واؤ کبھی حال کے لئے آتی ہے:

اگر واؤ کو استعمال حال یا عطف کے سوا کسی بھی اور معنی کے لئے ہوتو یہ اس کا مجازی استعمال ہوگا کیونکہ واؤ کا حقیقی استعمال تو صرف عطف کے لئے ہے۔اس کی مثال یہ ہے جیسے کوئی شخص اپنے غلام سے کہے کہ مجھے ایک ہزار ادا کردو اور تو آزاد ہے پس مالک کے اس قول میں ''وانت حر'' میں عطف نہ ہوگا۔کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ خبر کا عطف انشاء پر اچھا نہیں ہوتا۔لہٰذا اس واؤ کو حال پر محمول کیا جائے گا۔

۲-فاء کے متعلق قاعدہ:

فاء میں اصل یہ ہے کہ وہ وصل اور تعقیب کے کے لئے آتی ہے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ ''فاء'' کو احکام میں بطور علت استعمال کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے فاء تعقیب کے لئے آتی ہے۔کیونکہ احکام علل کے بعد ہوا کرتے ہیں۔اور یہ علل پر بالذات مرتب ہوتے ہیں۔جیسے ایک شخص نے کہا کہ میں نے یہ غلام تجھے اتنے میں بیچ دیا،اور دوسرا کہے کہ پس وہ آزاد ہے۔تو اس کا معنی یہ ہے کہ اس نے بیع کو قبول کرلیا ہے اور اس کے بعد اس کو آزاد کردیا ہے کیونکہ قائل نے اعتاق کو ایجاب پر مرتب کیا ہے اور

www.waseemziyai.com

اعتاق کے لئے ضروری ہے کہ وہ قبول بیع کے بعد منعقد ہوتا لہٰذا اعتاق کے قول کی وجہ سے بیع ثابت ہو جائے گی۔

فاء کا استعمال شرط کی جزاء پر:

اس کی مثال یہ ہے ترجمہ: پس ان کے قدموں کو شیطان نے جنت میں ڈگمگایا پس ان کو وہاں کے عیش وآرام سے نکلوایا۔ (البقرہ)

اسی طرح مسائل شرعیہ میں حرف فاء کبھی شرط کی جزاء پر واقع ہوتا ہے اور جزاء کا اصول یہ ہے کہ جب شرط پائی جائے تو اس کے ساتھ فوری طور پر جزاء بھی پائی جائے۔

۳-''لکن'' کے متعلق قاعدہ:

''لکن'' نفی کے بعد استدراک کے لئے آتا ہے۔ کلام سابق میں پایا جانے والا وہم لفظ لکن کے ذریعے دور کیا جاتا ہے۔

۴-حرف او، کے متعلق قاعدہ:

حرف ''او'' میں اصل یہ ہے کہ دو مذکور امور میں سے کسی ایک کو ثابت کرنے کے لئے آتا ہے۔ اور اسی طرح معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان اختیار کے لئے بھی آتا ہے۔

۵-''حتّٰی'' کے متعلق قاعدہ:

''حتی'' الی کی طرح انتہاء غایت کے لئے آتا ہے۔

۶-حرف ''ان'' کے متعلق قاعدہ:

حرف ''ان'' میں اصل یہ ہے کہ یہ حرف شرط کے لئے آتا ہے۔

۷-حرف ''بل'' کے متعلق قاعدہ:

کسی غلط بات کے تدارک کے لئے حرف بل کو استعمال کیا جاتا ہے۔

www.waseemziyai.com

اس کی مثال یہ ہے ترجمہ: کافر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں کو) اولاد بنایا، وہ تو پاک ہے بلکہ فرشتے اس کے مقرب بندے ہیں۔

اس آیت میں سابقہ ایک غلط بات کا تدارک کیا گیا ہے کہ کافروں کا یہ عقیدہ کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی اولاد ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرمایا کہ فرشتے اولاد نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مکرم بندے ہیں۔ تو اس آیت میں حرف ''بل'' نے کافروں کی بات میں غلطی کا تدارک کرتے ہوئے ان کے باطل عقیدے کی تردید فرمادی ہے۔

قاعدہ نمبر 180:

جس زمانے میں مکلفین کے جس طرح احوال ہوتے ہیں انہی کے مطابق ہی احکام شرعیہ ان پر قائم ہوتے ہیں۔ (ماخوذ من اصول شاشی)

۲-سابقہ شریعتوں کے منسوخ احکام:

بنی اسرائیل کے لئے توبہ کا حکم:

ترجمہ: پس تم اپنے پیدا کرنے والے کی بارگاہ میں توبہ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ (البقرہ،۵۴)

بنی اسرائیل والوں کو توبہ کرنے کا حکم دیا گیا کہ وہ اپنے رب کی بارگاہ میں اس طرح توبہ کریں کہ ایک دوسرے کو قتل کریں، جبکہ امت مسلمہ کے لئے توبہ کرنے کا طریقہ کتنا آسان ہے کہ وہ اپنے رب کی بارگاہ میں اپنے گناہوں پہ ندامت کریں اور آئندہ نہ کرنے کا عہد کرلیں تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے۔

۳-ایام بیض کے روزے:

پہلی امتوں پر ایام بیض یعنی ہر مہینے کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کے روزے فرض تھے جبکہ ہماری شریعت میں یہ حکم منسوخ اور ماہ رمضان کے روزے فرض کر دیئے گئے ہیں۔

www.waseemziyai.com

۴-دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا:

اسی طرح دو بہنوں کے ساتھ ایک آدمی ایک ہی وقت میں نکاح کر سکتا تھا جبکہ ہماری شریعت میں یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے کیونکہ اب نہ ابتدائے اسلام میں کوئی یہ جمع کرنا جائز تھا نہ اب ہے اور نہ آئندہ کبھی ہوگا۔

۵-اونٹ کا گوشت:

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے والی شریعتوں میں اونٹ کا گوشت حلال تھا اور اسکا دودھ بھی حلال تھا جبکہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک منت کے طور پر اسے حرام ٹھہرایا اور بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں اس کے گوشت اور دودھ کی تحریم کا حکم نازل ہوا تھا۔ جبکہ اب اونٹ کا گوشت اور اونٹنی کا دودھ حلال ہے۔

۶-مالِ غنیمت:

سابقہ شریعتوں میں سے کسی شریعت میں بھی مال غنیمت حلال نہ تھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں یہ حکم ہے کہ مال غنیمت ان کے لئے حلال کر دیا گیا ہے۔

۲-آخری امت کے لئے مکمل اور آخری شریعت:

۳-ہر نئی شریعت باطل ہوگی:

یہ شریعت آخری ہے اس کے بعد کوئی نئی شریعت نہ آئے گی اگر کسی شخص نے کسی شریعت کا دعویٰ کیا تو اسے بالکل قبول نہیں کیا جائے گا۔

قاعدہ نمبر 181:

مصالح شرعیہ کو احکام شرعیہ میں لوگوں کے فوائد کے موافق لایا جائے گا۔

اس کا ثبوت اس اصل سے ہے۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں فلاں شخص کی لمبی قراءت کی وجہ سے صبح کی

www.waseemziyai.com

نماز سے رہ جاتا ہوں (راوی فرماتے ہیں) کہ میں نے اس دن سے پہلے نصیحت کے موقع پر کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ جلال میں نہیں دیکھا تھا، آپ نے فرمایا: اے لوگو؛ تم میں سے بعض اشخاص لوگوں کو دین سے متنفر کرتے ہیں، تم میں سے جو شخص بھی نماز پڑھائے تو تخفیف کرے، کیونکہ اس کے پیچھے بوڑھے، کمزور اور ضرورت مند اشخاص بھی ہوتے ہیں۔ (صحیح مسلم، ج ا ص ۱۸۹، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس اصل سے یہ معلوم ہوا کہ جب شریعت میں قرآن کا نماز میں پڑھنے کا حکم اس طرح ہے کہ ''قرآن جس قدر تمہیں آسان ہو اسے پڑھو'' تو اس سے یہ ثابت ہوا شریعت نے سہولت دی کہ جس قدر آسانی سے پڑھ سکتے ہو اسے پڑھو، لہٰذا لوگوں کو اگر زیادہ قراءت کرنے سے مشکل میں ڈالنے کے مترادف ہو تو پھر ان کے لئے اسی قدر قراءت کرنی چاہیے جو ان کے لئے آسان ہو۔

ا- بچوں پر شفقت اور نماز:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کسی ایسے بچے کے رونے کی آواز سنتے جو اپنی ماں کے ساتھ ہوتا تو چھوٹی سورت پڑھ کر نماز میں تخفیف کر دیتے۔ (صحیح مسلم، ج ا ص ۱۸۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

قاعدہ نمبر 182:

قیاس علت مشترکہ کے بغیر حکم کو ثابت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ (الحسامی)

اس کا ثبوت یہ حکم ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر ہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی بیع چاندی کے بدلے اور سونے کی بیع سونے کے بدلے سے منع کیا ہے مگر جبکہ برابر، برابر ہو اور ہمیں اجازت دی کہ ہم سونے کو فروخت کریں چاندی کے ساتھ جیسے چاہیں اور چاندی کو سونے کے ساتھ جس طرح چاہیں۔

(بخاری ج ا، ص ۲۹۱، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

www.waseemziyai.com

انتباہ:

کسی بھی قیاس کے لئے ضروری ہے کہ جس طرح وہ علت قیاسی مسئلہ میں پائی جارہی ہے اسی طرح وہ علت اس مسئلہ کی اصل میں بھی پائی جائے۔

۱-علت فی الاصل:

ہر وہ علت جو اصول یعنی کتاب وسنت اور اجماع کے احکام میں موثر ہو، ایسی علت کو علت فی الاصول کہتے ہیں۔

۲-علت فی الفروع:

ہر وہ علت جو فروع میں معلول ہو یعنی جس طرح اصل کے حکم میں موثر ہے اسی طرح فرع کے حکم کے لئے موثر ہے۔

علت کے لحاظ سے امور ثلاثہ:

۱-ہر نص میں اصل یہ ہے کہ وہ معلول ہو یعنی اس میں علت ہو۔۲-ہر نص کے لئے ضروری ہے کہ اس میں ایسی مستقل دلیل ہو جو حالت معلول میں اس پر دلالت کرے۔ ۳-ہر نص میں ایسی دلیل کا ہونا ضروری ہے کہ جو اس میں موجود علت اور دوسری علل کے درمیان فرق واضح کرے۔ (نورالانوار)

قاعدہ نمبر 183:

مفہوم مخالف اگرچہ حجت علی الاطلاق نہیں تاہم اپنی شرائط واقسام کے ساتھ یہ حجت ہوتا ہے۔امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک مفہوم مخالف کی کوئی قسم معتبر نہیں۔

(شرح نووی مسلم، ج۱،ص ۴۸۵،قدیمی کتب خانہ کراچی)

مفہوم مخالف کی تعریف:

مسکوت عنہ کا حکم نفی اور اثبات میں مذکور کے خلاف ہو اور وہ حکم مسکوت عنہ کے لئے منطوق کے خلاف ثابت ہوگا اس کو دلیل خطاب کہتے ہیں

www.waseemziyai.com

وہ مواقع جہاں مفہوم مخالف بالکل معتبر نہیں ہوتا

۱-قتل اولاد:

ترجمہ: اپنی اولاد کو تنگی رزق کی وجہ سے قتل مت کرو۔ (بنی اسرائیل)

اس آیت میں اپنی اولاد کو رزق کی تنگی کی وجہ سے قتل کرنے کی ممانعت کا بیان ہے، تو کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ قتل اولاد کی ممانعت تو خوف رزق کی وجہ سے ہے لہٰذا اگر رزق کی تنگی کی وجہ نہ ہو تو پھر اولاد کو قتل کر دیا جائے گا، تو اس کا جواب یہی ہے کہ یہاں مفہوم مخالف بالکل معتبر نہیں ہے کیونکہ یہ نص کے خلاف ہے۔

مفہوم مخالف کے معتبر ہونے کی شرائط:

۱-مفہوم مخالف اس وقت حجت ہوگا جب کوئی حجت جو اس سے معارض ہو مضبوط یا موافق نہ ہو۔

۲-منطوق سے اظہار احسان یا امتنان مقصود نہ ہو، جس طرح قرآن میں آیا ہے۔

ترجمہ: وہ ذات جس نے تمہارے لئے سمندر کو مسخر کر دیا تاکہ تم اس سے تازہ گوشت کھاؤ۔ (نحل ۱۴)

اس آیت میں گوشت کو لفظ ''تازہ'' کے ساتھ مقید کیا گیا ہے یہ وہ موقع ہے جہاں پر اللہ تعالیٰ کے احسانات کا ذکر ہے اس لئے اُس گوشت کو تازہ کی صفت سے موصوف کیا ہے لہٰذا یہاں پر مفہوم مخالف کا اعتبار کرتے ہوئے یہ معنی ہرگز نہیں ہوگا کہ باسی گوشت کھانے کی ممانعت ہے کیونکہ یہاں سے مراد اظہار احسان مقصود ہے۔

۳-وہ مفہوم مخالف کسی حکم خاص یا واقعہ خاصہ سے متعلق سوال کا جواب نہ ہو۔ جس طرح قرآن میں آیا ہے۔

ترجمہ: اے ایمان والو؛ دگنا چوگنا کر کے سود نہ کھاؤ۔ (آل عمران ۱۳۰)

اس حکم کا مفہوم مخالف تو یہ ہوگا کہ اگر سود دگنا یا چوگنا نہ کیا جائے تو پھر اس کو کھانا

www.waseemziyai.com

چاہیے حالانکہ سود کسی طرح بھی جائز نہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں پر حکم ایک خاص واقعہ کی طرف منسوب ہے جواب جائز نہیں۔

۴-اگر منطوق میں صفت کا ذکر تبعا ہو تو مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوگا، جیسا کہ قرآن میں آیا ہے۔

ترجمہ: تم اپنی بیویوں سے مباشرت نہ کرو، جب تم مساجد میں معتکف ہو۔ (البقرہ، ۱۸۷)

اس آیت میں مساجد کا مفہوم مخالف معتبر نہیں ہے کیونکہ حالت اعتکاف میں علی الاطلاق جماع منع ہے۔

۵-سیاق کلام سے عموم کا قصد ظاہر نہ ہو اور اگر سیاق کلام سے عموم ظاہر ہو تو پھر وہاں مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوگا، اس کی مثال یہ ہے۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر موجود پر قادر ہے۔ (حشر ۶)

اس کا مفہوم مخالف معتبر نہیں ہے اور یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ معدوم پر قادر نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ معدوم اور ممکن پر بھی قادر ہے۔

۶-مفہوم مخالف مراد لینے سے اصل یعنی منطوق باطل نہ ہو۔

۷-جب منطوق سے کسی صفت سے تعظیم کا قصد وارادہ نہ ہو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے کہ جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے وہ خاوند کے سوا کسی اور پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے۔

اس حدیث میں اللہ اور آخرت پر ایمان کی قید محض اس حکم کی تعظیم واحترام کے لئے ہے لہٰذا اس کا مفہوم مخالف معتبر نہیں۔

۸-منطوق میں جو قید لگائی گئی ہو وہ اکثر واغلب نہ ہو، اور اگر منطوق کی قید اکثر واغلب ہوئی تو مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوگا اس کی مثال یہ ہے۔

ترجمہ: اور جن عورتوں سے تم مباشرت کر چکے ہو ان کی پہلے والی لڑکیاں جن کی

www.waseemziyai.com

تمہارے ہاں پرورش ہوئی۔(وہ بھی تم پر حرام ہیں)۔(النساء۲۳)

اس کا مفہوم مخالف معتبر نہیں اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ بیوی کی وہ پہلی لڑکیاں جو کسی دوسرے خاوند سے ہیں جن کی پرورش بھی سابقہ خاوند کے ہاں ہوئی وہ حلال ہوں۔

مفاہیم مخالفہ کا اعتبار

۱۔مفہوم صفت:

جب ذات کی کسی ایک صفت پر حکم کو معلق کیا جائے جیسے ''خودرَو گھاس کھانے والی بکریوں پر زکوۃ ہے'' اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ جن بکریوں کو کاٹ کر یا خرید کر گھاس کھلائی جائے ان پر زکوۃ نہیں ہے۔ یہ وصف عام ہے علت ہو یا نہ ہو۔

۲۔مفہوم علت:

جب کسی چیز کی علت پر حکم کو معلق کیا جائے جیسے ''شراب نشہ آور ہونے کی وجہ سے حرام کی گئی ہے'' اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ شراب اپنے اور وصف مثلاً مخصوص رنگ یا بو کی وجہ سے حرام نہیں کی گئی۔ یہ وصف خاص ہے۔

۳۔مفہوم شرط:

یہاں شرط سے مراد شرط شرعی ہے جس کا وجود مشروط پر موقوف ہوتا ہے اور مشروط میں داخل اور موثر نہ ہو جیسے استقبال قبلہ نماز کے لئے شرط ہے۔اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ کسی اور جانب نماز پڑھنا شرط نہیں ہے اور اسی طرح شرط سے مراد شرط لغوی مراد نہیں ہے جس طرح کوئی شخص کہے کہ اگر تم میری عزت کرو گے تو میں تمہاری عزت کروں گا۔

۴۔مفہوم عدد:

جب حکم کو کسی عدد پر معلق کیا جائے اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ اس سے کم یا زیادہ پر حکم معلق نہیں ہوگا جیسے قرآن میں آیا ہے۔

ترجمہ: اور طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض روک رکھیں۔(البقرہ۲۲۸)

www.waseemziyai.com

اس مفہوم مخالف یہ ہے کہ مطلقہ کی عدت نہ تو دو حیض ہے اور نہ ہی چار حیض ہے۔

۵-مفہوم غایت:

جب کسی چیز کی انتہاء پر حکم کو معلق کیا جائے اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ اس بیان کردہ غایت کے علاوہ میں یہ حکم معتبر نہ ہوگا جیسے قرآن میں ہے۔

ترجمہ: اپنے چہروں کو دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھوؤ۔ (مائدہ ۶)

اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ کہنیوں کے بعد کندھوں تک ہاتھوں کو دھونا وضو میں فرض نہیں ہے۔

۶-مفہوم لقب:

جب کسی حکم کو علم شخصی یا علم نوعی پر معلق کیا جائے جیسے ''زید کھڑا ہے'' اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ کوئی اور شخص نہیں کھڑا۔ اور ایسے ہی ''بکریوں میں زکوٰۃ ہے'' اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ بکریوں کے علاوہ اور کسی جانور پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

۷-مفہوم حصر:

جب کسی چیز کے حکم کو حصر کے ساتھ محصور کیا جائے جیسے ''زید کے سوا کوئی اور شخص کھڑا نہیں ہوا''۔

۸-مفہوم زماں:

جب کسی حکم کو زمانے کے ساتھ معلق کیا جائے جیسے قرآن میں آیا ہے

ترجمہ: حج معروف مہینوں میں ہے۔ (البقرہ ۱۹۷)

اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ ان مہینوں کے علاوہ حج نہیں ہے۔

۹-مفہوم مکاں:

جب کسی حکم کو مکاں کے ساتھ معلق کیا جائے جیسے ''میں زید کے سامنے بیٹھا'' یعنی اس کے پیچھے نہیں بیٹھا۔ (ارشاد الفحول ص ۱۷۰، مطبوعہ مصر)

www.waseemziyai.com

مفہوم مخالف کے عدم اعتبار پر دلائل

۱-امانت میں خیانت نہ کرنے کا عمومی حکم:

ترجمہ: اے ایمان والو؛ اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو، حالانکہ تم جانتے ہو۔ (الانفال ۲۷)

تو کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی امانتوں کے سوا دوسرے لوگوں یا کافروں کی امانتوں میں خیانت کرنا جائز ہے؟ ہرگز نہیں۔

انتباہ:

اس قاعدے کے مختلف دلائل سے معلوم ہوا کہ بعض دلائل ایسے ہیں جن کا تقاضہ یہ ہے کہ مفہوم مخالف معتبر ہونا چاہیے جبکہ اسی طرح بہت سے دلائل کا یہ تقاضہ ہے کہ مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوگا۔ لہٰذا مفہوم مخالف اگر دلائل شرعیہ کے خلاف نہ ہو تو معتبر اور اگر خلاف ہو تو نہیں۔

قاعدہ نمبر 184:

جب کوئی مسلمان دارالحرب میں کوئی عقد فاسد کرے تو وہ اس سے مالک ہو جائے گا لیکن اس کا یہ فعل گناہ ہے۔ (المبسوط)

حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں کہ دارالاسلام کی حفاظت میں آنے سے پہلے اسلام سے جو عصمت ثابت ہوتی ہے وہ صرف امام کے حق میں ثابت ہے احکام میں ثابت نہیں ہوتی کیا تم ان دو مسلمانوں کے بارے میں نہیں دیکھتے کہ اگر ان میں سے کوئی ایک دوسرے کا مال یا جان تلف کر دے تو اس پر ضمان نہ ہوگا حالانکہ وہ اس فعل کی وجہ سے گناہگار ہوگا اور اصل یہ ہے کہ احکام میں عصمت صرف دارالاسلام میں رہنے کی وجہ سے ہوتی ہے نہ کہ دین کی وجہ سے، کیونکہ دین تو حق شرع کے لحاظ سے ان لوگوں کو روکتا ہے جو اس دین کا اعتقاد رکھتا ہے اور جو اعتقاد نہیں رکھتے انہیں نہیں روکتا،

www.waseemziyai.com

جبکہ اس کے برخلاف جب انسان دارالاسلام میں ہوتو اس کے مال کی حفاظت اس شخص سے بھی کی جائے گی جو اس دین حرمت کا اعتقاد رکھتا ہو یا اعتقاد نہ رکھتا ہو، لہٰذا گناہ کی حیثیت سے جو عصمت ثابت ہوتی ہے اس اعتبار سے ہم نے کہا کہ ان کا یہ فعل مکروہ ہے اور قانون کے اعتبار سے عدم عصمت کی بناء پر (چونکہ مسلمانوں کی ولایت میں نہیں ہے) ہم نے کہا کہ اس کا لیا ہوا مال واپس کرنے کا حکم نہیں دیا جائے گا کیونکہ ان میں سے ہر ایک جب دوسرے کا مال لیتا ہے تو محض مال لینے کی وجہ سے اس کا مالک بن جاتا ہے۔

(المبسوط، ج ۱۴، ص ۵۸، مطبوعہ بیروت)

اس کا ثبوت یہ روایت ہے: یہ حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے نصاریٰ کی طرف لکھا جس شخص نے سود لیا ہمارے اور اس کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے اور مجوس ہجر کی طرف لکھا تم لوگ سود لینا چھوڑ دو، یا اللہ (عزوجل) اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اعلان جنگ قبول کرلو۔ (المبسوط)

۱- کافروں کے ساتھ سودی کاروبار:

کافروں کے ممالک میں ان کے ساتھ سودی کاروبار یا اپنے ممالک میں رہتے ہوئے ان کے ساتھ سودی کاروبار کرنا منع ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سود کی حرمت کا حکم عام ہے جو کسی عذر یا بہانے کی بناء پر جواز کی طرف نہیں جاتا۔ اور اسی طرح قرآن مجید میں باطل طریقے سے مال کھانے کی ممانعت بڑی صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

۲- عقود فاسدہ کے ذریعے کافروں کا مال حاصل کرنا:

اگر کافروں اور مسلمانوں کے درمیان جنگ ہو رہی ہو اور کافروں کا وہ ملک دارالحرب بنا ہوا ہو تو ان کے اموال مسلمانوں کے لئے علی الاطلاق مباح ہیں کہ جس طرح ان کی جانوں کے خونوں کی اباحت ہے اسی طرح ان کے اموالوں کی اباحت ہوگی، لیکن جن ممالک کے ساتھ مسلمانوں کے سفارتی تعلقات قائم ہوں ان کے اموال کو عقود فاسدہ کے ساتھ حاصل کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی حرام طرق کے ساتھ ان کے

www.waseemziyai.com

اموال کو کھایا جائے، کیونکہ اصول تجارت اسلام کی رو سے عموم کے طور پر رزق حلال اور شرعی اصولوں کے مطابق کمانے کا حکم دیتے ہیں۔

۳-کافروں کے ساتھ شراب وخنزیر کی خرید وفروخت:

کافروں کے ہاں شراب وخنزیر مباح ہیں تو کیا ان کے ساتھ شراب اور خنزیر کی بیع جائز ہے تو اس کا جواب یہ ہے شراب اور خنزیر کی بیع جائز نہیں ہے کیونکہ بیع کے بارے میں اصول یہ ہے کہ اس میں ایک مال کا تبادلہ دوسرے مال کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ شراب وخنزیر یہ دونوں مال نہیں ہیں، لہٰذا ہر وہ چیز جو مال ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی اس کے ساتھ بیع جائز نہیں ہوگی۔

۴-بیع کی اقسام:

بیع کی چار اقسام ہیں۔ ۱-بیع جائز ۲-بیع فاسد ۳-بیع باطل ۴-بیع موقوف علی الاجازت

۱-بیع جائز:

ہر وہ بیع جو خیار شرط سے خالی ہو اور اس کی ملکیت صرف عقد سے حاصل ہو جائے۔

۲-بیع فاسد:

وہ بیع جس کی ملکیت صرف عقد سے حاصل نہ ہو حتیٰ کہ متصل قبضہ بائع کے اذن کے ساتھ ہو۔

۳-بیع باطل:

اگر چہ بائع کے اذن سے قبضہ حاصل ہو تو پھر بھی اس کی ملکیت ثابت نہیں ہوتی۔

۴-بیع موقوف:

وہ بیع جو واقع نہ ہو اگر چہ مالک کی اجازت سے قبضہ حاصل ہو جائے۔

(جوہرہ نیرہ، ج۱، ص۴۶۰، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

www.waseemziyai.com

قاعدہ نمبر 185:

ولایت کے حقوق ان مسلمانوں کو حاصل ہیں جو دارالاسلام میں رہتے ہیں۔

اس کا ثبوت یہ ہے:

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے ہجرت نہیں کی وہ اس وقت تمہاری ولایت میں بالکل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ ہجرت نہ کرلیں۔ (الانفال ۷۲)

۱- دو ملتوں کے درمیان عدم ولایت:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کافر کا وارث نہ ہوگا اور نہ ہی کافر مسلمان کا وارث ہوگا۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث ۴۲۸۳)

اس قاعدہ کے اثبات میں مذکور آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ولایت کو ختم کر دیا گیا ہے اور مسلمانوں کو مسلمانوں کا ولی بنایا ہے اور کافروں کو کافروں کا ولی بنایا ہے۔ کفار اپنے دین و اعتقاد کے لحاظ سے ایک دوسرے کے ولی و مددگار ہیں اگر کسی عورت کا بھائی مسلمان ہو تو وہ اس کا ولی نہیں ہے اور نہ ہی اس کے نکاح کی ولایت رکھتا ہے۔ کیونکہ ان دونوں کے درمیان ولایت نہیں ہے۔ اور نہ نماز جنازہ کی ولایت حاصل ہوگی۔

کافروں کے مال پر حق تصرف:

مسلمانوں کے لئے یہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہے کہ وہ کافروں کے اموال کو ناجائز یا غیر قانونی طریقوں سے حاصل کر کے کھاتے رہیں کیونکہ مسلمانوں سے پہلے یہ طریقہ یہود کا تھا کہ وہ دوسروں کا ناحق مال کھانا جائز سمجھتے تھے۔

حضرت صعصہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا؟ کہ ہم اہل ذمہ کے اموال میں مرغیاں اور بکریاں دیکھتے ہیں تو اس پر حضرت

www.waseemziyai.com

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: پھر تم کیا کہتے ہو تو اس نے کہا کہ ہم یہ کہتے ہیں ان کا مال کھانے میں کوئی حرج نہیں، تو حضرت ابن عباس نے فرمایا: یہ ایسا ہی ہے جس طرح یہودی یہ کہتے ہیں کہ امیین کا مال کھانے میں ہم سے کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ تحقیق یہ ہے کہ جب اہل کتاب جزیہ ادا کردیں تو ان کی اجازت کے بغیر ان کا مال کھانا جائز نہیں ہے۔ (جامع البیان، ج ۳ ص ۲۲۷، بیروت)

قاعدہ نمبر 186:

غناء میں اصل حرمت ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میری امت میں پندرہ خصلتیں ہوں گی تو ان پر بلاؤں کا نزول حلال ہو جائے گا، آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کون سی خصلتیں ہیں آپ نے فرمایا: (۱) جب مال غنیمت کو ذاتی مال بنالیا جائے (۲) اور امانت کو مال غنیمت بنالیا جائے (۳) اور زکوۃ کو جرمانہ سمجھا جائے (۴) اور آدمی اپنی بیوی کے اطاعت کرے (۵) اور ماں کی نافرمانی کرے (۶) اور دوست کے ساتھ نیکی نہ کرے (۷) اور باپ کے ساتھ بے وفائی کرے (۸) اور مساجد میں آوازیں بلند کی جائیں (۹) اور سب سے رذیل شخص کو قوم کا سردار بنایا جائے (۱۰) اور کسی شخص کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کی جائے (۱۱) اور شرابیں (برسر عام) پی جائیں (۱۲) اور ریشم پہنا جائے (۱۳) اور گانے والیوں (۱۴) اور آلات موسیقی کو رکھا جائے (۱۵) اور اس امت کے بعد والے پہلوں کو برا کہیں، اس وقت تم سرخ آندھیوں یا زمین میں دھنسنے کا اور مسخ کا انتظار کرو۔ (سنن ترمذی، رقم الحدیث ۲۲۱۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی باندی کے پاس گانا سننے کے لئے بیٹھا اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیلا جائے گا۔ (جامع صغیر، رقم الحدیث ۸۴۲۸)

www.waseemziyai.com

غناء کے امدادی ذرائع:

غناء یعنی گانوں کے ساتھ مختلف بے ہودہ قسم کے ساز ہوتے ہیں جو گانے کے اندر موجود بے حیائی پھیلانے والے اور گناہوں کی طرف ابھارنے والے شاعری مواد کو مزید نکھارنے کے کام آتے ہیں لہٰذا جس طرح بے ہودہ گانے اور فسق و فجور کی طرف رہنمائی کرنے والے گانے سننا منع ہیں اسی طرح ان گانوں کی طرف متوجہ کرنے والے سازوں کو سننا بھی منع ہے۔اسی طرح بہت سے گانے ایسے ہیں جو اسلامی عقائد کے خلاف ہوتے ہیں اور بعض میں تو کفریہ اشعار بھی ہوتے ہیں۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

ناچنا، مذاق اڑانا، تالی بجانا، ستار کے تار بجانا، بربط، سارنگی بجانا، رباب، قانون، بانسری، جھانجن، بگل بجانا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ کفار کا شعار ہیں اور دف اور دیگر سازوں کا سننا حرام ہے اگر اچانک سن لیا تو معذور ہے اور اس پر واجب ہے کہ نہ سننے کی پوری کوشش کرے۔(ردالمحتار، ج۵، ص۳۴۸، بیروت)

موسیقی ایک ایسی مرض ہے جس سے لوگوں کے ضمیر مردہ ہوتے ہیں کیونکہ موسیقی میں ایک دلکشی کی کیفیت ہوتی ہے جو انسان کے اندر سے وہ قیمتی جوہر جس سے انسان کا ضمیر زندہ رہتا ہے اسے مردہ کر دیتی ہے آج دنیا میں مردہ ضمیری اسی وجہ سے عام ہو چکی ہے کہ موسیقی عام ہو گئی ہے۔لہٰذا موسیقی کے جواز پر دلائل فراہم کرنے والے ذرا ہوش سے کام لیں اگر ان کے ضمیر مردہ ہو چکے ہیں تو دوسروں کے اضمار کو مردہ مت کریں، لیکن سچ یہی ہے کہ وہ دوسروں کو بھی اپنی طرح مردہ ضمیر بنانا چاہتے ہیں۔

قاعدہ نمبر 187:

جب کسی حکم میں سبب اور علت دونوں جمع ہو جائیں تو وہ حکم علت کی طرف مضاف ہوتا ہے۔(اصول شاشی)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے بچے کو چھری دے دی کہ اسے پکڑو میں

www.waseemziyai.com

تم سے ابھی لے لیتا ہوں، اتنے میں بچہ اس چھری کو اپنے جسم پر مار کر مر گیا، تو اس صورت میں چھری دینے والے پر دیت لازم نہ آئے گی کیونکہ یہاں قتل خود بچے کے فعل کی طرف منسوب ہے جو کہ سبب ہے اور بچے کا قتل کرنا اپنے آپ کو اس کا یہ فعل علت ہے کیونکہ بچے کا اس میں قصد ہے اور چھری دینے والے کا کوئی قصد نہیں ہے لہٰذا جب کسی حکم میں سبب اور علت دونوں جمع ہو جائیں تو حکم علت کی طرف مضاف ہوتا ہے۔

قاعدہ:

جب حکم کی اضافت علت کی طرف متعذر ہو تو اس کی اضافت سبب کی طرف کی جائے گی۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کسی محرم نے کسی دوسرے محرم کو شکار بتایا، جس کو وہ مار ڈالے، تو اس صورت میں حکم سبب کی طرف مضاف ہوگا کیونکہ جس طرح شکار کرنے والے کو ضمان ہوگا اسی طرح بتانے والے پر ضمان ہوگا شکار کرنے والے کا حال تو ظاہر ہے جبکہ بتانے والے پر اس لئے ہوگا کہ اس نے ممانعت کے باوجود شکار بتایا ہے۔ اور بتانے کی وجہ سے وہ شکار کا سبب بنا ہے اور یہاں حکم کی نسبت علت کی طرف متعذر ہے لہٰذا حکم کی اضافت سبب کی طرف کرتے ہوئے شکار بتانے والے پر ضمان کا حکم ہوگا۔

قاعدہ نمبر 188:

لام تعریف برائے استغراق اور برائے جنس دونوں عموم کا فائدہ دیتے ہیں

(نور الانوار)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ جب کسی صیغہ پر لام تعریف یا ایسا لام جو برائے جنس ہو تو یہ دونوں لام عموم کا فائدہ دیتے ہیں اگر چہ ان دو لاموں کا دخول کسی جمع کے صیغے پر ہی کیوں نہ ہو، اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں ''لا اتزوج النساء'' کہ میں عورتوں سے شادی نہ کروں گا۔ اس کے قول میں ''النساء'' پر جو لام داخل ہوا ہے اس نے عموم کا فائدہ دیا ہے لہٰذا اس کا معنی یہ ہوگا کہ اس قول کے اقرار کرنے والے کا مطلب یہ

www.waseemziyai.com

ہے کہ وہ روئے زمین کی تمام عورتوں میں سے کسی ایک عورت کے ساتھ بھی شادی نہ کرے گا۔

قاعدہ نمبر 189:

جملہ مثبت میں ہر نکرہ صفت عام کے ساتھ متصف ہوتا ہے۔ (نورالانوار)

اس کی وضاحت یہ ہے جب کسی شخص نے کہا کہ میرے غلاموں میں سے جس نے تجھ کو مارا، تو وہ آزاد ہے۔ پس اگر سب نے اس کو مارا تو اس کے سارے غلام آزاد ہو جائیں گے کیونکہ اس مثال میں نکرہ صفت عام کے ساتھ متصف ہے۔ جو عموم کا فائدہ دیتا ہے۔

جبکہ دوسری صورت میں یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے کہا: میرے جس غلام کو تو مارے تو وہ آزاد ہے، اس قول میں مالک نے جس غلام کو مضروب قرار دیا ہے تو اگر مارنے والے نے سب غلاموں کو مارا، تو تمام کے تمام غلام آزاد نہ ہوں گے بلکہ صرف ایک غلام آزاد ہوگا کیونکہ اگر مارنے والے نے ترتیب کے ساتھ اوّل غلام کو مارا تو وہ آزاد ہو جائے گا، کیونکہ اس کے وقت مضروب میں دوسرا کوئی غلام مزاحم نہیں ہے اور جب اوّل غلام کے بعد دوسروں کو مارا تو اس وقت غلامِ اوّل دوسروں کے مزاحم نہ ہوگا، اور اگر غلاموں کو ترتیب کے ساتھ مارا، تو تب غلام اوّل آزاد ہو جائے گا۔ (نورالانوار)

قاعدہ نمبر 190۔

مثبت نافی سے اولی ہوتا ہے۔ (المنار، ۱۹۷)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ جب کسی مثبت اور منفی حکم میں تعارض آجائے تو امام کرخی علیہ الرحمہ کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ مثبت نافی سے افضل ہوتا ہے۔ جبکہ فقہاء احناف میں بھی اختلاف ہے بعض مواضع ایسے ہیں جہاں مثبت اولی ہوتا ہے اور بعض مواضع ایسے ہیں جہاں نافی اولی ہوتا ہے لہٰذا فقہاء نے اس اختلاف کو حل کرتے ہوئے ایک اور قاعدہ بیان کیا ہے اور وہ قاعدہ یہ ہے۔

www.waseemziyai.com

اس کا ثبوت اس حدیث سے فقہاء احناف کا استدلال ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔

(صحیح مسلم ج ۱، ص ۴۵۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا ہے جبکہ دوسری روایات سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے حالت احرام میں نکاح سے منع فرمایا ہے اور آپ حالت حلت میں نکاح کیا تھا۔

حضرت یزید بن اصم بیان کرتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حالت حلت میں نکاح کیا، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا میری اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں۔

(صحیح مسلم ج ۱، ص ۴۵۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

فقہاء احناف کے نزدیک مذکورہ قاعدہ کے مطابق حالت احرام میں نفس نکاح جائز ہے کیونکہ نکاح عقد کی مثل ہے اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

قاعدہ:

اگر نفی اس حکم کی جنس سے ہو جسے اس کی دلیل سے پہچانا گیا ہو یا اس کے حال کے مشابہ ہو اور روای نے بھی دلیل معرفت پر اعتماد کیا ہو۔ تو اس صورت میں نافی مثبت سے اولی ہوگا۔

قاعدہ نمبر 191۔

جب حالت مختلف ہو جائے تو خلیفہ اور اصل کے احکام میں فرق ہو جاتا ہے۔ (نورالانوار، ۲۹۹)

اس کی توضیح یہ ہے کہ اصل سے جو مقصود حاصل ہوتا ہے وہی مقصود خلیفہ سے بھی

www.waseemziyai.com

ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود اصل اور خلیفہ کے احکام میں فرق ہوتا ہے جیسے وضو کا خلیفہ تیمّم ہے وضو میں نیت شرط نہیں جبکہ تیمّم میں شرط ہے۔

اصل وخلف کے فرق

۱-قصاص ودیت:

قصاص کا سبب میت ہے اور یہ اسی وجہ سے مشروع ہوا ہے لہٰذا قصاص ابتدائی طور پر ورثاء کے حق میں ثابت ہوا ہے اگر چہ اصل میں یہ میت کو قتل کرنے کی وجہ مشروع ہوا ہے لیکن میت اس کی صلاحیت نہیں رکھتی کہ وہ خود قصاص لے یا قصاص کو معاف کرے، اس لئے اس کو میت کے ورثاء کی طرف منتقل کر دیا کیونکہ میت کے ورثاء کے حق میں ہی اس ثابت کرنا ضروری ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میت کی موت کا غم وغصہ تو اس کے ورثاء کو ہے جو قصاص سے ہی کم ہوسکتا ہے لہٰذا قصاص کا مطالبہ کرنے اور لازم کرنے کا حق میت کے ورثاء کو دے دیا گیا ہے اور یہ حق بھی میت کے ورثاء کو دے دیا گیا ہے کہ اگر وہ معاف کرنا چاہیں تو قصاص کو معاف کر دیا جائے گا۔

جبکہ دیت جو قصاص کا خلیفہ ہے اس کو ابتدائی طور پر میت کے حق میں ثابت کیا گیا ہے کیونکہ اس میں میت کے متعلق فوائد ہیں کہ دیت سے اس کے قرض ووصیت کے احکام اور احکام شرعیہ کی عدم ادائیگی پر فدیہ دیا جاسکتا ہے۔ اور اگر دیت کا مال بچ تو اس کے ورثاء کے کام آئے گا جسے میت کو ثواب ہوگا۔ یہی حکم اس کی دیت کو نیک کاموں پر خرچ کرنے کا ہے۔

قاعدہ نمبر 192۔

استہلال حیات پر دلالت ہے۔ (ہدایہ اوّلین، ۱۶۱)

جب کوئی بچہ یا بچی پیدا ہو اور اس کی آواز بلند ہو اُسے استہلال کہتے ہیں۔ جب کسی بچہ یا بچی میں استہلال ثابت ہو جائے تو اسے غسل، کفن اور اسکی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

www.waseemziyai.com

اس کا ثبوت یہ ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بچہ آواز بلند کرے اس کی نماز پڑھی جائے اور جس نے کوئی آواز نہ نکالی اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھے جائے گی۔ (ہدایہ بحوالہ نسائی)

انتباہ:

نماز جنازہ جن لوگوں کی ادا کی جائے اور جن کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اس کے بارے میں چند اصولی قواعد بیان کئے جاتے ہیں۔

۱- کافر والدین کے بچہ کی نماز جنازہ کا حکم:

وہ بچہ جس کے والدین کافر ہوں جو کہ فوت ہو چکے ہیں اور والدین کی وفات کے بعد ان کا بچہ بھی فوت ہوا تو کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی کیونکہ وہ اپنے والدین کے تابع ہوگا۔ اگر اس کے والدین میں سے کوئی ایک مسلمان ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ کیونکہ والدین میں سے جس کا دین بہتر ہوگا اس کی اتباع کی جائے گی۔

۲- مسلم ولی کے باپ کی نماز جنازہ کا حکم:

اگر کسی مسلمان شخص کا باپ فوت ہوا جو کہ کافر ہے تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی بلکہ اسے غسل اور کفن دیا جائے گا۔

۳- خودکشی والے کی نماز جنازہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جس ہتھیار سے خودکشی کرے گا تو دوزخ میں وہ ہتھیار اس شخص کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ شخص جہنم میں اس ہتھیار سے خود کو زخمی کرتا رہے گا اور جو شخص زہر سے خودکشی کرے گا وہ جہنم میں ہمیشہ زہر کھاتا رہے گا اور جو شخص پہاڑ سے گر کر خودکشی کرے گا وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ گرتا رہے گا۔ (مسلم، رقم الحدیث، ۱۰۹)

www.waseemziyai.com

جس نے خود کو قتل کرلیا خواہ عمداً ہو اس کو غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز جنازہ پڑھا جائے گا اسی پر فتویٰ ہے کیونکہ دوسرے مسلمان کو قتل کرنے کی بہ نسبت اگرچہ یہ زیادہ بڑا گناہ ہے جبکہ امام ابن ہمام نے امام ابو یوسف کے قول کو ترجیح دی ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے خودکشی کی تھی آپ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ (درمختار، ج۱، ص۵۸۴، بیروت)

جمہور علماء اہل سنت نے کہا ہے کہ کسی بڑے عالم یا مفتی کو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھانی چاہیے تاہم عام لوگوں کو چاہیے کہ وہ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔

اگر کسی نے خودکشی کی تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

۵- بدعقیدہ لوگوں کی نماز جنازہ:

بدعقیدہ کی نماز جنازہ اور جو بھی بدعقیدہ لوگوں کے تابع ہیں ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی کیونکہ نماز جنازہ ایک ایسی دعا ہے جس کے حقدار صرف مسلمان ہیں اور جس کا ایمان معتبر نہیں یا اسلام معتبر نہیں ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔

انتباہ:

نماز جنازہ کا سبب مسلم میت ہے یعنی ہر وہ شخص جو مسلمان ہوگا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اور جن لوگوں میں بدعقیدگی اس قدر پھیل چکی کہ ان کا دین وایمان معتبر نہیں تو ان کی نمازہ جنازہ بھی غیر معتبر ہوگی، کیونکہ حکم کا ترتب علت پر ہوتا ہے۔

فتنہ انکار حدیث:

ایک جماعت کے بدعقیدہ عالم نے لکھا ہے۔ ایک حدیث جس کو امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین نے لکھا ہے اور یہ صاحب اس کی سند کو تسلیم کرنے کے بعد محض اپنی عقل سے اس کا انکار نہ صرف خود کرتے ہیں بلکہ یوں لکھتے ہیں کہ اس طرح کی روایات کو لوگوں کے گلے سے نہ اتروایا جائے۔ یعنی خود منکر ہو کر دوسروں کو بھی حدیث کا منکر

www.waseemziyai.com

بنانے کے لئے اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے کا حکم صادر کر گئے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں منکرین حدیث جیسے بدعقیدہ لوگوں سے محفوظ فرمائے۔ امین۔

قاعدہ نمبر 193۔

ہر وہ شخص جو مبیع میں کسی طرح بھی شریک ہوگا اس کے لئے شفعہ ثابت ہو جائے گا۔ (القدوری)

اس کا مآخذ یہ اصل ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شفعہ ہر مشترک میں ہے۔ (سنن ابوداؤد، ج ۲، ص ۴۹۶، دار الحدیث ملتان)

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھر کا ہم سایہ سب سے زیادہ گھر کا حقدار ہے۔ (سنن النسائی ج ۲، ص ۲۳۴، امدایہ ملتان)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حق شفعہ ہر شریک کو حاصل ہے جبکہ فقہاء نے احادیث کی روشنی میں آسان اسلوب کے ساتھ شفعہ کے حقداروں کے درمیان حقوق لکھے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے قریبی شفعہ کا حقدار اور سب سے بعیدی شفعہ کا حقدار کون ہے۔

انتباہ:

حق شفعہ میں مسلمان اور ذمی برابر ہیں۔ جس طرح مسلمان کو حق شفعہ دیا گیا ہے اسی طرح ذمی کو بھی حق شفعہ دیا گیا ہے۔ (القدوری)

قاعدہ نمبر 194۔

احکام وصیت حظر واباحت کے موافق ہوتے ہیں۔

وہ افعال جن کی ممانعت احکام شرعیہ سے ثابت ہے ان کے لئے وصیت کرنا منع

www.waseemziyai.com

ہے اور وہ افعال جن کی بجا آوری کا شریعت نے حکم دیا ہو ان کے لئے وصیت کرنا واجب ہے۔ اباحت وصیت کا ثبوت یہ ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں مجھے ایسا درد لاحق ہوا کہ میں قریب المرگ ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ دیکھ رہے ہیں کہ درد سے میری حالت کیا ہے میں ایک مال دار شخص ہوں اور ایک لڑکی کے سوا میرا اور کوئی وارث نہیں ہے کیا میں دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا کہ نصف مال صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا؛ تہائی مال صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: تہائی مال بہت ہے اگر تم اپنے وارثوں کو خوشحال چھوڑ کر جاؤ تو یہ ان کو محتاج چھوڑنے سے بہتر ہے جس کے سبب وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے رہیں، اور تم جو کچھ اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرو گے تم کو اس کا اجر ملے گا حتیٰ کہ اس لقمہ کا بھی اجر ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔

(سنن ابوداؤد، ج ۲، ص ۳۹۵، دار الحدیث ملتان)

ممانعت وصیت کا ثبوت یہ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مرد اور عورت ساٹھ سال تک اللہ کی عبادت کرتے رہتے ہیں پھر ان کو موت آجاتی ہے اور وصیت میں کسی کو نقصان پہنچاتے ہیں تو ان کے لئے دوزخ واجب ہو جاتی ہے۔ (سنن ابوداؤد، ج ۲ ص ۳۹۶، دار الحدیث ملتان)

وصیت کی تعریف:

قریب المرگ آدمی کا موت کے بعد کسی شخص کو بہ طور احسان کسی چیز کا مالک بنانا وصیت کہلاتا ہے (یعنی کسی شخص کا اپنے مال میں ایسا تصرف جس کا اثر موت کے بعد مرتب ہو یہی وصیت ہے)۔ (کتاب التعریفات، ص ۱۱۱، مطبوعہ خیریہ مصر)

www.waseemziyai.com

وصیت کے فقہی احکام

۱-واجب:

وہ حقوق جن کو انسان ادا نہیں کر سکا ان کی وصیت کرنا واجب ہے وہ حقوق چاہے حقوق اللہ سے ہو جیسے زکوٰۃ ادا نہیں کی یا حج نہیں کیا یا اس سے نمازیں اور روزے چھوٹ گئے جن کی قضاء نہیں کی تو ان کے فدیے کے بارے میں وصیت کرے یا اگر مالی کفارہ ادا نہیں کیا تو اس کے لئے وصیت کرے اور اسی طرح بندوں کے وہ حقوق جن کو وہ ادا نہیں کر سکا ان کے متعلق وصیت کرے جیسے کسی کا قرض دینا ہے جس کا کسی کو پتہ نہیں، کسی کی امانت لوٹانی ہے، کسی کی کوئی چیز غصب کر لی تھی اس کو واپس کرنا ہے اس طرح کی وصیت کرنا واجب ہے۔

۲-مستحب:

دینی مدارس، مساجد، علماء، غریب قرابت داروں اور دیگر امور خیر کے لئے وصیت کرنا مستحب ہے۔

۳-مباح:

امیر رشتہ داروں اور دنیا دار لوگوں کے لئے وصیت کرنا مباح ہے۔

۴-مکروہ:

فساق اور فجار قسم کے لوگوں کے لئے وصیت کرنا مکروہ ہے۔

(ردالمحتار ج ۵، ص ۴۱۵، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

انتباہ:

ہر وہ کام جو زندگی میں اس کے لئے جائز و مباح تھا اس کے لئے وصیت کرنا مباح اور ہر وہ کام جس پر مال خرچ کرنا دنیا میں بھی اس کے لئے حرام تھا ایسی جگہ پر مال خرچ کرنے کے لئے اس کا وصیت کرنا بھی حرام ہوگا۔

www.waseemziyai.com

قاعدہ نمبر 195:

بہت سے حقوق واحکام اہلیت کے اٹھ جانے کی وجہ سے ختم ہو جاتے ہیں۔

اس کا ثبوت یہ حکم ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دینار یا دس دراہم سے کم (چوری) پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ (مصنف عبدالرزاق، ج۱۰،ص۲۳۳،مکتب اسلامی بیروت)

اس اثر سے معلوم ہوا کہ ایک دینار یا دس اراہم سے کم چوری کرنے والے کا ہاتھ نہ کاٹنے کا حکم اسی وجہ سے دیا گیا ہے کیونکہ حد سرقہ کے لزوم کی اہلیت کا حامل یہ عمل نہیں ہے

۱-اگر کسی نے چوری کی اور وہ نصاب حد سرقہ یعنی دس دراہم سے کم قیمت کی ہوئی تو اس چوری پر چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ مال مسروقہ میں یہ اہلیت نہیں کہ جس کی وجہ سے چور کا ہاتھ کاٹا جائے۔اسی طرح اس چیز کی چوری جو مال نہ ہو اس پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ حد سرقہ کے لئے اہلیت کا ہونا ضروری ہے اسی طرح اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ حدود کو نافذ کرے، نہ کہ جس کا دل چاہے وہ حدود کو نافذ کرتا پھرے ایسا جائز نہیں ہے۔

۲-شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا:

اگر کسی شخص کی بیوی فوت ہو جائے تو شرعی اعتبار سے شوہر اپنی بیوی کو نہ غسل دے سکتا ہے اور نہ چھو اور نہ دیکھ سکتا ہے کیونکہ جب وہ عورت اس کی بیوی تھی تو وہ اس کی مملوکہ تھی اور جیسے ہی وہ فوت ہوئی وہ اس کی ملکیت سے نکل گئی اور شوہر سے وہ اہلیت اُٹھ گئی جو حالت نکاح میں اس کو حاصل تھی۔اور اگر کسی کا شوہر فوت ہو جائے تو بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے کیونکہ شوہر کے وصال کے بعد بھی وہ عورت عدت میں ہے اور عدت کی مدت تک اس کی ملکیت میں ہے لہٰذا وہ اس عرصہ میں اپنے شوہر کو چھو، دیکھ اور غسل دے سکتی ہے۔

www.waseemziyai.com

۳-عدت:

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو وہ اس کے بعد مزید کوئی طلاق دینے کا حق نہیں رکھتا کیونکہ اس کی ملکیت سے نکاح کی اہلیت اٹھ چکی ہے۔اسی طرح طلاق ثلاثہ کے بعد وہی بیوی اگر شوہر اوّل سے نکاح کرنا چاہے تو بغیر حلالہ کے نکاح کرنا جائز نہیں، کیونکہ طلاقہ ثلاثہ کی وجہ سے دوبارہ والی اہلیت نکاح اٹھ چکی ہے۔

۴-شرط:

جب شرط فوت ہو جائے تو اس شرط کی وجہ سے اس پر مرتب ہونے والا حکم بھی فوت کر دیا جائے گا کیونکہ اس حکم کی تنفیذ تو شرط پر موقوف تھی اور جب شرط فوت ہوئی تو حکم بھی فوت ہو گیا۔

۵-کفارات:

کفارہ ظہار میں جب تک ظہار کرنے والا کفارہ ادا نہیں کرے گا اس وقت تک بیوی کے ساتھ جماع جائز نہ ہوگا کیونکہ قبل از کفارہ اہلیت جماع کا حکم اٹھ چکا ہے۔اسی طرح دیگر کفارات میں حکم کا اطلاق ادائیگی کے ساتھ ہوگا۔(نورالانوار، بتصرف، ص ۲۹۸)

قاعدہ نمبر 196:

ہر وہ عمل جو خصوصیت خاصہ سے ہو تو اس کا حکم عام نہیں ہو سکتا۔

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ افعال مبارکہ اس طرح بھی ہیں جو صرف آپ کے ساتھ خاص ہیں ان افعال میں امت کے لئے اتباع کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ آپ کی خصوصیت خاصہ سے میں سے ہیں۔

اس کا ثبوت یہ حکم ہے:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا نجاشی بھائی مر گیا، اٹھو اس کی نماز جنازہ پڑھو، پھر آپ صلی اللہ

www.waseemziyai.com

علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو صحابہ نے پیچھے صفیں باندھیں تو آپ نے چار تکبیریں کہیں، صحابہ کرام کو یہی گمان تھا کہ ان کا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے۔

(ابن حبان، ج ۵، ص ۴۰، بیروت)

اسی طرح کے مضمون کی کئی احادیث ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی اور ایسی خصوصیت تھی کہ جسے خصوصیت خاصہ کہا جائے گا کیونکہ کئی مواقع دوسرے مقامات پر بھی آئے لیکن آپ نے وہاں غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی اس سے یہ معلوم ہوا کہ غائبانہ نماز جنازہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی اور اگر یہ عمل امت کے لئے راہ عمل ہوتا تو آپ بیئر معونہ میں ستر صحابہ کے لئے بھی ضرور غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے جو کہ آپ کو اس قدر پیارے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے ایک ماہ تک خاص نماز کے اندر ان کو شہید کرنے والے کافروں کے لئے لعنت کرتے رہے۔ اسی طرح خلفاء راشدین کے سنہری ادوار سے لے کر چودھویں صدی تک پوری امت کا اجماع رہا کہ غائبانہ نماز جنازہ مباح نہیں کیونکہ اس کی شریعت میں کوئی ایسی اصل نہیں جس سے اس عمل کو بہ طور سنت سمجھا جائے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص

۱-نماز تہجد:

بعض علماء کے نزدیک تہجد کی نماز صرف آپ پر فرض تھی اور تا حیات فرض رہی اور صحیح یہ ہے کہ پہلے آپ پر تہجد فرض تھی اور بعد میں اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی اس کا ناسخ یہ حکم ہے۔

ترجمہ: رات کے کچھ حصہ میں تہجد پڑھیں جو آپ کے لئے نفل ہے۔ (الاسراء، ۷۹)

۲-غریب مسلمان کی کفالت:

جو مسلمان فقیر ہو اور وہ قرض ادا کئے بغیر فوت ہو جائے تو وسعت اور خوشحالی آنے

www.waseemziyai.com

کے بعد اس کا قرض ادا کرنا اور اس کے اہل وعیال کی کفالت کرنا آپ کے لئے فرض تھا۔

قاعدہ نمبر 197:

۱- جب دو آیتوں میں تعارض (ظاہرا) معلوم تو اسے سنت کی طرف پھیر دیا جائے گا۔

اس کا ماخذ یہ ہے:

۱- ترجمہ: پس تم جتنا آسانی سے قرآن پڑھ سکتے ہو، پڑھ لیا کرو۔ (المزمل، ۲۰)

اس آیت میں بالعموم یہ حکم بیان کیا گیا ہے کہ قراءت واجب ہے اس میں امام اور مقتدی دونوں شامل ہیں کیونکہ یہ حکم عام ہے اور صیغہ امر کا عموم سب کو شامل ہوتا ہے

۲- ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے، پس تم اس کو سنو اور خاموش ہو جاؤ۔

اس آیت میں خصوصی طور پر نفی کی گئی ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو تم خاموشی سے اسے سنو اور اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ ان دونوں آیات میں بیان کردہ احکام سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ان میں تعارض ہے کیونکہ ایک آیت میں ایسا حکم بیان کیا گیا ہے جو امام اور مقتدی سب کو شامل ہے جبکہ دوسری آیت میں جو حکم بیان کیا گیا ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ جب امام قرآن پڑھے تو مقتدی پر لازم ہے کہ وہ اسے سنے اور خاموش رہے۔ اس قاعدہ کے مطابق ان دونوں آیات کے احکام کو حدیث کی طرف پھر دیا جائے گا۔ اور وہ حدیث یہ ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس کا امام ہو پس امام کی قراءت اس کی قراءت ہے۔ (الحدیث) اسی طرح دوسری حدیث مبارکہ یہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک امام بنایا اسی لئے جاتا ہے تاکہ اس کی اتباع کیا جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور اور جب وہ قراءت کرے، پس تم چپ کر جاؤ۔ الخ،

(سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ پہلی آیت میں بیان کردہ عموم امام اور منفرد نمازی کو

www.waseemziyai.com

شامل ہے اور دوسری آیت میں بیان کردہ نفی کا حکم مقتدی کے ساتھ خاص ہے کہ جب کوئی نمازی حالت اقتداء میں ہوگا تب وہ قرأت نہیں کرے گا۔

۲- جب دو احادیث میں تعارض آجائے تو انہیں اقوال صحابہ اور قیاس کی طرف پھیر دیا جائے گا۔

۱- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف میں بلند آواز سے قرأت کی اور دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ نماز پڑھائی۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۹۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس روایت میں نماز کسوف کی ہر ایک رکعت میں دو رکوع کرنے کا بیان ہے جبکہ دوسری روایات میں ہے کہ نماز کسوف ایک رکعت میں ایک رکوع کے ساتھ پڑھی گئی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج کو گہن لگا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر طویل قیام کیا کہ لگتا تھا کہ آپ رکوع نہیں کریں گے، پھر آپ نے رکوع کیا تو لگتا تھا کہ رکوع سے سر نہیں اُٹھائیں گے، پھر قومہ کیا تو لگتا تھا کہ سجدے میں نہیں جائیں گے پھر سجدہ کیا تو لگتا تھا کہ سجدے سے سر نہیں اُٹھائیں گے، پھر آپ نے سجدے سے سر اُٹھایا اور دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح پڑھی۔ (سنن ابوداؤد، ج ۱ ص ۱۲۹، دار الحدیث ملتان)

نماز کسوف میں رکوع وسجود کے بارے بہت سی مختلف روایات ہیں کہ جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر رکعت میں ایک سے زائد رکوع کئے تھے اور کچھ روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دوسری نمازوں کی طرح نماز کسوف پڑھی تھی۔ لہٰذا جب دو احادیث میں تعارض آجائے تو اس قاعدہ کے مطابق قیاس کی طرف حکم کو پھیرا جائے گا۔ جب ہم نے نماز کسوف کو دوسری نمازوں پر قیاس کیا تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ کوئی نماز بھی ایک رکعت میں ایک سے زائد رکوع کے ساتھ ثابت نہیں ہے لہٰذا جس طرح دوسری نمازیں

www.waseemziyai.com

ایک رکعت میں ایک رکوع کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں نماز کسوف بھی اسی طرح ایک رکوع کے ساتھ پڑھی جائے گی۔ فقہاء احناف کے اس قیاس کی تائید حکم کے اعتبار سے اس حدیث سے بھی موئید ہورہی ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سورج اور چاند کو گرہن لگ جائے تو قریب کی پڑھی ہوئی فرض نماز کی مثل نماز پڑھو۔ (مسند احمد، ج۱، ص۳۳۳، دائرۃ المعارف عثمانیہ دکن)

اسی روایت سے علمائے اصول حدیث نے ایک قاعدہ ثابت کیا ہے وہ فرماتے ہیں جہاں روایات میں اضطراب پایا جائے تو مضطرب روایات پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ اور جس قدر بھی ایک سے زائد رکوع والی روایات ہیں وہ سب مضطرب ہیں۔

۳- جب دو قیاسوں میں تعارض آجائے تو کوئی قیاس ساقط نہ ہوگا بلکہ استصحاب حال پر عمل کیا جائے گا۔ (المنار، ص۱۹۳)

اس کی مثال گدھے کے جوٹھے کے پاک وناپاک ہونے میں قیاسی اختلاف ہے جو کہ قاعدہ نمبر ۱۴۸ میں بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کردیا گیا ہے۔

قاعدہ نمبر 198:

جب صاحب شرع کا کلام دو احتمالوں میں برابر ہو تو وہ کلام مجمل ہوگا اور کسی ایک احتمال کو دوسرے احتمال سے اولی قرار نہیں دیا جائے گا۔

اس کا ثبوت اس حکم سے ہے۔

ترجمہ: اور طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین قروء روک رکھیں۔ (البقرہ، ۲۲۸)

اس آیت میں لفظ [redacted] کی عدت کے بارے میں مجمل ہے کیونکہ یہ دو معنوں میں مساوی احتمال رکھتا ہے اس کا ایک معنی ''حیض'' جبکہ دوسرا معنی ''طہر'' ہے۔ فقہاء احناف اس سے مراد حیض لیتے ہیں جبکہ امام شافعی اس سے مراد طہر لیتے ہیں اور اسی وجہ سے اس مسئلہ میں احناف وشوافع کے درمیان اختلاف ہے۔

www.waseemziyai.com

فقہاء احناف فرماتے ہیں کہ اس آیت میں لفظ ''ثلاثۃ'' استعمال ہوا ہے جو خاص ہے اور خاص کے حکم کو بغیر کسی کمی وبیشی کے ساتھ پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر یہاں قروء سے مراد طہر لیا جائے تو تین کا عدد پورا نہ ہوگا کیونکہ طلاق کی مشروعیت شرعی طہر میں ہے اور جب کوئی شخص حالت طہر میں اپنی بیوی کو طلاق دے، تو اسے طہر سے شمار کریں تو یہ دو طہر بنیں گے یا چار طہر بن جائیں گے اور اگر کوئی کہے کہ اڑھائی طہر بن جائیں گے تو ان تینوں صورتوں میں خاص پر عمل نہ ہوگا کیونکہ خاص کا حکم تو یہ ہے کہ عدت میں تین کے عدد کو پورا کیا جائے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ طلاق تو حالت حیض میں بھی ہو جاتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ طلاق کی اصل مشروعیت صرف حالت طہر میں ہے اور اگر کوئی حالت حیض میں طلاق دیتا ہے وہ طلاق تو ہو جائے گی البتہ اسے طلاق بدعت کہیں گے۔

احناف کا اجمالی معنی میں ترجیح کی علت:

اس قاعدہ کے مطابق یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مساوی احتمالین لفظ ہو تو مجمل سمجھا جائے گا اور مجمل میں ایک احتمال کو دوسرے پر ترجیح نہیں دی جاسکتی، تو پھر احناف نے کس طرح قروء سے مراد حیض لے کر اسے طہر پر ترجیح دی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ احکام میں خاص کا حکم اپنے بلند مرتبہ کی وجہ سے اس شان کے لائق ہے کہ اسے کسی پختہ دلیل کی بناء پر ترجیح دے کر عمل کو یقینی بنایا جائے۔

قاعدہ نمبر 199۔

حکم خاص سے استدلال کرتے ہوئے عمومی حکم کو ثابت نہیں کیا جائے گا۔

اس قاعدہ کا ماخذ یہ ہے:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان عرفات سے واپس لوٹے تو میں آپ کے ساتھ سوار تھا، جب آپ گھاٹی پر آئے تو آپ نے سواری بٹھائی اور قضاء حاجت کے لئے نیچے اتر گئے جب

www.waseemziyai.com

واپس آئے تو میں نے برتن سے پانی لے کر آپ کو وضو کرایا، پھر آپ سوار ہو کر مزدلفہ آئے اور وہاں مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھا۔

(مسلم، ج۱، ص۴۱۶، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں نماز مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھنے کا ثبوت ہے جو کہ ایام حج میں اس کے احکام کے ساتھ خاص ہے لہٰذا اس حدیث سے کوئی یہ استدلال کرتے ہوئے نہیں کہہ سکتا کہ نماز مغرب اور عشاء کو جہاں چاہیں جمع کر کے پڑھ سکتے ہیں کیونکہ حکم خاص سے عمومی حکم کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

حکم عام کے استدلال سے حکم خاص کی تخصیص:

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر وقت مقررہ پر فرض ہے۔ (النساء)

اس آیت میں بیان کردہ حکم کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر نماز کو اس کے مقررہ وقت کے اندر ادا کرنا ضروری ہے اس سے معلوم ہوا کہ دو نمازوں کو جمع کرنے والا حکم ایام حج میں اس کے مناسک ادا کرنے والے کے ساتھ خاص ہے لہٰذا اس عام حکم کو اس سے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ دو نمازوں کو جمع کرنے کے باوجود اس عمومی حکم یعنی ہر نماز کو اس کے وقت کے اندر پڑھا جائے اس پر بھی عمل ہوگا۔

قاعدہ نمبر 200۔

احکام شرعیہ کا نسخ اعتبارات شرعیہ میں سے ہے۔

بہت سے احکام شرعیہ ایسے بھی ہیں جو ابتدائے اسلام میں تھے اور بعد میں ادلہ شرعیہ کے ساتھ وہ منسوخ ہو گئے ہیں اور اب ان کو منسوخ کرنے والے یعنی ناسخ احکام پر عمل کیا جاتا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے:

ترجمہ: ہم جو آیت منسوخ کر دیتے ہیں یا اس کو بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی آیت لے آتے ہیں۔ (البقرہ، ۱۰۶)

www.waseemziyai.com

نسخ کا معنی ومطلب:

نسخ کا معنی ہے کسی چیز کو زائل کرنا، کسی چیز کو مٹا کر اس کی جگہ دوسری چیز کو اس کا قائم مقام کرنا۔ (قاموس، ج۱، ص۵۳۳، بیروت)

جبکہ اصطلاح شرح میں نسخ کی تعریف یہ ہے کہ ناسخ وہ دلیل شرعی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ناسخ سے پہلے جو حکم کسی دلیل شرعی سے ثابت تھا وہ حکم اب نہیں ہے اور ناسخ کی یہ دلیل پہلے حکم سے متاخر ہوتی ہے اور اگر یہ ناسخ نہ ہوتا تو وہی حکم ثابت رہتا۔ (تفسیر کبیر ج۱، ص۴۳۳، دار الفکر بیروت)

اسی طرح علامہ تفتازانی لکھتے ہیں نسخ یہ ہے کہ ایک دلیل شرعی کے بعد ایک اور دلیل شرعی آئے جو پہلی دلیل شرعی کے حکم کے خلاف کو واجب کرے۔

(توضیح تلویح، ص۳۱، دار الکتب مصر)

منسوخ احکام

۱- وارثین کے لئے وصیت کا حکم:

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کو موت آئے تو اگر وہ کچھ مال چھوڑ دے تو اس پر فرض کیا گیا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کے لئے دستور کے مطابق وصیت کرے یہ پرہیزگاروں کا حق ہے۔ (البقرہ، ۱۸۰)

اس آیت میں بیان کردہ حکم وصیت جو وارثین کے لئے ہے اس کا ناسخ یہ حکم ہے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے اس لئے اب وارث کے لئے وصیت جائز نہیں ہے۔ (سنن ابوداؤد، ج۲، ص۳۹۶، دار الحدیث ملتان)

۲- رات کے روزے کا حکم:

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے

www.waseemziyai.com

پہلے لوگوں پر روزے رکھنا فرض تھے تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔ (البقرہ،۱۸۳)

اس آیت کا تقاضہ یہ ہے کہ جس طرح پہلی امتوں کے لوگ رات کو بھی روزہ رکھا کرتے تھے تو ہمیں بھی اسی طرح رات کے وقت میں بھی کھانے، پینے اور جماع سے رکنا ہوگا، لیکن رات کو روزہ رکھنے کا حکم منسوخ کر دیا گیا اور اس کا ناسخ یہ حکم ہے۔

ترجمہ: روزے کی رات میں تمہارے لئے عورتوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا۔ (البقرہ،۱۸۷)

۳-حرمت والے مہینوں میں قتال کا حکم:

ترجمہ: لوگ آپ سے ماہ حرام میں قتال کا حکم پوچھتے ہیں آپ فرمایئے کہ ان مہینوں میں قتال کرنا بڑا گناہ ہے۔ (البقرہ،۲۱۷)

اس حکم کا ناسخ یہ حکم ہے

ترجمہ: اور تم سب مشرکوں سے قتال کرو جیسا کہ وہ تم سے قتال کرتے ہیں۔ (التوبہ،۳۶)

۴-ایک سال کی عدت کا حکم:

ترجمہ: اور وہ لوگ جو تم میں سے فوت ہو جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ اپنی بیویوں کے لئے ان کو گھر سے نکالے بغیر ایک سال کا خرچ دینے کی وصیت کر جائیں، پھر اگر وہ (خود) نکل جائیں تو تم پر اس کام کا کوئی گناہ نہیں ہے جو انہوں نے دستور کے مطابق کیا۔ (البقرہ،۲۴۰)

اس آیت میں وہ عورت جس کا شوہر فوت ہو جائے اس کی عدت ایک سال مقرر ہے جبکہ یہ حکم دوسرے مندرجہ ذیل حکم سے منسوخ ہے

ترجمہ: اور جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ عورتیں چار ماہ دس دن کی عدت گذاریں۔ (البقرہ،۲۳۴)

www.waseemziyai.com

۵-عورتوں کی قید کا حکم:

ترجمہ: اور تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کریں تو ان کے خلاف اپنے چار مردوں کی گواہی طلب کرو، پھر وہ ان کے خلاف گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں اس وقت تک قید رکھو حتیٰ کہ انہیں موت آجائے، یا اللہ ان کے لئے کوئی راہ پیدا فرمادے۔

(اور کوئی حد مقرر کردے) (النساء،۱۵)

اس آیت میں عورتوں کی بدکاری پر انہیں قید کرنے کا حکم ہے جو حد زنا والی آیت کے حکم سے منسوخ ہوگیا ہے۔

ترجمہ: زانیہ عورت (غیر شادی شدہ) اور زانی مرد (غیر شادی شدہ) ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ (النور،۲)

۶-زانی مرد و عورت کا نکاح:

ترجمہ: زانی مرد صرف زانیہ عورت یا مشرکہ عورت سے نکاح کرے اور زانیہ عورت صرف زانی یا مشرک مرد سے نکاح کرے اور مسلمانوں پر یہ نکاح (حرام) کردیا گیا ہے۔ (النور،۳)

اس آیت میں زانی مرد ہو یا عورت اس کے نکاح کو انہیں کے ساتھ خاص کردیا گیا ہے جبکہ دوسری آیت میں اس حکم کو منسوخ کرتے ہوئے زانی مرد و عورت کے نکاح کو بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح عام رکھا گیا ہے۔

ترجمہ: تو اپنی پسند کے موافق عورتوں سے نکاح کرو۔ (النساء،۳)

۷-تعدد ازواج کا حکم:

ترجمہ: ان (موجودہ ازواج) کے بعد اور عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں ہیں اور نہ یہ کہ آپ ان بیویوں کی جگہ اور بیویاں تبدیل کریں، خواہ ان کا

www.waseemziyai.com

حسن آپ کو پسند ہو سوائے اس کنیز کے جو آپ کی ملک ہو۔ (الاحزاب،۵۲)

جب ازواج مطہرات نے عسرت اور تنگی کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا پسند کرلیا اور مزید خرچ کا مطالبہ نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی، اس کے بعد اس حکم کو منسوخ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مزید نکاح کرنے کی اجازت دے دی، اگرچہ اس اجازت کے باوجود آپ نے کوئی نکاح نہ فرمایا۔

ترجمہ: اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کے لئے آپ کی وہ بیویاں حلال فرما دی ہیں جن کا آپ مہر دے چکے ہیں اور وہ کنیزیں جو آپ کی ملک ہیں جو اللہ نے آپ کو مال غنیمت میں عطا فرمائی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں۔ الخ (الاحزاب،۵۰)

۸-تنہائی میں صدقہ کا حکم:

ترجمہ: اے ایمان والو؛ جب تم تنہائی میں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کچھ عرض کرنا چاہو تو اپنی بات عرض کرنے سے پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو۔ (المجادلہ،۱۲)

اس حکم کی ناسخ یہ آیت ہے:

ترجمہ: کیا تم تنہائی میں اپنی بات عرض کرنے سے پہلے صدقہ دینے سے گھبراتے ہو؟ جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے رحمت سے تم پر رجوع کیا تو نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ (عزوجل) اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو۔ (المجادلہ،۱۳)

حرف آخر:

یہی وہ دین اسلام ہے جو تمام سابقہ ادیان کو منسوخ کرنے والا ہے اور اس کے

www.waseemziyai.com

احکام ابدی وازلی ہیں ''الحمد للّٰہ علی احسانہ'' کتاب قواعد فقہیہ مع فوائد رضویہ کے اختتامی جملے لکھنے کے ساتھ ہی ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ وہ اس کے مصنف، ناشر اور تمام قارئین کو اپنے لطف وکرم سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ اور سب قارئین فقہاء کرام مذاہب اربعہ کے لئے ضرور دعا کریں کہ جن کی بے پناہ محنتوں سے آج امت مسلمہ کو احکام شرعیہ کے سمجھنے میں آسانی میسر ہوئی ہے شریعت اسلامیہ کے حقائق اور سچائی کے عظیم الشان جواہر کسی بھی اہل نظر کی نگاہ سے بعید نہیں ہیں اور یہی احکام شرعیہ ہیں کہ جس سے انسان کا ظاہر پاک ہوتا ہے اور اسی طرح باطنی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور جب کوئی شخص باطنی پاکیزگی حاصل کر لیتا ہے تو اسے بارگاہ الٰہی میں مقام قرب نصیب ہوتا ہے جہاں سے معرفت الٰہی کی طرف اس خلیفہ ونائب کی رسائی کی ابتداء ہوتی ہے اور ایک نیک وصالح مومن یہاں معرفت کی پہلی سیڑھی پر سوار ہو کر منازل طے کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اسے وہ مقام نصیب ہو جاتا ہے جسے معرفت الٰہی کہتے ہیں۔

یا اللہ! کس سے پوچھوں تیری معرفت کا حال
یقین والے ملتے نہیں گمان والے گم ہیں

(الفقیر بُر تقصیر من قلم الحقیر حررہ لفظہ التحریر)

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ناشر ملک شبیر حسین صاحب کو ایمان وعمل صالح اور دین کی خدمت میں استقامت عطا فرمائے۔ اور ان کی نیک دعاؤں کو قبول فرمائے، امین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.waseemziyai.com

ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر کی تصانیف، ترجمہ، شرح و تخریج کی ہوئی کتب

تنظیم المدارس اہلِ سنّت پاکستان کے نصاب کے مطابق

جہانگیری
انتخاب تفسیر جلالین

جہانگیری
مشکوٰۃ المصابیح

جہانگیری
انتخاب احادیث
صحیح بخاری و صحیح مسلم

جہانگیری
مجمع البحرین من علوم الشیخین المصری والزبیدی
شرح القدوری

جہانگیری
ریاض الصالحین

جہانگیری
اربعین نووی

جہانگیری
نحو میر

آسان ترجمہ، تخریج، لغوی تشریح، عمدہ کتابت، بہترین طباعت

فانتظروا انی معکم من المنتظرین

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

www.waseemziyai.com